ظاہری و باطنی علوم و معارف پر عظیم ذخیرہ احادیث و روایات

شرح ریاض الصّٰلحین

تالیف:

الامام ابی زکریا یحیی بن شرف النووي الدمشقي

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

شارح: علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز

Marfat.com

شرح

ریاض الصّالحین

تالیف

الامام ابی زکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی

۶۳۱ـ۶۷۶ھ

جلد دوم

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

شارح:

اُستاذُ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

2

شرح ریاض الصّالحین

با اہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت دسمبر 2014ء

قیمت =/400 روپے

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 37246006-042

Marfat.com

ترتیب

باب 41: والدین کی نافرمانی اور رشتہ داری کے حقوق کی
خلاف ورزی کا حرام ہونا ۲۲
قطع رحم کرنے والوں پر وعید کا بیان ۲۲
عہد توڑنے والوں کیلئے سخت وعید کا بیان ۲۲
والدین کو اف تک کہنے کی ممانعت کا بیان ۲۳
بیٹے کا مال باپ کی ملکیت میں ہونے کا عجیب واقعہ ۲۳
والدین کی نافرمانی کرنے کی ممانعت کا بیان ۲۴
والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہونے کا بیان ۲۴
دوسروں کے والدین کو گالی دینے کی ممانعت کا بیان ۲۵
قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا ۲۵
راوی حدیث حضرت جبیر بن معطم کے احوال کا بیان ۲۶
حرام قرار دیئے جانے والوں کاموں کا بیان ۲۶
ایمان کا حق مقدم ہونے کا بیان ۲۷
راوی حدیث مغیرہ بن شعبہ کے احوال کا بیان ۲۷
باب 42: باپ، ماں، قریبی رشتہ داروں، بیوی اور شوہر کے
دوستوں کے ساتھ اور ہر اس شخص کے ساتھ اچھائی کرنے
کی فضیلت جس کا احترام کرنا بہتر ہو ۲۸
والدین کے دوستوں سے حسن سلوک کرنے کا بیان ۲۸
والدین کے دوستوں کے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے
کا بیان ۲۸
والد کی دوستی اور حسن سلوک کا بیان ۲۹
راوی حدیث عبداللہ بن دینار کے احوال کا بیان ۲۹
والدین کے دوستوں کے احترام کا بیان ۳۰
راوی حدیث مالک بن ربیعہ کے احوال کا بیان ۳۰
فوت شدہ خاتون کی سہیلیوں کو تحائف بھیجنے کا بیان ۳۰
انصار کے ساتھ حسن سلوک کا بیان ۳۱
باب 43: نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم اور ان کی فضیلت
کا بیان ۳۲
نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کا بیان ۳۲
شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں کا تقویٰ حاصل ہونے کا بیان ۳۴
اہل بیت پر اطلاق سے متعلق روایات کا بیان ۳۵
قرآن اور اہل بیت کے ساتھ ہدایت ہونے کا بیان ۳۶
حضرت جعفر طیار بن ابو طالب کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا
کا بیان ۳۹
راوی حدیث یزید بن حیان کے احوال کا بیان ۴۰
اہل بیت سے عقیدت رکھنے کا بیان ۴۰
باب 44: علماء، بڑی عمر کے لوگوں، فضیلت رکھنے والے لوگوں
کی تعظیم کرنا اور انہیں دوسروں پر ترجیح دینا ان کے بیٹھنے کی جگہ
کو بلند رکھنا اور ان کے مرتبے کا اظہار کرنا ۴۲
دین کے علماء کی فضیلت کا بیان ۴۲
قرآن وسنت کے علماء کی فضیلت کا بیان ۴۴
راوی حدیث عقبہ بن عمرو کے احوال کا بیان ۴۶
عمر رسیدہ لوگوں کے احترام کا بیان ۴۶
نماز کی صفوں میں سمجھ دار لوگوں کو پہلی میں کھڑا کرنے کا بیان ۴۷
بڑوں کو پہلے گفتگو کرنے کا موقع دینے کا بیان ۴۷
راوی حدیث حضرت سہل بن ابی حثمہ کے احوال کا بیان ۴۹

Marfat.com

عالم قرآن کی قبر میں حوصلہ افزائی کرنے کا بیان ۴۹
اشیاء دینے کے ابتداء بڑوں سے کرنے کا بیان ۴۹
عالم کی فضیلت وتعظیم کا بیان ۵۰
بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے کا بیان ۵۱
لوگوں سے حیثیت کے مطابق سلوک کرنے کا بیان ۵۱
معاف کرنے اور جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان ۵۲
بڑوں کے احترام کے سبب باتیں نہ کرنے کا بیان ۵۲
راوی حدیث حضرت سمرہ بن جندب کے احوال کا بیان ۵
بڑوں کے احترام کا صلہ دنیا میں مل جانے کا بیان ۵۳
باب 45: نیک لوگوں کی زیارت کرنا' ان کے ساتھ بیٹھنا' ان کی صحبت اختیار کرنا' ان سے محبت کرنا' ان کی زیارت کی خواہش رکھنا' ان سے دعا کروانا اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کرنا ۵۴
دوسمندروں کے ملنے کی جگہ پر نیک بندے کی زیارت کیلئے جانے کا بیان ۵۴
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ کا ایک بندہ ۵۴
علم باطنی سیکھنے کا بیان ۵۵
فقراء کی عظمت وشان کا بیان ۵۶
نیک لوگوں کی زیارت کیلئے جانے کا بیان ۵۷
بھائی کی زیارت کیلئے جانے کا بیان ۵۷
مریض کی عیادت کے سبب حصول جنت کا بیان ۵۸
بیمار کی عیادت کرنے کی فضیلت کا بیان ۵۹
اچھے یا برے ساتھی کی مثال کا بیان ۵۹
چار وجہ سے نکاح کرنے کا بیان ۶۰
فرشتوں کے نازل ہونے کا بیان ۶۱
نیک لوگوں کو کھانا کھلانے کا بیان ۶۲
آدمی کا اندازہ اس کے دوست کے سبب سے ہونے کا بیان ۶۲
آدمی محبت کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے ۶۳
اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کرنے کا بیان ۶۳
محبت کرنے والا ساتھ ہوگا ۶۵
ارواح کے ذریعے روحانی باہمی تعلق کا بیان ۶۶
حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان ۶۷
حضرت اسیر بن عمرو کے احوال کا بیان ۷۶
دوسروں کیلئے دعا کرنے کی فضیلت کا بیان ۷۶
مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھنے کیلئے خصوصی طور پر جانے کا بیان ۷۷
باب 46: اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے کی فضیلت' اس کی ترغیب اور ایک شخص کا دوسرے شخص کو یہ بتانا' جس سے وہ محبت کرتا ہو' وہ اس سے وہ محبت کرتا ہے اور جب وہ اسے اس بارے میں بتانے لگے تو کیا کہے ۷۸
اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے محبت کرنے کا بیان ۷۸
صحابہ کرام کی باہمی محبت کا بیان ۷۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا بیان ۸۰
ہجرت کرنے والوں سے محبت کرنے کا بیان ۸۱
ایمان کی لذت کا بیان ۸۱
قیامت کے دن سات طرح کے لوگوں کو سایہ نصیب ہونے کا بیان ۸۲
اللہ کے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے کا بیان ۸۳
باہمی محبت کے ذریعے ایمان کے کامل ہونے کا بیان ۸۳
مسلمانوں کے باہمی بھائی چارے کے فروغ کی فضیلت کا بیان ۸۴
محبت وبغض محض اللہ کی رضا کیلئے ہونا چاہیے ۸۴
اولیاء اللہ کا قیامت کے دن نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہونے کا بیان ۸۵
نبی کریم ﷺ کی محبت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنے کا بیان ۸۶

Marfat.com

راوی حدیث حضرت عائذ بن عبیداللہ بن عمر کے احوال کا بیان ۸۷
محبت کرنے والے کو بتادینے کا بیان ۸۸
راوی حدیث مقداد بن معدی کے احوال کا بیان ۸۸
باہم محبت کرنے اور وصیت کرنے کا بیان ۸۸
مسلمانوں کی باہمی محبت کے سبب اللہ کی محبت حاصل ہونے کا بیان ۸۹
باب 47: بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اور اس بات کی ترغیب کہ ایسے اخلاق پیدا کئے جائیں اور ان کے حصول کی کوشش کی جائے ۸۹
نبی کریم ﷺ کی اتباع کے سبب اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہونے کا بیان ۹۰
نبی کریم ﷺ کی اتباع وحفاظت دین کیلئے جہاد کرنے کا بیان. ۹۰
فتنہ ارتداد ومنکرین زکوٰۃ سے مقابلہ کرنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان ۹۰
اولیاء اللہ سے عداوت کے سبب اللہ کی دشمنی مول لینے کا بیان.. ۹۲
ولی اللہ سے لوگوں کو محبت کرنے کا حکم دینے کا بیان ۹۲
سورہ اخلاص سے محبت کرنے کے سبب اللہ کی محبت حاصل ہونے کا بیان ۹۴
باب 48: نیک لوگوں اور کمزوروں اور غریبوں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کی تلقین ۹۵
مسلمانوں کا تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان ۹۵
یتیم وسائل سے اچھا سلوک کرنے کا بیان ۹۶
نیک لوگوں کو تکلیف پہنچانے کے سبب سخت وعید کا بیان ۹۶
حقوق اللہ کی ادائیگی کا لحاظ رکھنے کا بیان ۹۷
باب 49: لوگوں کے ظاہر پر حکم جاری کرنا اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ۹۷
تائب ہو کر نماز وزکوٰۃ کے احکام پر عمل پیرا ہونے والوں کیلئے رعایت کا بیان ۹۷
احکام دین پر کاربند نہ ہونے والوں کے خلاف سختی کرنے کا بیان ۹۸
دامن توحید میں آنے والے کیلئے امن کا بیان ۱۰۰
راوی حدیث طارق بن اشیم کے احوال کا بیان ۱۰۱
اظہار توحید کے بعد قتل کرنے کی ممانعت کا بیان ۱۰۱
راوی حدیث مقداد بن اسود کے احوال کا بیان ۱۰۱
کسی کے کلمہ طیبہ پڑھ لینے کے بعد اس کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان ۱۰۲
کلمہ گو مسلمان کے قاتل کی عبرت ناک موت کا بیان ۱۰۳
قیامت کے دن کلمہ کا قاتل سے سوال کرنے کا بیان ۱۰۴
راوی حدیث حضرت جندب بن عبداللہ کے احوال کا بیان ۱۰۴
قاعدہ فقہیہ کا بیان ۱۰۵
باب 50: خوف کا بیان ۱۰۵
رونے اور آنسو بہانے کے مفہوم کا بیا ۱۰۵
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان ۱۰۶
ظالموں کو مہلت کے بعد پکڑ لینے کا بیان ۱۰۶
قیامت کے دن اپنی اپنی فکر کرنے کا بیان ۱۰۷
قیامت کا نام صاخہ ہونے کا بیان ۱۰۷
قیامت کے دن نفسا نفسی ہونے کا بیان ۱۰۸
قیامت کے زلزلہ عظیم کا بیان ۱۰۸
خوف الٰہی اور دو جنتوں کا بیان ۱۰۹
خوف الٰہی کی کیفیت میں فوت ہونے کیلئے دو جنتیں ہونے کا بیان ۱۰۹
اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت ۱۱۰
تقدیر کے غالب آجانے کا بیان ۱۱۰
جہنم کا ستر ہزار لگاموں کے ساتھ آنے کا بیان ۱۱۲
دوزخ میں کم یا زیادہ عذاب ہونے کا بیان ۱۱۳

Marfat.com

دوزخ کی آگ کا دنیاوی آگ سے ستر زیادہ ہونے کا بیان... ۱۱۳
جہنم کا لوگوں کو مختلف انداز میں پکڑنے کا بیان ۱۱۴
نصف کانوں تک پسینے میں ڈوب جانے کا بیان ۱۱۴
کم ہنسے اور زیادہ رونے کی کیفیت کا بیان ۱۱۴
قیامت کے دن مختلف حیثیتوں سے پسینے کے آنے کا بیان..... ۱۱۵
قیامت کے دن لوگوں کے پسینے کا بیان ۱۱۷
ستر سال کی مسافت میں پتھر کا جہنم میں پہنچنے کا بیان...... ۱۱۸
جہنم کی آگ کے سیاہ ہوجانے کا بیان ۱۱۸
جہنم سے بچنے کی تعلیم کا بیان ۱۱۸
خوف الٰہی اور آسمان کے چرچرانے کا بیان ۱۱۹
قیامت کے دن ہونے والے سوالات کا بیان ۱۲۱
راوی حدیث نضلہ بن عبید کے احوال کا بیان ۱۲۱
قیامت کے دن زمین کا انسان کے اعمال پر گواہی دینے کا بیان ۱۲۱
اسرافیل کے صور پھونکنے کیلئے تیار بیٹھنے کا بیان ۱۲۳
صور کے معنی ومفہوم کا بیان ۱۲۳
خوف کے سبب عبادت میں جلدی لگ جانے کا بیان ۱۲۴
قیامت کے لوگوں کے برہنہ پاؤں وجسم ہونے کا بان ۱۲۴
باب 51: اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید کا بیان ۱۲۶
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا بیان ۱۲۶
بارگاہ الٰہی سے منہ پھیر لینے والے کیلئے عذاب کا بیان ۱۲۶
تکذیب کرنے والے کیلئے عذاب کا بیان ۱۲۷
اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا بیان...... ۱۲۷
جنت وجہنم کے برحق ہونے کا بیان ۱۲۷
توحید ورسالت کی گواہی پر خاتمہ ہونے والے کیلئے جنت کا بیان...... ۱۲۸
عقیدہ توحید کی اہمیت کا بیان...... ۱۲۹
مشرک کیلئے جہنم میں جانے کا بیان ۱۳۰
توحید ورسالت کی شہادت دینے والے پر جہنم کی آگ کے حرام ہونے کا بیان ۱۳۰
کھانے پر دعا مانگنے کا بیان...... ۱۳۱
برکت کیلئے گھر میں نماز پڑھنے کا بیان ۱۳۲
مہربان ماں سے زیادہ رحمت ہونے کا بیان ۱۳
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا غضب پر غالب آجانے کا بیان ۱۳۴
اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصوں کا بیان ۱۳۵
توبہ سے گناہوں کی بخشش ہوجانے کا بیان ۱۳۷
اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا بیان ۱۳۷
بخشش مانگنے والوں کی اہمیت کا بیان ۱۳۸
جنت کی بشارت دینے کا بیان ۱۳۸
امت کیلئے نبی کریم ﷺ کی بخشش کی دعا کا بیان...... ۱۳۹
شرک نہ کرنے والوں کیلئے بخشش ہوجانے کا بیان ۱۴۰
قبر میں قول ثابت پر استقامت کا بیان...... ۱۴۰
کافر اور مؤمن کے نیک اعمال کا بیان ۱۴۱
پانچ نمازوں کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان ۱۴۱
چالیس بندوں کا نماز جنازہ پڑھنے کے سبب بخشش ہونے کا بیان ۱۴۲
چالیس افراد کی اہمیت کا بیان ۱۴۳
یہودی اور عیسائی کا بہ طور فدیہ جہنم میں جانے کا بیان ۱۴۳
اہل ایمان کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنے کا بیان ۱۴۴
نماز کے سبب گناہوں کی مغفرت کا بیان ۱۴۵
نماز کے سبب قابل سزا گناہوں کی مغفرت کا بیان ۱۴۶
کھانا کھانے کے بعد حمد وشکر کرنے کی فضیلت کا بیان ۱۴۷
توبہ کرنے والے کیلئے دن رات رحمت کی وسعت کا بیان...... ۱۴۷
حضرت عمرو بن عبسہ کا قبول اسلام اور ارکان اسلام کا بیان..... ۱۴۸
راوی حدیث عمرو بن عبسی سلمی کے احوال کا بیان...... 151
نبی مکرم علیہ السلام کا وصال بھی امت کیلئے رحمت ہوتا ہے..... 151

Marfat.com

باب 52: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنے کی فضیلت ۱۵۲

اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھنے والے مؤمن کی حفاظت کا بیان .. ۱۵۲

اللہ کا ذکر کرنے والی جگہ پر رحمت ہونے کا بیان ۱۵۳

اللہ تعالیٰ کے بارے میں رحمت کا گمان رکھنے کا بیان ۱۵۴

کثیر گناہوں کی بخشش ہو جانے کا بیان ۱۵۴

باب 53: خوف اور امید کو اکٹھا کرنا ۱۵۵

صحت وتندرستی اور فراغت کے حالات میں خوف وامید رکھنے کا بیان ۱۵۵

اللہ کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں ۱۵۶

قیامت کے دن نیک لوگوں کے چہرے چمکتے ہوں گے ۱۵۶

سیاہ چہرے والے اور سفید چہرے والے کون لوگ ہیں ۱۵۶

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا انجام ذلت ورسوائی ۱۵۷

نیک لوگوں کیلئے جنت جبکہ بدکار لوگوں کیلئے دوزخ ہونے کا بیان ۱۵۷

قیامت کے دن میں اعمال کے تولے جانے کا بیان ۱۵۷

اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رحمت کی وسعت کا بیان ۱۵۸

جنازے کو جلدی لے جانے اور رحمت کی امید کا بیان ۱۵۹

جنت اور جہنم کے قریب ہونے کا بیان ۱۶۰

باب 54: اللہ کی بارگاہ میں رونے کی فضیلت اور اس کی بارگاہ (میں حاضری) کا اشتیاق ۱۶۰

خوف الٰہی سے رونے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا بیان ۱۶۰

خوف الٰہی سے رونے کی ترغیب دلانے کا بیان ۱۶۱

نبی کریم ﷺ کا تلاوت قرآن سن کر آنسو بہانے کا بیان ۱۶۱

خوف سے متعلق وعظ سن کر رونے کا بیان ۱۶۱

خوف الٰہی کے سبب رونے والے کیلئے جہنم نہ ہونے کا بیان .. ۱۶۲

خوف الٰہی کے سبب بہنے والے آنسوؤں کے سبب سایہ رحمت نصیب ہونے کا بیان ۱۶۲

نماز میں خوف الٰہی کے سبب رونے کا بیان ۱۶۳

حضرت ابی بن کعب اور تلاوت قرآن پر رونے کا بیان ۱۶۳

رسول اللہ ﷺ کے فراق میں رونے کا بیان ۱۶۴

نرم دلی کے سبب رونے کا بیان ۱۶۵

دنیاوی نعمتوں پر رونے کا بیان ۱۶۵

اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسو کا بیان ۱۶۶

دلوں پر رقت طاری کرنے والے وعظ کا بیان ۱۶۶

باب 55: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کی فضیلت ۱۶۶

دنیا کو قلیل طور پر استعمال کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان ۱۶۶

دنیا کے فانی ہونے کا بیان ۱۶۷

دنیا کی مثال کا بیان ۱۶۷

دنیا کے لہو ولعب کا بیان ۱۶۸

دنیا کو سجا دیئے جانے کا بیان ۱۶۸

دنیاوی زندگی کے دھوکے کا بیان ۱۶۹

کثرت اموال کے سبب غفلت کا بیان ۱۶۹

مال ودولت اور اعمال کا بیان ۱۶۹

سچی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے ۱۷۲

دنیا کی بے بسی اور حضرت عکرمہ کے قبول اسلام کا بیان ۱۷۲

دنیاوی رغبت کے سبب ہلاکت کے اندیشہ کا بیان ۱۷۳

راوی حدیث عمرو بن عوف کے احوال کا بیان ۱۷۴

دنیا کو کشادہ کر دیئے جانے کا بیان ۱۷۴

سرسبز دنیا میں امتحان دینے کا بیان ۱۷۵

میت کے ساتھ تین چیزوں کے جانے کا بیان ۱۷۵

جنت اور جہنم کے سبب دنیاوی نعمتوں اور سختیوں کو بھول جانے کا بیان ۱۷۶

سمندر میں انگلی ڈبونے اور دنیا کی مثال کا بیان ۱۷۶

دنیا کی مثال بکری کے مردہ بچے کی طرح ہونے کا بیان ۱۷۷

سونے کا پہاڑ بھی ہو تو خیرات کر دینے کا بیان........ ۱۷۸
اللہ تعالی کی نعمتوں کو حقیر نہ جاننے کا بیان ۱۷۹
درہم و دیناروں والے بندے کیلئے ہلاکت کا بیان........ ۱۸۰
اصحاب صفہ کے فقر کا بیان ۱۸۰
اصحاب صفہ کے افلاس کا بیان........ ۱۸۰
دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ جبکہ کافر کیلئے جنت ہے ۱۸۳
دنیا میں مسافر کی طرح رہنے کا بیان ۱۸۴
دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت کا بیان........ ۱۸۶
راوی حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی کے احوال کا بیان . ۱۸۷
رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت گھر میں کس قدر خوراک تھی ۱۸۷
راوی حدیث عمرو بن حارث کے احوال کا بیان ۱۸۸
گھاس کے ذریعے کفن مکمل کرنے کا بیان ۱۸۸
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کفن کا بیان ۱۸۹
دنیا کی حیثیت مچھر کے پر برابر بھی نہ ہونے کا بیان........ ۱۹۰
دنیا کے ملعون ہونے کا بیان........ ۱۹۱
دنیا میں جائیدادیں نہ بنانا اور تقویٰ کا بیان ۱۹۲
جھونپڑا درست کرنے سے بھی قیامت کے جلد آنے کا بیان .. ۱۹۲
مال و دولت کا امت کیلئے آزمائش ہونے کا بیان ۱۹۳
ضرورت کیلئے گھر اور لباس اور روٹی کے کافی ہونے کا بیان ... ۱۹۳
مال و دولت پر فخر کرنے کی ممانعت کا بیان ۱۹۴
راوی حدیث عبداللہ بن شخیر کے احوال کا بیان ۱۹۴
نبی کریم ﷺ سے محبت اور فقر کیلئے تیار ہو جانے کا بیان ۱۹۵
راوی حدیث عبداللہ بن مغفل کے احوال کا بیان........ ۱۹۷
نبی کریم ﷺ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشانات اور فقر کا بیان........ ۱۹۷
فقراء مسلمانوں کا پانچ سو سال پہلے جنت میں جانے کا بیان .. ۱۹۹
جہنم میں عورتوں کی اکثریت کا بیان ۲۰۱
مالدار لوگوں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جانے کا بیان........ ۲۰۱
اللہ کے سوا ہر چیز کے فانی ہونے کا بیان ۲۰۲
باب 56: بھوکے رہنے مشقت والی زندگی بسر کرنے، کھانے پینے اور پہننے اور دیگر معاملات میں پر تعیش چیزوں اور خواہشات کو ترک کر کے تھوڑے پر اکتفا کرنے کی فضیلت ۲۰۲
خواہشات کی پیروی کرنے والے تارکین نماز لوگوں کا بیان . ۲۰۳
نمازوں کی پرواہ نہ کرنے والے اور فاسق لوگوں کا بیان ۲۰۳
قارون کے خزانوں اور آرائش کا بیان ۲۰۵
قارون کے خزانوں میں تکبر و غرور کا محل ۲۰۵
نیک لوگوں کا قارون کو وعظ کرنے کا واقعہ ۲۰۵
اپنی عقل و دانش پہ مغرور قارون کا واقعہ ۲۰۶
سامان تعیش کی فراوانی........ ۲۰۷
خزانوں سمیت قارون کا زمین میں دھنس جانے کا واقعہ ۲۰۷
نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ۲۰۸
دنیا میں جلدی خواہشات کو طلب کرنے والوں کا بیان ۲۰۹
نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان........ ۲۱۰
نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے فقر کا بیان ۲۱۰
کھجور اور پانی اور نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان ۲۱۱
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فقر کا بیان ۲۱۲
نرم روٹی تک نہ کھانے کا بیان........ ۲۱۲
کھجوروں کی کمی اور نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان ۲۱۳
نبی کریم ﷺ کی سادگی کا بیان ۲۱۴
انصاری صحابی کی دعوت کا بیان ۲۱۵
جنت کے دروازوں کے باہمی فاصلے کا بیان........ ۲۱۷
راوی حدیث خالد بن عمیر عدوی کے احوال کا بیان........ ۲۱۸
حضرت سعد بن ابی وقاص کی فضیلت و فقر کا بیان ۲۱۸
نبی کریم ﷺ کا اپنی آل کیلئے بہ قدر قوت رزق کی دعا

کا بیان ۲۱۹

بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھنے کا بیان ۲۲۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فقر کا بیان ۲۲۲

زرہ گروی رکھ کر جو خریدنے کا بیان ۲۲۲

اہل صفہ اور فقر کی حالت کا بیان ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے بستر مبارک کا بیان ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کی معیت میں سعد کی عیادت کا بیان ۲۲۶

نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک کا سب سے بہتر ہونے کا بیان ۲۲۷

زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرنے کا بیان ۲۲۹

تندرستی کی حالت میں ایک دن کی خوراک مل جانے کا بیان ۲۲۹

راوی حدیث عبید اللہ بن محصن کے احوال کا بیان ۲۳۰

اسلام قبول کرنے کی فضیلت کا بیان ۲۳۰

نبی کریم ﷺ اور جو کی روٹی کی خوراک کا بیان ۲۳۱

بھوک کے سبب نماز میں گرنے کا بیان ۲۳۱

راوی حدیث فضالہ بن عبید انصاری کے احوال کا بیان ۲۳۱

کھانا کھانے کی مقدار کا بیان ۲۳۲

بھوک کے دس فوائد کا بیان ۲۳۳

عیش وعشرت والی زندگی کو ترک کردینے کا بیان ۲۳۴

دنیاوی آسائش وآرائش کو چھوڑ دینے کا بیان ۲۳۵

راوی حدیث ایاس بن ثعلبہ کے احوال کا بیان ۲۳۷

عنبر مچھلی کے گوشت کا بیان ۲۳۷

قمیص مبارک کی آستینوں کا بیان ۲۳۹

حضرت جابر کی دعوت اور نبی کریم ﷺ کی کھانے پر دعا کا بیان ۲۴۰

حضرت ابوطلحہ کی دعوت اور کھانے میں برکت کا بیان ۲۴۳

باب 57: قناعت مانگنے سے بچنا تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا اور خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا اور ضرورت کے بغیر مانگنے کی مذمت ۲۴۵

ہر ذی روح کا رزق اللہ کے فضل کے مطابق عطا ہونے کا بیان ۲۴۵

لوگوں سے نہ مانگنے والوں کے صبر کا بیان ۲۴۶

خرچ کرنے میں فضول خرچی اور کنجوسی نہ کرنے کا بیان ۲۴۶

انسان کی تخلیق کے مقصد عبادت کا بیان ۲۴۷

دل کے غنی ہونے کا بیان ۲۴۷

غنائے نفس یا غنائے مال کا بیان ۲۴۸

قناعت اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان ۲۴۹

قناعت کرنے والے کیلئے سال بھر رزق عطا ہونے کا بیان ۲۴۹

لالچ کے سبب برکت ختم ہوجانے کا بیان ۲۴۹

چھ آدمیوں کا ایک سواری پر قناعت کرنے کا بیان 251

قیدیوں کو تقسیم کرنے کا بیان 251

راوی حدیث عمرو بن تغلب کے احوال کا بیان 252

پوشیدہ صدقہ دینے کی فضیلت کا بیان 252

مانگنے میں مبالغہ آرائی سے ممانعت کا بیان ۲۵۳

لوگوں سے نہ مانگنے پر بیعت لینے کا بیان ۲۵۳

پیشہ ور بھیک مانگنے والوں کیلئے وعید کا بیان ۲۵۴

صدقہ دینے والے کی فضیلت کا بیان ۲۵۵

بھیک مانگنا ایک زخم ہے ۲۵۵

اللہ کی بارگاہ سے مانگنے کا بیان ۲۵۶

سوال نہ کرنے والوں کیلئے جنت کی بشارت کا بیان ۲۵۷

ضرورت کے وقت مانگ لینے کا بیان ۲۵۸

ضروریات کی اشیاء نہ ہونے والے کی غربت کا بیان ۲۵۹

لالچ سے قطع نظر کرنے سے متعلق ایک واقعہ ۲۵۹

باب 58: مانگے یا لالچ کیے بغیر (مال) لینا جائز ہے ۲۶۰

سوال کرنے کی اباحت وعدم اباحت کی صورتوں کا بیان ۲۶۰

Marfat.com

لالچ نہ کرنے والے مال دینے کا بیان ۲۶۱
راوی حدیث سالم بن عبداللہ کے احوال کا بیان ۲۶۲
باب 59: اپنے ہاتھ کے ذریعے کما کر کھانے اور مانگنے سے
بچنے کی ترغیب اور دوسروں کو دینے کی ترغیب ۲۶۲
نماز جمعہ کے بعد رزق کمانے کا بیان ۲۶۲
خود رزق کمانے کی اہمیت کا بیان ۲۶۲
حضرت داؤد علیہ السلام اور زرہ کا کام ۲۶۳
حضرت زکریا علیہ السلام اور کسب کا بیان ۲۶۴
اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمانے کا بیان ۲۶۴
رزق حلال اور حرام سے متعلق ایک سبق آموز حکایت کا بیان ۲۶۵
باب 60: کرم اور جود کا بیان' بھلائی کے مختلف کاموں میں ..
اللہ تعالیٰ پر یقین کرتے ہوئے خرچ کرنا ۲۶۶
صدقہ کرنے کے بدلے میں جزاء کا بیان ۲۶۶
اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرنے والے کیلئے اجر کا بیان ۲۶۶
مال خرچ کرنے والے رشک کرنے کا بیان ۲۶۷
صدقہ کیا ہوا مال ہی اپنا مال ہے ۲۶۸
صدقے کے ذریعے آگ سے بچنے کا بیان ۲۶۸
بغداد کے نوجوان کو آگ کے نہ جلانے کا واقعہ ۲۶۹
سائل کو خالی نہ لوٹانے کا بیان ۲۷۰
خرچ کرنے والے کیلئے فرشتے کی دعا کا بیان ۲۷۰
خرچ کرنے پر خرچ ہونے کا بیان ۲۷۱
کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان ۲۷۱
دودھ کیلئے بہ طور عاریت بکری دینے کے صدقے کا بیان ۲۷۱
صدقہ کرنے والے کی فضیلت کا بیان ۲۷۲
نبی کریم ﷺ کی سخاوت کا بیان ۲۷۲
صدقہ کرنے سے مرتبہ بلند ہونے کا بیان ۲۷۴
خرچ کرنے نہ کرنے والے لوگوں کے مراتب کا بیان ۲۷۴
صدقے والا مال باقی رہنے والا ہے ۲۷۵
شمار کیے بغیر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان ۲۷۶
صدقہ کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال کا بیان ۲۷۷
پاکیزہ چیزوں کا صدقہ قبول ہونے کا بیان ۲۷۷
باغ سے صدقہ کرنے والے کیلئے دنیا میں اجر ملنے کا بیان ۲۷۸
باب 61: بخل اور کنجوسی کی ممانعت ۲۸۰
بخیل کو مشقت میں مبتلا کر دینے کا بیان ۲۸۰
حرص ولالچ سے بچنے کا بیان ۲۸۱
خواہشات دل کو ڈس لینے والی ہیں ۲۸۱
کنجوسی کے سبب ہلاکت کا بیان ۲۸۱
باب 62: ایثار اور غم خواری کا بیان ۲۸۲
اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے والوں کی فضیلت کا بیان . ۲۸۲
ایثار کے بے مثل واقعات کا بیان ۲۸۳
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور واقعہ ایثار کا بیان ۲۸۴
انصاری کی مہمان نوازی اور ایثار کا بیان ۲۸۵
ایثار و ہمدردی کا انوکھا واقعہ ۲۸۶
کھانے میں دوسروں کو شریک کر لینے کا بیان ۲۸۶
سواری پر دوسروں کو سوار کر لینے کا بیان ۲۸۸
نبی کریم ﷺ کا چادر عطا کرنے کا بیان ۲۸۸
قبیلہ اشعر کی فضیلت کا بیان ۲۸۹
باب 63: آخرت سے متعلق امور میں رغبت اختیار کرنا اور
جن چیزوں سے برکت حاصل کی جاتی ہے انہیں بکثرت
استعمال کرنا ۲۸۹
جنت کی نعمتوں کی طرف رغبت کرنے کا بیان ۲۸۹
برکت واجر کے کاموں میں ایثار نہ ہونے کا بیان ۲۹۰
حضرت ایوب علیہ السلام اور سونے کی بارش کا بیان ۲۹۰
باب 64: شکر گزار مالدار شخص کی فضیلت یہ وہ شخص ہے جو
اسے جائز طریقے سے حاصل کرے ۲۹۱
اور اس طریقے سے خرچ کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ۲۹۱

Marfat.com

پرہیز گاری اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان ۲۹۱
اہل اطاعت کیلئے جنت ہونے کا بیان ۲۹۱
صدقہ دینے اور خفیہ صدقہ کرنے کی فضیلت کا بیان ۲۹۲
سب سے زیادہ پیاری چیز کو صدقہ کرنے کا بیان ۲۹۳
مال خرچ کرنے والے پر حسد کے جواز کا بیان ۲۹۳
ذکر وتسبیحات کے سبب ثواب کمانے کا بیان ۲۹۴
باب 65: موت کو یاد کرنا اور امید کا کم ہونا ۲۹۶
زندگی اور موت کے مقام کا بیان ۲۹۶
روح حیوانی اور سلطانی کا بیان ۲۹۶
زندگی کی اقسام اور موت کی اقسام کا بیان ۲۹۷
موت کی اقسام ۲۹۸
ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے ۲۹۸
موت کس جگہ پر آنے والی ہے ۲۹۹
حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عزرائیل کے
حاضر ہونے کا واقعہ ۳۰۰
علم غیب کی عطاء کا بیان ۳۰۰
موت کے وقت میں لمحہ بھر کا تقدم وتاخر نہ ہونے کا بیان ۳۰۰
بادشاہ کو گھر جانے کی بھی مہلت عزرائیل نے نہ دی ۳۰۰
غفلت کے سبب موت کو بھلا رکھنے والوں کا بیان ۳۰۱
موت کے بعض احوال کا بیان ۳۰۱
دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارنے کا بیان ۳۰۲
وصیت کرنے کے استحباب کا بیان ۳۰۳
انسان کی موت کے قریب ہونے کا بیان ۳۰۳
پیر کا مریدین کو موت کا سبق پڑھانے کا بیان ۳۰۵
موت کا انسان کو گھیرے ہوئے ہونے کا بیان ۳۰۶
سات اعمال میں جلدی کرنے کا بیان ۳۰۷
دنیاوی لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کو یاد کرنے کا بیان ۳۰۸
ہر وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت کا بیان ۳۰۸
باب 66: مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنے کا مستحب
ہونا اور جا کر کیا دعا پڑھے ۳۰۹
زیارت کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان ۳۰۹
زیارت کے شرعی معنی ومفہوم کا بیان ۳۱۰
قبروں کی زیارت کے اہم مقصد یاد آخرت کا بیان ۳۱۰
قبرستان جانے کے آداب کا بیان ۳۱۱
قبرستان میں رات کے وقت جانے کا بیان ۳۱۱
قبریں فوت شدہ لوگوں کے گھر ہیں ۳۱۳
صاحب قبر کے احترام کا بیان ۳۱۳
باب 67: کسی لاحق ہونیوالی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا
کرنا منع ہے ۳۱۴
لیکن دین کے معاملے میں فتنے کے اندیشے کی وجہ سے اس
میں کوئی حرج نہیں ۳۱۴
تکالیف ومصائب سے پریشان ہو کر موت کی آرزو کرنے
کا بیان ۳۱۴
موت کی آرزو کرنے کی ممانعت کا بیان ۳۱۵
تکالیف کے باوجود موت کی آرزو نہ کرنے کا بیان ۳۱۵
موت کی آرزو کی ممانعت اور مٹی ملنے کا بیان ۳۱۶
راوی حدیث قیس بن ابو حازم کے احوال کا بیان ۳۱۸
باب 68: پرہیز گاری اور مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا ۳۱۸
محض سنی سنائی باتیں کرنے سے ممانعت کا بیان ۳۱۸
حلال وحرام ظاہر جبکہ مشتبہ سے پرہیز کرنے کا بیان ۳۱۸
پرہیز کرنے کا بیان ۳۲۱
من میں کھٹکنے والی مشتبہ چیز کا بیان ۳۲۱
گناہ سے ضمیر میں الجھن ہونے کا بیان ۳۲۲
رضاعت کے سبب فسخ نکاح کا بیان ۳۲۳
شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر شک والی چیز کو اپنانے کا بیان ۳۲۳
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کمال تقویٰ کا بیان ۳۲۴

Marfat.com

حضرت عمرؓ اور کمال تقویٰ کا بیان ۳۲۵
کوئی حرج نہ ہونے والی چیز کو نہ چھوڑنے کا بیان ۳۲۵
باب 69: لوگوں اور زمانے کے فساد کے وقت یا دین کے بارے میں کسی آزمائش کے خوف کی وجہ سے یا حرام یا مشتبہ چیزوں وغیرہ میں مبتلا ہونے کے اندیشے کی وجہ سے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا مستحب ہونا ۳۲۶
شیطان کے شر سے بچنے کیلئے اللہ کی بارگاہ میں پناہ لینے کا بیان ۳۲۶
متقی، غنی اور خفی کا بیان ۳۲۶
تنہائی میں عبادت کرنے کی فضیلت کا بیان ۳۲۷
فتنوں سے بچنے کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا بیان ۳۲۸
فتنوں سے بچنے کیلئے گوشہ نشینی کی اہمیت کا بیان ۳۳۰
باب 70: لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے ان کے اجتماعات میں اور جماعتوں میں شریک ہونے اور بھلائی کے موقعوں پر شریک ہونے ذکر کی محافل میں ان کے ساتھ شریک ہونے ان کے بیماروں کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے، ان کے محتاج لوگوں کی غم خواری کرنے، ان کے ناواقف لوگوں کی رہنمائی کرنے اور اس کے علاوہ انکے دیگر فوائد وغیرہ میں شریک ہونے کی فضیلت اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر قدرت رکھتا ہو اور اپنے آپ کو دوسروں کو ایذا پہنچانے سے روک سکتا ہو اور دوسروں کی اذیت پہنچانے پر صبر کرتا ہو۔ ۳۳۱
نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا بیان ۳۳۱
باب 71: عاجزی اختیار کرنا اور اہل ایمان کے لئے نرمی کے پروں کو بچھا دینا ۳۳۲
اہل ایمان کے ساتھ عاجزی سے پیش آنے کا بیان ۳۳۲
اہل ایمان آپس میں نرم جبکہ کفار کیلئے سخت ہوں گے ۳۳۲
اللہ کے نزدیک اہل تقویٰ کی فضیلت ہونے کا بیان ۳۳۲
صاحب تقویٰ کے بہتر ہونے کا بیان ۳۳۳
اصحاب اعراف کا بیان ۳۳۳
مقام اعراف اور اس کے مصداق کا بیان ۳۳۴
عاجزی اختیار کرنے کے حکم وحی کا بیان ۳۳۴
راوی حدیث عیاض بن حمار کے احوال کا بیان ۳۳۴
عاجزی کی اہمیت کا بیان ۳۳۶
بچوں کو سلام کرنے کا بیان ۳۳۷
گھر کے کام کاج خود کرنے کا بیان ۳۳۷
راوی حدیث اسود بن یزید کے احوال کا بیان ۳۳۸
دین کا علم سکھانے میں عاجزی اختیار کر لینے کا بیان ۳۳۸
راوی حدیث تمیم بن اُسید کے احوال کا بیان ۳۳۹
لقمہ کو صاف کر کے کھا لینے کا بیان ۳۳۹
چھوٹے تحائف کو بھی قبول کر لینے کا بیان ۳۳۹
صحابہ کرام اور ادب نبوی ﷺ کا بیان ۳۴۰
باب 72: تکبر اور خود پسندی کا حرام ہونا ۳۴۰
تکبر، اعتدال اور عاجزی کے مفہوم کا بیان ۳۴۰
تکبر اور فسادیوں کیلئے اچھا انجام نہ ہونے کا بیان ۳۴۱
زمین پر تکبر سے چلنے کی ممانعت کا بیان ۳۴۱
تکبر اور رخسار ٹیڑھا کر کے چلنے والے کی مذمت کا بیان ۳۴۲
قارون کا خزانوں سمیت زمین میں دھنس جانے کا بیان ۳۴۲
رائی برابر تکبر رکھنے والے کا جنت میں داخل نہ ہو سکنے کا بیان ۳۴۳
تکبر کی سزا میں ہاتھ ٹیڑھا کروا بیٹھنے والے کا بیان ۳۴۴
راوی حدیث حضرت سلمہ بن اکوع کے احوال کا بیان ۳۴۴
تکبر کرنے والے کیلئے جہنم کی وعید کا بیان ۳۴۴
حارث بن وہب کے احوال کا بیان ۳۴۵
جنت اور دوزخ کو بھر دینے کا بیان ۳۴۵
جنت اور دوزخ کے درمیان بحث کا بیان ۳۴۵
تکبرانہ لباس پہننے والے کیلئے وعید کا بیان ۳۴۷

Marfat.com

قیامت کے دن تین بندوں سے ہم کلام نہ ہونے کا بیان ۳۴۷
کبریائی کا شان الوہیت میں سے ہونے کا بیان ۳۵۰
تکبر سے چلنے والے کو زمین میں دھنسا دینے کا بیان ۳۵۰
خود پسندی میں مبتلا رہنے والے متکبر ہوتے ہیں ۳۵۱
باب 73: اچھے اخلاق کا بیان ۳۵۱
حسن خلق کے معنی و مفہوم کا بیان ۳۵۱
نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا بیان ۳۵۲
غصے کے باوجود صبر اختیار کرنے کا بیان ۳۵۲
حضرت امام زین العابدین اور معاف کرنے کا بیان ۳۵۴
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور درگزر کرنے کا بیان ۳۵۴
نبی کریم ﷺ کا اخلاق سب سے اچھا تھا ۳۵۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اچھے اخلاق کا بیان ۳۵۵
حضرت انس اور نبی کریم ﷺ کے اخلاق کا بیان ۳۵۵
حالت احرام میں شکار کا گوشت نہ کھانے کا بیان ۳۵۶
راوی حدیث صعب بن جثامہ کے احوال کا بیان ۳۵۶
اچھا اخلاق نیکی ہے ۳۵۶
راوی حدیث نواس بن سمعان کے احوال کا بیان ۳۵۶
میزان میں وزنی چیز اخلاق ہونے کا بیان ۳۵۷
راوی حدیث عویمر بن عامر کے احوال کا بیان ۳۵۷
تقویٰ اور حسن اخلاق باعث جنت ہونے کا بیان ۳۵۸
اچھے اخلاق والے کا سب سے بہتر ہونے کا بیان ۳۵۸
اچھے اخلاق کے ذریعے نفلی عبادت کا ثواب ملنے کا بیان ۳۵۸
اچھے اخلاق والے کیلئے جنت میں بلند گھر ہونے کا بیان ۳۵۹
اچھے اخلاق والے کیلئے قیامت کے دن قرب نصیب ہونے کا بیان ۳۵۹
باب 74: حلم، برداری اور نرمی کا بیان ۳۶۰
نرمی مزاجی کے مفہوم کا بیان ۳۶۰
اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۳۶۰
جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان ۳۶۱
اچھائی اور برائی کے برابر نہ ہونے کا بیان ۳۶۲
بردباری اور سمجھ کی اہمیت کا بیان ۳۶۳
لوگوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے والے کیلئے جنت کا بیان ۳۶۳
اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرنے والا ہے ۳۶۴
نرمی انسانی اخلاق کیلئے سجاوٹ ہے ۳۶۵
لوگوں کو آسانی فراہم کی جائے سختی نہ کی جائے ۳۶۵
نرمی سے محروم رہنے والے کا بھلائی سے محروم رہنے کا بیان .. ۳۶۶
غضبناک ہونے کی ممانعت کا بیان ۳۶۷
اچھے طریقے سے ذبح کرنے کا بیان ۳۶۷
راوی حدیث شداد بن اوس کے احوال کا بیان ۳۶۷
آسان طریقہ اختیار کرنے کا بیان ۳۶۷
مہربانی اور آسانی اختیار کرنے والے کا بیان ۳۶۸
باب 75: جاہلوں سے گریز کرنے اور عفو سے کام لینے کا بیان ۳۶۸
جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان ۳۶۸
اچھے طریقے سے درگزر کرنے کا بیان ۳۶۹
اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب سب کو ہونی چاہیے ۳۶۹
نبی کریم ﷺ کی رحمت کا بیان ۳۷۰
نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا ۳۷۱
نبی کریم ﷺ کے درگزر کرنے کا بیان ۳۷۱
نبی مکرم علیہ السلام چہرے سے خون صاف کرتے بھی قوم کیلئے دعا کرتے ہیں ۳۷۲
غصے پر قابو پانے والے کے بہادر ہونے کا بیان ۳۷۲
باب 76: (کسی کی طرف سے ملنے والی) اذیت برداشت کرنا ۳۷۳
تکلیف برداشت کرتے ہوئے معاف کر دینے کا بیان ۳۷۳
رشتے داروں کی بدسلوکی پر صبر کرنے کا بیان ۳۷۳
باب 77: جب شرعی احکام کی حرمت کو پامال کیا جائے تو غضب کا اظہار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا ۳۷۴

حرمات اللہ کی تعظیم کرنے کا بیان ۳۷۴
اللہ کے دین کی مدد کرنے کا بیان ۳۷۴
نماز میں لوگوں کی رعایت کرنے کا بیان ۳۷۴
تصویروں کی ممانعت کا بیان ۳۷۵
حدود میں سفارش نہ کرنے کا بیان ۳۷۵
مسجد کے آداب کا بیان ۳۷۵
باب 78: حکمرانوں کو اپنی رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور خیر خواہی رکھنے اور ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کرنے کا حکم اور انہیں دھوکہ دینے' ان پر سختی کرنے ان کی مصلحتوں میں کوتاہی کرنے اور ان کی ضروریات کے بارے میں غفلت کا شکار ہونے کی ممانعت ۳۷۷
لوگوں سے نرمی و مہربانی سے پیش آنے کا بیان ۳۷۷
ہر شخص کے نگران ہونے کا بیان ۳۷۸
عوام سے دھوکہ کرنے والے حکمرانوں پر جنت حرام ہونے کا بیان ۳۷۸
راوی حدیث معقل بن یسار کے احوال کا بیان ۳۷۹
سخت حکمرانوں کیلئے دنیا سخت ہو جانے کا بیان ۳۷۹
حکمرانوں سے حکمرانی کا حساب لیا جانے کا بیان ۳۷۹
ظالم حکمران سب سے بدترین حکمران ہوتا ہے ۳۸۰
راوی حدیث عائذ بن عمرو مزنی کے احوال کا بیان ۳۸۰
حکمران جیسا سلوک عوام سے کرے گا ویسا ہی سلوک قیامت کے دن اس سے ہوگا ۳۸۰
راوی حدیث ربعی بن حراش کے احوال کا بیان ۳۸۱
باب 79: عادل حکمران ۳۸۱
عدل کے لغوی مفہوم کا بیان" ۳۸۱
اللہ تعالی عدل وانصاف کا حکم دینے والا ہے ۳۸۱
اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو پسند کرنے والا ہے ۳۸۲
عدل کرنے والے حکمران کیلئے سایہ رحمت ہونے کا بیان ۲
انصاف کرنے والوں کیلئے نورانی منبر ہونے کا بیان ۳۸۳
بہترین اور بدترین حکمران ہونے کا بیان ۳۸۴
عوف بن مالک کے احوال کا بیان ۳۸۴
تین قسم کے لوگوں کیلئے جنت کی بشارت کا بیان ۳۸۴
باب 80: حاکم وقت کی فرمانبرداری کا واجب ہونا جبکہ وہ گناہ کے کام میں نہ ہو ۳۸۵
اور گناہ کے کام میں ان کی فرمانبرداری کا حرام ہونا ۳۸۵
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا بیان ۳۸۵
گناہ کے کاموں میں کوئی اطاعت نہ ہونے کا بیان ۳۸۶
خلیفہ کی اطاعت طاقت کے مطابق کرنے کا بیان ۳۸۶
جاہلیت کی موت پر مرنے والے کا بیان ۳۸۶
حکمرانوں کے حکم کو ماننے کا بیان ۳۸۷
نیک حاکم کی اطاعت کرنے کا بیان ۳۸۷
عوام کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا بیان ۳۸۹
راوی حدیث وائل بن حجر کے احوال کا بیان ۳۸۹
امیر کی اطاعت پر صبر کرنے کا بیان ۳۹۰
سلطان کو رسوا کرنے والے کیلئے رسوائی کا بیان ۳۹۰
باب 81: حکومت کی طلب کی ممانعت اور جب کسی شخص کو اس پر متعین نہ کیا گیا ہو یا کوئی شخص اس کا ضرورت مند ہو تو حکومت کو ترک کر دینا ۳۹۱
ظالموں کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہونے کا بیان ۳۹۱
حکومت طلب کرنے کی ممانعت کا بیان ۳۹۱
راوی حدیث عبدالرحمن بن سمرہ کے احوال کا بیان ۳۹۲
لوگوں پر نگرانی سے اجتناب کرنے کا بیان ۳۹۳
حکمرانی ایک امانت ہونے کا بیان ۳۹۳
حکومت کا لالچ کرنے والے حکمرانوں کیلئے ندامت کا بیان ۳۹۳
باب 82: سلطان اور قاضی اور دیگر حضرات کو اس بات کی ترغیب دینا کہ وہ سرکاری اہل کار ایسے لوگوں کو مقرر کریں جو

Marfat.com

اس لائق ہو اور انہیں برے ہم نشینوں سے بچانا اور ان کی
بات ماننے سے بچنے کی تلقین ۳۹۴
قیامت کے دن دوستوں کا بھی دشمن بن جانے کا بیان ۳۹۴
اچھائی اور برائی کی طرف بلانے والے دوستوں کا بیان ۳۹۵
نیک حکمرانوں کے ہمنوا اچھے ہونے کا بیان ۳۹۵
باب 83: حکومت اور قضاء اور دیگر عہدوں پر ایسے شخص کو
نگران مقرر کرنا منع ہے جو اس کا طلبگار ہو یا اس کا لالچ رکھتا ہو
اور خود کو اس کام کے لئے پیش کرے ۳۹۶
حکومت کا لالچ کرنے والے کو حکومت نہ دینے کا بیان ۳۹۶

یہ کتاب ادب کے بیان میں ہے

ادب کے معنی ومفہوم کا بیان ۳۹۷
باب 84: حیا، اس کی فضیلت اور حیا کو اختیار کرنے کی ترغیب ۳۹۷
حیاء کے معنی ومفہوم کا بیان ۳۹۷
حیاء ایمان کا حصہ ہے ۳۹۸
حیاء ایک مکمل بھلائی ہے ۳۹۸
حیاء شعبہ ایمان ہے ۳۹۹
باب 85: راز کی حفاظت کرنا ۴۰۰
عہد کے بارے میں پوچھا جانے کا بیان ۴۰۰
راز کا امانت کی طرح ہونے کا بیان ۴۰۰
راز کو ظاہر کرنے سبب برا ہو جانے کا بیان ۴۰۰
راز کو ظاہر نہ کرنے کا بیان ۴۰۱
راز کو نہ بتانے کا بیان ۴۰۳
باب 86: عہد کو پورا کرنا اور وعدے کو پورا کرنا ۴۰۳
وعدے کو پورا کرنے کا بیان ۴۰۳
وعدہ خلافی کرنا علامت منافقت ہونے کا بیان ۴۰۴
باب 87: جس کام کو بھلائی سمجھ کر کیا جا رہا ہو اس کی پابندی
کرنا ۴۰۵
قوم کا خود اپنی حالت کو تبدیل کرنے کا بیان ۴۰۵
سوت کاتنے والی عورت سے مثال سمجھانے کا بیان ۴۰۵
پہلے زمانے کے بدعہد لوگوں کی طرح نہ ہو جانے کا بیان ۴۰۶
نماز نہ پڑھنے والوں کی طرح نہ ہونے کا بیان ۴۰۶
باب 88: اچھی گفتگو اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے
کا استحباب ۴۰۶
اہل ایمان کا ادب کرنے کا بیان ۴۰۶
مہربانی وحسن سلوک اختیار کرنے کا بیان ۴۰۷
اچھا کلام بھی صدقہ کی طرح ہوتا ہے ۴۰۷
کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جاننے کا بیان ۴۰۸
باب 89: کلام کو بیان کرنا، مخاطب کے لئے اسے واضح کرنے
کا استحباب اور اس کو دہرانا تاکہ اس کی سمجھ آ جائے جب کہ کسی
شخص کو اس کے بغیر سمجھ نہ آتی ہو ۴۰۸
بات کو اچھی طرح سمجھانے کا بیان ۴۰۸
باب 90: اپنے ساتھی کی بات کو غور سے سننا جبکہ حرام نہ ہو ہر
عالم شخص یا وعظ کہنے والے کا مجلس میں موجود لوگوں کو
خاموش ہونے کے لئے کہنا ۴۰۹
محافل واجتماع میں وعظ کے وقت لوگوں کو خاموش کرانے کا
بیان ۴۰۹
باب 91: وعظ کرنا اور اس بارے میں میانہ روی اختیار کرنا ۴۰۹
حکمت واچھے طریقے سے نصیحت کرنے کا بیان ۴۰۹
وعظ ونصیحت میں لوگوں کی تھکاوٹ کا خیال رکھنے کا بیان ۴۰۹
نماز طویل اور خطبہ مختصر پڑھنے کا بیان ۴۱۰
راوی حدیث عمار بن یاسر کے احوال کا بیان ۴۱۰
نماز کے احکام کو پورا کرنے کا بیان ۴۱۰
راوی حدیث معاویہ بن حکم کے احوال کا بیان ۴۱۱
وعظ کے ذریعے آنسو جاری ہو جانے کا بیان ۴۱۱
راوی حدیث عرباض بن ساریہ کے احوال کا بیان ۴۱۲
باب 92: وقار اور سکینت کا بیان ۴۱۲

Marfat.com

زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلنے کا بیان ۴۱۲
زور زور نہ ہنسنے کا بیان ۴۱۲
باب 93: نماز، علم اور اس جیسی دیگر عبادات کے لئے سکون اور وقار کے ساتھ ۴۱۳
چل کر آنے کا مستحب ہونا ۴۱۳
شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں کا تقویٰ حاصل ہونے کا بیان ... ۴۱۳
سکون سے چل کر نماز میں شامل ہونے کا بیان ۴۱۳
عرفہ سے اطمینان سے چل کر جانے کا بیان ۴۱۳
باب 94: مہمان کی تکریم کا بیان ۴۱۴
مہمان کی عزت واکرام کرنے کا بیان ۴۱۴
فرشتوں کی دعوت کے واقعہ کا بیان ۴۱۴
میزبان کا مہمانوں کی عزت کرنے کا بیان ۴۱۵
مہمان کی عزت اور ایمان کا بیان ۴۱۵
مہمان کی مہمان نوازی صدقہ کرنے کی طرح ہونے کا بیان .. ۴۱۶
راوی حدیث خویلد بن عمرو کے احوال کا بیان ۴۱۶
باب 95: خوشخبری دینے اور نیکی کے کام میں مبارک باد دینے کا مستحب ہونا ۴۱۶
دین حق کی اتباع کرنے والوں کا مبارک دینے کا بیان ۴۱۶
جنت ورضوان کی مبارک دینے کا بیان ۴۱۷
میلاد انبیاء علیہم السلام پر مبارک دینے کا بیان ۴۱۷
جنت کے گھر کی خوشخبری دینے کا بیان ۴۱۹
آزمائش کے بعد جنت کی خوشخبری کا بیان ۴۱۹
حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کیلئے جنت کی بشارت کا بیان ۴۲۱
حضرت عمرو بن عاص اور لمحات وصال کا بیان ۴۲۳
عبدالرحمٰن بن شماسہ کے احوال کا بیان ۴۲۴
باب 96: اپنے ساتھی کو رخصت کرنا اور سفر کی وجہ سے اس کی جدائی کے وقت اسے نیکی کی تلقین کرنا اس کے لئے دعا کرنا اور اسے دعا کے لئے کہنا ۴۲۴
کسی کو رخصت کرنے پر دین اسلام پر استقامت کی دعا کرنے کا بیان ۴۲۴
قرآن اور اہل بیت کو تھام رکھنے کا بیان ۴۲۵
راوی حدیث زید بن ارقم کے احوال کا بیان ۴۲۵
گھر والوں کے پاس رہنے کے حقوق کا بیان ۴۲۵
راوی حدیث مالک بن حویرث کے احوال کا بیان ۴۲۶
دوسروں کو دعا کیلئے کہنے کا بیان ۴۲۶
الوداع کرنے کے طریقے کا بیان ۴۲۷
الوداعی دعا کا بیان ۴۲۷
تقویٰ کا زادراہ ہونے کا بیان ۴۲۷
باب 97: استخارہ کرنا اور مشورہ کرنا ۴۲۸
استخارہ کی تعریف کا بیان ۴۲۸
بھلائی کا مشورہ دینے کا بیان ۴۲۸
استخارے کی تعلیم دیئے جانے کا بیان ۴۲۹
باب 98: عید کے لئے، بیمار کی عیادت کے لئے، حج کے لئے، جنگ کے لئے، جنازے کے لئے اور اس جیسے دیگر کاموں کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا تاکہ عبادت کے مقامات زیادہ ہو جائیں مستحب ہے ۴۳۰
عیدگاہ جانے کیلئے ایک راستہ آنے کیلئے دوسرا راستہ اپنانے کا بیان ۴۳۰
باب 99: ہر معزز کام میں دائیں حصے کو پہلے کرنا مستحب ہے .. ۴۳۱
نیک ومباح کاموں میں دائیں جانب کو ترجیح دینے کا بیان ... ۴۳۱
اہل جنت کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان ... ۴۳۱
اہل جہنم کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان ... ۴۳۳
وضو، کنگھی اور جوتا پہننے کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان ۴۳۳
دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کا بیان ۴۳۴
دائیں ہاتھ سے غسل دینے کا بیان ۴۳۴

Marfat.com

راویہ حدیث نسیبہ بنت کعب کے احوال کا بیان ۴۳۴
جوتے پہننے اور اتارنے کے طریقے کا بیان ۴۳۴
دائیں ہاتھ کو طعام ولباس کیلئے استعمال کرنے کا بیان ۴۳۵
راویہ حدیث سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے احوال کا بیان........ ۴۳۵
لباس پہننے کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان........ ۴۳۵
حجامت کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان........ ۴۳۵

کھانے کے آداب کا بیان

باب 100: کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا اور آخر میں الحمد للہ پڑھنا........ ۴۳۷
بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے کا بیان........ ۴۳۷
راوی حدیث عمر بن ابی سلمہ کے احوال کا بیان ۴۳۷
کھانے کے درمیان بسم یاد آجانے کا بیان........ ۴۳۷
اللہ کے ذکر کے سبب شیطان سے محفوظ رہنے کا بیان ۴۳۸
بسم اللہ کے بغیر کھانا شیطان کیلئے حلال ہوجاتا ہے ۴۳۸
بسم اللہ کی برکت سے شیطان کے پیٹ کھانا باہر نکلوانے کا بیان ۴۳۹
راوی حدیث امیہ بن مخشی کے احوال کا بیان ۴۳۹
بسم اللہ کی برکت سے کھانا کافی ہوجانے کا بیان ۴۳۹
کھانا کھانے کے بعد کی دعا کا بیان ۴۴۰
کھانا کھانے کے بعد کی دعا کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان ۴۴۰
راوی حدیث معاذ بن انس کے احوال کا بیان ۴۴۰
باب 101: کھانے میں عیب نہ نکالنا اور اس کی تعریف کرنا مستحب ہے ۴۴۱
کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت کا بیان ۴۴۱
سرکہ بہترین سالن ہونے کا بیان ۴۴۱
باب 102: جس شخص کے سامنے کھانا پیش کیا جائے اور وہ روزہ دار ہو........ ۴۴۱
اور اس نے روزہ نہ توڑنا ہو تو وہ کیا کہے ۴۴۱
روزہ دار دعوت والے کیلئے دعا کرنے کا بیان ۴۴۱
باب 103: جس شخص کو کھانے کے لئے بلایا جائے اور اس کے ساتھ دوسرا شخص بھی چلا جائے تو وہ کیا کہے........ ۴۴۲
بن بلائے مہمان کی اجازت میں اباحت وعدم اباحت کا بیان ۴۴۲
باب 104: اپنے آگے سے کھانا اس بارے میں نصیحت کرنا. ۴۴۲
اور جو شخص صحیح طریقے سے کھانا نہ کھاتا ہو تو اسے ادب سکھانا. ۴۴۲
کھانا اپنے سامنے سے کھانے کا بیان ۴۴۲
بائیں ہاتھ سے از راہ تکبر کھانے والے کیلئے وعید کا بیان ۴۴۳
باب 105: دو کھجوریں اور اس طرح کی دیگر چیزیں اکٹھی کھانے کی ممانعت، جبکہ لوگ مل جل کر کھا رہے ہوں البتہ اگر اپنے ساتھیوں سے اجازت لی جائے (تو ایسا کرنا جائز ہے) ۴۴۳
کھجوریں ملا کر کھانے کا بیان........ ۴۴۳
راوی حدیث جبلہ بن سحیم کے احوال کا بیان ۴۴۴
باب 106: جو شخص کھانے کے باوجود سیر نہ ہوتا ہو اسے کیا پڑھنا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے ۴۴۴
اکٹھے ہو کر کھانے میں برکت ہونے کا بیان........ ۴۴۴
راوی حدیث وحشی بن حرب کے احوال کا بیان........ ۴۴۴
باب 107: پیالے کے ایک طرف سے کھانا کھانے کا حکم اور درمیان میں سے کھانے کی ممانعت ۴۴۴
درمیان سے کھانا نہ کھانے کا بیان........ ۴۴۵
اردگرد سے کھانا کھانے کا بیان........ ۴۴۵
باب 108: ٹیک لگا کر کھانا کھانے کی کراہت ۴۴۶
ٹیک لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان ۴۴۶
باب 109: تین انگلیوں کے ساتھ کھانا مستحب ہے، انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے، انہیں چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنا مکروہ ہے پیالے کو چاٹنا مستحب ہے اور جو لقمہ گر گیا ہو اسے اٹھا کر کھا

Marfat.com

لینا مستحب ہے اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پاؤں یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے پونچھ لینا جائز ہے ۴۴۷

چاٹ کر انگلیوں کو صاف کرنے کا بیان ۴۴۷

گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانے کا بیان ۴۴۷

کھانا کھانے کے سبب وضو نہ ٹوٹنے کا بیان ۴۴۹

راوی حدیث سعید بن حارث کے احوال کا بیان ۴۴۹

باب 110: زیادہ ہاتھوں کا کھانے پر ہونا (زیادہ افراد کا مل کر کھانا) ۴۴۹

زیادہ افراد کا مل کر کھانا کھانے سے برکت ہونے کا بیان ... ۴۴۹

باب 111: پینے کے آداب برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینا مستحب ہے ۴۵۰

برتن کے اندر سانس لینا مکروہ ہے اور برتن کو دائیں طرف والے لوگوں کو پہلے دینا مستحب ہے ۴۵۱

پیتے ہوئے تین بار سانس لینے کا بیان ۴۵۱

ایک یا دو سانسوں میں پانی پینے کا بیان ۴۵۱

برتن میں سانس لینے سے ممانعت کا بیان ۴۵۱

لوگوں کو دائیں جانب سے پلانے کا آغاز کرنے کا بیان ۴۵۱

نیکی کے کاموں میں ایثار نہ ہونے کا بیان ۴۵۱

باب 112: مشکیزے کے منہ سے یا اس طرح کی کسی اور چیز کے منہ سے پینا مکروہ ہے ۴۵۲

اس بات کی وضاحت کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے ۴۵۲

مشکیزے کو منہ لگا کر پینے سے ممانعت کا بیان ۴۵۲

راویہ حدیث کبشہ بنت ثابت کے احوال کا بیان ۴۵۲

باب 113: پینے کی چیز میں پھونک مارنا مکروہ ہے ۴۵۴

پینے کی چیزوں میں پھونک مارنے کی ممانعت کا بیان ۴۵۴

باب 114: کھڑے ہو کر پینا جائز ہے اس بات کی وضاحت کہ زیادہ کامل اور افضل طریقہ بیٹھ کر پینا ہے' اس بارے میں حضرت کبشہ ؓ کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے ۴۵۵

آب زم زم کھڑے ہو کر پینے کا بیان ۴۵۵

کبھی کبھار چلتے پھرتے کھانا یا کھڑے ہو کر پی لینے کا بیان .. ۴۵۵

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کا بیان ۴۵۶

بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کیلئے قئے کرنے کا بیان ۴۵۷

باب 115: پلانے والے کا سب سے آخر میں خود پینا مستحب ہے ۴۵۷

لوگوں کو پلانے والے کا سب سے آخر میں پینے کا بیان ۴۵۷

باب 116: سونے اور چاندی کے علاوہ ہر طرح کے برتن میں پینا جائز ہے ۴۵۸

نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک کے چشمے سے 80 لوگوں کے وضو کرنے کا بیان ۴۵۸

پیتل کے برتن والے پانی سے وضو کرنے کا بیان ۴۵۸

راوی حدیث عبداللہ بن زید کے احوال کا بیان ۴۵۹

ریشم، دیباج اور سونے چاندی کے برتنوں سے پینا منع ہے .. ۴۵۹

چاندی کے برتن سے پینے والے کیلئے وعید کا بیان ۴۶۰

لباس کا بیان

لباس کے معنی ومفہوم کا بیان ۴۶۱

باب 117: سفید کپڑے کو پہننا مستحب ہے اور سرخ، سبز (زرد) یا سیاہ کپڑے کو پہننا جائز ہے اونی' کتان کے' بالوں سے بنے یا اس طرح کے اور کسی کپڑے کو پہننا جائز ہے ۴۶۱

البتہ ریشم کو پہننا جائز نہیں ہے ۴۶۱

لباس پہننے کے اہم مقاصد کا بیان ۴۶۱

سفید کپڑے پہننے کی اہمیت کا بیان ۴۶۲

سفید کپڑوں میں میت کو کفن دینے کا بیان ۴۶۳

سرخ حلہ پہننے کا بیان ۴۶۳

راوی حدیث وہب بن عبداللہ کے احوال کا بیان ۴۶۴

سبز لباس پہننے کا بیان ۴۶۴

Marfat.com

راوی حدیث رفاعہ تیمی کے احوال کا بیان ۴۶۴
سیاہ عمامہ پہننے کا بیان ۴۶۴
تین سوتی کپڑوں میں کفن دینے کا بیان ۴۶۵
سیاہ رنگ کی چادر اوڑھنے کا بیان ۴۶۵
جبہ پہننے کا بیان ۴۶۶
باب 118: قمیص پہننا مستحب ہے ۴۶۷
قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۶۷
باب 119: قمیص کی لمبائی کا بیان' اس کی آستین' تہبند' عمامے کے کنارے کا بیان ۴۶۷
ان میں سے کسی بھی چیز کو تکبر کے طور پر لٹکانا حرام ہے اور تکبر کے بغیر لٹکانا مکروہ ہے ۴۶۷
قمیص کی آستین کلائی تک ہونے کا بیان ۴۶۷
تکبر کے طور پر کپڑے ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانے پر وعید کا بیان تکبر کرنے والے کا نظر رحمت سے محروم رہنے کا بیان ۴۶۸
ہر کپڑے میں اسبال کی کراہت کا بیان ۴۶۹
راوی حدیث حضرت جابر بن سلیم کے احوال کا بیان ۴۷۱
تکبرانہ انداز ناپسندیدہ ہونے کا بیان ۴۷۱
راوی حدیث قیس بن بشر کے احوال کا بیان ۴۷۳
باب 120: لباس میں تواضع اختیار کرتے ہوئے عمدگی کو ترک کرنا مستحب ہے ۴۷۴
لباس میں عاجزی اپنانے کی فضیلت کا بیان ۴۷۵
باب 121: درمیانے درجے کے لباس پہننا مستحب ہے اور اس بارے میں ایسے لباس کو نہیں پہننا چاہئے جس کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی شریعت میں اس کی اجازت ہو ۴۷۵
نعمت کو ظاہر کرنے کا بیان ۴۷۵
باب 122: ریشمی لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے' اس پر بیٹھنا بھی حرام ہے اور اس کے ساتھ ٹیک لگانا بھی حرام ہے جبکہ خواتین کے لئے اسے پہننا جائز ہے ۴۷۶
ریشم پہننے کی ممانعت کا بیان ۴۷۶
باب 123: جس شخص کو خارش ہو اس شخص کو ریشم پہننا جائز ہے ۴۷۸
عذر کے سبب ریشم پہننے کی اباحت کا بیان ۴۷۸
باب 124: چیتے وغیرہ کے چمڑے پر بیٹھنا یا اس پر سوار ہونے کی ممانعت ۴۷۸
چیتے کے چمڑے پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان ۴۷۸
باب 125: جب کوئی شخص نیا لباس یا نیا جوتا پہنے یا کوئی اور نئی چیز پہنے تو کیا پڑھے ۴۷۹
نیا لباس پہننے کی دعا کا بیان ۴۷۹
باب 126: لباس میں دائیں طرف سے آغاز کرنا مستحب ہے ۴۷۹

کتاب آداب النوم

سونے' لیٹنے' بیٹھنے' ہم نشینی اور خواب سے متعلق آداب ۴۸۰
باب 127: سوتے وقت کیا پڑھے؟ ۴۸۱
سونے کے وقت دعا پڑھنے کا بیان ۴۸۱
باوضو ہو کر ایک پہلو پر سونے کا بیان ۴۸۱
پیٹ کے بدل سونے کی ممانعت کا بیان ۴۸۲
راوی حدیث یعیش بن طخفہ کے احوال کا بیان ۴۸۳
لیٹے ہوئے بھی اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ۴۸۳
باب 128: گدی کے بل چت لیٹنا اور دو پاؤں میں ایک کو دوسرے پر رکھنا جبکہ شرمگاہ کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور چوکڑی مار کر یا اکڑوں بیٹھنے کا جواز ۴۸۳
پاؤں ایک دوسرے پر رکھ کر لیٹنے کا بیان ۴۸۴
چوکڑی مار کر بیٹھنے کا بیان ۴۸۴
گھٹنوں کے بل بیٹھنے کا بیان ۴۸۴
باب 129: محفل اور ہم نشینی کے آداب ۴۸۵
مجلس میں کشادگی اختیار کرنے کا بیان ۴۸۵
مجلس میں کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھانے کا بیان ۴۸۵

Marfat.com

مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانے کا بیان ۴۸۶
نماز جمعہ کے آداب اور بیٹھنے کا بیان ۴۸۶
دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھنے کا بیان ۴۸۷
محفل میں درمیان آکر بیٹھنے پر وعید کا بیان ۴۸۷
محفل میں وسعت اختیار کرنے والے کی فضیلت کا بیان ۴۸۸
فضول کلام والی محفل کے بعد دعا مانگنے کا بیان ۴۸۸
فضول محافل کے بعد ان کا کفارہ ادا کرنے کا بیان ۴۸۸
ظالم کے تسلط سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان ۴۸۹
اللہ کے ذکر سے خالی محفل کی حالت کا بیان ۴۹۰
محفل میں ذکر اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان ۴۹۰
باب 130: خواب اور اس سے متعلق جو کچھ منقول ہے ۴۹۱
خواب کے معنی ومفہوم کا بیان ۴۹۱
سونا اور خواب آنے کا بیان ۴۹۱
سچے خوابوں کی اہمیت کا بیان ۴۹۱
مؤمن کے خواب سچے ہوا کرتے ہیں ۴۹۲
خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا بیان ۴۹۳
اچھا خواب دیکھنے کے بعد اللہ کی حمد کرنے کا بیان ۴۹۴
برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں ۴۹۵
برے خواب کے بعد پناہ طلب کرنے کا بیان ۴۹۵
جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت کا بیان ۴۹۵
راوی حدیث واثلہ بن اسقع کے احوال کا بیان ۴۹۶

یہ کتاب سلام کے بیان میں ہے

لفظ سلام کے معنی ومفہوم کا بیان ۴۹۷
باب 131: سلام کی فضیلت اور اسے عام کرنے کا حکم ۴۹۷
گھر میں داخل ہونے کی اجازت وسلام کا بیان ۴۹۷
سلام کا جواب اچھے طریقے سے دینے کا بیان ۴۹۸
ہر واقف وناواقف کو سلام کرنے کا بیان ۴۹۹
دو اوصاف کی تخصیص کا بیان ۴۹۹
حضرت آدم علیہ السلام سے سلام کے ہونے کا بیان ۴۹۹
حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں سے سلام وجواب ہونے کا بیان ۵۰۰
باہمی محبت وسلام دعا کا بیان ۵۰۲
کثرت کے ساتھ بازاروں میں سلام کرنے کا بیان ۵۰۲
راوی حدیث طفیل بن ابی بن کعب کے احوال کا بیان ۵۰۳
باب 132: سلام کا طریقہ ۵۰۳
سلام کرنے کے طریقے کا بیان ۵۰۳
سلام کے الفاظ میں اضافہ کے سبب نیکیوں میں کثرت کا بیان ۵۰۴
سلام کے جواب میں بڑھا کر سلام کرنے کا بیان ۵۰۴
بار بار سلام کرنے کا بیان ۵۰۴
بیدار لوگوں کو سلام کرنے کا بیان ۵۰۵
الفاظ اور اشارے سے سلام کرنے کا بیان ۵۰۵
سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت کا بیان ۵۰۶
راوی حدیث جابر بن سلیم کے احوال کا بیان ۵۰۶
باب 133: سلام کے آداب کا بیان ۵۰۶
سوار کو پیدل شخص کو سلام کرنے کا بیان ۵۰۶
سلام میں پہل کرنے والے شخص کے قرب کا بیان ۵۰۷
راوی حدیث صدی بن عجلان کے احوال کا بیان ۵۰۷
باب 134: سلام کی تکرار مستحب ہے، اس شخص کے لئے جس سے دوبارہ ملاقات ہو خواہ جلدی ہو جائے، یعنی وہ اندر جائے اور پھر باہر آجائے یا وہ تھوڑی دیر پہلے اندر گیا ہو یا ان دونوں کے درمیان درخت یا کوئی اور چیز آڑ بن گئی ہو ۵۰۸
نماز ادا کرنے کے بعد سلام کرنے کا بیان ۵۰۸
درخت کے درمیان میں آجانے کے بعد بھی سلام کرنے کا بیان ۵۰۸
باب 135: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو اس کے لئے سلام کرنا مستحب ہے ۵۰۸

Marfat.com

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا بیان ۵۰۹

گھر میں سلام کرنے کے سبب برکت کا بیان ۵۰۹

باب 136: بچوں کو سلام کرنا ۵۰۹

بچوں کو سلام کرنے کا بیان ۵۰۹

باب 137: آدمی کا اپنی بیوی کو یا عورت کا اپنے محرم رشتے دار کو یا اجنبی عورت کو یا اجنبی عورتوں کو سلام کرنا جبکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو؛ اسی طرح ان خواتین کا اسی شرط کے ہمراہ سلام کرنا ۵۱۰

باب 138: کافر کو پہلے سلام کرنا حرام ہے اور انہیں جواب کیسے دیا جائے گا ۵۱۱

جس محفل میں مسلمان اور کفار موجود ہوں انہیں سلام کرنا مستحب ہے ۵۱۱

غیر مسلموں کو سلام کرنے میں ممانعت کا بیان ۵۱۱

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں صرف علیک کہنے کا بیان . ۵۱۲

ملت مختلفہ کی اجتماعی مجلس میں سلام کہنے کا بیان ۵۱۳

باب 139: جب کوئی شخص محفل سے کھڑا ہو یا اپنے ساتھی یا ساتھیوں سے جدا ہونے لگے تو سلام کرنا مستحب ہے ۵۱۴

مجلس سے رخصت ہوتے وقت سلام کرنے کا بیان ۵۱۴

باب 140: اجازت طلب کرنا اور اس کے آداب کا بیان ... ۵۱۴

گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنے کا بیان .. ۵۱۴

تین بار اجازت کے بعد واپس ہونے کا بیان ۵۱۵

اجازت لیکر گھر میں داخل ہونے کا بیان ۵۱۶

گھر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنے کا بیان ۵۱۶

سلام کے بغیر آنے والے کو اجازت نہ دینے کا بیان ۵۱۶

باب 141: اس بات کی وضاحت: سنت یہ ہے، جب اجازت دینے والا شخص دریافت کرے کہ کون ہے؟ تو آدمی جواب دے کہ فلاں ہوں، یعنی اپنا نام بتائے جس کے ذریعے اس کی پہچان ہو یا جس کنیت کے ذریعے اس کی پہچان ہوتی ہو (وہ بیان کرے) اور ''میں ہوں'' کہنا مکروہ ہے ۵۱۷

دستک دینے والے کا اپنا نام بتانے کا بیان ۵۱۸

باب 142: چھینکنے والے کو جواب دینا جب اس نے اللہ کی حمد بیان کی ہو مستحب ہے اور جب اس نے حمد نہ بیان کی ہو تو اس وقت جواب دینا مکروہ ہے، چھینکنے کا جواب دینے کے آداب کا بیان اور جماہی وغیرہ کا حکم ۵۱۹

چھینک والے کا اللہ کی حمد کرنے کا بیان ۵۱۹

چھینکتے وقت منہ کو ڈھانپ کر چھینک لینے کا بیان ۵۱۹

چھینکتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینے کا بیان ۵۱۹

ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کا بیان ۵۲۱

جمائی کے وقت منہ کو بند رکھنے کی کوشش کا بیان ۵۲۱

باب 143: ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور خندہ پیشانی کا مستحب ہونا ۵۲۲

مصافحہ کرنے کا بیان ۵۲۲

دو مسلمانوں کا باہمی مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان ۵۲۳

تعظیم کے طور پر جھک کر مصافحہ کرنے کا بیان ۵۲۴

نبی کریم ﷺ کے قدمین شریفین کو بوسہ دینے کا بیان ۵۲۵

نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کو بوسہ دینے کا بیان ۵۲۶

نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دینے کا بیان ۵۲۶

نبی کریم ﷺ کے مبارک قدموں کا بوسہ لینے کا بیان ۵۲۶

معانقہ و بوسہ دینے کا بیان ۵۲۶

خندہ پیشانی سے ملنے کا بیان ۵۲۷

جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا ۵۲۷

بچوں پر رحم کرنے کا بیان ۵۲۸

مصنف و مترجم و شارحین کے اچھا کلام لکھنے کا بیان ۵۲۸

شرح ریاض الصالحین کے اختتامی کلمات کا بیان ۵۲۸

Marfat.com

بَابُ تَحْرِيْمِ الْعُقُوْقِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

باب 41: والدین کی نافرمانی اور رشتہ داری کے حقوق کی خلاف ورزی کا حرام ہونا

قطع رحم کرنے والوں پر وعید کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: 22-23)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تو کیا قریب ہے' اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین پر فساد کرو گے اور رشتہ داری کے حقوق کو پامال کرو گے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور انہیں بہرہ کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے''۔

یعنی ایسے آدمی جو زمین میں فساد پھیلائیں اور رشتوں قرابتوں کو قطع کریں ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے حضرت فاروق اعظم نے اسی آیت سے ام الولد کی بیع کو حرام قرار دیا، یعنی وہ مملوکہ کنیز جس سے کوئی اولاد پیدا ہو چکی ہو اس کو فروخت کرنا اس اولاد سے قطع رحمی کا ذریعہ ہے جو موجب لعنت ہے اس لئے ام ولد کی فروخت کو حرام قرار دیا۔

(رواہ الحاکم)

عہد توڑنے والوں کیلئے سخت وعید کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ (الرعد: 25)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو اس کے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور وہ زمین میں فساد کرتے ہیں ان کے لیے لعنت ہے' ان کے لئے بہت برا ٹھکانہ ہے''۔

یعنی یہ لوگ ان تعلقات کو قطع کر دیتے ہیں جن کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا ان میں انسان کا وہ تعلق بھی شامل ہے جو اس کو اللہ جل شانہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس کا قطع کرنا یہی ہے کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے اور رشتہ داری کے وہ تعلقات بھی اس میں شامل ہیں جن کو قائم رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قرآن کریم میں جا بجا ہدایت کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے ان حقوق و تعلقات کو بھی توڑ ڈالتے ہیں مثلاً ماں باپ، بھائی بہن، پڑوسی، اور دوسرے متعلقین کے جو حقوق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انسان پر عائد کئے ہیں یہ لوگ ان کو ادا نہیں کرتے۔

Marfat.com

والدین کو اف تک کہنے کی ممانعت کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (الاسراء: 24-23).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے، تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ ان دونوں میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں تمہارے سامنے اگر بڑی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان دونوں سے اُف نہ کہو، انہیں جھڑکو نہیں اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو اور عاجزی کے ساتھ تم رحمت کے بازو، ان کے سامنے جھکا دو یہ دعا کرو اے ہمارے پروردگار! ان دونوں پر اسی طرح رحم فرما جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی''۔

بیٹے کا مال باپ کی ملکیت میں ہونے کا عجیب واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ اسی وقت جبرائیل امین تشریف لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں خود اس کے کانوں نے بھی اس کو نہیں سنا جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایہ (جس کا مطلب یہ تھا کہ جب حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی) پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ اس وقت اس نے یہ اشعار ذیل سنائے۔

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد تمہاری ذمہ داری اٹھائی تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔ جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بیقراری میں گذاری۔

گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمہیں نہیں جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔ میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہوسکتی۔ پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا۔

تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان و انعام کر رہے ہو۔ کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا

Marfat.com

حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔ تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا انت ومالک لابیک یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب باپ کا ہے۔ (تفسیر قرطبی ص ۲۴۶ ج ۱، بیروت)

والدین کی نافرمانی کرنے کی ممانعت کا بیان

(338) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟" - ثلاثًا - قُلْنَا: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: "اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ"، وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ" فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا: لَیْتَہٗ سَکَتَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

✧✧ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی ہم نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا، آپ یہ بات مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہونے کا بیان

(339) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْکَبَائِرُ: اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

"اَلْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ": اَلَّتِیْ یَحْلِفُھَا کَاذِبًا عَامِدًا، سُمِّیَتْ غَمُوْسًا؛ لِاَنَّھَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِی الْاِثْمِ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کبیرہ گناہ یہ ہیں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الیمین الغموس'' کا مطلب وہ قسم ہے جیسے کوئی شخص جان بوجھ کر اٹھائے اس کا نام ''غموس'' اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ قسم اٹھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔

338- بخاری فی الشھادات' مسلم فی الایمان' ترمذی فی البر' الشھادات

339- بخاری' احمد 2/6901' ترمذی' نسائی (جامع صغیر) المجتبیٰ للنسائی 4022' الکبریٰ للنسائی 11101' دارمی 2/191' ابن حبان 5562' بیہقی 10/35

Marfat.com

دوسروں کے والدین کو گالی دینے کی ممانعت کا بیان

(340) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ!"، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "نَعَمْ، يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ!"، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ".

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کبیرہ گناہوں میں سے ایک بات آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے، لوگوں نے عرض کی: کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے، آپ نے فرمایا ہاں! ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے باپ کو گالی دے دیتا ہے، یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دے دیتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ عمل بھی ہے' ایک شخص اپنے ماں باپ پر لعنت کرے، عرض کی گئی یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرسکتا ہے، آپ نے فرمایا: ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا تو گناہ کبیرہ ہے ہی لیکن جو شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کو گالی دینے اور ان کو برا بھلا کہلوانے کا سبب بنے وہ بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پایا جائے کیونکہ اگر وہ اس شخص کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا تو وہ شخص بھی اس کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا لہٰذا جب وہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا باعث بنا تو گویا اس نے خود کو گالی دی اور ماں کو گالی دینا عقوق والدین یعنی نافرمانی اور تمرد و سرکشی میں داخل ہے جو حرام ہے۔ گر مادر خویش دوست داری وشنام مدہ بمادر من مذکورہ بالا حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی فسق و معصیت کا سبب و ذریعہ بنے گا تو اس کا شمار بھی فسق و معصیت کے مرتکب کی حیثیت سے ہوگا اور درجہ کا گناہ گار بھی ہوگا۔

قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا

(341) وَعَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ" قَالَ سُفْيَانُ فِىْ رِوَايَتِهٖ: يَعْنِىْ: قَاطِعَ رَحِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابومحمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رشتے داری کے حقوق کو پامال

340- احمد 2/7050' بخاری' مسلم' ترمذی' ابو داؤد' طیالسی 2269' ابن حبان 411' ادب المفرد 1/27

341- متفق علیہ' احمد 5/16732' عبدالرزاق 20328' بخاری' مسلم' ابو داؤد' ترمذی' ابن حبان 454' الادب المفرد 64' بیہقی 7/27

کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سفیان نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں اس سے مراد قاطع رحم ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

امام نووی نے ارشاد گرامی کی یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص یہ جاننے کے باوجود کہ قطع رحم کرنا یعنی ناطے داری کا حق ادا نہ کرنا حرام ہے نہ صرف یہ کہ بغیر کسی سبب وعذر کے قطع رحم کرے اور بغیر کسی شبہ و وجہ کے قطع رحم کرنے کو حلال بھی جانے تو وہ جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا یا یہ مراد ہے کہ قطع رحم کرنے والا نجات یافتہ اور اولین لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم نووی، بروصلہ، لاہور)

راوی حدیث حضرت جبیر بن معطم کے احوال کا بیان

حضرت جبیر بن معطم: بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی ہیں ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ قریش کے علماء اور سرداروں میں سے ایک تھے۔ قریش اور عربوں کے نسب کے ماہر تھے۔ ان کا انتقال ۵۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ۱۶۰ احادیث نقل کی ہیں۔

حرام قرار دیئے جانے والوں کاموں کا بیان

(342) وَعَنْ اَبِیْ عِیْسَی الْمُغِیْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیْکُمْ : عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وهاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وكَرِهَ لَکُمْ : قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

قَوْلُهُ : "مَنْعًا" مَعْنَاهُ : مَنْعُ مَا وَجَبَ عَلَیْهِ، وَ"هَاتِ" : طَلَبُ مَا لَیْسَ لَهُ . وَ"وَاْدَ الْبَنَاتِ" مَعْنَاهُ : دَفْنُهُنَّ فِی الْحَیَاةِ، وَ"قِیْلَ وَقَالَ" مَعْنَاهُ :

الْحَدِیْثُ بِکُلِّ مَا یَسْمَعُهُ، فَیَقُوْلُ : قِیْلَ کَذَا، وقَالَ فُلَانٌ کَذَا مِمَّا لَا یَعْلَمُ صِحَّتَهُ، وَلَا یَظُنُّهَا، وَکَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ . وَ"اِضَاعَةُ الْمَال" : تَبْذِیْرُهُ وَصَرْفُهُ فِیْ غَیْرِ الْوُجُوْهِ الْمَاذُوْنِ فِیْهَا مِنْ مَقَاصِدِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْیَا، وَتَرْكُ حِفْظِهِ مَعَ اِمْکَانِ الْحِفْظِ . وَ"کَثْرَةُ السُّؤَال" : الْاِلْحَاحُ فِیْمَا لَا حَاجَةَ اِلَیْهِ .

وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ سَبَقَتْ فِی الْبَابِ قَبْلَهُ کَحَدِیْثِ : "واَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكَ"، وَحَدِیْثُ : "مَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ" .

✧✧ حضرت ابو عیسٰی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تم پر والدین کی نافرمانی کرنا (ناجائز) لین دین، بیٹیوں کو زندہ گاڑنا حرام قرار دیا ہے اور فضول بحث کرنا اور بکثرت سوالات کرنا اور وقت کو ضائع کرنا تمہارے لئے ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)

342- اخرجه احمد (6/18182) والبخاری (844) ومسلم (593) وابو داؤد (1505) والنسائی (1340)

Marfat.com

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہاں منع کرنے کا مطلب اُس چیز کوادا نہ کرنا ہے جس کی ادائیگی لازم ہو اور لینے کا مطلب اُس چیز کا مطالبہ کرنا ہے جس کا آدمی کو حق نہ ہو۔ اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کا مطلب اُنہیں زندہ دفن کر دینا ہے۔ اور قیل وقال کا مطلب ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دینا ہے کہ آدمی یہ کہے یہ بات کہی گئی ہے یا فلاں نے یہ کہا ہے جب کہ آدمی کو اُس بات کے درست ہونے کا علم نہ ہو بلکہ گمان بھی نہ ہو(حدیث میں ہے) آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کر دے اور مال کو ضائع کرنے سے مراد اُسے ایسے طریقوں سے خرچ کرنا ہے جن کی دنیا و آخرت کے مقاصد میں سے کسی بھی حوالے سے اجازت نہ ہو۔ اور اس کی حفاظت کرنے کی صلاحیت کے باوجود اس کی حفاظت نہ کرنا ہے۔ اور بکثرت سوال کرنے سے مراد ایسی چیز کو التجا کے ہمراہ مانگنا ہے جس کی ضرورت نہ ہو۔

اس بارے میں کچھ احادیث اس سے پہلے کے باب میں گزر چکی ہیں۔ جیسے یہ حدیث ہے۔ ''میں اسے کاٹ دوں گا جو تمہیں کاٹے گا''۔ اور یہ حدیث ہے ''جو مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ اسے کاٹ دے گا''۔

ایمان کا حق مقدم ہونے کا بیان

طبرانی کی کتاب العشرہ میں ہے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گذار تھا۔ جب مجھے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگی بچے یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا۔ سنو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤنگی نہ پیوگی اور یونہی بھوکی مرجاؤنگی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور ہر طرف سے مجھ پر آوارہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دل میں تنگ ہوا اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا خوشامدیں کیں سمجھ [illegible] ہ کے لئے اپنی ضد سے باز آجاؤ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گذر گیا اور اس کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا میری اچھی اماں جان سنو تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں۔ واللہ ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں اخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑونگا پر نہ چھوڑونگا۔ اب میری ماں مایوس ہوگئیں اور کھانا پینا شرع کر دیا۔

راوی حدیث مغیرہ بن شعبہ کے احوال کا بیان

مغیرہ بن شعبہ: یہ مغیرہ بن شبعہ بن ابو عامر ثقفی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے خندق کے زمانہ میں انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جنگ یمامہ، یرموک اور قادسیہ میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند، ذہین اور سمجھدار آدمی تھے۔ 50 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ان سے 136 احادیث منقول ہیں۔

بَابُ فَضْلِ بِرِّ اَصْدِقَاءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُنْدَبُ إِكْرَامُهُ

باب 42: باپ ماں قریبی رشتہ داروں بیوی اور شوہر کے دوستوں کے ساتھ اور ہر اس شخص کے ساتھ اچھائی کرنے کی فضیلت جس کا احترام کرنا بہتر ہو

والدین کے دوستوں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

(343) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيهِ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین نیکی یہ ہے آدمی اپنے باپ کے دوست کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا باپ مر گیا ہو یا سفر پر گیا ہو تو اس کے دوستوں کے ساتھ احسان و مروت کا معاملہ کرنا اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنا گویا اپنے باپ کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنا ہے اور اس کا یہ معاملہ چونکہ اپنے باپ کی غیر موجودگی میں ہوگا اس لئے وہ بہترین اور اعلیٰ نیکی کرنے والا شخص شمار ہوگا۔ حدیث شریف میں صرف باپ کے دوستوں کا ذکر کرنا اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ماں کی سکھیوں سہلیوں کے ساتھ احسان و حسن سلوک کا بدرجہ اولیٰ ایک بہترین نیکی ہوگا۔

والدین کے دوستوں کے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

(344) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَأْسِهِ، قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ : فَقُلْنَا لَهُ : اَصْلَحَكَ اللّٰهُ، اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ".

✧✧ عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ مکہ کے راستے میں ایک دیہاتی ان سے ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور اسے بھی اسی گدھے پر سوار کر لیا جس پر خود سوار تھے۔ آپ نے اپنے سر پر موجود عمامہ اسے دیدیا (راوی) ابن دینار کہتے ہیں ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، یہ دیہاتی لوگ ہیں یہ معمولی سی چیز سے بھی راضی ہو جاتے ہیں (عمامہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب

343- اخرجه مسلم (2552) و ابو داؤد (5143) الترمذی (1903) 344- ابو داؤد فی الادب' ابن ماجه' احمد 5/16069' الادب المفرد 35' ابن حبان 418' حاکم 4/7260' طبرانی 19/592' بیهقی 4/28

Marfat.com

دیا، اس شخص کا والد، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے بہترین نیکی یہ ہے' آدمی اپنے والد کے دوست کے گھر والوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرے۔

والد کی دوستی اور حسن سلوک کا بیان

(345) وَفِی رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ : اَنَّهٗ کَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰی مَکَّةَ کَانَ لَهٗ حِمَارٌ یَّتَرَوَّحُ عَلَیْهِ اِذَا مَلَّ رُکُوْبَ الرَّاحِلَةِ، وَعِمَامَةٌ یَّشُدُّ بِهَا رَاْسَهٗ، فَبَیْنَا هُوَ یَوْمًا عَلٰی ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَرَّ بِهٖ اَعْرَابِیٌّ، فَقَالَ: اَلَسْتَ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ؟ قَالَ: بَلٰی . فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ، فَقَالَ: ارْکَبْ هٰذَا، وَاَعْطَاهُ الْعِمَامَةَ وَقَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ، فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ : غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَیْتَ هٰذَا الْاَعْرَابِیَّ حِمَارًا کُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَیْهِ، وَعِمَامَةً کُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَاْسَكَ؟ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ : "اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ" وَاِنَّ اَبَاهُ کَانَ صَدِیْقًا لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ .

رَوٰی هٰذِهِ الرِّوَایَاتِ کُلَّهَا مُسْلِمٌ .

✧✧ ابن دینار بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مکہ جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا جو ساتھ چل رہا تھا جب وہ اونٹ کی سواری سے تھک جاتے تھے تو آرام کرنے کے لئے اس پر بیٹھ جایا کرتے تھے انہوں نے سر پر عمامہ باندھا ہوا تھا ایک دن وہ اس گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے ایک دیہاتی وہاں سے گزرا۔ انہوں نے دریافت کیا یہ تمام روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں کیا تم فلاں بن فلاں نہیں ہو۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ گدھا اسے عطا کر دیا اور فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ آپ نے اسے عمامہ بھی دے دیا اور فرمایا: یہ اپنے سر پر باندھ لو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض ساتھیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے آپ نے اس دیہاتی کو گدھا دے دیا ہے۔ جس پر آرام کے لئے آپ خود بیٹھا کرتے تھے اور وہ عمامہ دے دیا جو آپ خود اپنے سر پر باندھا کرتے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''سب سے بہترین نیکی یہ ہے' آدمی اپنے والد کے فوت ہو جانے کے بعد' اپنے باپ کے دوست کے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے'' اور اس شخص کا والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

یہ تمام روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں۔

راوی حدیث عبداللہ بن دینار کے احوال کا بیان

عبداللہ بن دینار: ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے یہ قرشی عدوی ہیں۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے احادیث سنی ہیں جبکہ ان سے ان کے صاحبزادے ابو عبدالرحمٰن اور اس کے علاوہ یحییٰ انصاری، سہیل اور ربیعہ، موسیٰ بن عقبہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۷ ہجری میں ہوا۔

345- اخرجه مسلم (2558) وابو داؤد (5134) الترمذی (1903)

Marfat.com

والدین کے دوستوں کے احترام کا بیان

(346) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ - بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّیْنِ - مَالِكِ بْنِ رَبِیْعَةَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، الصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا، وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

✧✧ حضرت ابواُسید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے بنوسلمہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے والدین کے حوالے سے کوئی ایسی نیکی باقی ہے جو میں ان کے وصال کے بعد ان کے لیے کرسکوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ان دونوں کے لئے دعائے رحمت اور ان دونوں کے لئے دعائے مغفرت اور ان دونوں کے وعدوں کو پورا کرنا اور رشتے داری کے ان حقوق کا خیال رکھنا جو صرف ان دونوں کی وجہ سے ہوں اور ان دونوں کے دوستوں کا احترام کرنا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث مالک بن ربیعہ کے احوال کا بیان

مالک بن ربیعہ ساعدی: ان کی کنیت ابواسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ میں سے ایک ہیں۔ ان کا انتقال ۶۰ ہجری میں ہوا۔ ان سے اٹھائیس احادیث منقول ہیں۔

فوت شدہ خاتون کی سہیلیوں کو تحائف بھیجنے کا بیان

(347) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَمَا رَاَیْتُهَا قَطُّ، وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ یُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً، ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ: کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا اِلَّا خَدِیْجَةَ! فَیَقُوْلُ: "اِنَّهَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ"

مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاءَ، فَیُهْدِیْ فِیْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا یَسَعُهُنَّ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: کَانَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ، یَقُوْلُ: "اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰی اَصْدِقَاءِ خَدِیْجَةَ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: قَالَتْ: اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ اُخْتُ خَدِیْجَةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

347- بخاری و مسلم' جمع بین الصحیحین للحمیدی' ترمذی

348- اخرجه البخاری (2888) و مسلم (2513)

Marfat.com

وَسَلَّمَ، فَعرفَ اسْتِئذَانَ خَدِيجَةَ، فَارتَاحَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ".

قَوْلُهَا: "فَارْتَاحَ" هُوَ بِالْحَاءِ، وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ لِلْحُمَيْدِي: "فَارْتَاعَ" بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ: اهتم بِهِ.

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج رضی اللہ عنہن پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آیا کرتا تھا میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر کیا کرتے تھے جب کبھی آپ بکری ذبح کرتے تھے تو آپ اس کے کچھ حصوں کو کاٹ کر سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھجا کرتے تھے۔ کبھی میں آپ سے کہتی تھی' گویا دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور خاتون ہی نہیں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے وہ ایسی تھی وہ ایسی تھی (یعنی ان کی خوبیاں گنوایا کرتے تھے) اور میری اولاد بھی اس سے ہوئی۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو جتنی گنجائش ہوتی تھی۔ تحفے کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب آپ بکری ذبح کیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے اس میں سے کچھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی بھیجو۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہالہ بنت خویلد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت مانگنے کا انداز یاد آ گیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! یہ ہالہ بنت خویلد ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''فارتاح'' میں ''ح'' موجود ہے جبکہ حمیدی کی ''جمع بین الصحیحین'' میں ''ع'' ہے اور اس کا مطلب یہ ہے' آپ نے ان کا خاص اہتمام کیا۔

انصار کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

(348) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي، فَقُلْتُ لَهُ: لَا تَفْعَل، فَقَالَ: اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اٰلَيْتُ عَلٰى نَفْسِي اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں جبیر بن عبداللہ بجلی کے ہمراہ ایک سفر میں روانہ ہوا وہ میری خدمت کرنے لگے تو میں نے ان سے کہا آپ ایسا نہ کریں تو انہوں نے فرمایا میں نے انصار کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو اچھا سلوک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے یہ دل میں عہد کیا ہے' میں جب بھی ان میں سے کسی شخص کے ساتھ ہوں گا تو ان کی خدمت کروں گا۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

بَابُ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَانِ فَضْلِهِمْ

باب 43: نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم اوران کی فضیلت کا بیان

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب: 33)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اے اہل بیت! کہ وہ تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک کردے''۔

ابن ابی حاتم میں حضرت عکرمہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو چاہے مجھ سے مباہلہ کرلے۔ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس قول سے اگر یہ مطلب ہے کہ شان نزول یہی ہے اور نہیں، تو یہ تو ٹھیک ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اہل بیت میں اور کوئی ان کے سوا داخل ہی نہیں تو اس میں نظر ہے اس لئے کہ احادیث سے اہل بیت میں ازواج مطہرات کے سوا اوروں کا داخل ہونا بھی پایا جاتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے جب نکلتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ کر فرماتے اے اہل بیت نماز کا وقت آ گیا ہے پھر اسی آیت تطہیر کی تلاوت کرتے۔

مسند میں ہے شداد بن عمار کہتے ہیں میں ایک دن حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت علی کا ذکر ہو رہا تھا۔ وہ آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی ان کا ساتھ دیا جب وہ لوگ گئے تو مجھ سے حضرت واثلہ نے فرمایا تو نے بھی حضرت علی کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے؟ میں نے کہا ہاں میں نے بھی سب کی زبان میں زبان ملائی۔ تو فرمایا سن میں نے جو دیکھا ہے تجھے سناتا ہوں۔

میں ایک مرتبہ حضرت علی کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھا رہا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم بھی ہیں دونوں بچے آپ کی انگلی تھامے ہوئے تھے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھا لیا اور ایک کپڑے سے ڈھک لیا پھر اسی آیت کی تلاوت کر کے فرمایا: اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے اہل بیت زیادہ حقدار ہیں۔

دوسری روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کی اہل بیت میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا تو بھی میرے اہل میں سے ہے۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میرے لئے بہت ہی بڑی امید کا ہے اور روایت میں ہے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جب حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین آئے آپ نے اپنی چادر ان پر ڈال کر فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں یا اللہ ان سے ناپاکی کو دور فرما اور انہیں پاک کردے۔ میں نے کہا میں بھی؟

Marfat.com

آپ نے فرمایاہاں تو بھی۔میرے نزدیک سب سے زیادہ میرا مضبوط عمل یہی ہے۔

مسند احمد میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حریرے کی ایک پتیلی بھری ہوئی لائیں۔آپ نے فرمایا اپنے میاں کو اور اپنے دونوں بچوں کو بھی بلالو۔چنانچہ وہ بھی آ گئے اور کھانا شروع ہوا آپ اپنے بستر پر تھے۔خیبر کی ایک چادر آپ کے نیچے بچھی ہوئی تھی۔میں حجرے میں نماز ادا کر رہی تھی جب یہ آیت اتری۔پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر انہیں اڑھادی اور چادر میں سے ایک ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی یہ میرے اہل بیت اور حمایتی ہیں تو ان سے ناپاکی دور کر اور انہیں ظاہر کر میں نے اپنا سر گھر میں سے نکال کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا یقیناً تو بہتری کی طرف ہے فی الواقع تو خیر کی طرف ہے۔

اس روایت کے روایوں میں عطا کے استاد کا نام نہیں جو معلم ہو سکے کہ وہ کیسے راوی ہیں باقی راوی ثقہ ہیں۔دوسری سند سے انہی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا آیت تطہیر تو میرے گھر میں اتری ہے۔آپ میرے ہاں آئے اور فرمایا کسی اور کو آنے کی اجازت نہ دینا۔تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔اب بھلا میں بیٹی کو باپ سے کیسے روکتی؟ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو نواسے کو نانا سے کون روکے؟ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے میں نے انہیں بھی نہ روکا۔پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے میں انہیں بھی نہ روک سکی۔جب یہ سب جمع ہو گئے تو جو چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھے ہوئے تھے اسی میں ان سب کو لے لیا اور کہا الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے۔پس یہ آیت اس وقت اتری جبکہ یہ چادر میں جمع ہو چکے تھے میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی؟ لیکن اللہ جانتا ہے آپ اس پر خوش نہ ہوئے اور فرمایا تو خیر کی طرف ہے۔

مسند کی اور روایت میں ہے کہ میرے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب خادم نے آکر خبر کی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا ایک طرف ہو جاؤ میرے اہل بیت آ گئے ہیں۔میں گھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئی جب دونوں ننھے بچے اور یہ دونوں صاحب تشریف لائے۔آپ نے دونوں بچوں کو گودی میں لے لیا اور پیار کیا پھر ایک ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں دوسرا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی گردن میں ڈال کر ان دونوں کو بھی پیار کیا اور ایک سیاہ چادر سب پر ڈال کر فرمایا یا اللہ تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف میں اور میری اہل بیت۔میں نے کہا میں بھی؟ فرمایا ہاں تو بھی۔اور روایت میں ہے کہ میں اس وقت گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اور میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ہے اور روایت میں ہے میں نے کہا مجھے بھی ان کے ساتھ شامل کر لیجئے تو فرمایا تو میری اہل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ چادر اوڑھے ہوئے ایک دن صبح ہی صبح نکلے اور ان چاروں کو اپنی چادر تلے لے کر یہ آیت پڑھی۔ (مسلم وغیرہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے ان کے گھر میں آپ کی صاحبزادی تھیں جو سب سے زیادہ آپ کی محبوب تھیں۔

Marfat.com

پھر چادر کا واقعہ بیان فرما کر فرمایا میں نے قریب جا کر کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے اہل بیت سے ہوں آپ نے فرمایا دور رہو تم یقیناً خیر پر ہو۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور ان چاروں کے بارے میں یہ آیت اتری ہے۔ اور سند سے یہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہونا مروی ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تو آپ نے ان چاروں کو اپنے کپڑے تلے لے کر فرمایا یا رب یہ میرے اہل ہیں اور میرے اہل بیت ہیں۔ (ابن جریر)

صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت یزید بن حبان فرماتے ہیں میں اور حصین بن سیرہ اور عمر بن مسلمہ مل کر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حصین کہنے لگے اے زید آپ کو تو بہت سی بھلائیاں مل گئیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کی حدیثیں سنیں، آپ کے ساتھ جہاد کیے، آپکے پیچھے نمازیں پڑھیں غرض آپ نے بہت خیر و برکت پالیا اچھا ہمیں کوئی حدیث تو سناؤ۔ آپ نے فرمایا بھتیجے اب میری عمر بڑی ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دور ہو گیا۔ بعض باتیں ذہن سے جاتی رہیں۔ اب تم ایسا کرو جو باتیں میں از خود بیان کروں انہیں تم قبول کرلو ورنہ مجھے تکلیف نہ دو۔ سنو! مکے اور مدینے کے درمیان ایک پانی کی جگہ پر جسے خم کہا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمیں ایک خطبہ سنایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ وپند کے بعد فرمایا میں ایک انسان ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کی مان لوں میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ پہلی تو کتاب اللہ جس پر ہدایت ونور ہے۔ تم اللہ کی کتابوں کو لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو پھر تو آپ نے کتاب اللہ کی بڑی رغبت دلائی اور اس کی طرف ہمیں خوب متوجہ فرمایا۔ پھر فرمایا اور میری اہل بیت کے بارے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں تین مرتبہ یہی کلمہ فرمایا۔

تو حصین نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کی اہل بیت نہیں ہیں؟ فرمایا آپ کی بیویاں تو آپ کی اہل بیت ہیں ہی۔ لیکن آپ کی اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کھانا حرام ہے، پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس رضی اللہ عنہم۔ پوچھا کیا ان سب پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں! دوسری سند سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے پوچھا کیا آپ کی بیویاں بھی اہل بیت میں داخل ہیں؟ کہا نہیں قسم ہے اللہ کی بیوی کا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس گو عرصہ دراز سے ہو لیکن پھر اگر وہ طلاق دے دے تو اپنے میکے میں اور اپنی قوم میں چلی جاتی ہے۔ آپ کے اہل بیت آپ کی اصل اور عصبہ ہیں جن پر آپکے بعد صدقہ حرام ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ احزاب، بیروت)

شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں کا تقویٰ حاصل ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج : 32)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی شعائر کی تعظیم کرے گا تو یہ دلوں کے تقویٰ کا حصہ ہے''۔

Marfat.com

اہل بیت پر اطلاق سے متعلق روایات کا بیان

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اطلاق کن کن پر ہوتا ہم : "اہل بیت" یعنی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں" سے کون کون لوگ مراد ہیں؟ اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ اہل بیت کا اطلاق ان لوگوں پر بھی آیا ہے جن کو زکوۃ کا مال لینا حرام ہے یعنی بنو ہاشم اور ان میں آل عباس، آل جعفر اور آل عقیل شامل ہیں۔

بعض روایتوں میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال کو "اہل بیت" کہا گیا ہے جن میں ازواج مطہرات یقینی طور پر شامل ہیں، لہٰذا جو لوگ ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج قرار دیتے ہیں وہ مکابرہ کا شکار ہیں۔

اور قرآن کریم کی اس آیت (لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) 33۔الاحزاب: 23)۔ سے اپنا اختلاف ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جب اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ازواج مطہرات ہی کو مخاطب تو پھر ان کو (یعنی ازواج مطہرات کو) درمیان آیت کے مضمون (اہل البیت) اور اس کے مصداق میں شامل نہ کرنا آیت کو اس کے عبارتی تسلسل اور معنوی سیاق وسباق سے الگ کر دینا ہے۔

امام محمد فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ "یہ آیت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو شامل ہے کیونکہ آیت کا سیاق وسباق پوری شدت سے اس کا مقاضی ہے پس ازواج مطہرات کو اہل بیت کے مصداق سے خارج کرنا اور ان کے علاوہ دوسروں کو اس مصداق کے ساتھ مختص کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

امام رازی آگے لکھتے ہیں۔ یہ کہنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے کہ "اہل بیت" کا مصداق آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ازواج مطہرات ہیں اور ان میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین بھی شامل ہیں، نیز حضرت علی بھی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی نسبت وتعلق اور خانگی قرب رکھنے کے سبب اہل بیت میں سے ہیں، تاہم بعض مواقع پر اہل بیت کا اطلاق اس طرح بھی آیا ہے کہ جس سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس کا مصداق صرف فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ، حسن اور حسین ہیں جیسے حضرت انس کی روایت ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر کے لئے مسجد میں آتے تو راستہ میں حضرت فاطمہ کے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے یوں فرماتے الصلوۃ یا اہل البیت، انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ اس روایت، کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

اسی طرح ام المؤمنین حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ (ایک دن) میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (گھر میں) بیٹھی ہوئی تھی کہ خادم نے آکر بتایا کہ علی اور فاطمہ باہر کھڑے ہیں۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) مجھ سے فرمایا کہ تم کنارے ہو جاؤ چنانچہ میں گھر کے گوشہ میں چلی گئی۔ علی اور فاطمہ اندر آگئے اور ان کے ساتھ حسن وحسین بھی تھے جو اس وقت ننھے منے تھے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کو آغوش مبارک میں بٹھالیا اور ایک ہاتھ سے علی کو اور دوسرے ہاتھ سے فاطمہ کو پکڑ کر اپنے بدن سے چمٹایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کالی کملی اس سب پر لپیٹی جو جو اس وقت جسم مبارک پر تھی اور فرمایا: خداوندا! یہ میرے اہل بیت ہیں، مجھ کو اور میرے اہل بیت کو اپنی طرف بلا نہ کہ آگ کی طرف "اور حضرت ام سلمہ ہی سے یہ

Marfat.com

بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میری یہ مسجد ہر حائضہ عورت اور ہر جنبی مرد پر حرام ہے (جو عورت حیض کی حالت میں ہو یا جو مرد ناپاکی کی حالت میں ہو وہ میری مسجد میں ہرگز داخل نہ ہو) ہاں محمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اہل بیت پر کہ وہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں، حرام نہیں ہے "اس روایت کو بیہقی نے نقل کیا ہے اور اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بہر حال ایک طرف تو وہ روایتیں ہیں جن سے بنو ہاشم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال پر "اہل بیت" کا اطلاق ثابت ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ روایتیں ہیں جن سے اہل بیت کا مصداق صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین معلوم ہوتے ہیں بلکہ ان ہی چہارتن پاک پر اہل بیت کا اطلاق شائع اور مشہور بھی ہے لہٰذا علماء نے ان تمام روایتوں میں تطبیق اور ان کے اطلاقات کی توجیہہ میں یہ کہا ہے کہ "بیت" کی تین نوعیتیں ہیں (۱) بیت نسب (۲) بیت سکنی (۳) ولادت۔ پس بنو ہاشم یعنی عبدالمطلب کی اولاد کو تو نسب اور خاندان کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت (اہل خاندان) کہا جائے گا۔

دراصل عرب میں جد قریب کی اولاد کو بیت (یعنی خاندان یا گھرانہ) یا خاندان سے اس شخص کے باپ اور دادا کی اولاد مراد ہوتی ھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سکنی (اہل خانہ) کہا جائے گا چنانچہ عرف عام میں کسی شخص کی بیویوں کو اس کے اہل بیت یا" گھر والی" سے تعبیر کیا جانا مشہور ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد (ماجد کو اہل بیت ولادت کہا جائے گا اور اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ہی اولاد پر اہل بیت ولادت کا اطلاق کیا جانا چاہئے لیکن تمام اولاد میں حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسنین کو جو خاص فضل وشرف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قرب وتعلق حاصل تھا۔

قرآن اور اہل بیت کے ساتھ ہدایت ہونے کا بیان

(349) وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعَمْرُو ابن مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَاَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِي، وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ اَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ، فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ. ثُمَّ قَالَ: قام رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فينا خَطِيبًا بماء يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنَى عَلَيْهِ، وَوعظ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلا اَيُّهَا النَّاسُ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَاُجِيبَ، وَاَنَا تارك فيكم ثَقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ"، فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي، اذكركم اللّٰهَ فِي اهل بيتي" فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ، اَلَيْسَ

349- اخرجه مسلم (2408)

Marfat.com

نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ، وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَّاٰلُ عقيل وَاٰلُ جعفر وآلُ عَبَّاسٍ. قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ: "اَلَا وَاِنِّىْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ".

✧✧ حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں' حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا: اے زید! آپ نے بہت سی بھلائی دیکھی ہے۔ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنی ہیں۔ آپ کے ہمراہ غزوات میں شرکت کی ہے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔ اے زید! آپ نے بہت زیادہ بھلائی پائی ہے اے زید! آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور وقت بھی کافی گزر چکا ہے۔ میں ان سے میں سے کچھ بھول بھی چکا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں جو حدیث سناؤں گا۔ اسے قبول کر لینا اور جو نہ سنا سکوں اس کا مجھے پابند نہ کرنا۔ انہوں نے بتایا' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اس کنویں کے پاس جس کا نام "خم" ہے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ نصیحت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ اما بعد! اے لوگوں میں انسان ہوں۔ عنقریب میرے پروردگار کا فرستادہ میرے پاس آئے گا اور میں نے اس کی دعوت کو قبول کرنا ہے۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے۔ جس میں ہدایت اور نور ہے تم اللہ کی کتاب کو حاصل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے بارے میں ابھارا اور اس بارے میں ترغیب دی پھر آپ نے فرمایا اور میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

حصین نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' اے زید! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کون ہیں؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت رضی اللہ عنہم میں شامل نہیں ہیں؟ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن اہل بیت رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں لیکن آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ قبول کرنا حرام ہے تو حصین نے دریافت کیا وہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عقیل رضی اللہ عنہ' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آل ہیں' تو حصین نے دریافت کیا' کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: خبردار! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور یہ اللہ کی رسی ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پر گامزن رہے گا اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہی کے راستے پر چلا جائے گا۔

Marfat.com

شرح

"خم" مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ کے قریب ایک مشہور جگہ کا نام ہے جس کو "غدیر خم" بھی کہا جاتا ہے۔ دراصل "غدیر" پانی کے حوض کو کہتے ہیں اور اس جگہ کسی حوض یا تالاب کی شکل میں پانی موجود رہا ہوگا، اس مناسبت سے اس جگہ کو "غدیر خم" کہا جانے لگا جیسا کہ حضرت علی کے مناقب کے بیان میں گزر چکا ہے، خطاب عام کی یہ صورت اس وقت پیش آئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مکہ سے مدینہ کو واپس لوٹ رہے تھے اور غدیر خم پر پڑاؤ ڈالا گیا تھا۔ "اور میں اپنے پروردگار کا حکم قبول کروں" یہ اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ اس دنیا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کا وقت قریب آچکا ہے۔

چنانچہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سفر واپسی کے دوران آخر ماہ ذی الحجہ ۱۰ھ میں فرمائی تھی اور تقریباً تین ماہ بعد ربیع الاول ۱۱ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ "دو عظیم یا نفیس چیزیں" "یہ ثقلین" کا ترجمہ ہے۔ ثِقل (ث کے زیر کے ساتھ) کے معنی تو بھاری اور بوجھ کے ہیں اور ثَقَل (ث و ق) کے زبر کے ساتھ) مسافر کے سامان اور حشم وخدم اور کسی بھی اعلیٰ و نفیس چیز کو کہتے ہیں یہاں حدیث میں اس لفظ کے یہی معنی نفیس مراد ہیں۔

اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ "ثقلین" سے "دو عظیم چیزیں" مراد ہیں اور کتاب اللہ اور اہل بیت کو دو عظیم چیزیں یا تو ان کے عظیم المرتبت ہونے کے اعتبار سے فرمایا گیا یا اس سبب سے کہا گیا کہ ان پر عمل کرنا مشکل اور بھاری ہے، ہر شخص ان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جن وانس کو بھی ثقلین اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے بوجھ میں یعنی جس طرح جانور کی پشت پر بوجھ لادتے ہیں اسی طرح زمین نے ان دونوں (جن وانس کا بوجھ اپنی پشت پر اٹھا رکھا ہے: بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دونوں یعنی کتاب اللہ اور اہل بیت دین کی متاع ہیں کہ ان کے ذریعہ دین کی اصلاح، درستی اور آبادی ہوتی ہے جیسے ثقلین یعنی جن وانس زمین کی متاع ہیں کہ انہی سے دنیا کی آبادی ہے۔ "جس میں ہدایت اور نور ہے" یعنی کتاب اللہ میں ان احکام واعمال کا بیان ہے جن سے راہ حق روشن ہوتی ہے اور جو طالب کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں اور اس کے علم وعرفان میں وہ نور حق ہے جو ذہن وفکر کی استقامت وسلامتی کا ذریعہ بنتا ہے اور یہی نور قیامت کے دن رہنما بنے گا واضح رہے کہ "نور" قرآن کا ایک نام بھی ہے۔ "کتاب اللہ کو مضبوط پکڑلو" یعنی اپنے فکر ونظر، اعتقاد وانقیاد اور عمل و کردار کی بنیاد کتاب اللہ کو قرار دو، اسی میں عقیدہ و یقین رکھو اور اسی پر عمل کرو یہ بات ذہن نشین رہے کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا بھی منجملہ کتاب اللہ ہے۔

کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے **ما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا** ۔(اے اہل ایمان! رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو قبول کرو اور جس بات سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو) اور فرمایا **ومن یطع الرسول فقد اطاع الله** (اور جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی) اور فرمایا: **قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله** ۔(آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے) ایک روایت میں یہاں حدیث کا یہ فقرہ یوں نقل کیا گیا ہے **فتمسکوا بکتاب الله وخذوا** (پس کتاب اللہ کو مضبوط پکڑلو اور اس کو اختیار کرو) خوب جوش دلایا" یعنی حاضرین کو اس امر کی جانب بہت تاکید اور شد ومد کے ساتھ متوجہ کیا کہ کتاب اللہ

پڑھنے) اس کو حفظ کرنے، اس کے الفاظ و معانی کے آداب و قواعد کی رعایت ملحوظ رکھنے اور جو احکام و مضامین اس میں ہیں ان پر عمل کرنے میں ذرا غفلت و کوتاہی نہ کی جائے۔ "راغب کیا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی طرف راغب کرنے والی باتوں کا ذکر کیا جو شخص اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑے رہے گا اور اپنی تمام تر فکری اعتقادی اور عملی زندگی کا محور اسی کو بنائے رہے گا اس کو دین و دنیا کی فلاح و کامرانی حاصل ہوگی اور اس کو بلند تر مراتب و درجات حاصل ہونگے یہاں اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راغب کرنے والی اور بشارت دینے والی باتوں کے ساتھ اس عذاب سے ڈرانے والی باتیں بھی ذکر کی ہوں جو کتاب اللہ کے احکام پر عمل نہ کرنے والوں کو ہوگا تاہم یہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بشارت دینے والی باتوں پر اکتفا کر کے وسعت رحمت باری، اپنی شان رحمۃ اللعالمین اور اپنی امت کے امت مرحومہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہو۔ "میں (دوبارہ) تمہیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلاتا ہوں" یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید اور زیادہ سے زیادہ اہمیت ظاہر کرنے کے لئے دو مرتبہ ارشاد فرمایا تاہم یہ بات بھی بعید از امکان نہیں ہے کہ ایک بار کے جملہ، اہل بیت، سے مراد "اولاد" ہو اور دوسری باری کے جملہ میں ازواج مطہرات "مراد ہوں، چنانچہ پہلے بیان بھی کیا جا چکا ہے کہ "اہل بیت" کا اطلاق اولاد اور ازواج دونوں پر ہوتا ہے ایک روایت میں یہاں قال ثلاث مرات کے الفاظ ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔ کتاب اللہ کی رسی ہے "حبل" کے لغوی معنی "رسی" کے ہیں اور اس سے مراد ہے: عہد امان اور وہ چیز جو بندہ کو اس کے رب کی طرف لے جائے اور اس کے قرب و رضا کا وسیلہ ہو مطلب یہ کہ قرآن بندہ کی فلاح و کامیابی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد و اقرار ہے، اس کے عذاب سے امان ہے اور اس کے قرب کا وسیلہ ہے اس کو مضبوط پکڑنے والا عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے، قرب الٰہی کی سرفرازی پاتا ہے اور اخروی فلاح اور کامرانیوں کے بلند درجات تک پہنچتا ہے اس کے برخلاف جو شخص اپنی اعتقادی و عملی زندگی کا محور نہیں پاتا پس قرآن کریم دونوں اعتبار سے "رسی" کی مانند ہے، کہ ہدایت چاہنے والے کو ترقی درجات تک پہنچاتا ہے اور سرکشی کرنے والے کو محرومیوں اور نامرادیوں کی نچلی سطح تک گرا دیتا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ القرآن حجۃ لک او علیک یعنی: قرآن شریف یا تو تیری سند ہے (تجھ کو نجات (دلائے گا) یا تیرے مقابلہ میں سند بنے گا۔

حضرت جعفر طیار بن ابو طالب کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (یعنی ابن عمر) جب حضرت جعفر بن ابی طالب کے صاحبزادے عبداللہ کو سلام کرتے تو یوں کہتے، اے دو بازوؤں والے کے بیٹے تجھ پر سلامتی ہو۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث، 778)

"دو بازوؤں والے" یہ "ذوالجناحین" کا ترجمہ اور ذالجناحین حضرت جعفر طیار کا لقب تھا جو ابو طالب کے بیٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت جعفر جنگ موتہ (۸ھ) میں نہایت بہادری اور پامردی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے، یہ جنگ عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں کے پہلی جنگ تھی جو شام کے علاقہ (موتہ) میں ہوئی تھی اور قیصر روم کا لشکر جرار مقابلہ پر تھا، اس جنگ کے دوران ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی نگاہ اعجاز سے دیکھا کہ جعفر کو دس بازو عطا کئے گئے ہیں جن کے ذریعہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت حیران ہوئے کہ اس نظارہ کا

Marfat.com

کیا مطلب ہے اور پھر جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو عقدہ کھلا، چنانچہ اس دن سے ان کو (جعفر طیار" کہا جانے لگا اور ذوالجناحین" کا لقب دیا گیا۔

اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت کو فضاؤں میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے۔" چنانچہ اس دن سے وہ "ذوالجناحین" اور طیار" کے لقب سے موسوم ہو گئے۔ حضرت جعفر طیار قدیم الا سلام ہیں، ان سے پہلے صرف اکتیس آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت جعفر اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب سے دس سال بڑے تھے اور خلقا وخلقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ پورے بدن پر تیر اور تلواروں کے نوے زخم آئے تھے حضرت جعفر طیار سے احادیث روایت کرنے والوں میں دوسرے صحابہ کے علاوہ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بھی شامل ہیں۔

راوی حدیث یزید بن حیان کے احوال کا بیان

یزید بن حیان: یہ تیمی کوفی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے یہ چوتھے طبقے کے تابعین میں سے ایک ہیں۔ ویسے یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ ان سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث نقل کی ہیں۔

اہل بیت سے عقیدت رکھنے کا بیان

(350) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنْ اَبِیْ بَکْرِ ن الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ - مَوْقُوْفًا عَلَیْہِ - اَنَّہٗ قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

مَعْنٰی "ارْقُبُوْہُ": رَاعُوْہُ وَاحْتَرِمُوْہُ وَاَکْرِمُوْہُ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کا خاص خیال رکھو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے' تم ان کی قدر کرو' ان کا احترام کرو اور ان کی عزت افزائی کرو باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

شرح

قُلْ لَّآ اَسْــَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْھَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ

فرما دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر (اپنی اور اللہ کی) قرابت وقربت سے محبت (چاہتا ہوں) اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس

350- اخرجہ البخاری (3713) و (3751)

Marfat.com

سے مراد قرابت آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا تم نے عجلت سے کام لیا سنو قریش کے جس قدر قبیلے تھے سب کے ساتھ حضور کی رشتہ داری تھی تو مطلب یہی کہ تم اس رشتے داری کا لحاظ رکھو جو مجھ میں اور تم میں ہے حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت قتادہ، حضرت سدی، حضرت ابو مالک، حضرت عبدالرحمٰن وغیرہ بھی اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں جو دلیلیں دی ہیں جس ہدایت کا راستہ بتایا ہے اس پر کوئی اجر تم سے نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ تم اللہ کو چاہنے لگو اور اس کی اطاعت کی وجہ سے اس سے قرب اور نزدیکی حاصل کر لو حضرت حسن بصری سے بھی یہی تفسیر منقول ہے تو یہ دوسرا قول ہوا پہلا قول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رشتے داری کو یاد دلانا دوسرا قول آپ کی یہ طلب کہ لوگ اللہ کی نزدیکی حاصل کر لیں تیسرا قول جو حضرت سعید بن جبیر کی روایت سے گزرا کہ تم میری قرابت کے ساتھ احسان اور نیکی کرو۔

ابوالدیلم کا بیان ہے کہ جب حضرت علی بن حسین کو قید کر کے لایا گیا اور دمشق کے بالا خانے میں رکھا گیا تو ایک شامی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل کرایا اور تمہارا ناس کرا دیا اور فتنہ کی ترقی کو روک دیا یہ سن کر آپ نے فرمایا کیا تو نے قرآن بھی پڑھا ہے اس نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا اس میں (حم) والی سورتیں بھی پڑھی ہیں؟ اس نے کہا واہ سارا قرآن پڑھ لیا اور (حم) والی سورتیں نہیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا پھر کیا ان میں اس آیت کی تلاوت تو نے نہیں کی؟ آیت (قُلْ لَّآ اَسْــــــئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّـقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ 23) -42 الشوری 23:) یعنی میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر محبت قرابت کی۔ اس نے کہا پھر کیا تم وہ ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت عمرو بن شعیب سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا مراد قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ابن جریر میں ہے کہ انصار نے اپنی خدمات اسلام گنوائیں گویا فخر کے طور پر۔ اس پر ابن عباس یا حضرت عباس نے فرمایا ہم تم سے افضل ہیں جب یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ان کی مجلس میں آئے اور فرمایا انصاریو کیا تم ذلت کی حالت میں نہ تھے؟ پھر اللہ نے تمہیں میری وجہ سے عزت بخشی! انہوں نے کہا بیشک آپ سچے ہیں۔ فرمایا کیا تم گمراہ نہ تھے؟ پھر اللہ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت کی؟ انہوں نے کہا ہاں بیشک آپ نے سچ فرمایا پھر آپ نے فرمایا اب تم مجھے کیوں نہیں کہتے؟ انہوں نے کہا کیا کہیں؟ فرمایا کیوں نہیں کہتے؟

کہ کیا تیری قوم نے تجھے نکال نہیں دیا تھا؟ اس وقت ہم نے تجھے پناہ دی کیا انہوں نے تجھے جھٹلایا نہ تھا؟ اس وقت ہم نے تیری تصدیق کی؟ کیا انہوں نے تجھے پست کرنا نہیں چاہا تھا اس وقت ہم نے تیری مدد کی؟ اس طرح کی آپ نے اور بھی بہت سی باتیں کیں یہاں تک کہ انصار اپنے گھٹنوں پر جھک پڑے اور انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اولاد اور جو کچھ ہمارے پاس ہے سب اللہ کا اور سب اس کے رسول کے لئے ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ شوریٰ، بیروت)

Marfat.com

بَابُ تَوْقِیْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْکِبَارِ وَاَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِیْمِهِمْ عَلٰی غَیْرِهِمْ وَرَفْعِ مَجَالِسِهِمْ وَاِظْهَارِ مَرْتَبَتِهِمْ

باب 44: علماء، بڑی عمر کے لوگوں، فضیلت رکھنے والے لوگوں کی تعظیم کرنا اور انہیں دوسروں پر ترجیح دینا ان کے بیٹھنے کی جگہ کو بلند رکھنا اور ان کے مرتبے کا اظہار کرنا

دین کے علماء کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ (الزمر : 9)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم فرمادو! کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے' بے شک عقل مند لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں''۔

حضرت کثیر ابن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک صحابی) حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق (شام) کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لئے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کے پاس میرے آنے کی اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے (یہ سن کر) حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا کہ جو آدمی کسی راستہ کو (خواہ لمبا ہو یا مختصر) علم دین حاصل کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستہ پر چلاتا ہے۔

اور فرشتے طالب علم کی رضا مندی کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے (یعنی فرشتے) اور جو زمین کے اوپر ہے (یعنی جن وانس) اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے اور عالم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء وراثت میں دینار ودرہم نہیں چھوڑ گئے ہیں، ان کا ورثہ علم ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔

(مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث، 207)

صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آنے والے کی علمی طلب اور حصول دین کے حقیقی جذبہ کا اظہار ہوتا ہے کہ اس نے آتے ہی سب سے پہلے یہی کیا تھا کہ آپ کے پاس آنے سے میری غرض کوئی دینوی منفعت یا محض ملاقات نہیں ہے بلکہ میں تو علم دین کے حصول کا حقیقی اور پر خلوص جذبہ لے کر آیا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی زبان سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حدیث سن کر اپنے قلب ودماغ کو علوم نبوی کی ایک روشنی سے منور کروں۔ ہو سکتا ہے کہ طالب مذکور نے جس حدیث کے سننے کی طلب کی تھی وہ حدیث انہوں نے اجمالی طور پر سنی ہو اب ان کی خواہش یہ تھی کہ اس کو تفصیلی طور پر سن لیں یا یہ کہ وہ حدیث انہوں نے تفصیل کے ساتھ ہی (کسی دوسرے سے) سن رکھی ہو مگر اس جذبہ کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے کہ حدیث کو بلا واسطہ صحابی سے سنیں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سائل کے جواب میں جو حدیث بیان فرمائی ہو سکتا ہے کہ وہ یہی حدیث ہو اور یہی حدیث اس کا مطلوب ہو، لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث جو یہاں نقل کی گئی ہے وہ طالب کا مطلوب نہ ہو بلکہ چونکہ طالب نہایت مشقت و پریشانی برداشت کر کے اور دور دراز کا سفر طے کر کے طلب علم اور حصول حدیث کی خاطر آیا تھا۔ اس لئے اس کی سعادت وخوش بختی کے اظہار کے طور پر اس کا ثواب بیان کیا اور اس کی مطلوبہ حدیث انہوں نے بیان کی وہ چونکہ اس باب کے مناسب نہیں تھی اس لئے مصنف کتاب نے اسے یہاں نقل نہیں کیا۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب طالب علم، علم کی خاطر اپنے گھر سے نکلتا ہے اور راہ مسافرت اختیار کرتا ہے تو فرشتے اس کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اس کی تشریح میں کہا جاتا ہے کہ یا تو واقعی طالب علم کے شرف وعزت کی خاطر فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں یا پھر طالب علم کی عظمت اور اس کی طرف رحمت الٰہی کے نزول کے لئے یہ کنایہ ہے۔

نیز فرمایا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی جتنی بھی مخلوق ہے سب کی سب عالم کی مغفرت کے لئے دعا کرتی ہے۔ اس کے بعد پھر صراحت کی گئی کہ پانی کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی اس کے لئے استغفار کرتی ہیں ظاہر ہے کہ زمین کی مخلوق میں مچھلیاں بھی شامل ہیں ان کا بظاہر الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی مگر اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس سے دراصل عالم کی انتہائی فضیلت وعظمت کا اظہار مقصود ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ پانی کا برسنا جو رحمت الٰہی کی نشانی اور نعمت الٰہی کی علامت ہے اور دنیا کی اکثر آسانیاں وراحتیں جو اسی سے حاصل ہوتی ہیں اور تمام خیر وبھلائی جو اس کے علاوہ ہیں سب کی سب عالم ہی کی برکت سے ہیں یہاں تک کہ مچھلیوں کا پانی کے اندر زندہ رہنا جو خود قدرت الٰہی کی ایک نشانی ہے، علماء ہی کی برکت کی بنا پر ہے۔

اس حدیث میں عالم اور عابد کے فرق کو بھی ظاہر کرتے ہوئے عابد پر عالم کو فوقیت اور برتری دی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم کا فائدہ ہے یعنی اس کا فیضان صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں ہے اسی لئے عالم اور عابد کو چاند ستاروں سے مشابہت دی گئی ہے کہ جس طرح چودھویں کا چاند جب اپنی پوری تابانی اور جلوہ ریزی کے ساتھ آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو دنیا کی تمام مخلوق اس سے مستنیر ہوتی ہے اور اس کی روشنی تمام جگہ پہنچتی ہے جس سے دنیا فائدہ اٹھاتی ہے مگر ستارہ خود اپنی جگہ تو روشن ومنور ہوتا ہے مگر اس کا فیضان اتنا عام نہیں ہوتا کہ اس کی روشنی تمام جگہ پھیل سکے اور سب کو فائدہ پہنچا سکے۔ اگر کوئی یہ اشکال کر بیٹھے کہ عالم اور عابد میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ اگر کوئی عالم محض علم پر بھروسہ کر بیٹھے اور علم پر نہ عمل کرے تو ظاہر ہے کہ اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اسی طرح عابد بغیر علم کے عابد نہیں ہو سکتا کیونکہ عبادت کی حقیقی اور اصل روح علم ہی میں پوشیدہ ہے اس لئے عبادت بغیر علم کے صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو عالم بالکل باعمل ہوگا وہی عابد بھی ہوگا اور جو عابد ہوگا وہی عالم باعمل بھی ہوگا۔ اس لئے دونوں میں فرق کیا ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عالم سے مراد وہ آدمی ہے جو تحصیل علم کے بعد عبادات ضروریہ مثلاً فرائض واجبات اور سنن ومستحبات پر اکتفا کر کے اپنے اوقات کا بقیہ حصہ درس وتدریس میں مشغول رکھتا ہے یعنی اس کا کام درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور دین کی ترویج و اشاعت ہوتا ہے۔ اور عابد سے مراد وہ آدمی ہے جو تحصیل علم کے بعد اپنی زندگی کا تمام حصہ صرف عبادت ہی عبادت میں صرف کرتا

Marfat.com

ہے، نہ اسے علم کی اشاعت سے دلچسپی ہوتی ہے اور نہ تعلیم وتعلم اس کا مقصد ہوتا ہے بلکہ وہ ہمہ وقت عبادت ہی میں مشغول رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر علم کی اشاعت اور تعلیم وتعلم کی فضیلت کا گہرا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ عمل افادیت کے اعتبار سے سب سے بلند مقام رکھتا ہے اور جو ہر حال میں عبادت پر افضل ہے جیسا کہ اکثر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ عالم اور عابد میں اس اعتبار سے فرق ہے اور عابد پر عالم کو فوقیت حاصل ہے۔

شرح السنہ میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول منقول ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں آج طالب علم سے افضل کوئی دوسری چیز نہیں جانتا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا لوگوں کے خلوص نیت میں فضیلت نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا طلب علم خود نیت کا سبب ہے یعنی نیت اس سے اپنے آپ ہی سنور جاتی ہے۔

چنانچہ بعض علماء کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہم نے علم غیر اللہ کے لئے حاصل کیا مگر بعد میں وہ اللہ ہی کے لئے ہوگیا، یعنی ہماری نیت پہلے مخلص اور صاف نہیں تھی مگر جب طلب علم کا حقیقی جذبہ پیدا ہوا اور علم کی روشنی نے قلب کو منور کیا تو نیت مخلص اور صحیح ہوگئی۔ علم کی فضیلت کا اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں علم کا طلب کرنا نماز نفل سے افضل ہے کیونکہ وہ علم جسے طلب کیا جارہا ہے یا تو وہ فرض عین ہوگا یا فرض کفایہ ہوگا اور ظاہر ہے یہ دونوں نفل سے بہرحال افضل ہیں۔

قرآن وسنت کے علماء کی فضیلت کا بیان

(351) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبُدْرِيِّ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: "فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا" بَدَلَ "سِنًّا": اَيْ اِسْلَامًا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَلْيَؤُمُّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا".

وَالْمُرَادُ "بِسُلْطَانِهِ": مَحَلُّ وِلَايَتِهِ، اَوِ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَخْتَصُّ بِهِ "وَتَكْرِمَتُهُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ: وَهِيَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ مِنْ فِرَاشٍ وَسَرِيْرٍ وَنَحْوِهِمَا.

✧✧ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو بدری انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کو امامت وہ شخص کروائے جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ اگر قرأت میں سب لوگ برابر ہوں، تو وہ جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ اگر سنت میں بھی برابر ہوں، تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔ اگر امام مقرر ہو، تو پھر کوئی اور شخص ہرگز

351- اخرجه مسلم (673) والترمذی (235) والنسائی (779) وابن ماجه (980)

Marfat.com

امامت نہ کروائے اور کوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص مسند پر نہ بیٹھے۔

ایک روایت میں عمر رسیدہ ہونے کی جگہ پہلے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: لوگوں کو امامت وہ شخص کروائے جو سب سے زیادہ اللہ کی کتاب کا علم رکھتا ہو۔ اور سب سے بہتر طور پر پڑھ سکتا ہو۔ اگر وہ سب قرأت میں برابر ہوں تو ان کی امامت وہ شخص کروائے جس نے پہلے ہجرت کی ہو؟ اگر وہ ہجرت کے حوالے سے برابر کی حیثیت کے مالک ہوں تو انہیں نماز وہ شخص پڑھائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

"بسلطانہ" سے مراد اسکی حکومت یا وہ جگہ جو اس کیلئے ہی خاص ہو اور "تکرمتہ" میں "تاء" پر فتحہ اور "ر" پر کسرہ ہے اور اس کا مطلب بستر یا چارپائی وغیرہ ہے جو کسی آدمی کیلئے مخصوص ہو۔

شرح

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ میں سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں عہد صحابہ میں جو آدمی احادیث زیادہ جانتا تھا وہ بڑا فقیہ مانا جاتا تھا حضرت امام احمد اور امام ابو یوسف کا عمل اسی حدیث پر ہے، یعنی ان حضرات کے نزدیک امامت کے سلسلہ میں قاری عالم پر مقدم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام محمد حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ زیادہ علم جاننے والا اور فقیہ امامت کے سلسلے میں بڑے قاری پر مقدم ہے کیونکہ علم قرات کی ضرورت تو نماز کے صرف ایک ہی رکن میں (یعنی قرات کے وقت ہوتی ہے، برخلاف اس کے کہ علم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں پڑتی ہے) جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم پر سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا مقدم ہے اس کا جواب ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ علم والے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم مع احکام کے سیکھتے تھے اسی وجہ سے احادیث میں قاری کو عالم پر مقدم رکھا گیا ہے اور اب ہمارے زمانے میں چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر قاری مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ہم عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق سے لوگوں کو نماز پڑھوائی باوجود اس کے وہ قاری نہ تھے بلکہ سب سے زیادہ علم والے تھے حالانکہ اس وقت ان سے زیادہ بڑے بڑے موجود تھے۔ فاقدمہم ہجرۃ کے بارے میں ابن مالک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل ہجرت چونکہ متروک ہے اس لئے اب یہاں حقیقی ہجرت کے بجائے معنوی ہجرت (یعنی گناہوں اور برائیوں سے ترک) کا اعتبار ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے علم اور قرات میں برابری کے بعد پرہیز گاری کو مقدم رکھا ہے یعنی اگر وہ آدمی ایسے جمع ہوں جو عالم بھی ہوں اور قاری بھی ہوں تو ان دونوں میں سے امامت کا مستحق وہ آدمی ہوگا جو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ پرہیز گاری کے وصف کے حامل ہوگا۔ اس حدیث میں امامت کے صرف اتنے ہی مراتب ذکر کئے گئے ہیں لیکن علماء نے کچھ اور مراتب ذکر کئے ہیں چنانچہ اگر عمر میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو اگر اخلاق میں بھی سب برابر ہوں

Marfat.com

تو وہ آدمی امامت کرے جو اچھے چہرے والا ہو یعنی خوبصورت ہو اگر خوبصورتی میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو یا سب سے زیادہ شریف النسب ہو اگر تمام اوصاف میں سب برابر ہوں تو اس صورت میں بہتر شکل یہ ہے کہ قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکل آئے وہ امامت کرے یا پھر قوم جسے چاہیے اپنا امام مقرر کرے اور اس کے پیچھے نماز پڑھے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی سلطنت وعلاقے میں امامت نہ کرے اسی طرح ایسی جگہ بھی امامت نہ کرے جس کا مالک کوئی دوسرا آدمی ہو جیسا کہ دوسری روایت کے الفاظ فی اھلہ سے ثابت ہوا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مقام پر حاکم وقت امامت کرتا ہے یا حاکم وقت کی جانب سے مقرر شدہ اس کا نائب جو امیر اور خلیفہ کے ہی حکم میں ہوتا ہے امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو کسی دوسرے آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سبقت کر کے امامت کرے خاص طور پر عیدین اور جمعہ کی نماز میں تو یہ بالکل ہی مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جس مسجد میں امام مقرر ہو یا کسی مکان میں صاحب خانہ کی موجودگی میں مقررہ امام اور صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر امامت کی طرف سبقت کرنا کسی دوسرے آدمی کا حق نہیں ہے کیونکہ اس طرح امور سلطنت میں انحطاط آپس میں بغض وعناد ترک ملاقات، افتراق واختلاف اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہے اور جب کہ جماعت کی مشروعیت ہی انہیں غیر اخلاقی چیزوں کے سد باب کے لئے ہوئی ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ رویہ قابل تقلید ہے کہ وہ اپنے فضل وشرف اور علم وتقوی کے باوجود حجاج بن یوسف جیسے ظالم وفاسق کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

راوی حدیث عقبہ بن عمرو کے احوال کا بیان

عقبہ بن عمرو حزرجی بدری: یہ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے والے ستر افراد میں سے ایک ہیں۔ عمر کے اعتبار سے یہ ان سب سے چھوٹے تھے۔ انہوں نے بدر میں رہائش اختیار کی تھی۔ غزوہ بدر میں شرکت بھی کی غزوہ احد اور اس کے بعد رونما ہونے والے تمام غزوات میں شریک رہے۔ بعد میں کوفہ میں اقامت اختیار کی اور ۴۱ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو مسعود ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے دو احادیث منقول ہیں۔

عمر رسیدہ لوگوں کے احترام کا بیان

(352) وَعَنْهُ ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ، وَيَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ" هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ، وَرُوِيَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا . "وَالنُّهٰى" : الْعُقُوْلُ . "وَاُولُوا الْاَحْلَامِ" : هُمُ الْبَالِغُوْنَ، وَقِيْلَ: اَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ .

✧✧ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ نماز (باجماعت) کے وقت ہمارے

352- اخرجه مسلم (432) و ابو داؤد (674) والنسائی (802) وابن ماجه (976)

Marfat.com

کندھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہدایت کرتے کہ برابر کھڑے ہو اور اختلاف نہ کرو' ورنہ تمہارے دل اختلاف کا شکار ہو جائیں گے۔ (نماز باجماعت کے دوران) میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں' جو عمر رسیدہ اور تجربہ کار ہوں' پھر وہ لوگ جوان سے کم ہوں' پھر وہ جو (کمی میں) ان کے قریب ہوں۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ (یہ حدیث بیان کرنے کے بعد) فرمانے لگے' آج تم لوگ شدید اختلافات کا شکار ہو چکے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا "لیلنی" میں "ن" تخفیف کے ساتھ ہے اور اس سے پہلے "ی" نہیں ہے اور اس لفظ کو "ن" کی تشدید اور یاء کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ اور "النھی" سے مراد عقل ہے "اولوا الاحلام" یعنی بالغ اور علم و فضل والے لوگ۔

نماز کی صفوں میں سمجھدار لوگوں کو پہلی میں کھڑا کرنے کا بیان

(353) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ثَلَاثًا "وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (نماز میں) تم میں سے سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ ہوں جو ان سے کم مرتبے کے ہوں۔ راوی کہتے ہیں یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (اور فرمایا) بازاروں کے شور شرابے سے بچو۔

بڑوں کو پہلے گفتگو کرنے کا موقع دینے کا بیان

(354) وَعَنْ اَبِيْ يَحْيٰى، وَقِيْل: اَبِيْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ - بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ - الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ قَتِيْلًا، فَدَفَنَهٗ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ، فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟ -" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" مَعْنَاهُ: يَتَكَلَّمُ الْاَكْبَرُ.

✧✧ حضرت ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق ابو محمد سہل بن ابو حثمہ' اس میں "ح" پر زبر پڑھی جائے گی اور "ث" کو ساکن پڑھا جائے گا' انصاری بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ خیبر گئے یہ ان دنوں کی بات ہے جب صلح چل رہی تھی یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ پھر جب حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اس

353- اخرجه مسلم (123/432) و ابو داؤد (674) والترمذی (228)

354- اخرجه البخاری (3173) و مسلم (1669) و ابو داؤد (4520) والترمذی (1422) والنسائی (2724) وابن ماجه (2677)

Marfat.com

وقت وہ اپنے خون میں لت پت قتل کئے جا چکے تھے۔ انہوں نے انہیں دفن کر دیا پھر وہ مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ جو دونوں حضرت مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ گفتگو شروع کرنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو' وہ (عبدالرحمٰن) سب سے کمسن تھے' وہ خاموش ہو گئے پھر دونوں حضرات نے گفتگو کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم قسم اٹھا کر اپنے قاتل (کو قتل کرنے کا) حق حاصل کر لو گے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے بعد مکمل حدیث نقل کی ہے یہ حدیث (متفق علیہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان 'کَبِّرْ' 'اس کا مطلب یہ ہے' بڑا آدمی بات کرے۔

شرح

حضرت رافع ابن خدیج اور حضرت سہل ابن حثمہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود خیبر آئے تو (ایک دن سیر کرتے ہوئے) دونوں کھجور کے درختوں میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے (یعنی ایک کسی سمت کو نکل گیا اور دوسرا کسی اور سمت چلا گیا) چنانچہ عبداللہ ابن سہل کو (اکیلا پا کر) کسی نے قتل کر دیا (اس حادثہ کے بعد) عبدالرحمٰن ابن سہل (جو مقتول کے حقیقی بھائی تھے) اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ (جو مقتول کے چچازاد بھائی تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے عزیز مقتول کے بارے میں مقدمہ پیش کیا، جب عبدالرحمٰن نے گفتگو کی ابتداء کی (جو مقتول کے حقیقی بھائی تھے اور) تینوں میں سب سے چھوٹے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنے بڑے کی بڑائی کو ملحوظ رکھو، یعنی تم تینوں میں جو شخص سب سے بڑا ہے اس کو گفتگو کی ابتداء کرنے دو) حضرت یحییٰ ابن سعید (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے کہ اس ارشاد گرامی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو شخص سب سے بڑا ہو وہ ذمہ دار ہو، چنانچہ (اس کے بعد) انہوں نے (یعنی ان کے بڑے بھائی نے) گفتگو کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو تم اپنے مقتول یا (اپنے مقتول کی بجائے) یہ فرمایا کہ اپنے ساتھی کا خون بہا یا قصاص لینے کے مستحق ہو۔ "انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ تو ایسی چیز ہے جس کو ہم نے نہیں دیکھا ہے (یعنی ہم یہ قطعا نہیں جانتے کہ مقتول کو کس شخص نے قتل کیا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس یہودی قسم کھا کر (تمہارے اس شبہ سے) تمہیں پاک کر دیں گے (یعنی وہ قسم کھالیں گے کہ مقتول کو ہم نے قتل نہیں کیا ہے اور اس طرح ان پر جو قتل کا شبہ یا الزام ہے اس کو وہ ختم کر دیں گے) انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ وہ تو کافر ہیں (ان کی قسموں کا کیا اعتبار) چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتنہ دفع کرنے کے لئے) مقتول کے ورثاء کو اپنی طرف سے خون بہا ادا کر دیا" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم پچاس قسمیں کھاؤ اور اپنے مقتول۔ یا یہ فرمایا کہ اپنے ساتھی کے خون بہا کے مستحق ہو جاؤ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سو اونٹ خون بہا میں ادا کر دیئے۔

(بخاری و مسلم)

جو شخص سب سے بڑا ہو وہ گفتگو کا ذمہ دار ہو" سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو شخص عمر میں سب سے بڑا ہو اس کا اکرام و احترام

Marfat.com

ضروری ہے اور گفتگو کی ابتداء اسی کی طرف سے ہونی چاہئے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حدود میں وکالت جائز ہے، نیز اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ حاضر کی وکالت بھی جائز ہے کیونکہ مقتول کے خون کے ولی ان کے حقیقی بھائی یعنی عبدالرحمٰن ابن سہل تھے اور حویصہ اور محیصہ ان کے چچازاد بھائی تھے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قسامت میں پہلے مدعی سے قسم لی جائے جب کہ حنفی مسلک یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہ سے قسم لی جائے۔

راوی حدیث حضرت سہل بن ابی حثمہ کے احوال کا بیان

حضرت سہل بن ابی حثمہ: یہ عبداللہ بن ساعدہ ہیں ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ بعض علماء نے ان کی کنیت ابومحمد بیان کی ہے یہ مدنی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی۔ انہیں نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث یاد تھیں۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے پچیس احادیث نقل کی ہیں۔

عالم قرآن کی قبر میں حوصلہ افزائی کرنے کا بیان

(355) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ يَعْنِي فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ؟" فَاِذَا اُشِيْرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ احد کے شہداء کو نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر میں دو افراد کے طور پر (دفن کروایا) آپ دریافت کرتے ان دونوں میں سے کسے قرآن پاک زیادہ یاد ہے۔ جب ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے پہلے قبر میں رکھواتے۔

اشیاء دینے کے ابتداء بڑوں سے کرنے کا بیان

(356) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَرَانِي فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَائَنِي رَجُلَانِ، اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ، فَقِيْلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے خواب دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو شخص آئے ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا "بڑے کو دو" چنانچہ میں نے ان میں سے بڑے آدمی کو دے دی۔

355- بخاری فی الجنائز والمغازی' ابو داؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجه فی الجنائز' ابن ابی شیبه 3/253' ابن حبان 3197' ابن الجرود 552' بیهقی 4/34

356- اخرجه البخاری (246) و مسلم (2271)

Marfat.com

امام مسلم نے مسنداور امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کی۔

شرح

اس حدیث سے مسواک کی بزرگی اور فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے اس لئے کہ اسے بڑے کو دینے کا حکم کیا جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ایک افضل اور بہترین چیز ہے جب ہی تو بڑے کو جو چھوٹے سے افضل واعلیٰ تھا، دیئے جانے کا حکم کیا گیا۔ اس حدیث نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ کھانا وغیرہ دینے، خوشبو لگانے یا ایسی ہی دوسری چیزوں میں ابتداء بڑے سے ہی کرنی چاہئے۔

عالم کی فضیلت وتعظیم کا بیان

(357) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی: اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ، وَالْجَافِیْ عَنْہُ، وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ"

حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اعتراف میں یہ بات بھی شامل ہے، عمر رسیدہ مسلمان کا احترام کیا جائے اور قرآن کے عالم کا احترام کیا جائے تاہم اس بارے میں انتہا پسندی اور بدتمیزی سے گریز کیا جائے اور انصاف کرنے والے حکمران کا احترام کیا جائے۔

یہ حدیث حسن ہے اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا، ان میں سے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھتا تھا پھر بیٹھ کر لوگوں کو علم سکھاتا تھا۔ اور دوسرا آدمی وہ تھا جو دن کو تو روزے رکھتا تھا اور تمام رات عبادت کیا کرتا تھا (چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا) کہ ان دونوں میں بہتر کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عالم کو جو فرض نماز پڑھتا ہے اور بیٹھ کر لوگوں کو علم سکھلاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات میں عبادت کرتا ہے ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔ (سنن دارمی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث، 238)

بنی اسرائیل کے مذکورہ دونوں عالم یوں تو اپنے علم وفضل کے اعتبار سے ہم رتبہ تھے مگر فرق یہ تھا کہ ایک عالم نے تو اپنی زندگی کا مقصد صرف عبادت الٰہی بنا لیا تھا چنانچہ وہ دن رات ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہا کرتا تھا بندگان اللہ کی اصلاح وتعلیم سے اسے غرض نہیں تھی، مگر دوسرا عالم فرض عبادت بھی پوری طرح ادا کرتا تھا اور اپنے اوقات کا بقیہ حصہ لوگوں کی اصلاح وتعلیم میں بھی صرف

357- ابو داؤد فی الادب، الادب المفرد للبخاری 357 (اس کی سند میں کلام ہے)

کیا کرتا تھا۔ لہٰذا دونوں میں افضل اسی آدمی کو قرار دیا گیا ہے جو خود بھی اپنے علم پر عمل کرتا تھا اور دوسروں کو بھی علم سکھلا کر انہیں راہ ہدایت پر لگاتا تھا۔

بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے کا بیان

(358) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ : "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ : "حَقَّ كَبِيْرِنَا" .

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی عزت کو پہچانے نہیں اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ ہیں: ہمارے بڑے کے حق کو نہ پہچانے۔

لوگوں سے حیثیت کے مطابق سلوک کرنے کا بیان

(359) وَعَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ : اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ، فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَّهَيْئَةٌ، فَاَقْعَدَتْهُ، فَاَكَلَ، فَقِيْلَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ . لٰكِنَّ قَالَ: مَيْمُوْنٌ لَمْ يدرك عَائِشَةَ . وَقَدْ ذَكَرَهٗ مُسْلِمٌ فِيْ اَوَّلِ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا فَقَالَ: وَذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ، وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِهٖ "مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ" وَقَالَ: "هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت میمون بن ابی شبیب رحمۃ اللہ علیہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نقل کرتے ہیں' ان کے پاس ایک سوالی آیا تو انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا اسے دے دیا۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جس نے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کا ظاہری حلیہ بھی بہتر تھا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے بٹھا کر مکمل کھانا کھلایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق سلوک کرو۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے لیکن میمون نامی راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

358- اخرجه الترمذی (1920) و ابو داؤد (4943) والبخاری (355) واسناده حسن

359- اخرجه ابو داؤد (4842)

Marfat.com

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے آغاز میں "تعلیق" کے طور پر نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق سلوک کرو۔ امام حاکم عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

معاف کرنے اور جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان

(360) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ، كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ: يَا ابْنَ اَخِيْ، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ، فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ لَهٗ، فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۹۹) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ. وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عليه، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آیا۔ حُر بن قیس ان افراد میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل کے شرکاء اور مشورہ کرنے والے لوگ قرآن کے عالم تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا چھوٹی عمر کے ہوں عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے میرے بھتیجے! تمہیں امیر کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل ہے تم ان کے پاس جانے کے لئے میرے لئے اجازت لو۔ حر نے اس کے لئے اجازت لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی جب وہ اندر داخل ہوا تو بولا اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! آپ ہمیں مناسب ادائیگی نہیں کرتے اور آپ ہمارے بارے میں انصاف سے کام نہیں لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اس کی پٹائی کریں تو حر نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے ارشاد فرمایا ہے:

"تم معافی کو اختیار کرو اور مناسب طریقے سے حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو"۔

یہ شخص جاہل ہے اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے آگے نہیں بڑھے جب انہوں نے یہ آیت سن لی کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے سامنے رُک جایا کرتے تھے۔ (یعنی اس پر بھرپور عمل کیا کرتے تھے)

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بڑوں کے احترام کے سبب باتیں نہ کرنے کا بیان

(361) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لقد كنت عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

360- اخرجه البخاری (4642)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا، فَكُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ، فَمَا يَمْنَعُنِىْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هَاهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّىْ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت ابوسعید سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' میں ایک لڑکا تھا میں نے آپ کی کچھ باتیں یاد رکھی ہیں اور میں یہ بات اس لئے نہیں کرتا کیونکہ یہاں کچھ ایسے افراد بھی موجود ہیں جو مجھ سے زیادہ عمر کے ہیں۔ (متفق علیہ)

راوی حدیث حضرت سمرہ بن جندب کے احوال کا بیان

حضرت سمرہ بن جندب: یہ فزاری ہیں ان کی کنیت ابوسعید ہے یہ چھوٹی عمر میں تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی والدہ انہیں ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئی انہوں نے ایک انصاری صحابی سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی زیر پرورش رہے یہاں تک کہ یہ جوان ہو گئے۔ ایک قول کے مطابق انہیں غزوۂ احد میں شریک ہونے کی اجازت مل گئی بعد میں انہوں نے بصرہ میں رہائش اختیار کی' حضرت حسن بصری، ابن سیرین اور بصرہ کے اکابر نے ان کی بڑی تعریف کی۔

بڑوں کے احترام کا صلہ دنیا میں مل جانے کا بیان

(362) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ يُكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ" ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو نوجوان کسی بزرگ آدمی کی عمر رسیدگی کی وجہ سے اس کا احترام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کر دیتا ہے' جب وہ بوڑھا ہو گا تو وہ لوگ اس کا احترام کریں گے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

شرح

اس حدیث کے ذریعہ گویا اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص دوسروں کی تعظیم و خدمت کرتا ہے تو اس کی بھی تعظیم و خدمت کی جاتی ہے اور جو لوگ اپنے بزرگوں کی تعظیم و خدمت نہیں کرتے اور اپنے بڑے بوڑھوں کی تحقیر کرتے ہیں وہ اپنے بڑھاپے میں اپنے چھوٹوں کی طرف سے اسی تحقیر و تذلیل اور بے وقعتی سے دوچار ہوتے ہیں۔ اس ارشاد گرامی میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس جوان کی عمر دراز ہوتی ہے جو اپنے بڑے بوڑھوں کی تعظیم و خدمت کرتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ تھے جو مصر میں سکونت پذیر تھے اور ان کا ایک مرید تھا جو خراسان میں رہتا تھا ایک مرتبہ وہ مرید اپنے شیخ کے پاس کچھ دن رہنے کے لئے خراسان سے چل کر مصر پہنچا اور وہاں ایک طویل مدت تک شیخ کی خدمت میں رہا انہی دنوں کچھ

361- مسلم' احمد 7/20237' بخاری (332) ابو داؤد (3195) ترمذی (1035) نسائی (391) ابن ماجہ (1493)

362- ترمذی (2022) (اس کی سند میں کلام ہے)

دوسرے بزرگوں کی جماعت اس کے شیخ کی زیارت کے لئے آئی تو شیخ نے اس مرید سے اشارہ کیا کہ ان بزرگوں کو سواری کے جانور تھام لو وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور ان جانوروں کی نگرانی کرنے لگا، مگر اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ میں جو اتنی دور دراز کا سفر طے کر کے شیخ کی خدمت میں آیا تھا یہ اس کا نتیجہ ہے بہر حال جب وہ بزرگ ان شیخ کے پاس سے چلے گئے اور وہ مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا عزیز من اس وقت میں نے تمہیں ان بزرگوں کی سواری کے جانوروں کی دیکھ بھال پر جو متعین کیا تھا تو اس کی وجہ سے نہ معلوم تمہارے دل میں کیا وسوسہ پیدا ہوا ہو گا لیکن اتنی بات یاد رکھو کہ تمہیں اس خدمت کا بہت بڑا اجر ملے گا اور عنقریب اللہ تمہیں اس درجہ پر پہنچائے گا کہ تمہاری خدمت میں بڑے بڑے بزرگ اور اکابر آئیں گے اور پھر اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایسے لوگ مقرر کئے جائیں گے کہ جو ان آنے والوں کی خدمت کریں گے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان شیخ نے جو کہا تھا وہ صحیح ثابت ہوا اور اس شخص کی ملاقات کے لئے آنے والے بڑے بڑے بزرگوں کی کثرت کی وجہ سے ہمیشہ اس کے دروازے پر خچر اور گھوڑوں کا ایک ہجوم رہتا تھا۔

خود اس حدیث کے روای حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی خدمت کے سلسلے میں دین و دنیا کے بڑے بڑے اجر و انعام سے نوازے گئے چنانچہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی اور جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے ان کی زندگی کا سارا وقت حضور کی خدمت ہی میں صرف ہوتا رہا اللہ نے ان کو ایک بڑی نعمت تو یہ عطا کی کہ ان کی حیات بہت طویل ہوئی اور وہ تقریباً ایک سو تین سال تک نہایت پاکیزہ اور اچھے احوال اور اطمینان و سکون کے ساتھ اس دنیا میں رہے اللہ نے ان کو مال و دولت کی فراوانی سے بھی نوازا اور کثیر اولاد کی نعمت سے بھی سرفراز کیا کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک سولڑ کے تھے۔

بَابُ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ وَمَجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِيَارَتِهِمْ وَالدُّعَاءِ مِنْهُمْ وَزِيَارَةِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

باب **45**: نیک لوگوں کی زیارت کرنا' ان کے ساتھ بیٹھنا' ان کی صحبت اختیار کرنا' ان سے محبت کرنا' ان کی زیارت کی خواہش رکھنا' ان سے دعا کروانا اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کرنا

دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر نیک بندے کی زیارت کیلئے جانے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جب موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک میں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ تک نہیں پہنچ جاتا یا پھر مسلسل چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ کا ایک بندہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذکر کیا گیا کہ اللہ کا ایک بندہ دو دریا ملنے کی جگہ ہے اس کے پاس وہ علم ہے جو تمہیں حاصل نہیں

Marfat.com

آپ نے اسی وقت ان سے ملاقات کرنے کی ٹھان لی اب اپنے ساتھی سے فرماتے ہیں کہ میں تو پہنچے بغیر دم نہ لوں گا۔ کہتے ہیں یہ دو سمندر ایک تو بحیرہ فارس مشرقی اور دوسرا بحیرہ روم مغربی ہے۔ یہ جگہ طنجہ کے پاس مغرب کے شہروں کے آخر میں ہے واللہ اعلم۔ تو فرماتے ہیں کہ گو مجھے قرنوں تک چلنا پڑے کوئی حرج نہیں۔ کہتے ہیں کہ قیس کے لغت میں برس کو حقب کہتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں۔ حقب سے مراد اسی برس ہیں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ستر برس کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ زمانہ بتلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا تھا کہ اپنے ساتھ نمک چڑھی ہوئی ایک مچھلی لیں جہاں وہ گم ہو جائے وہیں ہمارا بندہ ملے گا۔ یہ دونوں مچھلی کو ساتھ لئے چلے مجمع البحرین میں پہنچ گئے وہاں نہر حیات تھی وہیں دونوں لیٹ گئے اس نہر کے پانی کے چھینٹے مچھلی پر پڑے مچھلی ہلنے جلنے لگ گئی۔ آپ کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام کی زنبیل میں یہ مچھلی رکھی ہوئی تھی اور وہ سمندر کے کنارے تھا مچھلی نے سمندر کے اندر کود جانے کے لئے جست لگائی اور حضرت یوشع کی آنکھ کھل گئی مچھلی ان کے دیکھتے ہوئی پانی میں گئی اور پانی میں سیدھا سوراخ ہوتا چلا گیا پس جس طرح زمین میں سوراخ اور سرنگ بن جاتی ہے اسی طرح پانی میں جہاں سے وہ گئی سوراخ ہو گیا، ادھر ادھر پانی کھڑا ہو گیا اور وہ سوراخ بالکل کھلا ہوا رہا۔ پتھر کی طرح پانی میں چھید ہو گیا جہاں جس پانی کو لگتی ہوئی وہ مچھلی گئی وہاں کا وہ پانی پتھر جیسا ہو گیا اور وہ سوراخ بنتا چلا گیا۔ محمد بن اسحاق مرفوعا لائے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پانی اس طرح ابتداء دنیا سے نہیں جما سوائے اس مچھلی کے چلے جانے کی جگہ کے اردگرد کے پانی کے یہ نشان مثل سوراخ زمین کے برابر موسیٰ علیہ السلام کے واپس پہنچنے تک باقی ہی رہے اس نشان کو دیکھتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسی کی تلاش میں تو ہم تھے۔

جب مچھلی کو بھول کر یہ دونوں آگے بڑھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ایک کا کام دونوں ساتھیوں کی طرف منسوب ہوا ہے۔ بھولنے والے صرف یوشع تھے۔ جیسے فرمان ہے آیت (یخرج منھما اللولو والمرجان) یعنی ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ حالانکہ دو قولوں میں سے ایک یہ ہے کہ لولو اور مرجان صرف کھاری پانی میں سے نکلتے ہیں جب وہاں سے ایک مرحلہ اور طے کر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے ناشتہ طلب کیا اور سفر کی تکلیف بھی بیان کی یہ تکلیف مقصود سے آگے نکل آنے کے بعد ہوئی۔ اس پر آپ کے ساتھی کو مچھلی کا چلا جانا یاد آیا اور کہا جس چٹان کے پاس ہم ٹھیرے تھے اس وقت میں مچھلی بھول گیا اور آپ سے ذکر کرنا بھی شیطان نے یاد سے ہٹا دیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ان اذکرلہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس مچھلی نے تو عجیب وغریب طور پر پانی میں اپنی راہ پکڑی۔ اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لو اور سنو اسی جگہ کی تلاش میں ہم تھے تو وہ دونوں اپنے راستے پر اپنے نشانات قدم کے کھوج پر واپس لوٹے۔ وہاں ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس کی رحمت اور اپنے پاس کا علم عطا فرما رکھا تھا۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

علم باطنی سیکھنے کا بیان

اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿قَالَ لَہٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا؟﴾ (الکھف: 60-66)،

Marfat.com

یہ آیت یہاں تک ہے ''موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی اس چیز کی تعلیم دیں جس کی ہدایت کی آپ کو تعلیم دی گئی ہے''۔

شرح

یہاں اس گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت خضر اس علم کے ساتھ مخصوص کیے گئے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور حضرت موسیٰ کے پاس وہ علم تھا جس سے حضرت خضر بیخبر تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ادب سے اور اس لئے کہ حضرت خضر کو مہربان کرلیں ان سے سوال کرتے ہیں۔ شاگرد کو اسی طرح ادب کے ساتھ اپنے استاد سے دریافت کرنا چاہئے پوچھتے ہیں کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت کرتا رہوں اور آپ سے علم حاصل کروں جس سے مجھے نفع پہنچے اور میرے عمل نیک ہو جائیں۔ حضرت خضر اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تم میرا ساتھ نہیں نبھا سکتے میرے کام آپ کو اپنے علم کے خلاف نظر آئیں گے میرا علم آپ کو نہیں اور آپ کو جو علم ہے وہ اللہ نے مجھے نہیں سکھایا پس میں اپنی ایک الگ خدمت پر مقرر ہوں اور آپ الگ خدمت پر۔ ناممکن ہے کہ آپ اپنی معلومات کے خلاف میرے افعال دیکھیں اور پھر صبر کرسکیں۔

اور واقعہ میں آپ اس حال میں معذور بھی ہیں۔ کیونکہ باطنی حکمت اور مصلحت آپ کا معلوم نہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ ان پر مطلع فرمادیا کرتا ہے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ کریں گے میں اسے صبر سے برداشت کرتا رہوں گا کسی بات میں آپ کے خلاف نہ کروں گا۔ پھر حضرت خضر نے ایک شرط پیش کی کہ اچھا کسی چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال نہ کرنا میں جو کہوں وہ سن لینا تم اپنی طرف سے کسی سوال کی ابتدا نہ کرنا۔

فقراء کی عظمت وشان کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ ﴾ (الکھف: 28)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھو جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور وہ اس کی رضا چاہتے ہیں''۔

شرح

امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری مکہ کا رئیس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جو فقر اصحابہ میں سے تھے، ان کا لباس خستہ اور ہیئت فقیرانہ تھی، اور بھی اسی طرح کے کچھ فقراء غربا مجمع میں تھے، عیینہ نے کہا کہ ہمیں آپ کے پاس آنے اور آپ کی بات سننے سے یہی لوگ مانع ہیں، ایسے خستہ حال لوگوں کے پاس ہم نہیں بیٹھ سکتے، آپ ان کو اپنی مجلس سے ہٹادیں، یا کم ازکم ہمارے لئے علیحدہ مجلس بنادیں اور ان کے لئے الگ۔

Marfat.com

ابن مردویہ نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ امیہ بن خلف جُمَحی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کہ غریب فقیر شکستہ حال مسلمانوں کو آپ اپنے قریب نہ رکھیں، بلکہ مکہ اور قریش کے سرداروں کو ساتھ لگائیں، یہ لوگ آپ کا دین قبول کرلیں گے تو دین کو ترقی ہوگی۔ (تفسیر بغوی، سورہ شوریٰ، بیروت)

نیک لوگوں کی زیارت کیلئے جانے کا بیان

(363) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا، بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا اَبْكِيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میرے ساتھ سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم ان کی زیارت کریں جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ جب یہ دونوں حضرات ان کی خدمت میں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں حضرات نے ان سے دریافت کیا' آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتی اللہ تعالیٰ کے پاس جو اجر و ثواب موجود ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے کہا میں اس لئے نہیں رو رہی کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے پاس جو اجر و ثواب ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے بلکہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے تو اس بات نے ان دونوں کو بھی رونے پر ابھارا اور یہ دونوں حضرات بھی کے ساتھ رونے لگے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بھائی کی زیارت کیلئے جانے کا بیان

(364) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِیْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا، فَلَمَّا اَتٰى عَلَيْهِ، قَالَ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: اُرِيْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ. قَالَ: هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
يُقَالُ: "اَرْصَدَهٗ" لِكَذَا: اِذَا وَكَّلَهٗ بِحِفْظِهٖ، وَ"الْمَدْرَجَةُ" بِفَتْحِ الْمِيمِ

363- مسلم باب فضل ام ایمن (2454)' ابن ماجہ (1635) ترمذی کا قول قابل تعجب ہے' انہوں نے اس کو منفرد کہا ہے۔ حلیہ 2/68

364- اخرجہ مسلم (2567) واحمد (3/7924)

Marfat.com

وَالرَّاءِ : الطَّرِيْقُ، وَمَعْنٰى (تَرُبُّهَا) : تَقُوْمُ بِهَا، وَتَسْعٰى فِيْ صَلَاحِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' ایک شخص اپنے بھائی کی زیارت کے لئے دوسری بستی میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بھیج دیا۔ فرشتے نے دریافت کیا تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے بھائی سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا' کیا اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے جس کا تم جواب دینا چاہتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا: نہیں۔ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں تو فرشتے نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں جو تمہاری طرف آیا ہوں اس پیغام کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے اس طرح محبت رکھتا ہے۔ جیسے تم اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اس شخص سے محبت رکھتے ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "اَرْصَدَہٗ" کا مطلب ہے کسی کو پابند کرنا۔ لفظ وَ"الْمَدْرَجَۃُ" کا مطلب راستہ ہے۔ اس حدیث میں استعمال ہونے والے "تَرُبُّھَا" کا مطلب یہ ہے' تم اسے قائم کرو گے یا اس کی بہتری کی کوشش کرو گے۔

شرح

اس حدیث میں اللہ کی خاطر محبت کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ چیز حب فی اللہ محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے نیز اس سے صالحین کی ملاقات کے لئے ان کے پاس جانے کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی اپنے نیک و محبوب بندوں کے پاس فرشتوں کو بھیجتا ہے جو ان سے ہم کلام ہوتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ چیز پچھلی امتوں کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ اب نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور انسانوں کے پاس فرشتوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

مریض کی عیادت کے سبب حصول جنت کا بیان

(365) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِي اللّٰهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ : بِاَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ : "غَرِيْبٌ" .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی رضا کے لئے کسی بیمار کی عیادت کرے یا اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا اسے پکار کر کہتا ہے تمہیں مبارک ہو تمہارا چلنا تمہیں مبارک ہو اور تم نے جنت میں اپنی جگہ تیار کر لی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں یہ موجود ہے' یہ حدیث غریب ہے۔

365- ترمذی' احمد 3/8544' ابن ماجہ' ابن حبان 2961' مسلم

Marfat.com

بیمار کی عیادت کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (بندہ سے) فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ عرض کرے گا کہ "اے میرے رب! میں تیری عیادت کس طرح کرتا کہ تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے (اور بیماری سے پاک ہے" (اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔" کیا تجھے معلوم نہیں ہو تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے؟ اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس بیمار بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری رضا) اس کے پاس پاتا۔ (پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا" اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟" بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں کھانا کس طرح کھلاتا تو تو دونوں جہانوں کا پرودگار ہے (اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے" (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ (پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے پرودگار میں تجھے پانی کس طرح پلاتا؟ تو تو دونوں جہانوں کا پرودگار ہے (تجھے نہ پانی کی ضرورت اور نہ کسی اور چیز کی حاجت)؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 7)

حدیث میں ذکر کی گئی تینوں صورتوں میں سے پہلی صورت یعنی عیادت کرنے اور بعد کی دونوں صورتوں کا یہ فرق ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مریض کی عیادت کے بارہ میں تو یہ فرمائے گا کہ اگر تو مریض کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ جب کہ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے بارہ میں فرمائے گا کہ اگر تو کھانا کھلاتا یا یہ کہ اگر تو پانی پلاتا تو اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرنا بھوکے کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پلانے سے افضل ہے۔

اچھے یا برے ساتھی کی مثال کا بیان

(366) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَجَلِیْسِ السُّوْءِ، کَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِیْرِ: اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا مُّنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(یُحْذِیْكَ): یُعْطِیْكَ.

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بہترین ساتھی اور برے ساتھی

366- بخاری فی البیوع والذبائح (مزی فی الاطراف، شرح البخاری للحلبی) احمد 7/19680، مسلم، ابن حبان 561، القضاعی 1380، ابو داؤد

Marfat.com

کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے۔ مشک بیچنے والا شخص یا تو تمہیں ویسے ہی دیدے گا یا تم اس سے خریدلو گے ورنہ تم کو اس سے پاکیزہ خوشبو ضرور آئے گی اور بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا ورنہ تم کو اس سے بدبو ضرور آئے گی۔

اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''یُحذِیكَ'' کا مطلب یہ ہے وہ تمہیں دیدے گا۔

شرح

اچھے لوگوں کی محبت وہم نشینی اور برے لوگوں کی محبت وہم نشینی کے درمیان جوفرق ہے اس کی مذکورہ بالانشین مثال کے ذریعہ واضح کردیا گیا ہے اور جیسا کہ ملاعلی قاری نے لکھا ہے کہ اس ارشاد گرامی کی مراد اس بات کی تاکید وتنبیہ ہے کہ اچھے لوگوں سے محبت و تعلق پیدا کرو ان کی صحبت وہم نشینی کو اختیار کرو اور برے لوگوں کی محبت وموافقت اور ان کی صحبت وہم نشینی سے اجتناب کرو نیز اس میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اچھے لوگوں یعنی علماء وصلحاء کی صحبت وہم نشینی دے دنیا وآخرت میں فائدہ حاصل کرنے کا سبب ہے اور برے لوگوں یعنی بدکار وفاسق کی صحبت وہم نشینی دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے کا ذریعہ ہے۔

چاروجہ سے نکاح کرنے کا بیان

(367) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ : لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِیْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَمَعْنَاهُ : اَنَّ النَّاسَ یَقْصِدُوْنَ فِی الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْاَةِ هٰذِهِ الْخِصَالَ الْاَرْبَعَ، فَاحْرِصْ اَنْتَ عَلٰی ذَاتِ الدِّیْنِ، وَاظْفَرْ بِهَا، وَاحْرِصْ عَلٰی صُحْبَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کسی عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے' اس کے نسب کی وجہ سے' اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے' تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دین دار (عورت) کو ترجیح دو۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے' عام طور پر لوگ ان خوبیوں کی وجہ سے کسی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو تم یہ لالچ رکھو کہ تم دین دار عورت کو اختیار کرو اور اس کے ذریعے کامیابی حاصل کرو اور اس کے ساتھ کے طلبگار رہو۔

شرح

حسب ونسب والی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے بیاہ کرے جو باحیثیت وباعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہو تا کہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔ بہرکیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو

367- اخرجه البخاری (5090) و مسلم (1466) و ابو داؤد (2047) و النسائی (3230) و ابن ماجه (1858)

Marfat.com

بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین ومذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔ اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

فرشتوں کے نازل ہونے کا بیان

(368) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: "مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟" فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ﴾ (مریم: 64) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے' تم ہمارے پاس جتنا آتے ہو اس سے زیادہ نہیں آتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"ہم تمہارے پروردگار کے حکم کے تحت نازل ہوتے ہیں ہمارے آگے' ہمارے پیچھے اور اس کے درمیان جو بھی اس کی ملکیت ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

شرح

صحیح بخاری شریف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا آپ جتنا آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس کے جواب پر یہ آیت اتری ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں تاخیر ہوگئی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے پھر آپ یہ آیت لے کر نازل ہوئے روایت ہے کہ بارہ دن یا اس سے کچھ کم تک نہیں آئے تھے جب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟ مشرکین تو کچھ اور ہی اڑانے لگے تھے اس پر یہ آیت اتری۔

پس گویا یہ آیت سورہ والضحیٰ کی آیت جیسی ہے۔ کہتے ہیں کہ چالیس دن تک ملاقات نہ ہوئی تھی جب ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا شوق تو بہت ہی بے چین کئے ہوئے تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اس سے کسی قدر زیادہ شوق خود مجھے آپ کی ملاقات کا تھا لیکن میں اللہ کے حکم کا مامور اور پابند ہوں وہاں سے جب بھیجا جاؤں تب ہی آسکتا ہوں ورنہ نہیں اسی وقت یہ وحی نازل ہوئی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجلس درست اور ٹھیک ٹھاک

368- بخاری فی التفسیر (3218) نسائی فی الکبریٰ (6/11319)

Marfat.com

کرلو آج وہ فرشتہ آ رہا ہے جو آج سے پہلے زمین پر کبھی نہیں آیا۔

نیک لوگوں کو کھانا کھلانے کا بیان

(369) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَّلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ". رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' صرف مومن کے ساتھ دوستی رکھو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار لوگ کھائیں۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

ارشادگرامی کے آخر کے جملہ کا یہ مطلب بھی ہے کہ تمہیں چاہیے کہ تم اپنی روزی حلال و جائز وسائل و ذرائع سے حاصل کرو تا کہ وہ نیک پرہیزگار مسلمانوں کے کھانے کے قابل ہو اور یہ مطلب بھی ہے کہ تمہیں چاہیے کہ تم اپنا کھانا دعوت کی صورت میں صرف متقی لوگوں کو کھلاؤ تا کہ اس کھانے کے ذریعہ انہیں عبادت الٰہی اور نیک کام کرنے کی طاقت حاصل ہو غیر متقی اور بدکار لوگوں کو اپنا کھانا نہ کھلاؤ جس سے ان کو گناہ کرنے کی طاقت حاصل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دشمنان دین اور بدکار لوگوں کے ساتھ صحبت و ہم نشینی اور ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے سے اس لئے منع فرمایا کہ تا کہ ان سے الفت و محبت قائم ہونے کے سبب پیدا نہ ہو اور نہ ان کی صحبت و ہم نشینی کی وجہ سے کفر و شرک و بدکاری و برائیوں کے جراثیم سرایت نہ کریں۔ علماء نے لکھا ہے کہ صرف متقی و پرہیزگار کو کھانا کھلانے کا حکم کا تعلق محض دعوت طعام اور تقاریب سے ہے ضرورت مندی و احتیارج کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ کسی بھوکے کو اور محتاج کو کھانا کھلانے کے لئے کسی قسم کا امتیاز روا نہیں یہ بات اس آیت کریمہ، (وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا) 76۔الدہر:8) سے بھی ثابت ہے کیونکہ اس آیت میں دوسرے ضرورت مندوں کے ساتھ جن اسیروں کا ذکر کیا گیا ہے وہ کافر تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ رفع حاجت یعنی بھوک سے بچانے کے لئے کافر کو کھلانا جائز ہے۔

آدمی کا اندازہ اس کے دوست کے سبب سے ہونے کا بیان

(370) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ، فَلْیَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِلُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، وَّقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

369- ابو داؤد فی الادب' ترمذی فی الزهد و اشار الی غرابته' احمد 4/11336' طیالسی 2213' ابو داؤد' ترمذی' دارمی 2/103' حاکم 4/128' ابن حبان 554

370- اخرجه احمد (8425-8034) و ابو داؤد (4833) والترمذی (2378) واسناده حسن

Marfat.com

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کا اندازہ اس کے دوست سے ہوتا ہے اس لئے ہر شخص کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کا دوست کون ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مستند اسناد کے ہمراہ نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

آدمی محبت کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے

(371) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ : قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : الرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' ایک شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے ان کے ساتھ ہوگا۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا بیان

(372) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَتَی السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ: حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، قَالَ: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا : مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِیْرِ صَوْمٍ، وَّلَا صَلَاةٍ، وَّلَا صَدَقَةٍ، وَّلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا قیامت کب آئے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کی کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول سے محبت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے ساتھ ہو گے جن سے محبت رکھتے ہو۔ یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں نے اس کے لئے بہت سی نمازیں، روزے اور صدقہ تو تیار نہیں کیا لیکن

371- احمد 7/19543' بخاری' مسلم' ابن حبان 557

372-متفق علیہ بخاری فی الادب و مسلم فی البر- احمد 4/12992' مسلم' ترمذی' ابن حبان 8' عبدالرزاق 20317

میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

شرح

اس شخص نے تیاری کے زمرہ میں صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ محبت کو ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ دوسری بدنی وقلبی اور مالی عبادتوں کا اس نے کوئی ذکر نہیں کیا جن سے اس کی زندگی یقیناً خالی نہیں تھی، اس کی وجہ ایک تو اظہار عجز وانکساری اور اپنے مرتبہ عبودیت کا اخفاء تھا جو ایک مخلص مومن کی شان ہے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ محبت ہی اصل چیز ہے اور تمام عبادتیں اسی محبت کی شاخیں اور اس کا لازمی اثر ہوتی ہیں، جس شخص کا قلب اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے، عبادت وطاعت خود بخود اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے علاوہ ازیں صرف محبت کو ذکر کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ محبت بذات خود سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کیونکہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے جیسا کہ خود اللہ نے فرمایا ہے، **یحبھم ویحبونہ** اور ایک جگہ یوں فرمایا: آیت (**ان کنتم تحبون**)۔الخ۔ظاہر ہے کہ جس بندے کو محبت الٰہی کی دولت حاصل ہو جائے اس کی دنیاوی واخروی فلاح نجات میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

"تم اسی کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو، کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی ذات سے اس درجہ کا تعلق رکھتا ہے کہ اس کی محبت دوسری تمام چیزوں یہاں تک کہ اپنے مال اپنے اہل وعیال اور اپنی جان تک کی محبت پر غالب ہو جاتی ہے تو وہ اپنے محبوب کے ساتھ منسلک وملحق و ہو جاتا ہے اور اس کا شمار محبوب کے اپنے لوگوں میں ہونے لگتا ہے اور محبت صادقہ یا عشق حقیقی کی علامت یہ ہے کہ وہی کام کرے جس کا محبوب حکم کرتے ہیں یا جو محبوب کی رضا وخوشنودی کا باعث ہو اور ہر اس کام سے اجتناب کرے جو محبوب کے حکم ومرضی کے خلاف ہو اور اس کے غیر کی مرضی ومراد کو پورا کرنے والا ہو، لہٰذا تم اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو اپنے عقیدہ و قول اور فعل عمل سے اس دعوے کو ثابت کرتے رہو، بایں طور کہ فرائض وواجبات کی بجا آوری کرو حق تعالیٰ جن امور سے راضی وخوش ہو جاتا ہے ان کو ہمیشہ اختیار کرو اور اس نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

اسی بات کو مشہور صوفی خاتون حضرت رابعہ بصری نے ان الفاظ میں نظم کیا ہے۔ترجمہ۔تم اللہ کی نافرمانی اختیار کئے ہوئے درآنحالیکہ تم اس کی محبت کا دم بھرتے ہو اپنی جان کی قسم یہ چیز قیاس میں بھی آسکتی اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو یقینا تم اس کی اطاعت کرتے کیونکہ محبت کرنے والا درحقیقت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر مسلمانوں کا بہت زیادہ خوش ہونا اس بنا پر تھا کہ پہلے ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت مح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ کی متابعت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ عبادت میں مشغول رہن اور کثرت کے ساتھ ریاضت ومجاہدہ اختیار کرنا ضروری ہے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا بات ارشاد فرمائی تو صحابہ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ حقیقت میں آپ مجھ کو اپنی جان اپنے اہل خانہ اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز محبوب ہیں میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کے تصور میں کھویا رہتا ہوں جب آپ کی یاد بہت ستاتی ہے تو روئے انور کی زیارت کے بغیر چین نہیں ملتا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ کی زیارت کر کے تسکین حاصل کرتا ہوں جب مجھے اپنی موت کا خیال آجاتا ہے اور اس دنیا سے آپ کے رخصت ہو جانے کا تصور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں جائیں گے جنت کے سب سے اعلی درجہ میں انبیاء کے ساتھ ہوں گے اور اگر اللہ نے مجھے بھی جنت میں داخل کر دیا تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کی یہ بات سنی لیکن کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، آیت(وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا) 4۔النساء:69)۔جس نے ضروری احکام میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی وہ جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا انعام نازل کیا ہے یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین۔

رہی یہ بات کہ یہاں معیت سے کیا مراد ہے تو جاننا چاہیے کہ معیت سے مراد یہ نہیں کہ محبت کرنے والا اور محبوب دونوں کے درمیان ہونے والی ملاقات کی جو کیفیت ایک حدیث میں بیان کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلی درجہ والے ان لوگوں کے پاس آئیں گے جو نیچے کے درجات میں ہوں گے اور پھر سب جنت کے باغات میں یکجا ہوں گے وہاں ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات ہوگی اور درجہ عالیہ والے ان چیزوں کی ذکر کریں گے جو ان کو اللہ کی طرف سے بطور انعام حاصل ہوئی ہوں گی اور حق تعالیٰ انعامات واکرامات پر اس کی حمد وثناء کریں گے۔

پھر درجات سافلہ والے ان کی خاطر وتواضع کریں گے اور دوڑ دوڑ کر وہ چیزیں لائیں گے اور ان کو دیں گے جن کی وہ خواہش و طلب کریں، غرضیکہ اسی طرح وہ سب جنت کے باغات میں اس طرح کی تقریب سے لطف اندوز و مسرور ہوا کریں گے۔ واضح رہے کہ متابعت اور ضروری احکام کے مدارج مختلف ہوتے ہیں لہٰذا جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اسی درجہ کی محبت بھی شمار ہوگی اور جس درجہ کی محبت یا جس درجہ کا حسن معاملہ ہوگا اسی درجہ کی یہ معیت و ملاقات بھی نصیب ہوگی۔

(تفسیر ابن کثیر، نساء، بیروت)

محبت کرنے والا ساتھ ہوگا

(373) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

373- اخرجه البخاری (6168) و مسلم (2640)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہوگا۔

ارواح کے ذریعے روحانی باہمی تعلق کا بیان

(374) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "النَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا، وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ

قَوْلُهُ: "الْاَرْوَاحُ ... " اِلَخ مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' آدمی کانوں کی طرح ہوتے ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں جو لوگ بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر شمار ہوں گے جبکہ وہ (دینی تعلیمات کی) سمجھ بوجھ حاصل کرلیں اور روحیں لشکروں اور گروہوں کی مانند ہوتی ہیں، ان میں سے جو ایک دوسرے سے (عالم ارواح میں) متعارف ہوتی ہیں ان کے درمیان (دنیا میں) الفت قائم ہو جاتی ہے اور جو ایک دوسرے سے نامانوس ہوتی ہیں وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے لاتعلق رہتی ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، امام بخاری نے اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "الارواح" کے بعد والے حصے کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

شرح

جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ دنیا میں اب تک جتنے اجسام پیدا ہو چکے ہیں یا قیامت تک جتنے پیدا ہوں گے ان سب کی روحین اپنے جسمانی وجود سے بھی بہت پہلے پیدا کی جا چکی تھیں جو عالم ارواح میں جمع ہیں اور دنیا میں جب کسی روح کا جسم پیدا ہوتا ہے تو وہ روح اس جسم میں بھیج دی جاتی ہے چنانچہ ابتداء خلقت میں اور روز ازل اللہ نے اپنی ربوبیت کا عہد اقرار کرنے کے لئے جب پوری کائنات انسانی کی روحوں کو چیونٹیوں کی صورت میں جمع کیا تو اس وقت وہاں جو روحیں آپس میں ایک دوسرے سے مانوس و متعارف ہوئیں اور جن روحون کے درمیان صفات کی مناسبت اور موانست پیدا ہوئی یا جو روحیں آپس میں نامانوس ہو چکی اور جن روحوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ رہا وہ دنیا میں بھی اپنے اجسام میں آنے کے بعد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و موانست ایک دوسرے کی صفات سے مناسبت و مشابہت رکھتے ہیں لہٰذا جیسے نیک لوگ اور اچھے ہوتے ہیں وہ نیک اور اچھے لوگوں سے محبت تعلق رکھتے ہیں اور جو لوگ فاسق اور بدکار ہوتے ہیں وہ فاسقوں اور بدکاروں کے محبت تعلق رکھتے ہیں یا جو لوگ ایس دنیا

374- احمد 3/7940' مسلم' ابو داؤد' بخاری' اخرج بعضه مرفوعاً و بعضه تعليقاً

Marfat.com

میں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف وعناد رکھتے ہیں جیسے نیک لوگ برے لوگوں سے اجتناب کرتے ہیں۔
اور برے لوگ نیک لوگوں سے اختلاف کرتے ہیں تو وہ دراصل اپنی روحوں کے ازلی اتحاد وموانست یا اختلاف کا مظہر ہیں روز ازل جن روحوں میں محبت وموانست تھی ان کے درمیان دنیا میں بھی محبت وموانست ہے اور جن روحوں میں وہاں اختلاف تھا وہ یہاں بھی اختلاف وعناد رکھتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ روحوں کے درمیان جو روز ازل جو تعارف وتعلق پیدا ہو گیا تھا اس کا ظہور دنیا میں الہام الٰہی کے سبب ہوتا ہے بایں طور کہ جب روحیں اس دنیا میں اپنے جسموں میں آتی ہیں تو اللہ ان کی وہاں روز ازل کی محبت کے سبب یہاں دنیا میں بھی ان لوگوں کے دل میں محبت ڈال دیتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

(375) وَعَنْ اُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: ابْنُ جَابِرٍ وَّهُوَ - بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ - قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَاَلَهُمْ: اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهٗ: اَنْتَ اُوَيْسُ ابْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَاْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ، فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْكُوْفَةَ، قَالَ: اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ: اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَاَلَهٗ عَنْ اُوَيْسٍ، فَقَالَ: تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ، فَافْعَلْ" فَاَتٰى اُوَيْسًا، فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَآءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: "اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ، قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى، فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ،

375- اخرجه مسلم (2542) و (2542/224 و/ 225)

فَمَنْ لَقِيَهُ مِنكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ : أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوْهُ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

قَوْلُهُ : "غَبْرَاءِ النَّاسِ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، وَإِسْكَانِ الْبَاءِ وَبِالْمَدِّ : وَهُمْ فُقَرَاؤُهُمْ وَصَعَالِيْكُهُمْ وَمَنْ لَا يُعْرَفُ عَيْنُهُ مِنْ أَخْلَاطِهِمْ "وَالْأَمْدَادُ" جَمْعُ مَدَدٍ : وَهُمُ الْأَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ.

✧✧ حضرت اسیر بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق ابن جابر' بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی اہل یمن کے کچھ افراد آتے تو وہ ان سے دریافت کیا کرتے تھے' کیا تمہارے درمیان اویس بن عامر نامی کوئی شخص ہے۔ یہاں تک کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ اویس بن عامر ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا آپ کا تعلق "مراد" قبیلے سے ہے اور "قرن" سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا آپ کو برص کی بیماری لاحق ہوئی تھی، اس کے بعد آپ ٹھیک ہو گئے لیکن اس کا کچھ نشان رہ گیا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر نے دریافت کیا' آپ کی والدہ (حیات) ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "مراد" قبیلے اور "قرن" سے تعلق رکھنے والا اویس بن عامر نامی شخص اہل یمن کے ہمراہ تمہارے پاس آئے گا' اسے برص ہوئی ہوگی جو ٹھیک ہو چکی ہوگی البتہ ایک درہم جتنا نشان باقی رہ گیا ہوگا۔ اس کی والدہ موجود ہیں جن کا وہ فرمانبردار ہے اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھالے تو اللہ اسے پوری کر دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروانا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا) آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا، آپ کا کہاں کا ارادہ ہے، انہوں نے جواب دیا: کوفہ کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے لئے وہاں کے گورنر کو لکھ نہ دوں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھے عام لوگوں میں شامل ہونا زیادہ پسند ہے۔ جب اگلا سال آیا تو وہاں کے معززین حج کرنے کے لئے آئے ان کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے انہیں عام سے گھر اور تھوڑے سے سامان کے ساتھ چھوڑا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مراد قبیلے سے قرن سے تعلق رکھنے والا اویس بن عامر اہل یمن کے وفد کے ساتھ تمہارے پاس آئے گا اسے برص کی بیماری ہوگی جس سے وہ ٹھیک ہو چکا ہوگا، صرف ایک درہم کا نشان باقی ہوگا۔ اس کی والدہ ہوگی جس کا وہ بڑا فرمانبردار ہوگا اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پوری کرے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔ پھر وہ (معزز شخص) حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور درخواست کی' تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو تو انہوں نے فرمایا: آپ ایک نیا سفر کر کے نئے واپس آئے ہیں آپ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، آپ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس سے لوگوں کو ان کی عظمت کا پتہ چلا تو وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں' اہل کوفہ وفد کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر نے دریافت کیا، کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو کرم سے تعلق رکھتا ہو وہ شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں صرف اس کی والدہ ہوں گی۔ اسے برص کی بیماری لاحق ہوئی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بیماری ختم کر دی اور اس پر صرف ایک دینار یا درہم جتنی جگہ پر نشان رہ گیا۔ تم میں سے جو شخص بھی اس سے ملے، اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تابعین میں سب سے بہتر شخص اویس ہوگا۔ اس کی والدہ ہوگی اور اس پر ایک سفید داغ ہوگا۔ تم اس سے کہنا کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لفظ "غبراء الناس" کا مطلب ہے' ان کے فقراء اور عام لوگ لوگوں کے ہجوم میں جنہیں پہچانا نہیں جا سکتا۔ لفظ امداد یہ لفظ مدد کی جمع ہے اس سے مراد مددگار اور وہ لوگ ہیں جو جہاد میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔

شرح

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہوگا، وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑے گا، اس کے بدن میں سفیدی (یعنی برص کی بیماری) تھی۔ اس نے اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن سے سفیدی کو ختم کر دیا ہاں صرف ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر سفیدی باقی رہ گئی ہے۔ پس تم میں سے جو شخص اس (اویس) سے ملے اس کو چاہئے کہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے، ایک اور روایت میں یوں ہے کہ (حضرت عمر نے بیان کیا کہ) میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تابعین میں بہتر شخص وہ ہم جس کا نام اویس ہے اس کی ایک ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہے، پس تم اس سے اپنے لئے دعا مغفرت کرانا۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث، 962)

وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا" ان الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اہل وعیال میں سے صرف ایک ماں کے علاوہ اور کوئی یمن میں اس کا نہیں ہے اور اسی ماں کی خدمت وخبر گیری نے اس کو یمن سے چل کر یہاں میری زیارت وملاقات کے لئے آنے سے باز رکھا ہے۔ اگر اس کو اپنی ماں کی تنہائی اور بے کسی کا فکر نہ ہوتا تو وہ ضرور میری خدمت میں حاضر ہوتا اور میری زیارت وصحبت کا شرف حاصل کرتا۔ "ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر" یہاں راوی کو شک ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہم کے بقدر فرمایا تھا یا ایک دینار کے بقدر کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے، بہر حال دعا کے نتیجہ میں برص کا ختم ہو جانا اور ایک

Marfat.com

درہم یا ایک دینار کے بقدر معمولی سا نشان باقی رہ جانا شاید قدرت کی اس مصلحت کے تحت ہوگا کہ اس مرض کی کچھ نہ کچھ علامت باقی رہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا بہشتی لباس سفیدی اور چمک میں ناخن کی طرح تھا جو کبھی میلا نہیں ہوتا تھا پھر دنیا میں آنے کے بعد ان میں بھی اور ان کی نسل میں بھی اسی لباس کا ذرا سا نشان ناخن کی صورت میں باقی رہ گیا اور یا اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم پر برص کا وہ تھوڑا سا نشان اس مصلحت سے باقی رہنے دیا کہ وہ شرم کے مارے لوگوں میں خلط ملط رکھنے سے باز رہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی گوشہ نشینی اور گمنامی کو اختیار کیے ہوئے تھے، لوگوں کے درمیان خلط ملط رکھنے اور شہرت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ خود انہوں نے دعا کی تھی کہ پروردگار! میرے جسم پر اس مرض کا تھوڑا سا نشان باقی رکھئے تاکہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں اور اس کا شکر ادا کرتا رہوں کہ تو نے مجھے اس برے مرض سے نجات عطا فرمائی" تابعین میں سے بہترین شخص" حضرت اویس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین تابعی اس اعتبار سے فرمایا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور عذر شرعی نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے باز رکھا تھا ظاہر ہے کہ ان الفاظ میں حضرت اویس کی مدح و تعریف ہے نیز اس ارشاد رسالت سے معلوم ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعائے مغفرت کی درخواست کرنی چاہئے اگرچہ درخواست کرنے والا ان اہل خیر و صلاح سے افضل ہو۔

اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریفی الفاظ حضرت اویس قرنی کا دل خوش کرنے کے لئے ارشاد فرمائے تھے اور اس کا مقصد ان لوگوں کے واہمہ کا دفعیہ جو شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ اویس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے اور شرف زیارت و صحبت حاصل کرنے سے قصداً اعراض کر رہا ہے۔ حالانکہ خدمت رسالت میں ان کے حاضر نہ ہونے کی وجہ ماں کی دل داری اور ماں کی خدمت و خبر گیری کا عذر شرعی تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تابعین میں سب سے بہتر حضرت اویس قرنی ہیں جب کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے منقول ہم کہ تابعین میں سب سے بہتر اور افضل سعید بن مسیب ہیں، لیکن ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب تو علوم دین اور احکام شرائع کی معرفت سب سے زیادہ رکھنے کے سبب تابعین میں افضل ہیں اور اللہ کے نزدیک ثواب کی کثرت کے اعتبار سے حضرت اویس قرنی تابعین میں افضل ہیں اور قاموس میں جو یہ لکھا ہے کہ اویس قرنی سادات تابعین میں سے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ حدیث کے الفاظ بھی اسی معنی پر محمول ہیں۔ حضرت اویس قرنی کی شان میں جو اور آثار و اخبار منقول ہیں اور جن کو سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہم، ان کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

سیوطی کہتے ہیں کہ اسیر بن جابر نے بیان کیا ہے، جب تک حضرت اویس، حضرت عمر فاروق کے پاس نہیں پہنچے تھے، وہ (عمر فاروق) یمن سے آنے والے ہر اسلامی لشکر اور قافلے سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تمہارے ہاں کوئی شخص اویس بن عامر ہے اور جب حضرت اویس دربار فاروقی میں پہنچے تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا! کیا تم اویس بن عامر ہو؟ وہ بولے: ہاں میں اویس بن عامر ہوں! پھر حضرت عمر نے پوچھا: کیا تم قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہو اور قرنی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں حضرت عمر نے پوچھا

Marfat.com

کیا تم کو برص کا مرض لاحق تھا اور پھر تم اچھے ہو گئے سوائے ایک درہم کے بقدر نشان کے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں حضرت عمر نے پوچھا کیا تمہاری ایک ماں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! تب حضرت فاروق اعظم نے فرمایا! میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے پاس ایک شخص اویس بن عامر اہل یمن کے اسلامی لشکر اور قافلے کے ساتھ آئے گا جو قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہوگا اور قرن کا ہوگا، اس کو برص کا مرض لاحق تھا جو اب جاتا رہا ہے مگر ایک درہم کے بقدر نشان باقی رہ گیا ہے، اس کی ایک ماں ہے جن کی خدمت وخبر گیری میں مصروف ہے۔ (ان کی شان یہ ہے کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کرتا ہے، اگر تم سے ہو سکے اس سے درخواست کرنا۔ پس اے اویس میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعاء مغفرت کرو، (یہ سن کر) حضرت اویس بولے: امیر المؤمنین! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں مجھ جیسا آدمی آپ کے لئے دعا مغفرت کرے؟ حضرت عمر نے فرمایا: یقیناً تمہیں میرے لئے دعا مغفرت کرنی ہے۔ تب حضرت اویس قرنی نے فاروق اعظم کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر فاروق اعظم نے پوچھا کہ: اویس! اب بتاؤ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں کوفہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا: کیا تمہارے بارے میں کوفہ کے حاکم کو کچھ لکھ دوں؟ حضرت اویس بولے بس مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیجئے، میں لوگوں سے دور اور درماندہ رہنا ہی اپنے لئے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں اور یہ کہہ کر وہاں سے چل دیئے۔ اگلے (کوفہ سے) ایک یمنی معزز شخص حج کے لئے آیا اور حضرت عمر کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کے بارے میں پوچھا کہ کس حال میں ہیں؟ اس شخص نے بتایا کہ میں نے ان کو بہت پھٹے پرانے کپڑوں اور بے سروسانی کی حالت میں چھوڑا ہے، حضرت عمر نے اس کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث پڑھی۔ چنانچہ وہ شخص جب واپس حضرت اویس کے پاس پہنچا تو ان سے دعائے مغفرت کی درخواست کی حضرت اویس نے اس سے کہا کہ تم بھی میرے لئے دعاء مغفرت کرو کیونکہ تم نیک سفر سے واپس آئے ہو، اس شخص نے پھر کہا کہ آپ میرے لئے دعا مغفرت کیجئے اور اس کے ساتھ اس نے حضرت عمر کی روایت کردہ حدیث ان کے سامنے پڑھی، تب حضرت اویس نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی، اس کے بعد جب لوگوں کو حضرت اویس کا مقام معلوم ہوا اور ان کی حقیقت حال کا چرچا ہوا تو وہاں سے چلے گئے۔ ایک اور روایت میں یوں ہے۔

اسیر بن جابر نے بیان کیا کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمارے سامنے احادیث بیان کرتے تھے، جب وہ حدیثیں بیان کر کے فارغ ہوتے تو لوگ منتشر ہو جاتے تھے مگر چند آدمی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے اور ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو بڑی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا ویسی باتیں مجھ کو کسی زبان سے سننے کا موقع نہیں ملا تھا، چنانچہ میں اس کے پاس بھی جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا، ایک دن میں نے اس شخص کو اس کی جگہ پر نہیں پایا تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کو بھی جانتا ہے جو یہاں ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا اور بڑی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا، ایک شخص بولا کہ ہاں میں اس آدمی کو جانتا ہوں، وہ اویس قرنی ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ان کی قیام گاہ کو جانتے ہو! وہ بولا کہ ہاں جانتا ہوں چنانچہ میں اس شخص کے ساتھ ہو لیا اور اویس قرنی کے حجرہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر نکلے تو میں نے پوچھا کہ میرے بھائی! ہمارے درمیان موجود رہنے سے کس چیز نے تمہیں باز رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا عریانیت نے، یعنی میرے پاس اتنے کپڑے نہیں ہیں جس سے اپنے جسم اور ستر کو پوری طرح

Marfat.com

چھپائے رکھوں اور اسی وجہ سے تم لوگوں کے درمیان آنے سے بچ رہا ہوں، یہ حقیقت ہے کہ ان کے ہموطن اور ان کے اردگرد کے لوگ ان کی خستہ حالی کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کو ستانے سے بھی باز نہیں رہتے تھے۔ بہر حال میں نے اپنی چادر ان کو پیش کی اور کہا کہ لیجئے یہ چادر اوڑھ لیجئے، انہوں نے کہا کہ نہیں تم یہ چادر مجھ کو مت دو اور جب لوگ میرے جسم پر اس چادر کو دیکھیں گے تو میرا مذاق اڑائیںگے اور مجھ کو ستائیں گے تاہم میں نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے وہ چادر لے کر اوڑھ لی اور پھر اپنے حجرہ سے نکل کر لوگوں کے درمیان باہر آئے، لوگوں نے ان کو چادر میں دیکھا تو کہنا شروع کیا کہ میاں کس کو دھوکہ دے دیا، کس سے یہ چادر ہتھیالی ہے۔ حضرت اویس نے یہ سن کر مجھ سے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو، لوگ کیا کہہ رہے ہیں اسی خوف سے میں چادر نہیں لے رہا تھا، میں نے ان لوگوں کو ڈانٹا کہ آخر تم اس درویش سے کیا چاہتے ہو، کاہے کو اس کو ستا رہے ہو یہ بھی ایک انسان ہے جو کبھی بے لباس رہنے پر مجبور ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو لباس میں نظر آنے لگتا ہے، غرضیکہ میں نے ان لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر ہٹا دیا، پھر ایسا اتفاق ہوا کہ کچھ دنوں بعد کوفہ سے چند لوگ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں ایک وہ شخص بھی تھا جو حضرت اویس قرنی کا مذاق اڑایا کرتا تھا، حضرت عمر نے دوران گفتگو ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کا تعلق قرن سے ہو ان لوگوں نے اس شخص کو آگے کر دیا جو حضرت اویس قرنی کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر نے پہلے تو اس کے سامنے وہ حدیث پڑھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس کی شان میں فرمائی تھی اور پھر اس شخص سے بولے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ یمنی شخص (یعنی حضرت اویس قرنی) کوفہ میں تم لوگوں کے ہاں پہنچا ہوا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہمارے تو ایسا شخص کوئی نہیں ہے اور نہ ہم کو کسی ایسے شخص کو پہچانتے ہیں، حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں ہوگا لیکن وہ شخص تمہارے ہی ہاں ہے اور پھر اس کی علامت بتلائی کہ وہ اس طرح خراب وخستہ حال ہے تب اس شخص نے کہا کہ ہاں ایک شخص ہمارے ہاں ہے، اس کا نام اویس ہے اور ہم اس کا مذاق بھی اڑایا کرتے ہیں حضرت عمر نے اس شخص سے فرمایا: اب تو کوفہ جاؤ تو اس شخص سے ضرور ملنا (اور اپنی گستاخیوں و بے ادبیوں کی معافی چاہ کر اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا) اگرچہ مجھ کو شبہ ہے کہ اب تم اس کو نہیں پاؤ گے یا نہیں، بہر حال وہ شخص کوفہ روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر اپنے گھر والوں کے پاس بعد میں گیا، پہلے حضرت اویس قرنی کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت اویس نے اس شخص کو دیکھا تو بولے میرے تئیں تمہارے رویہ میں یہ تبدیلی کیسی؟ اس شخص نے کہا میں نے آپ کی تعریف امیر المؤمنین سے سنی ہے آپ کے بارے میں انہوں نے مجھ کو سب کچھ بتا دیا ہے للہ! آپ مجھے معاف فرما دیجئے، مذاق اڑانے گستاخی کرنے والے اور بے ادبی کے ساتھ پیش آنے کی صورت میں میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے اس سے درگزر فرمائے اور میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ حضرت اویس قرنی نے اس سے کہا کہ میں تمہارے لئے دعائے مغفرت کئے دیتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم نے میرے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر سے جو کچھ سنا ہے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے، اس کے بعد انہوں نے دعائے مغفرت کی۔ اسیر ابن جابر جو اس کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت اویس کا مقام کوفہ والوں کو معلوم ہوا۔

ایک اور روایت میں حضرت یحییٰ بن سعید المسیب سے اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے

Marfat.com

بیان کیا: ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آواز دی کہ اے عمر! میں بولا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، جو حکم ہو بجالانے کو تیار ہوں، حضرت عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ کو آواز دی تو میں نے گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے مجھ کو کہیں بھیجیں گے، لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یوں فرمایا: اے عمر! میری امت میں ایک شخص جس کو اویس کہا جائے گا، اس کے بدن کو ایک بلا یعنی برص کی بیماری لاحق ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی اس بیماری کو دور کردے گا مگر اس کا کچھ داغ اس کے پہلو پر باقی رہ جائے گا تم اس کو دیکھو گے تو تمہیں عز وجل یاد آ جائے گا۔

جب تم اس سے ملنا تو اس کو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا کیونکہ وہ اپنے پروردگار کے ہاں ایسا معزز اور ایسا بزرگ ہے کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کرے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا جتنے ربیعہ اور مضر جیسے کثیر القوم قبیلوں میں بھی افراد نہیں ہیں حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ ارشاد رسالت سننے کے بعد میں نے اس شخص کی تلاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کی مگر اس شخص کو نہیں پا سکا، پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی اس شخص کی ٹوہ میں رہا، مگر اس تک نہیں پہنچ سکا اور پھر جب میرا عہد امارت وخلافت آیا تو میں اور زیادہ تلاش وجستجو میں لگ گیا یہاں تک کہ مختلف شہروں اور علاقوں سے جو بھی قافلے آتے تو میں ہر ایک سے یہی سوال کرتا کہ کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کا نام اویس ہو، قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہو اور قرن کا ہو، اسی تلاش وجستجو کے دوران قرن سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ جس شخص کو پوچھتے ہیں وہ میرے چچا کا بیٹا ہے لیکن وہ تو نہایت خستہ حال کم رتبہ اور بے حیثیت شخص ہے، بھلا وہ اس درجہ کا کب ہے کہ آپ جیسی ہستی عظیم اس کا حال دریافت کرے۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ مجھ کو ایسا لگ رہا ہے کہ تو اس آدمی کی شان میں ایسے حقارت آمیز الفاظ استعمال کر کے ان لوگوں میں سے ہے جو اس کے تئیں گستاخانہ رویہ اختیار کرنے کے سبب ہلاکت میں پڑنے والے ہیں۔ میں اس شخص سے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اچ[illegible] یک اونٹ آتا دکھائی دیا جس پر ایک بوسیدہ پالان بندھا ہوا تھا اور اس پالان میں ایک ایسا شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے پھٹے پرانے کپڑوں سے اپنے جسم کا کچھ حصہ ڈھک رکھا تھا، اس کو دیکھتے ہی میرے دل میں آیا کہ یہی شخص اویس ہے، پھر میں اس کی طرف لپکا اور اس سے پوچھا بندہ خدا! کیا تم ہی اویس قرنی ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں! میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے تھا: وہ شخص بولا: علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام وعلیک یا امیر المؤمنین، اس کے بعد میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ اس کے بعد میرا معمول ہو گیا کہ ہر سال حج کے موقع پر اویس سے ملاقات کرتا اپنے احوال واسرار ان سے بیان کرتا اور وہ اپنے حال واسرار مجھ سے بیان کرتے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت حسن بصری نے بیان کیا: جب حج کے دنوں میں قرن کے لوگ آئے تو امیر المؤمنین عمر نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں کوئی شخص اویس نامی ہے، ان میں سے ایک شخص بولا کہ امیر المؤمنین، بھلا اس شخص سے آپ کو کیا واسطہ؟ وہ تو ایک ایسا شخص ہے جو کھنڈرات میں پڑا رہتا ہے اور لوگوں کے درمیان آنے جانے سے اجتناب کرتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا: جب تو واپس جاؤ تو اس کو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے کہنا کہ مجھ سے ملاقات کرے، اس شخص نے واپس جا کر حضرت عمر کا

Marfat.com

پیغام پہنچا دیا اور حضرت اویس امیر المؤمنین! حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عمر نے ان سے پوچھا اویس تم ہی ہو؟ وہ بولے: ہاں: اے امیر المؤمنین! حضرت عمر نے پوچھا: کیا تمہارے بدن پر سفیدی تھی اور تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سفیدی کو تمہارے بدن سے دور کر دیا تھا اور پھر تم نے یہ دعا کی تھی کہ اس سفیدی کا کچھ نشان باقی رہے؟ اویس بولے ہاں: لیکن اے امیر المؤمنین یہ سب کچھ آپ کو کس نے بتایا؟ حضرت عمر نے کہا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اور مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں تم سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کروں۔

چنانچہ حضرت اویس نے حضرت عمر کے لئے مغفرت کی دعا کی اور پھر بولے کہ اے امیر المؤمنین! آپ سے بس اتنا چاہتا ہوں کہ آپ میری شخصیت اور میرے احوال کو پوشیدہ رکھیں اور مجھ کو یہاں سے واپس جانے کی اجازت عطا فرمائیں، چنانچہ حضرت اویس نے ہمیشہ آپنے آپ کو چھپائے رکھا تا آنکہ جنگ نہاوند میں شہید ہوئے۔ ایک روایت میں سعید بن میتب نے اس طرح بیان کیا کہ (ایک سال حج کے موقع پر) امیر المؤمنین حضرت عمر نے منیٰ میں منبر پر کھڑے ہوئے آواز دی: اے اہل قرن! معمر قرنی لوگ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے: ہم حاضر ہیں اے امیر المؤمنین! کیا حکم ہے امیر المؤمنین عمر نے پوچھا، کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ان میں سے ایک معمر شخص نے جواب دیا، ہم لوگوں کے درمیان رہنے والا کوئی شخص اس نام کا نہیں ہے، ہاں ایک دیوانہ صفت کا نام اویس ضرور ہے جو جنگلوں میں رہتا ہے نہ کوئی اس کے ساتھ الفت و موانست رکھتا ہے اور نہ خود وہ کسی کے ساتھ صحبت و اختلاط کا روادار ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا بس وہی شخص میرا مطلوب ہے، جب تم قرن واپس جاؤ تو اس شخص کو تلاش کر کے میرا سلام اس کو پہنچا دینا اور کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے تئیں خوشخبری دی ہے اور مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں تم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں۔ چنانچہ جب وہ لوگ قرن پہنچے تو اویس کو تلاش کیا وہ ریگستانوں میں پڑے ہوئے پائے گئے، ان لوگوں نے ان کو حضرت عمر کا سلام اور ان کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا دیا، حضرت اویس بولے، امیر المؤمنین نے تو میرا چرچا کر دیا اور میرا نام کو شہرت دے دی۔ اسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اور یہ کہہ کر لق و دق جنگل میں جا گھسے اور مدتوں کسی نے ان کا نام و نشان نہیں پایا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں پھر نمودار ہوئے اور ان کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

صعصہ بن معویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے بیان کیا اہل کوفہ کا کوئی بھی قافلہ جب حضرت عمر فاروق کے پاس آتا تو وہ اس سے پوچھتے کہ کیا لوگ اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو، اہل قافلہ جواب دیتے! ہم میں سے کوئی اس نام کے شخص کو نہیں جانتا اور حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت اویس کوفہ کی ایک مسجد میں پڑے رہتے تھے وہاں سے نہ باہر نکلتے تھے اور نہ کسی سے کچھ تعارف رکھتے تھے، ان کا ایک چچازاد بھائی تھا جوان کو ستایا کرتا تھا۔ اتفاق کی بات کہ کوفہ کے ایک قافلہ میں وہ بھی شریک ہو کر ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کے ہاں پہنچا تو حضرت عمر فاروق نے حسب معمول اہل قافلہ سے سوال کیا! کیا تم لوگ حضرت اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو؟ یہ سوال سن کر حضرت اویس کا وہی چچازاد بھائی اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا کہ یا امیر المؤمنین! اویس اس درجہ کا آدمی نہیں ہے کہ آپ اس کے بارے میں پوچھیں اور اس کا تعارف حاصل کریں، وہ تو نہایت کمتر اور بے حیثیت

انسان ہے اگر چہ وہ میرا چچازاد بھائی ہے حضرت عمر نے اس شخص کی زبان سے یہ تحقیری کلمات سنے تو فرمایا تجھ پر افسوس، تو نے اویس کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کر کے اپنی ہلاکت مول لے لی ہے پھر حضرت عمر نے وہ حدیث پڑھی جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اویس کی شان میں سنی تھی، اس کے بعد حضرت عمر نے اس شخص سے فرمایا کہ جب تم واپس پہنچو تو اویس کو میرا سلام کہنا، اس واقعہ کے بعد حضرت اویس کی شخصیت مشہور ہوگئی لیکن وہ عام نظروں سے پوشیدہ ہو گئے۔

اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے، انہوں نے بیان کیا کہ پہلے تو دس سال تک حضرت عمر فاروق نے اویس قرنی کے بارے میں کوئی تلاش و جستجو نہیں کی، پھر انہوں نے ایک سال حج کے دوران اہل یمن کو آواز دے کر کہا کہ تم میں جو لوگ قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں چنانچہ قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے ہو گئے اور باقی لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہے، حضرت عمر نے ان (قبیلہ مراد کے لوگوں) سے پوچھا! کیا تم میں کوئی شخص اویس نام کا ہے؟ یہ سن کر ایک شخص بولا کہ اے امیر المؤمنین! ہمیں نہیں معلوم آپ کس اویس کو پوچھ رہے ہیں، ہاں میرا ایک بھتیجا ہے جس کو لوگ اویس اویس کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ اس درجہ کا پست و بے حیثیت انسان ہے کہ آپ جیسی ہستی کو اس سے کیا سروکار ہوگا۔

حضرت عمر نے پوچھا کیا وہ حدود حرم میں موجود ہے؟ اس نے کہا ہاں، میدان عرفات سے متصل اراک جھاڑیوں میں لوگوں کے اونٹ چرا رہا ہے (گویا حضرت اویس اپنی شخصیت چھپانے کے لئے لوگوں کے اونٹ چرا رہے تھے تا کہ ایک چرواہے سے زیادہ کوئی اہمیت ان کو نہ دی جائے) حضرت عمر نے یہ سنا تو حضرت علی کو اپنے ساتھ لیا اور دونوں ایک گدھے پر سوار ہو کر اراک کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اویس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنی نظریں سجدہ گاہ پر گاڑے ہوئے ہیں ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت عمر اور حضرت علی نے آپس میں کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ ہیں ہو نہ ہو یہ وہی شخص ہے، حضرت اویس کے کانوں میں جب ان دونوں کی آہٹ پڑی تو انہوں نے نماز کو مختصر کر دیا اور فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے ان دونوں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر حضرت عمر اور حضرت علی مرتضیٰ نے پوچھا: برادرم! تمہارا نام کیا ہے اللہ کی رحمت و سلامتی نازل ہو تم پر! اویس بولے میں عبداللہ ہوں سیدنا علی المرتضیٰ نے کہا، ہمیں معلوم ہے، آسمانوں میں اور زمین پر جو بھی متنفس ہے، وہ عبداللہ ہے۔ میں تم کو پروردگار کعبہ اور پروردگار حرم کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، تمہارا وہ نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے۔ حضرت اویس نے کہا تم لوگ مجھ سے آخر چاہتے کیا ہو، میرا نام اویس بن مراد ہے۔

حضرت عمر اور حضرت علی نے کہا: ذرا اپنا بایاں پہلو کھول کر دکھاؤ، حضرت اویس نے اپنا بایاں پہلو کھول دیا، ان دونوں نے دیکھا کہ اس جگہ ایک درہم کے بقدر سفیدی کا نشان موجود ہے۔ دونوں تیزی کے ساتھ اویس کی طرف لپکے تا کہ اس نشان کو بوسہ دیں اور بولے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام تمہیں پہنچائیں اور یہ کہ تم سے اپنے لئے دعاء مغفرت کی درخواست کریں۔ حضرت اویس نے کہا: میں تو مشرق و مغرب کے ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے دعا گو ہوں۔ ان دونوں نے فرمایا: ہم خاص طور پر اپنے لئے دعائے مغفرت کے طلب گار ہیں۔ چنانچہ حضرت اویس نے بالخصوص ان

Marfat.com

دونوں کے لئے اور بالعموم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کی، اس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا میں اپنی جیب خاص سے یا (بیت المال کے) اپنے عطیہ سے تمہیں کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں حضرت اویس بولے یہ پھٹے پرانے کپڑے میرے پاس ہیں میری دونوں پاپوشیں گانٹھ دی گئی ہیں، چار درہم بھی میرے پاس ہیں جب یہ اثاثہ ختم ہو جائے گا تو آپ کا عطیہ قبول کرلوں گا اور انسان کی بات تو یہ ہے کہ جو کوئی ہفتہ بھر کے لئے آرزو کرتا ہے اس کی آرزو مہینہ بھر تک کے لئے دراز ہو جاتی ہے اور جو کوئی مہینہ بھر کے لئے آرزو کرتا ہے اس کی آرزو سال سال بھر تک کے لئے دراز ہو جاتی ہے (یعنی انسان اگر قناعت کا دامن چھوڑ دے تو پھر اس کی آرزوئیں اور حرصیں بڑھتی چلی جاتی ہیں) اس کے بعد حضرت اویس نے اونٹوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کیا اور خود وہاں سے ایسے روپوش ہوئے کہ پھر کبھی نہیں دیکھے گئے۔

حضرت اسیر بن عمرو کے احوال کا بیان

اسیر بن عمرو ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر نے اپنی تصنیف ''اُسد الغابہ'' میں یہ بات تحریر کی ہے یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ ''دریکی'' ہیں۔ بعض نے انہیں شیبانی قرار دیا ہے یہ صحابی رسول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ حکومت تک یہ زندہ رہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دو احادیث روایت کی ہیں۔

دوسروں کیلئے دعا کرنے کی فضیلت کا بیان

(376) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لِی، وَقَالَ: "لَا تَنْسَنَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِهَا الدُّنْیَا.

وَفِی رِوَایَةٍ: وَقَالَ: "اَشْرِكْنَا یَا اُخَیَّ فِی دُعَائِكَ".

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں'' میں نے نبی اکرم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی' آپ نے مجھے اجازت دی اور فرمایا: اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہیں بھولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ جو بات ارشاد فرمائی ہے' مجھے یہ بات پسند نہیں ہے' اس کے بدلے میں مجھے پوری دنیا ملے۔ (یعنی یہ کلمہ مجھے پوری دنیا کے ملنے سے بھی زیادہ خوش کرنے والا ہے)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک رکھنا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

376- ابو داؤد باب الدعوات (1498)' ترمذی فی الدعوات (3557)' اس سند کے تمام راوی صحیح کے ہیں- سوائے عاصم بن عبید اللہ کے سفیان بن وکیع متکلم فیہ راوی ہے

شرح

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلم بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو وہ قبول کی جاتی ہے۔ دعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ متعین شدہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ اس کی دعا قبول کر اور (یہ بھی کہتا ہے کہ) تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 751)

یہاں تو بطور خاص اس دعا کی قبولیت کی بشارت دی گئی ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں زبان سے نکلے لیکن ایسے ہی اگر کوئی کسی مسلمان کے لئے اس کے سامنے اپنے دل میں چپکے سے دعا کرے تو وہ دعا بھی اس بشارت کے تحت آتی ہے کیونکہ جس طرح غائبانہ دعا میں خلوص کارفرما ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دعا قبول ہوتی ہے اسی طرح اس کی موجودگی میں اپنے دل میں یا چپکے سے دعا کرتے وقت بھی پوری طرح خلوص ہی کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ دعا قبول کرنے والے کے ساتھ جو فرشتہ متعین کیا جاتا ہے کہ وہ دعا کے وقت بارگاہ حق شانہ میں یہ سفارش پیش کرتا ہے کہ الٰہی اس شخص کی دعا اس کے بھائی کے حق میں قبول فرما اور پھر وہ دعا کرنے والے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ جس طرح اس دعا کے نتیجہ میں تیرا بھائی خیر و بھلائی کو پہنچے گا۔ اسی طرح اللہ کرے کہ تجھے بھی خیر و بھلائی حاصل ہو۔

مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھنے کیلئے خصوصی طور پر جانے کا بیان

(377) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا، فَيُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا، وَّمَاشِيًا وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر اور پیدل قباء جایا کرتے تھے اور وہاں (مسجد قباء میں) دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں ہر ہفتے سوار ہو کر یا پیدل تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

شرح

قبا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمانے کے وقت مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے قیام فرمایا تھا اور یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد بنائی تھی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

377- اخرجه ابو داؤد (1498) والترمذی (3557) باسناد لایخلو من مقال

Marfat.com

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صریح ارشاد منقول ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ ادا کرنے کے مانند ہے۔

جلیل القدر اور باعظمت صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں دو مرتبہ حاضری دینے سے زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھوں اور اگر لوگ جان لیں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو وہ سفر کی مصیبت ومشقت جھیل کر دور دراز سے اس مسجد میں آنے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز مسجد قبا جاتے تھے اور اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نماز جو تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوتی ہو گی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہفتے کے روز علماء، صلحاء اور بزرگوں سے ملاقات کرنا سنت ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَإِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهُ، أَنَّهُ يُحِبُّهُ، وَمَاذَا يَقُوْلُ لَهُ إِذَا أَعْلَمَهُ

باب 46: اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے کی فضیلت' اس کی ترغیب اور ایک شخص کا دوسرے شخص کو یہ بتانا' جس سے وہ محبت کرتا ہو وہ اس سے وہ محبت کرتا ہے اور جب وہ اسے اس بارے میں بتانے لگے تو کیا کہے

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے محبت کرنے کا بیان

اللہ کے ساتھ محبت کے معنی یہ ہیں کہ معبود کے ساتھ عبودیت کا جو تعلق قائم کیا جائے اور پروردگار کی ذات سے جو محبت کی جائے اس میں ریا و نمود اور خواہشات نفسانی کی آمیزش نہ ہو بلکہ وہ محبت تعلق اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اللہ کے لئے محبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بندے کے ساتھ تعلق محبت کا جو رشتہ قائم کیا جائے وہ محض اللہ ہی کی خاطر ہو اللہ کی راہ میں کسی دنیاوی غرض ولالچ کی وجہ سے نہ ہو یعنی اگر کسی بندے سے دلی محبت و دوستی کی جائے تو صرف اس لئے کہ اس بندہ کے ساتھ محبت و دوستی رکھنے سے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

صحابہ کرام کی باہمی محبت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: 29)

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے بارے میں نہایت سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم کرنے والے ہیں''۔ تم انہیں رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھو گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہوں گے' ان کے چہروں کی مخصوص نشانی سجدے کے نشان ہوں گے' یہ وہ لوگ ہیں جن کی مثال تورات میں اور جن کی مثال انجیل میں (بیان کی گئی) یہ اس کھیت کی طرح جو اپنی پیداوار کو اگائے۔ پھر اسے طاقت دے اور موٹا (تازہ) کردے' وہ اپنے سہارے سیدھی کھڑی ہو' اور کسانوں کو اچھی لگے' یہ اس لیے تاکہ ان (صحابہ) کی وجہ سے کافروں کے دل جل جائیں۔ ان میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مغفرت اور عظیم اجر کا وعدہ کیا ہے۔

شرح

یہاں پر لفظ محمد (ﷺ) مبتداء ہے اور رسول اللہ اس کی خبر ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہل ایمان صحابہ ہیں یہاں پر والذین معہ مبتداء ہے اور اشداء اس کی خبر ہے۔ وہ کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں یہاں پر رحماء بینھم یہ خبر ثانی ہے۔ یعنی آپس میں اس طرح ایک دوسرے پر رحم دل ہیں جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کیلئے رحم دل ہوتا ہے آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، یہاں پر رکعا اور سجدا یہ دونوں حال ہیں۔ وہ صرف اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے جو بصورتِ نور نمایاں ہے۔ یہاں پر سیماھم مبتداء ہے اور فی وجوھھم اس کی خبر ہے۔ اور وہ ایک نور ہے جس کے ذریعے وہ قیامت کے دن پہچانے جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا ہے من اثر السجود اسی سے متعلق ہے جس سے متعلق خبر ہے اور کائنۃ ہے۔ اور من اثر السجود خبر سے متعلق کائنۃ سے حال ہے۔ جو خبر کی جانب لوٹنے والی ہے۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں بھی مذکور ہیں یہاں پر ذلک مثلھم یہ مبتداء اور خبر ہیں۔ اور ان کے یہی اوصاف انجیل میں بھی مرقوم ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوبِ مکرم ﷺ کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے سب سے پہلے اپنی باریک سی کونپل نکالی، یہاں پر مثلھم مبتداء اور کزرع الخ اس کی خبر ہے۔ اور لفظ شطاء یہ طاء کے فتحہ اور سکون کے ساتھ بھی آیا ہے یعنی اس نے اپنی کونپل نکالی۔ پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، لفظ فآزرہ یہ مد اور بغیر مد کے بھی آیا ہے۔ پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ یعنی اپنی جڑ پر یہاں پر سوق یہ ساق کی جمع ہے۔ (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی۔ یہاں کھیتی سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ ابتداء میں وہ تھوڑے اور کمزور تھے جبکہ بعض انہیں کثرت و طاقت ملی۔ (اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ ان کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، یہاں پر لیغیظ کا متعلق محذوف ہے جس پر اس کا ماقبل دلالت کرنے والا ہے۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ یہاں پر لفظ من یہ جنس کیلئے آیا ہے بعض کیلئے نہیں آیا لہٰذا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفت مذکورہ کے ساتھ متصف رہنے والے ہیں۔ مغفرت اور اجرِ عظیم یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس طرح بعد کی آیات میں آیا ہے۔ (تفسیر جلالین، سورہ فتح، لاہور)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا بیان

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں خشوع اور تواضع ہے، حضرت منصور حضرت مجاہد سے کہتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے آپ نے فرمایا یہ تو ان کی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں حضرت سدی فرماتے ہیں نماز ان کے چہرے اچھے کر دیتی ہے بعض سلف سے منقول ہے جو رات کو بکثرت نماز پڑھے گا اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہوگا۔

حضرت جابر کی روایت سے ابن ماجہ کی ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مضمون ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کی وجہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے چہرے پر روشنی آتی ہے روزی میں کشادگی ہوتی ہے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اندرونی پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے اور بھلائیاں پوشیدگی سے کرے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی سلوٹوں پر اور اسکی زبان کے کناروں پر ان نیکیوں کو ظاہر کر دیتا ہے الغرض دل کا آئینہ چہرہ ہے جو اس میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے پس مومن جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے اپنا باطن سنوار لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے، طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص جیسی بات کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی کی چادر اڑھا دیتا ہے اگر وہ پوشیدگی بھلی ہے تو بھلائی کی اور اگر بری ہے تو برائی کی۔ لیکن اس کا ایک راوی عراقی متروک ہے۔ مسند احمد میں آپ کا فرمان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ٹھوس چٹان میں گھس کر جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ اس میں کوئی سوراخ ہو کوئی عمل کرے گا اللہ اسے بھی لوگوں کے سامنے رکھ دے گا برائی ہو تو یا بھلائی ہو تو۔ مسند کی اور حدیث میں ہے نیک طریقہ، اچھا خلق، میانہ روی نبوۃ کے پچیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔ الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیتیں خالص تھیں اعمال اچھے تھے پس جس کی نگاہ ان کے پاک چہروں پر پڑتی تھی اسے ان کی پاکبازی جچ جاتی تھی اور وہ ان کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور ان کے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

حضرت امام مالک کا فرمان ہے کہ جن صحابہ نے شام کا ملک فتح کیا جب وہاں کے نصرانی ان کے چہرے دیکھتے تو بیساختہ پکار اٹھتے اللہ کی قسم! یہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں سے بہت ہی بہتر و افضل ہیں۔ فی الواقع ان کا یہ قول سچا ہے اگلی کتابوں میں اس امت کی فضیلت و عظمت موجود ہے اور اس امت کی صف اول ان کے بہتر بزرگ اصحاب رسول ہیں اور خود ان کا ذکر بھی اگلی اللہ کی کتابوں میں اور پہلے کے واقعات میں موجود ہے۔ پس فرمایا یہی مثال ان کی توراۃ میں ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ان کی مثال انجیل کی مانند کھیتی کے بیان کی گئی ہے جو اپنا سبزہ نکالتی ہے پھر اسے مضبوط اور قوی کرتی ہے پھر وہ طاقتور اور موٹا ہو جاتا ہے اور اپنی بال پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اب کھیتی والے کی خوشی کا کیا پوچھنا ہے؟ اسی طرح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انہوں نے آپ کی تائید و نصرت کی پس وہ آپ کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو پٹھے اور سبزے کو کھیتی سے تھا یہ

Marfat.com

اس لئے کہ کفار جھینپیں۔

حضرت امام مالک نے اس آیت سے رافضیوں کے کفر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ سے چڑتے اور ان سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔ علماء کی ایک جماعت بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ ہے صحابہ کرام کے فضائل میں اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریفیں بیان کیں اور ان سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کیا ان کی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟

پھر فرماتا ہے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے گناہ معاف اور انکا اجر عظیم اور رزق کریم ثواب جزیل اور بدلہ کبیر ثابت یاد رہے کہ (منھم) میں جو (من) ہے وہ یہاں بیان جنس کے لئے ہے اللہ کا یہ سچا اور اٹل وعدہ ہے جو نہ بدلے نہ خلاف ہو ان کے قدم بقدم چلنے والوں ان کی روش پر کاربند ہونے والوں سے بھی اللہ کا یہ وعدہ ثابت ہے لیکن فضیلت اور سبقت کمال اور بزرگی جو انہیں ہے امت میں سے کسی کو حاصل نہیں اللہ ان سے خوش اللہ ان سے راضی یہ جنتی ہو چکے اور بدلے پالئے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے صحابہ کو برا نہ کہو ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پا سکتا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ فتح، بیروت)

ہجرت کرنے والوں سے محبت کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ ﴾ (الحشر : 9)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے شہر اور ایمان کو اپنا ٹھکانہ بنالیا وہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئے“۔

تبوء کے معنی ٹھکانے بنانے کے ہیں اور دار سے مراد دار ہجرت یا دار ایمان یعنی مدینہ طیبہ ہے اسی لئے حضرت امام مالک ایک حیثیت سے مدینہ طیبہ کو باقی دنیا کے سب شہروں سے افضل قرار دیتے تھے، فرماتے تھے کہ دنیا کے تمام شہر اور ملک جہاں جہاں اسلام پہنچا اور پھیلا ہے سب جہاد کے ذریعہ فتح ہوئے ہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ بھی، بجز مدینہ طیبہ کے یہ صرف ایمان سے فتح ہوا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ حشر، بیروت)

ایمان کی لذت کا بیان

(378) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ : اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

378-متفق علیہ' احمد 4/13002' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابن حبان 238' ابن مندہ 281

Marfat.com

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تین خصوصیات جس شخص میں پائی جائیں گی وہ شخص ایمان کی حلاوت کو پالے گا۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کے نزدیک ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ کسی شخص سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے اور یہ کہ اس کے نزدیک کفر میں واپس جانا' جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہو۔ اتنا ہی ناپسندیدہ ہو جیسے اسے یہ ناپسند ہے' اسے آگ میں ڈالا جائے۔

شرح

کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے کم تر ہو۔ اس طرح یہ شان بھی مومن کامل ہی کی ہوسکتی ہے کہ اگر وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اگر کسی سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں غرض کہ اس کا جو بھی عمل ہو صرف اللہ کے لئے ہو اور اس کے حکم کی تکمیل میں ہو۔ ایسے ہی ایمان کا پختگی کے ساتھ دل میں بیٹھ جانا اور اسلام پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا اور کفر و شرک سے اس درجہ بیزاری و نفرت رکھنا کہ اس کے تصور و خیال کی گندگی سے بھی دل پاک وصاف رہے، ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا کہ ایمان کی حقیقی دولت کا مالک اور اس پر جزاء وانعام کا مستحق تو وہی آدمی ہے جو ان تینوں اوصاف سے پوری طرح متصف ہو اور ایمان کی حقیقی لذت کا ذائقہ وہی چکھ سکتا ہے جس کا دل ان چیزوں کی روشنی سے منور ہو۔

قیامت کے دن سات طرح کے لوگوں کو سایہ نصیب ہونے کا بیان

(379) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا خاص سایہ نصیب کرے گا۔ اس دن جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ ایک عادل حکمران دوسرا وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نشوونما پائی ہو۔ ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہتا ہو اور دو وہ افراد جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں۔ اسی حالت میں ملتے ہوں اور اسی حالت میں جدا ہوتے ہیں اور ایک وہ شخص جسے کوئی خوبصورت اور صاحب حیثیت عورت (گناہ) کی دعوت دے اور وہ یہ جواب دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جو صدقہ کرے اور اسے اتنا خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے اور ایک وہ شخص جو تنہائی

379- اخرجه احمد (10/4476) والبخاری (660) و مسلم (1031) والترمذی (2391) و مالك فی موطا (1777)

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (متفق علیہ)

شرح

اللہ کے سایہ سے مراد یا تو عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کا صراحۃ ذکر ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ اللہ کی طرف سایہ کی وضاحت اس سایہ کی عظمت و تکریم کو ظاہر کرنے کے ہے یا سایہ سے مراد حفاظت الٰہی اور رحمت الٰہی ہے جیسا کہ السلطان ظل اللہ فی الارض۔ بادشاہ دنیا میں اللہ کا سایہ ہے، فرمایا گیا ہے کہ اور یا یہ کہ سایہ کے ذریعہ قیامت کے دن ان راحتوں اور نعمتوں کا تعبیر کیا گیا ہے جو ان لوگوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوں گی چنانچہ عربی میں لفظ ظل یعنی سایہ، راحت، نعمت کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ خوشی و راحت کے ساتھ گزرنے والی زندگی کو عیش ظلیل کہا جاتا ہے۔

اللہ کے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے کا بیان

(380) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ؟ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا میرے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے لوگ کہاں ہیں۔ آج میں انہیں اپنا خاص سایہ عطا کروں گا۔ اس دن جب میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو ایمان کی کون سی شاخ زیادہ مضبوط ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے میل جول رکھنا اور اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی سے دوستی رکھنا اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کسی سے بغض و نفرت رکھنا۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 942)

باہمی محبت کے ذریعے ایمان کے کامل ہونے کا بیان

(381) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

380- مسلم (2566)، موطا امام مالک (1776)

381- اخرجه مسلم (54) والبخاری فی الادب المفرد (260) والترمذی (2688) وابن ماجه (3692)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک (کامل) مومن نہ بن جاؤ اور اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہ جب تم اسے کرلو گے تو تمہارے اندر محبت زیادہ ہوگی' اپنے درمیان سلام کو عام کردو۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی بھائی چارے کے فروغ کی فضیلت کا بیان

(382) وَعَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهُ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا ..." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهِ : "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وقدْ سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهُ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک شخص اپنے بھائی کی زیارت کے لئے دوسری بستی میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بھیج دیا۔

اس کے بعد یہ حدیث انہوں نے یہاں تک نقل کی ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ تم سے اسی طرح محبت کرتا ہے جیسے تم اس کی وجہ سے اس شخص سے محبت کرتے ہو"۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس سے پہلے ایک باب میں یہ حدیث روایت کی جا چکی ہے۔

شرح

دنیا میں زندگی کو خوشی اطمینان ملنے کا تعلق جن چیزوں سے ہے وہ یہ ہیں کہ قناعت وتوکل کی دولت نصیب ہو جائے رضائے الٰہی کی سعادت ملے رزق میں برکت ملے قلب میں وسعت وحوصلہ، عادات اطوار میں تہذیب وشائستگی اور علم وعمل کی توفیق حاصل ہو۔ واضح رہے کہ یہ تینوں لفظ طیب طاب اور تبوات بطور خبر نقل ہوئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو اللہ کی طرف سے مذکورہ چیزوں کے حاصل ہو جانے کی خوش خبری دی جاتی ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تینوں لفظ دعائیہ جملہ کے طور پر منقول ہوں اس صورت میں ان الفاظ کے معنی یہ ہوں گے تیری زندگی کو خوشی وراحت نصیب ہو تیرا راہ چلنا مبارک ثابت ہو اور تجھے جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو۔

محبت وبغض محض اللہ کی رضا کیلئے ہونا چاہیے

(383) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ : "لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ"

382- مسلم' احمد (3/7924)

383- بخاری' مسلم ترمذی ابن ماجه ابن حبان 7273' ابن ابی شیبه ، 157-12

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا: صرف مومن ان سے محبت رکھے گا اور صرف کافر ان سے بغض رکھے گا جو شخص ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

اولیاء اللہ کا قیامت کے دن نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہونے کا بیان

(384) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّ وَجَلَّ - : اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ، لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری جلال کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے (قیامت کے دن) نور کے منبروں پر ہوں گے اور انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کتنے ہی لوگ یعنی اولیاء اللہ ایسے ہیں جو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شہید نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ان کے مراتب و درجات دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتایئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی روح یعنی قرآن کریم کے سبب آپس میں میل جول محبت رکھتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان کوئی ناطہ رشتہ نہیں ہے جس کا تقاضا انہیں ایک دوسرے سے محبت کرنے پر مجبور کرے اور نہ مال دولت کی لین دین کا معاملہ ہوتا ہے (حاصل یہ ہے کہ ان کی باہمی محبت اور آپس کے اتحاد و میل جول کی بنیاد کسی دنیاوی غرض و وسیلہ پر نہیں ہوتی بلکہ محض اللہ کی رضا و خوشنودی اور تعلیمات قرآنی کی اتباع پر ہوتی ہے قسم ہے اللہ کی قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی ہوں گے، یا وہ مجسم نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر یا نفس نور پر متمکن و مستولی ہوں گے وہ لوگ اس وقت بھی خوف زدہ نہیں ہوں گے جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے اور وہ اس وقت بھی غمگین نہیں ہوں گے جب کہ دوسرے لوگ غمگین و رنجیدہ ہوں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو اللہ کا دوست کرنے اور ان سے خوف وحزن کی نفی کرنے کے لئے بطور دلیل یہ آیت فرمائی، آیت (اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) 10۔ یونس:62)۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ دوستوں پر نہ تو خوف طاری کرے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اس روایت کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 941)

384- اخرجه الترمذي (2390)

Marfat.com

انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے کے بارے میں پچھلی حدیث کی تشریح کو سامنے رکھ لینا چاہیے اور ایک خاص بات یہ ذہن میں رہنی چاہیے کہ انبیاء سے وہ نبی اور پیغمبر مراد ہیں جو زندگی میں کسی عذر یا کسی اور سبب سے باہمی ملاقات کا موقع نہ پا سکے ہوں گے ورنہ جہاں تک نفس محبت و ہم نشینی کا تعلق ہے ایسا کوئی نبی اور پیغمبر نہیں گزرا جو اللہ کی خاطر اپنی امت کے لوگوں سے محبت و تعلق نہ رکھتا ہو اور ہم نشینی سے محروم رہے ہوں گے۔ "روح" را کے پیش کے ساتھ اصل میں تو اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ جسم زندہ رہتا ہے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس جوہر کو کہتے ہیں جس کے سبب زندگی کو بقا حاصل ہوتی ہے اور یہاں روح سے مراد قرآن کریم ہے چنانچہ قرآن کریم میں روح کے معنی قرآن کے بھی آئے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے، آیت (وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا) اور اس اعتبار سے بھی قرآن کو روح کہنا نہایت موزوں ہے کہ جس طرح جسم و بدن کی زندگی کا مدار روح پر ہے اسی طرح قلب انسان کی حیات کا مدار قرآن پر ہے۔ قرآن کو باہمی میل جول محبت کا سبب قرار دینا یا تو اس اعتبار سے ہے کہ قرآن کریم کو نظام زندگی کا اساس قانون ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے باہمی محبت و موانست کی دولت حاصل ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم کی تعلیمات، محبت موانست کی دولت حاصل ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم کی تعلیمات، محبت و موانست کا ذریعہ اور مومنین کو باہمی میل ملاپ اور اتحاد و یکجہتی اختیار کرنے کی ہدایت دینے والی ہے۔

بعض حضرات نے روح اللہ کی مراد قرآن کے بجائے خود محبت کو قرار دیا ہے ان کے نزدیک محبت پر روح کا اطلاق اس سبب سے موزوں ہے کہ محبت بھی قلب انسان کی حیات و نشاط اور تازگی کا سبب ہے اسی لئے محبوب کو جان من کہا جاتا ہے۔ مشکوۃ کے بعض نسخوں میں یہ را کے زبر کے ساتھ یعنی روح اللہ منقول ہے۔ جس کے معنی رحمت اور رزق کے ہیں بہر حال مال و ماحاصل کے اعتبار سے معنی میں کوئی فرق نہیں مطلب سب کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا۔

حضرت ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کے بعض بندے ایسے ہیں جو اگرچہ انبیاء اور شہداء نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ و مقام دیکھ کر ان کی رفعت شان دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے یہ سن کر ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کے بندے ہیں جن کا تعلق مختلف شہروں اور مختلف قبائل سے ہوتا ہے ان کے درمیان کوئی رشتہ ناتا بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعلق محبت قائم رکھنے پر مجبور ہوں اور نہ وہ ایک دوسرے سے اپنا مال اور روپیہ پیسہ خرچ کرتے ہیں جس سے ان کے درمیان تعلقات قائم ہوں مگر وہ محض اللہ کی روح یعنی قرآن کریم کے سبب آپس میں میل جول محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے نور کے ہوں گے اور وہ عرش الٰہی کے نیچے ان کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے (جن پر وہ متمکن ہوں گے)۔

نبی کریم ﷺ کی محبت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنے کا بیان

(385) وَعَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَاِذَا فَتًی بَرَّاقُ الثَّنَایَا

385- موطا امام مالک 779 طبرانی 20/167 حلیہ 2/131 ابن حبان 577 احمد 8/22141

Marfat.com

وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ، اَسْنَدُوهُ إِلَيْهِ، وَصَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيلَ : هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ، هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُّهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ، وَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّي، فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ : وَاللّٰهِ إِنِّي لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ، فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ، فَاَخَذَنِي بِحَبْوَةِ رِدَائِي، فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ، فَقَالَ : اَبْشِرْ ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيحِ ۔

قَوْلُهُ : "هَجَّرْتُ" اَيْ بَكَّرْتُ، وَهُوَ بِتَشْدِيدِ الْجِيمِ قَوْلُهُ : "آللّٰهِ" فَقُلْتُ : اَللّٰهِ الْاَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَمْدُودَةٍ لِلْاِسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِي بِلَا مَدٍّ ۔

✧✧ حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں مسجد دمشق میں داخل ہوا وہاں ایک نوجوان موجود تھا جس کے دانت بہت چمکدار تھے' لوگ اس کے اردگرد موجود تھے جب ان لوگوں کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہوتا تو وہ سب اس کی طرف رجوع کرتے اس کی رائے معلوم کرتے میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں' جب اگلا دن ہوا تو میں جلدی آ گیا میں نے انہیں پایا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے آ چکے ہیں پھر میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا' میں ان کا انتظار کرتا رہا' انہوں نے اپنی نماز مکمل کر لی تو میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا' میں نے انہیں سلام کیا پھر میں نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں انہوں نے فرمایا: کیا اللہ کی قسم! میں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! انہوں نے دریافت کیا' کیا اللہ کی قسم! میں نے عرض کی: جی ہاں! اللہ کی قسم! تو انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: تمہارے لئے خوشخبری ہے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کے لئے لازم ہو گی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام مالک نے موطا میں صحیح سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

لفظ ''هَجرتُ'' کا مطلب یہ ہے' میں جلدی آ گیا۔ اس میں ''ج'' پر شد پڑھی جائے گی۔ لفظ ''آاللہ'' کا مطلب یہ ہے' اس کے شروع میں ''ء'' تھا جس پر مد موجود تھی یہ استفہام کے لئے تھا اور دوسرا مد کے بغیر ہو گا۔

راوی حدیث حضرت عائذ بن عبیداللہ بن عمر کے احوال کا بیان

حضرت عائذ بن عبیداللہ بن عمر: ان کی کنیت ابوادریس خولانی ہے۔ یہ جلیل القدر فقیہہ تابعی ہیں۔ یہ دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبدالملک کی خلافت کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عبدالملک نے انہیں دمشق کا قاضی مقرر کیا تھا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں: یہ شام کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں۔ ان کا انتقال ۸۰ ہجری میں ہوا۔

محبت کرنے والے کو بتادینے کا بیان

(386) وَعَنْ اَبِیْ کَرِیْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِیْکَرَبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ، فَلْیُخْبِرْهُ اَنَّهٗ یُحِبُّهٗ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت ابوکریمہ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے تو وہ اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

شرح

یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ جب اس مسلمان کو یہ معلوم ہوگا کہ فلاں شخص مجھ سے دوستی اور محبت رکھتا ہے تو وہ بھی اس سے دوستی محبت رکھے گا اور دوستی کے حقوق ادا کرے گا نیز اس کے حق میں دعا گو خیر خواہ رہے گا۔

راوی حدیث مقداد بن معدی کے احوال کا بیان

مقداد بن معدی کرب: ان کی کنیت ابوکریمہ ہے۔ یہ بھی کندہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان افراد میں سے ایک ہیں جو شام کے علاقے کندہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کا انتقال 87 ہجری میں ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 447 احادیث نقل کی ہیں۔

باہم محبت کرنے اور وصیت کرنے کا بیان

(387) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِهٖ، وَقَالَ: "یَا مُعَاذُ، وَاللّٰهِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ، ثُمَّ اُوْصِیْكَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ، وَشُکْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

✧✧ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا' اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر میں تمہیں وصیت کرتا ہوں' اے معاذ! تم ہر نماز کے بعد یہ پڑھنا نہ چھوڑنا۔

''اے اللہ! تو اپنے ذکر' شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کے لئے میری مدد کر''۔

386- ابو داؤد' ترمذی' احمد' الادب المفرد للبخاری' ابن حبان 570 حاکم 4/171' نسائی فی عمل الیوم واللیلہ ابن السنی فی الیوم واللیلہ 196 حلیہ 6/99

387- ابو داؤد' نسائی' حاکم 3/5194' احمد' طبرانی فی کتاب الدعا' ابن حبان 2345 ابن عساکر تاریخ دمشق 24/374

Marfat.com

یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے مستند سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

مسلمانوں کی باہمی محبت کے سبب اللہ کی محبت حاصل ہونے کا بیان

(388) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّ هٰذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ءَ اَعْلَمْتَهٗ؟" قَالَ: لَا ۔ قَالَ: "اَعْلِمْهُ" فَلَحِقَهٗ، فَقَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّكَ فِی اللّٰهِ، فَقَالَ: اَحَبَّكَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَهٗ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' ایک شخص اس کے پاس سے گزرا تو وہ شخص بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: کیا تم نے اسے یہ بات بتائی ہے' اس نے عرض کی' نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے یہ بات بتاؤ۔ وہ شخص اس سے جا کر ملا اور بولا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں تو اس شخص نے کہا جس اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تم مجھ سے محبت کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اپنا محبوب بنائے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح'' اسناد' کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے اور اس کو اس چیز پر اجر ملے گا جس کو وہ یہ ثواب کی نیت اختیار کرے گا۔ احتساب کے معنی ہیں اللہ سے ثواب کی امید رکھنا اور حسبہ اس لفظ کا اسم ہے اور اصل میں یہ لفظ حساب سے نکلا ہے جس کے معنی گننے شمار کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر کسی سے محبت کرنا ایسا فعل ہے جو اگر ثواب کی نیت سے ہو تو وہ حساب میں آتا ہو یعنی اس پر اجر مرتب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے کو اس کی نیت کے مطابق ثواب عطا کرتا ہے۔

بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْعَبْدِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهَا وَالسَّعْیِ فِیْ تَحْصِیْلِهَا

باب 47: بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اور اس بات کی ترغیب کہ ایسے اخلاق پیدا کئے جائیں اور ان کے حصول کی کوشش کی جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سبب اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (آل عمران : 31)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم فرمادو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور وہ

388-ابو داؤد 4/12516' احمد' حاکم 4/171 عبد الرزاق 20319

Marfat.com

تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا‘ بے شک وہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے“۔

شرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے دین کے خلاف ہو گئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور بتایا گیا کہ محبتِ الٰہی کا دعوٰی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اتباع و فرماں برداری کے بغیر قابلِ قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور ﷺ کی غلامی کرے اور حضور ﷺ نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور ﷺ کا نافرمان اور محبتِ الٰہی کے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔ (تفسیر خازن، آل عمران، بیروت)

نبی کریم ﷺ کی اتباع وحفاظت دین کیلئے جہاد کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (المائدۃ: 54)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین کو چھوڑ جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور جو اس سے محبت کرتے ہوں گے جو اہل ایمان کے لئے بڑے نرم ہوں گے اور کفار کے لئے نہایت سخت ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور انہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہوگا‘ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے وہ وسعت والا اور علم والا ہے“۔

فتنہ ارتداد و منکرین زکوٰۃ سے مقابلہ کرنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان

یہ صفت جن کی ہے وہ کون ہیں اس میں کئی قول ہیں۔ حضرت علی مرتضی و حسن و قتادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ عیاض بن غنم اشعری سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی نسبت فرمایا کہ یہ اُن کی قوم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم کی حدیثوں میں آئی ہے۔ سدی کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات نہیں کیونکہ ان سب حضرات کا ان صفات کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو صدمہ میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑا اگر وہ مضبوط پہاڑوں پر بھی پڑ جاتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر و استقامت کا

Marfat.com

وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا کہ تمام آفات ومصائب کا پورے عزم وہمت کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر کامیاب ہوئے۔

بغاوتوں کا مقابلہ ظاہر ہے کہ طاقت استعمال کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر حالات کی نزاکت اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو کسی کی رائے نہ ہوئی کہ اس وقت بغاوتوں کے مقابلہ میں کوئی سخت قدم اٹھایا جائے۔ خطرہ یہ تھا کہ حضرات صحابہ اگر اندرونی جنگ میں مشغول ہو جائیں تو بیرونی طاقتیں اس جدید اسلامی ملک پر دوڑ پڑیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کے قلب کو اس جہاد کے لئے مضبوط فرما دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا بلیغ خطبہ صحابہ کرام کے سامنے دیا کہ اس جہاد کے لئے ان کا بھی شرح صدر ہو گیا۔ اس خطبہ میں اپنے پورے عزم واستقلال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے احکام اور قانون اسلام کا انکار کریں تو میرا فرض ہے کہ میں ان کے خلاف جہاد کروں، اگر میرے مقابلہ پر تمام جن وانس اور دنیا کے شجر وحجر سب کو جمع کر لائیں، اور کوئی میرا ساتھی نہ ہو، تب بھی میں تنہا اپنی گردن سے اس جہاد کو انجام دوں گا۔

اور یہ فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چلنے لگے، اس وقت صحابہ کرام آگے آئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ بٹھلا کر مختلف محاذوں پر مختلف حضرات کی روانگی کا نقشہ بن گیا۔

اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ضحاک رحمۃ اللہ علیہ قتادہ وغیرہ جمہور ائمہ تفسیر نے بیان فرمایا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں آئی ہے وہی سب سے پہلے اس قوم کا مصداق ثابت ہوئے۔ جن کے من جانب اللہ میدان عمل میں لائے جانے کا آیت مذکورہ میں ارشاد ہے۔ مگر یہ اس کے منافی نہیں کہ کوئی دوسری جماعت بھی اس آیت کی مصداق ہو، اس لئے جن حضرات نے اس آیت کا مصداق حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ کرام کو قرار دیا ہے، وہ بھی اس کا مخالف نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ سب حضرات بلکہ قیامت تک آنے والا وہ مسلمان جو قرآنی ہدایات ... کفر وارتداد کا مقابلہ کریں گے، اسی آیت کے مصداق میں داخل ہوں گے۔

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زیر ہدایت اس فتنہ ارتداد کے مقابلہ کے لئے کھڑی ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک بڑا لشکر دے کر مسیلمہ کذاب کے مقابلہ پر یمامہ کی طرف روانہ کیا۔ وہاں مسیلمہ کذاب کی جماعت نے اچھی خاصی طاقت پکڑ لی تھی۔ سخت معرکے ہوئے، بالآخر مسیلمہ کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کی جماعت تائب ہو کر پھر مسلمانوں میں مل گئی۔ اسی طرح طلیحہ بن خویلد کے مقابلہ پر بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہی تشریف لے گئے۔ وہ فرار ہو کر کہیں باہر چلا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو خود بخود ہی اسلام کی دوبارہ توفیق بخشی اور مسلمان ہو کر لوٹ آئے۔ خلافت صدیقی کے پہلے مہینہ ربیع الاول کے آخر میں اسود عنسی کے قتل اور اس کی قوم کے مطیع وفرمانبردار ہو جانے کی خبر پہنچ گئی اور یہی خبر سب سے پہلی فتح کی خبر تھی جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان حالات میں پہنچی تھی۔ اسی طرح دوسرے قبائل مانعین زکوۃ کے مقابلہ میں بھی ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فتح مبین نصیب فرمائی۔ (تفسیر قرطبی، سورہ مائدہ، بیروت)

Marfat.com

اولیاء اللہ سے عداوت کے سبب اللہ کی دشمنی مول لینے کا بیان

(389) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِيًّا، فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَيْتُهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ"

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

مَعْنٰی "اٰذَنْتُهٗ" : اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّیْ مُحَارِبٌ لَّهٗ . وَقَوْلُهٗ : "اسْتَعَاذَنِیْ" رُوِیَ بِالْبَاءِ وَرُوِیَ بِالنُّوْنِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے گا میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور میرا بندہ جس چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے میرے نزدیک اس میں سب سے زیادہ محبوب وہ چیز ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کی مدد سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کی مدد سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کی مدد سے وہ تھامتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کی مدد سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "اذنته" مطلب ہے' میں اسے بتا رہا ہوں کہ میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان "استعاذنی" (وہ مجھ سے مدد مانگتا ہے)

اس کو ب اور ن دونوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

ولی اللہ سے لوگوں کو محبت کرنے کا حکم دینے کا بیان

(390) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْعَبْدَ، نَادٰی جِبْرِيْلَ :

389- بخاری منفرداً' ابن حبان 347' حلیہ ابو نعیم' بیہقی' طبرانی بسند حسن' ابو یعلی بسند ضعیف' ذہبی نے غریب کہا

390- بخاری' مسلم فی کتاب البر والصلہ' نسائی' ترمذی موطا امام مالک 1778 طیالسی 2436 عبدالرزاق 19673 ابن حبان 364

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ، فَیُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ : اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحِبُّوْہُ، فَیُحِبُّهُ اَھْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ، فَقَالَ : اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ، ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ، فَیَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰہَ یحبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ، فَیُحِبُّهُ اَھْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ، فَیَقُوْلُ : اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ . فَیُبْغِضُهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ : اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ، ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ" .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل سے فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرائیل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور وہ اہل آسمان کے درمیان یہ اعلان کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تو تم بھی اس سے محبت کرو تو اہل آسمان بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس شخص کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں' تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرائیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں اعلان کرتے ہیں' اور یہ کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس شخص کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب وہ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اسے ناپسند کرو۔ جبرائیل بھی اسے ناپسند کرتے ہیں پھر وہ آسمان میں اعلان کرتے ہیں' بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہے تو تم بھی اسے ناپسند کرو تو پھر اس شخص کے لئے زمین میں ناپسندیدگی رکھ دی جاتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو دوست محبوب رکھنے کا مطلب دراصل اس بندے پر حق تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی اور ہدایت و فلاح کی بارش ہونا اور اس پر رحمت الٰہی کا نازل ہونا ہے اسی طرح اللہ کا کسی شخص سے نفرت کرنا گویا اس شخص کو عذاب میں مبتلا کرنے کی ارادہ الٰہی کو ظاہر کرنا، اس سے حق ہدایت کی توفیق کسی بندے کے حق میں ان کی محبت کو دو صورتوں پر محمول کیا جا سکتا ہے، ایک تو یہ کہ وہ اس بندے کے حق میں استغفار کرتے ہیں اس کی مدح و تعریف کرتے ہیں اور اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ محبت کے وہی ظاہری معنی مراد ہیں جو عام طور پر مفہوم ہوتے ہیں یعنی ان کے دل میں اس بندے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اس سے ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ دوسری صورت یعنی محبت کو اس کے اپنے ظاہر معنی پر محمول کرنا زیادہ صحیح ہے کیونکہ جب کسی لفظ کو اس کے پہلے حقیقی معنی پر محمول کرنا صحیح ہو تو مجازی معنی مراد لینا غیر موزوں ہے علاوہ ازیں محبت کو

Marfat.com

اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنے کی صورت میں پہلے معنی یعنی اس بندے کے حق میں جبرائیل اور فرشتوں کا دعا استغفار اور مدح تعریف کرنا ضمنی طور پر خود بخود متحقق ہوجاتے ہیں۔

سورہ اخلاص سے محبت کرنے کے سبب اللہ کی محبت حاصل ہونے کا بیان

(391) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ ﴿ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾، فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ"؟ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک مہم کا امیر مقرر کیا وہ شخص اپنے ساتھیوں کو ہر رکعت میں قل ہواللہ ہواحد پڑھایا کرتا تھا جب وہ لوگ واپس آئے، انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے دریافت کرو یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے بتایا اس کی وجہ یہ ہے اس میں رحمان کی تعریف بیان کی گئی ہے تو مجھے اسے پڑھنا پسند ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

بخاری شریف کتاب التوحید میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر کہیں بھیجا جس وقت وہ پلٹے تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جسے سردار بنایا تھا وہ ہر نماز کی قرأت کے خاتمہ پر سورہ قل ھواللہ الخ، پڑھا کرتے تھے آپ نے فرمایا ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے، پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ یہ سورت رحمان کی صفت ہے مجھے اس کا پڑھنا بہت ہی پسند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں خبر دو کہ اللہ بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔

بخاری شریف کتاب الصلوۃ میں ہے کہ ایک انصاری مسجد قبا کے امام تھے ان کی عادت تھی کہ الحمد ختم کر کے پھر اس سورت کو پڑھتے پھر جونسی سورت پڑھنی ہوتی یا جہاں سے چاہتے قرآن پڑھتے، ایک دن مقتدیوں نے کہا کہ آپ اس سورت کو پڑھتے پھر دوسری سورت ملاتے ہیں یا تو آپ صرف اسی کو پڑھئے یا چھوڑ دیجئے دوسری سورت ہی پڑھا کیجئے انہوں نے جواب دیا کہ میں تو جس طرح کرتا ہوں کرتا رہوں گا تم چاہو تو مجھے امام رکھو کہو تو میں تمہاری امامت چھوڑ دوں، اب انہیں یہ بات بھاری پڑی جانتے تھے کہ ان سب میں یہ زیادہ افضل ہیں۔

ان کی موجودگی میں دوسیر کا نماز پڑھانا بھی انہیں گوارا نہ ہو سکا، ایک دن جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو ان لوگوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے امام صاحب سے کہا تم کیوں اپنے ساتھیوں کی بات نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس سورت سے بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہنچا دیا۔ (تفسیر جامع البیان، سورہ اخلاص، بیروت)

391- بخاری فی التوحید (7375)، مسلم فی الصلوٰۃ (813)، نسائی فی کتاب الصلاۃ و عمل الیوم و اللیلۃ (مزی)

Marfat.com

بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنْ اِيْذَاءِ الصَّالِحِيْن وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْن

باب 48: نیک لوگوں اور کمزوروں اور غریبوں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کی تلقین

مسلمانوں کا تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: 58)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اس کے بغیر کہ جوانہوں نے کمایا ہے تو وہ لوگ بڑا بہتان لگاتے ہیں اور وہ گناہ کرتے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذا) سے مسلمان محفوظ رہیں اور اصل مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے"۔ یہ الفاظ صحیح البخاری کے ہیں اور مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ (کے ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (مشکوۃ شریف: جلداول: حدیث،5)

حدیث کے پہلے جزء میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "مومن اور مسلمان" محض اس چیز کا نام نہیں ہے کہ کوئی آدمی صرف کلمہ پڑھ لے اور کچھ متعین اعمال وارکان ادا کرلے بلکہ اسلامی شریعت اپنے پیروؤں سے ایک ایسی بھرپور زندگی کا تقاضا کرتی ہے جس کا حامل ایک طرف عقائد واعمال کے لحاظ سے اللہ کا "حقیقی بندہ" کہلانے کا مستحق ہوتو دوسری طرف وہ انسانیت کے تعلق سے پوری طرح امن وآشتی کا نمونہ اور محبت ومروت کا مظہر ہو، امن وامانت، اخلاق ورواداری، ہمدردی وخیرسگالی کا اپنی عملی زندگی میں اس طرح اظہار کرے کہ دنیا کا ہرانسان اس سے خوف زدہ رہنے کے بجائے اس کو اپنا ہمدرد، بہی خواہ اور مشفق سمجھے اور کیا مال کیا جان وآبرو، ہر معاملہ میں اس پر پورا اعتماد اور اطمینان رکھے۔ اس حدیث میں ہاتھ اور زبان کی تخصیص اس لئے ہے کہ عام طور پر ایذارسانی کے یہی دو ذریعے ہیں ورنہ یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جس سے تکلیف پہنچ سکتی ہے خواہ وہ ہاتھ ہوں یا زبان یا کوئی دوسری چیز۔

حدیث کے دوسرے جزء میں "حقیقی مہاجر" کی تعریف کی گئی ہے یوں تو مہاجر ہر اس آدمی کو کہیں گے جس نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن، اپنا گھر اور اپنا ملک چھوڑ کر دارالاسلام کو اپنا وطن بنالیا ہو، اس قربانی کو اسلام عزت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس مہاجر کو بے شمار جزاء وانعام کا حقدار مانتا ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا اس ہجرت کے علاوہ ایک ہجرت اور ہے جس کا زندگی کے ساتھ دوامی تعلق رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے مومن ان سے پرہیز کرتا ہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفسانی خواہشات کو بالکل ترک کر کے پاکیزہ نفسی اختیار کرے، پس ایسا آدمی حقیقی مہاجر کہلانے کا مستحق ہے۔

Marfat.com

یتیم وسائل سے اچھا سلوک کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ (الضحی : 10-9)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جہاں تک یتیم کا تعلق ہے تو تم اس پر سختی نہ کرو اور جہاں تک مانگنے والے کا تعلق ہے تو تم اسے جھڑکو نہیں''۔

قہر کے معنے غلبہ اور جبری تسلط کے ہیں، مراد یہ ہے کہ آپ کسی یتیم کو ضعیف اور بے وارث سمجھ کر اس کے اموال وحقوق پر اس طرح مسل نہ ہوں کہ اس کا حق ضائع ہو جائے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے ساتھ شفقت کے معاملے کی تاکید فرمائی اور اس کے ساتھ دل شکنی کا برتاؤ کرنے سے منع فرمایا، ارشاد ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان ومحبت کا سلوک کیا جاتا ہو، اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو (رواہ البخاری فی الادب المفرد)

تنہر، نہر سے مشتق ہے جس کے معنے زجر اور جھڑکنے کے ہیں اور سائل کے معنے سوال کرنے والا، اس میں وہ بھی داخل ہے جو کسی مال کا سوال کرے اور وہ بھی جو علمی تحقیق کا سوال کرے، دونوں کو جھڑکنے ڈانٹنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا گیا، بتر یہ ہے کہ سائل کو کچھ دے کر رخصت کرے اور نہیں دے سکتا تو نرمی سے عذر کر دے اسی طرح کسی علمی مسئلہ کا سوال کرنے والے کے جواب میں بھی سختی اور بدخوئی ممنوع ہے نرمی اور شفقت سے جواب دینا چاہئے بجز اس کے کہ سائل کسی طرح مانے ہی نہیں تو بضرورت زجر بھی جائز ہے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ، فَكَثِيْرَةٌ مِّنْهَا :

نیک لوگوں کو تکلیف پہنچانے کے سبب سخت وعید کا بیان

حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا : "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" .

وَمِنْهَا حَدِيْثُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِیْ بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ، وَقَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَا اَبَا بَكْرٍ، لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ" .

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ بہت زیادہ ہیں جن میں سے ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ہے جو گزشتہ باب میں نقل کی جا چکی ہے۔

''جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے گا میں اس کیخلاف اعلان جنگ کرتا ہوں''۔

ان میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے جو اس سے پہلے' یتیم کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کے باب میں گزر چکی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''اے ابوبکر! اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا''۔

Marfat.com

حقوق اللہ کی ادائیگی کا لحاظ رکھنے کا بیان

(392) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهٗ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ☐ جو شخص صبح کی نماز ادا کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ذمے کے حوالے سے تم سے کسی چیز کی باز پرس نہیں کرے گا اور وہ جس سے اپنے ذمے کے بارے میں باز پرس کرے گا اور پھر اس کو (کوتاہی کا مرتکب) پائے گا تو اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

بَابُ اِجْرَاءِ اَحْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

باب 49: لوگوں کے ظاہر پر حکم جاری کرنا اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا

تائب ہوکر نماز وزکوٰۃ کے احکام پر عمل پیرا ہونے والوں کیلئے رعایت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ (التوبۃ: 5)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اگر وہ توبہ کرلے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے تو اس کے راستے کو چھوڑ دو"۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ کی فقہ سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ جو آپ نے زکوٰۃ کے منکروں سے جہاد کیا۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ بجز اللہ تعالیٰ برحق کے اور کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ ان دونوں باتوں کا اقرار کرلیں، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرلیں، ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں، ہم جیسی نمازیں پڑھنے لگیں تو ہم پر ان کے خون ان کے مال حرام ہیں مگر احکام حق کے ماتحت انہیں وہ حق حاصل ہے جو اور مسلمانوں کا ہے اور ان کے ذمے ہر وہ چیز ہے جو اور مسلمانوں کے ذمے ہے۔

ابن جریر میں ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو دنیا سے اس حال میں جائے کہ اللہ تعالیٰ اکیلے کی خالص عبادت کرتا ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ اس حال میں جائے گا کہ اللہ اس سے خوش ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہی اللہ کا دین ہے اسی کو تمام پیغمبر علیہم السلام لائے تھے اور اپنے رب کی طرف سے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا تھا اس سے پہلے کہ باتیں پھیل جائیں اور خواہشیں ادھر ادھر لگ جائیں اس کی سچائی کی شہادت اللہ کی آخری وحی میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ،التوبہ 11:) پس توبہ

392- مسلم' ترمذی' جامع کبیر' حلیہ' احمد عن ابن عمر مرفوعاً

Marfat.com

یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد برحق ہے پس توبہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد برحق کے سوا اوروں کی عبادت سے دست بردار ہو جائیں نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں۔

اور آیت میں ہے کہ ان تینوں کاموں کے بعد وہ تمہارے دینی برادر ہیں ضحاک فرماتے ہیں یہ تلوار کی آیت ہے اس نے ان تمام عہد و پیمان کو چاک کر دیا، جو مشرکوں سے تھے۔ (جامع البیان، سورۃ توبہ، بیروت)

احکام دین پر کاربند نہ ہونے والوں کے خلاف سختی کرنے کا بیان

(393) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہِ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَیُقِیمُوا الصَّلٰوۃَ، وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے یہ حکم دیا گیا ہے' میں ان (کفار) لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نیز جب تک وہ نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں جب وہ ایسا کر لیں گے تو وہ اپنی جان و مال کو میری طرف سے محفوظ کر لیں گے تاہم ان کے حق (یعنی کسی سزا) کا معاملہ مختلف ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔"

شرح

یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکم مطلق ہے اس کی زمین پر رہنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اس کے احکام کی تابعداری کرتا ہے، اس کے اتارے ہوئے نظام و شریعت کے تحت زندگی گزارتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر حقیقی شہنشاہ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے، پیغمبر کا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین و شریعت کی صورت میں حاکمیت الٰہ کا جو مشن لے کر آیا ہے اس کو ہر ممکن جد و جہد کے ذریعہ پھیلائے لوگوں کو اپنے دین کے دائرہ میں لانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کی جد و جہد اور سعی کے نتیجے میں جو معاشرہ بن گیا ہے اس پر دنیا کے کسی غیر دینی روایت و قانون اور کسی آدمی و گروہی بالا دستی کی حکمرانی قائم نہ ہونے پائے۔

393- بخاری' مسلم' سنن اربعہ نے اس کو ابو ہریرہ سے روایت کیا (جامع صغیر للسیوطی) اس روایت کو سیوطی نے اخبار متواترہ میں نقل کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم نے ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور مسلم نے جابر سے نقل کیا ہے۔ (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) مصنف ابن ابی شیبہ نے ابو بکر صدیق' عمر فاروق' ابن اویس' جریر البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور طبرانی نے انس' سمرہ بن جندب اور سہل بن سعد اور ابن عباس اور ابو بکر اور ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جبکہ بزاز سے عیاض انصاری اور نعمان و بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

بلکہ صرف خدائی حکمرانی یعنی دین وشریعت کی حکومت قائم ہو اور پھر کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ دین وشریعت کا دشمن ومخالف اور باغی بن کر اس معاشرہ (اسلامی ریاست) میں رہ سکے جو لوگ بغاوت وسرکشی اختیار کریں اور خدائی حکمرانوں کے تحت آنے سے منکر ہوں ان کے خلاف وہی کاروائی کی جائے جو کسی بھی معاشرہ میں آئین وحکومت کے باغیوں کے خلاف ہوتی ہے۔

اسی حقیقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائی حکمرانی باغیوں اور دین وشریعت کے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ اپنی سرکشی اور دشمنی کو ترک کر کے ہماری معاشرہ یعنی (اسلامی ریاست) میں رہنے کے حقوق حاصل نہ کرلیں اور انہیں یہ حقوق ملنے کی ایک تو یہی صورت ہے کہ وہ کفر وسرکشی کے بجائے ایمان واسلام اختیار کرلیں یعنی صدق دل سے اس بات کا اقرار اور زبان سے اظہار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، پھر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ان کا یہ اقرار اور زبان سے اظہار مخلصانہ ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کی پیروی کریں) خصوصاً پابندی سے نماز پڑھیں، زکوۃ ادا کریں اور دوسرے فرائض پر عمل کریں۔

دوسری صورت (جس کا اس حدیث میں تو ذکر نہیں ہے۔لیکن دوسری جگہوں پر ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان واسلام کے دائرے میں نہیں آنا چاہتے مگر اسلامی ریاست میں اپنی وطنیت اور بود وباش کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی ومذہبی طور پر نہ سہی مگر سماجی ومعاشرتی طور پر اسلامی ریاست کے تابع اور من پسند باشندے بن کر رہنے کا اقرار کریں جس کی علامت اس ٹیکس کی پابندی سے ادائیگی ہے جس کو اصطلاح میں "جزیہ" کہا جاتا ہے اس ٹیکس کی ادائیگی اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔اگر کوئی آدمی جزیہ نہ دینا چاہے تو اس کا متبادل یہ ہے کہ وہ اپنی محکومیت ومغلوبیت کا اقرار کر کے کسی خاص معاہدہ کے تحت سربراہ ریاست (رسول) سے صلح کرلے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست میں رہے، اسلامی قانون اپنے مخصوص رحم وکرم کی بناء پر اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لے لے گا۔

بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان واسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائے یا جزیہ ادا کر کے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کے اوپر ہوگی۔اور ریاست اپنے اسلامی قانون کے تحت اس کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کی نگہداشت کرے گی لیکن جہاں تک قانونی جرائم، سماجی بے اعتدالیوں اور بشری خطاؤں کا تعلق ہے ان کے بارے ہر حال میں مواخذہ ہوگا خواہ ان کا مرتکب کوئی مسلمان ہو یا ذمی کافر، اس معاملہ میں کسی کے ساتھ رعایت وچشم پوشی نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی کو ناحق قتل کر دیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کر دیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی زنا کرے گا تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کو پوری سزا دی جائے گی یا کسی نے کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے اس کا مال مالک کو واپس دلایا جائے گا، گویا قانون کی عملداری ہر حال میں قائم کی جائے گی جو آدمی بھی خلاف ورزی کرے گا اس کو ضرور سزا دی جائے گی اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملہ میں کسی تخصیص اور رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ شریعت اپنے قانون کے نفاذ میں ظاہری حیثیت پر حکم لگاتی ہے اور باطنی

حالت کو اللہ کے سپرد کر دیتی ہے یعنی اگر کوئی آدمی جان و مال کی حفاظت یا کسی غرض کے تحت بظاہر مسلمان بن جاتا ہے اور دل میں کفر و نفاق ہے تو اسلامی قانون اس کو مسلمان ہی تسلیم کرے گا، دل کا معاملہ اللہ کے سپرد رہے گا، اگر واقعی اس کے دل میں کھوٹ ہوگا تو آخرت میں اس کو نفاق کی سزا یقیناً ملے گی، وہاں مواخذہ اللہ وندی سے نہ بچ سکے گا۔

یہ حدیث اس مسئلہ کی بھی دلیل ہے کہ ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کی جا سکتی ہے یعنی اگر کوئی ملحد و زندیق آ کر یہ کہے کہ میں الحاد و زندقہ سے توبہ کرتا ہوں تو اس کی توبہ قبول کر کے اس کی جان لینے سے اجتناب کیا جائے گا۔ ویسے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ان میں سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بے دینی کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے جن سے اس کا منکر اللہ اور منکر دین ہونا معلوم ہوتا ہو پھر جلد ہی اس نے الحاد و زندیقی سے برأت کی اور برضا و رغبت توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اگر اس کی توبہ محض جان بچانے کے لئے اور اسلامی قانون کی سزا سے بچنے کے لئے ہو تو پھر اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

دامن توحید میں آنے والے کیلئے امن کا بیان

(394) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ طَارِقِ بْنِ اَشْیَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ، حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ، وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ حضرت ابو عبداللہ طارق بن اشیم، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے اور پھر وہ تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کرے تو اس کا مال اور اس کی جان محترم ہو جائیں گے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی الوہیت کی گواہی دو اور اس کی ذات اور تمام صفات پر صدق دل سے اعتراف و اعتقاد کے ساتھ ایمان لاؤ، یہ ایمان باللہ کی اعتقادی صورت ہے اور اس کی عملی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ جو شریعت اتاری ہے اس کی صداقت و حقانیت پر کامل یقین رکھو اور اس کو قبول کر کے احکام رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ جس چیز کے کرنے کا حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ پھر یہ کہ اعتقاد و اطاعت کوئی وقتی و عارضی چیز نہ ہو بلکہ ان پر پختگی کے ساتھ قائم و دائم رہو اور زندگی کے کسی بھی لمحہ میں ان سے انحراف نہ کرو۔

394- اخرجه مسلم (23)

Marfat.com

راوی حدیث طارق بن اشیم کے احوال کا بیان

طارق بن اشیم: یہ طارق بن اشیم بن مسعود اشجعی ہیں یہ سعد بن طارق اور ابو مالک کے والد ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے چار احادیث نقل کی ہیں۔

اظہار توحید کے بعد قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

(395) وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِّنَ الْکُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، ءَ اَقْتُلُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْهُ" فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟! فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْهُ، فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ، وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ کَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَمَعْنٰی "اَنَّهٗ بِمَنْزِلَتِکَ" اَیْ: مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْکُوْمٌ بِاِسْلَامِهٖ۔ وَمَعْنٰی "اَنَّکَ بِمَنْزِلَتِهٖ" اَیْ: مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهٖ لَا اَنَّهٗ بِمَنْزِلَتِهٖ فِی الْکُفْرِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

✧✧ حضرت ابو معبد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے' اگر میں کسی کافر کے مقابلے میں آؤں اور ہم دونوں کی لڑائی شروع ہو جائے اور وہ میرے ایک ہاتھ کو تلوار کے ذریعے مار کر اسے کاٹ دے پھر مجھ سے بچنے کے لئے ایک درخت کے پیچھے چلا جائے اور بولے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا تو کیا میں اس کو قتل کردوں یارسول اللہ! اس کے یہ کہنے کے بعد؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے قتل نہ کرو۔ میں نے یہ عرض کی: یارسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا تھا اور اسے کاٹنے کے بعد پھر اس نے یہ بات کہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے قتل نہ کرو۔ اگر تم اسے قتل کردو گے تو وہ تمہاری اس جگہ پر آجائے گا جو تمہارے اس کے قتل کرنے سے پہلے تھی اور تم اس کی جگہ پر چلے جاؤ گے جو اس کے یہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھی (متفق علیہ)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "انه بمنزلتك" کا مطلب یہ ہے: اس کا خون محفوظ ہوگا اور اس پر اسلامی احکامات نافذ ہونگے اور "انك بمنزلته" سے مراد یہ ہے: اس کے وارثوں کیلئے قصاص کے طور پر تمہارا خون مباح ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفر میں اس طرح ہوگا۔ (واللہ اعلم)

راوی حدیث مقداد بن اسود کے احوال کا بیان

مقداد بن اسود: یہ مقداد بن اسود بن عمرو بن ثعلبہ بہرانی کندی ہیں۔ ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ صحابی رسول ہیں یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری کی زیر پرورش رہے تھے۔ اس لئے انہوں

395- احمد 9/23878 بخاری' مسلم' ابو داؤد' عبد الرزاق 1899 ابن ابی شیبہ 12610 ابن حبان 164 بیہقی 1958 ابن مندہ

Marfat.com

نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ یہ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے افراد میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی بعد میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ انہوں نے بیالیس احادیث نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 43 ہجری میں ہوا۔

کسی کے کلمہ طیبہ پڑھ لینے کے بعد اس کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

(396) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ، وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ، قَالَ: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ، فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ، وطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ: "يَا اُسَامَةُ، اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَقَالَ: "اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَالَ: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وقَتَلْتَهُ؟!" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ، اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ، قَالَ: "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟!" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ.

"اَلْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّاءِ: بَطْنٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ: الْقَبِيْلَةُ الْمَعْرُوْفَةُ. وَقَوْلُهُ: "مُتَعَوِّذًا": اَيْ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَّهَا

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہینہ قبیلے کی شاخ حرقہ کی طرف بھیجا ہم نے صبح کے وقت ان کے پانی کے پاس ان پر حملہ کیا۔ میرا اور ایک انصاری شخص کا ان کے فرد کے ساتھ سامنا ہوا۔ ہم نے اس پر قابو پالیا تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ انصاری نے اپنے ہاتھ کو روک لیا۔ میں نے اپنے نیزے کے ذریعے اسے زخمی کر کے اسے قتل کر دیا۔ جب ہم لوگ مدینہ منورہ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے بچنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اسے قتل کر دیا تھا۔ آپ یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ آرزو کی کہ کاش میں نے اس دن سے پہلے اسلام قبول نہ کیا ہوتا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تھا اور پھر تم نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے ہتھیار کے خوف سے یہ پڑھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا

396- بخاری فی المغازی والدیات' مسلم فی الایمان' ابو داؤد فی الجهاد' البزاز (اطراف مزی) ابن حبان 4751' احمد 21804

Marfat.com

جو تمہیں پتہ چل گیا کہ اس نے یہ دل سے پڑھا ہے یا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ یہ بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ آرزو کی کہ میں نے اسی دن اسلام قبول کیا ہوتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حُرقہ'' جہینہ قبیلے کی ایک شاخ ہے یہ ایک معروف قبیلہ ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''متعوذاً'' کا مطلب یہ ہے اس نے قتل سے بچنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا نہیں کیا۔

کلمہ گو مسلمان کے قاتل کی عبرت ناک موت کا بیان

ایک مؤمن کی شان کو سمجھنے کیلئے کئی پہلوؤں کو دیکھنا پڑتا ہے آیئے کچھ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھیں جو حسب ذیل ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے مقابلے کیلئے ایک لشکر روانہ فرمایا: میں بھی اس میں شریک تھا۔ اس معرکے میں بڑی شدت کی خون ریزی ہوئی۔ جنگ کے دوران ایک مسلمان سپاہی ایک مشرک پر حملہ آور ہوا، وہ مشرک اسکی گرفت میں آ گیا۔ مشرک نے فوراً باواز بلند کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھا اور پکارا کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں لیکن اس مسلمان نے اپنے وار جاری رکھے اور بالآخر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بعد میں وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے سارا واقعہ سن کر ارشاد فرمایا: تم نے کیوں نہیں اس کا شکم چاک کر کے دیکھ لیا کہ وہ سچے دل سے کلمہ پڑھ رہا ہے؟ (یا جھوٹ بول رہا ہے یعنی شدید اظہارِ ناگواری فرمایا) جب تم کو اسکے دل کا (صحیح) حال معلوم نہ تھا تو کیوں تم نے اسکی زبان پر اعتبار نہیں کیا؟ آپ نے دو تین مرتبہ اس طرح ارشاد فرمایا، پھر آپ نے سکوت فرمالیا (اس شخص نے اپنے اس عمل پر کسی ندامت کا اظہار نہیں کیا اور سچے دل سے توبہ نہیں کی، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار اظہارِ ناگواری کے بعد اس پر یہ باتیں ضروری تھیں۔ یقیناً اسکے دل میں نفاق تھا ورنہ صحابہ کرام تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ابرو کو بھی سمجھ جاتے تھے، اور انھیں کسی بھی معاملے میں آپ کی ناراضگی کا شائبہ بھی ہوتا تو وہ بے چین ہو جاتے تھے اور اسکے ازالے کی بھر پور کوشش کیا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) کچھ عرصہ بعد اس کی موت واقع ہوگئی۔ ہم نے اسے سپردِ خاک کر دیا۔ مگر اگلے دن ہمیں خبر ملی کہ اس شخص کی نعش زمین سے باہر پڑی ہے۔

ہم نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن نے اپنی عداوت کی وجہ سے ایسے حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔ ہم نے اسے دوبارہ دفن کر دیا۔ اور اپنے غلاموں کو اسکی قبر کی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ دوبارہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔ لیکن اگلے روز پھر اسی طرح ہوا، اور اسکی نعش زمین سے باہر پائی گئی۔ ہم نے سوچا کہ شاید نگرانوں کی آنکھ لگ گئی ہوگی اور کسی نے انکی غفلت سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ اپنا انتقام پورا کیا۔ لہٰذا ہم نے اسے پھر دفن کر دیا اور اس بار غلاموں کے ساتھ ساتھ خود بھی نگرانی کرتے رہے۔ مگر جب سپیدۂ سحر نمودار ہوا تو اس کی نعش کو دوبارہ زمین سے باہر پایا گیا۔ اب ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ قدرت کی طرف سے ہے۔ یہ لا الہ الا اللہ کے ایک قائل کو قتل کرنے کی پاداش میں ہے۔ ہم نے یہ واقعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: زمین تو اس سے بدتر کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ مگر اللہ تعالی کی منشاء یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی عظمت و حرمت عیاں ہو۔ (سنن ابن

ماجہ، کنز العمال)

قیامت کے دن کلمہ کا قاتل سے سوال کرنے کا بیان

(397) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا، فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ، وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ. وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَقَتَلَهُ، فَجَآءَ الْبَشِيْرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ وَاَخْبَرَهُ، حَتّٰى اَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَاَلَهُ، فَقَالَ: "لِمَ قَتَلْتَهُ؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا، وَاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَتَلْتَهُ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: "وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ: "كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جندب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے بعض مشرکین کے خلاف ایک جنگی مہم روانہ کی' فریقین میں جنگ ہوئی' مشرکین کے لشکر کا ایک سپاہی ایسا شہ زور تھا کہ جس مسلمان کی طرف متوجہ ہوتا اسے شہید کر دیتا۔ ایک مسلمان سپاہی اس کی تاک میں تھا (راوی کہتے ہیں) ہمارے درمیان یہی مشہور ہے' وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے' جب آپ نے اس پر وار کرنے کے لیے تلوار لہرائی تو وہ بولا' لا الٰہ الا اللہ' مگر اس کے باوجود آپ نے اسے قتل کر دیا۔ جب قاصد نے نبی اکرم ﷺ کو اس فتح کی خوش خبری سنائی تو ساتھ میں اس واقعہ کے بارے میں بھی بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر دریافت کیا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا تھا' اور ساتھ میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام بھی گنوا دیئے پھر جب اس نے دیکھا کہ اب وہ میری تلوار کی زد میں آ چکا ہے' تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا (پھر بھی) تم نے اسے قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب وہ کلمہ قیامت کے دن تمہارے سامنے آئے گا' تو تم کیا کرو گے؟ حضرت اسامہ نے عرض کی' یارسول اللہ! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب وہ کلمہ قیامت کے دن آئے گا تو تم کیا کرو گے؟ (راوی کہتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ اسی بات کو دہراتے رہے۔ جب وہ کلمہ قیامت کے دن اٹھے گا تو تم کیا کرو گے؟

راوی حدیث حضرت جندب بن عبداللہ کے احوال کا بیان

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی: یہ جندب بن عبداللہ بن سفیان بن علقی ہیں یہ "بجیلہ" قبیلہ کی ایک شاخ ہے انہوں نے

397- مسلم في الايمان (97)

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ وقت گزارا ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ پہلے انہوں نے کوفہ میں رہائش اختیار کی پھر اس کے بعد بصرہ منتقل ہو گئے۔ یہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ کوفہ آئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ۱۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

(398) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمَّنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهٖ شَيْءٌ، اَللّٰهُ يُحَاسِبُهٗ فِيْ سَرِيْرَتِهٖ، وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ: اِنَّ سَرِيْرَتَهٗ حَسَنَةٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں وحی کے ذریعے لوگوں کا مواخذہ ہو جاتا تھا۔ اب وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ ہم اب ظاہر کے مطابق مواخذہ کریں گے جو ہمارے سامنے بہتر ظاہر ہوگا۔ ہم اسے امن دیں گے اور اسے قریب رکھیں گے اس کے پوشیدہ معاملات کے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کے پوشیدہ معاملات کا حساب لے گا اور جو شخص ہمارے سامنے برائی ظاہر کرے گا ہم اسے امن نہیں دیں گے اور اس کی تصدیق نہیں کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

شرح

اس حدیث سے بہت سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ مثلاً خاص کر حدود کے بارے میں کہ جب گواہوں کی شہادت پوری نہ ہو، حالانکہ اگر تین گوا..ں نے قسم کھا کر بھی کہا کہ ہم نے زنا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو حد ثابت نہ ہوگی اگرچہ ان کے نزدیک حقیقت یہی ... ہوا ہے لیکن چونکہ گواہی کا نصاب چار گواہوں کا ہے اس لئے حکم حد ثابت نہ ہوگا بلکہ حد کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

قاعدہ فقہیہ کا بیان

احکام میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے اور باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

بَابُ الْخَوْفِ

باب 50: خوف کا بیان

رونے اور آنسو بہانے کے مفہوم کا بیا

"بکاء" کے معنی ہیں رونا اور آنسو بہانا۔ اگر یہ لفظ مد کے بغیر یعنی "بکا" ہو تو اس کا اطلاق کسی غم و حزن کی وجہ سے صرف آنسو

398- بخاری فی الشهادت (2641)

Marfat.com

بہنے پر ہوتا ہے اور اگر یہ لفظ مد کے ساتھ، یعنی بکاء ہو تو اس کا اطلاق آواز کے ساتھ رونے اور آنسو بہانے پر ہوتا ہے اور زیادہ مشہور مد کے ساتھ ہی ہے نیز ظاہر یہ ہے کہ عنوان بالا میں اس لفظ کا عام مفہوم مراد ہے یعنی رونا، خواہ خاموش آنسو بہانے کی صورت میں ہو یا بلند آواز کے ساتھ رونے کی صورت میں۔ اس سے تباکی کا لفظ نکلا ہے جس کے معنی ہیں رونے کی صورت بنانا، بہ تکلف رونا اور ان چیزوں کو کہ جن سے رونا آئے۔ مبادا اور بیان کر کے زبردستی رونا، ابکاء بھی اسی لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی کو رلانا۔ " خوف " کے معنی ہیں ڈرنا، دہشت کھانا اسی لفظ سے اخافت اور تخویف ہے، جس کے معنی ہیں ڈرانا، واضح رہے کہ " خوف " ایک خاص کیفیت و حالت کا نام ہے جو پیش آتی ہے۔ حاصل یہ کہ رونے اور ڈرنے سے مراد آخرت کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے عقاب و عتاب سے ڈرنا اور ان چیزوں کے خوف سے رونا گڑگڑانا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴾ (البقرة : 40)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور مجھی سے تم ڈرتے رہو''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾ (البروج : 12)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک تمہارے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے''۔

صرف اللہ ہی سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی رحمت کی امید پر اس کی عبادت و اطاعت میں لگا ہے اور اس کے عذابوں سے ڈر کر اس کی نافرمانیوں کو چھوڑ دے اور دونوں حالتوں میں اپنے رب کی طرف سے دیئے گئے نور پر گامزن رہے۔ غرض اس جملہ سے انہیں خوف دلایا گیا کہ وہ دنیاوی لالچ میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کو جو اس کی کتابوں میں ہے نہ چھپائیں اور دنیوی ریاست کی طمع پر آپ کی مخالفت پر آمادہ نہ ہوں بلکہ رب سے ڈر کر اظہار حق کرتے رہیں۔

ظالموں کو مہلت کے بعد پکڑ لینے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ وَّمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴾

(ہود: 102-106).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اسی طرح تمہارے پروردگار نے گرفت کی جب اس نے اس بستی پر گرفت کی جو ظالم تھی اس کی گرفت دردناک اور سخت ہے' بے شک اس میں نشانیاں ہیں اس شخص کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو یہ وہ دن ہے جب لوگوں کو اس کے سامنے جمع کیا جائے گا' یہ وہ دن ہے جب سب حاضر ہوں گے اور ہم نے اس دن کو مخصوص مدت کے لئے موخر کیا ہے اس دن جب وہ آئیں گے تو کوئی بھی شخص اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کرے گا' ان میں سے بعض لوگ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت ہوں گے تو وہ لوگ جو بدبخت ہوں گے وہ جہنم میں ہوں گے ان کے لئے اس میں مصیبت اور چیخ و پکار ہوگی''۔

جس طرح ان ظالموں کی ہلاکت ہوئی ان جیسا جو بھی ہوگا اسی نتیجے کو وہ بھی دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ المناک اور بہت سختی والی ہوتی ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دے کر پھر پکڑیں گا۔ وقت ناگہاں دبالیتا ہے۔ پھر مہلت نہیں ملتی پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

قیامت کے دن اپنی اپنی فکر کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ﴾ (آل عمران : **28**)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں تمہیں ڈراتا ہے''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴾ (عبس : **37-34**)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اس دن جب آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اپنی ماں اور اپنے باپ سے بھاگے گا اپنی بیوی اور اپنے بچوں سے بھاگے گا اس دن ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی''۔

یہ محشر میں سب کے جمع ہونے کے وقت کا بیان ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے فکر میں اور نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، دنیا میں جو رشتے ناتے ایسے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے پر اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں اس عالم میں ہر شخص اپنی اپنی ایسی فکر میں مبتلا ہوگا کہ کوئی کسی کی خبر نہ لے سکے گا بلکہ سامنے دیکھے گا تو بھی گریز کریگا۔ انسان اپنے بھائی سے ماں باپ سے بیوی اور اولاد سے منہ چھپاتا بھاگتا پھریگا، دنیا میں تعاون و تناصر اور امداد باہمی بھائیوں میں ہوتی ہے اس سے زیادہ ماں باپ کی امداد و اعانت کی فکر ہوتی ہے طبعی طور پر ان سے بھی زیادہ بیوی اور اولاد سے تعلق ہوجاتا ہے اس میں ادنی سے اعلیٰ تعلق کیطرف ترتیب سے بیان فرمایا ہے۔

قیامت کا نام صاخہ ہونے کا بیان

حضرت س فرماتے ہیں کہ صاختہ قیامت کا نام ہے اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نفخہ کی آواز اور ان کا شور وغل کانوں کے پردے پھاڑ دیگا۔ اس دن انسان اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو دیکھے گا لیکن بھاگتا پھرے گا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، میاں بیوی کو دیکھ کر کہے گا کہ بتا تیرے ساتھ میں نے دنیا میں کیسا کچھ سلوک کیا وہ کہے گی کہ بیشک آپ نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا بہت پیار محبت سے رکھا یہ کہے گا کہ آج مجھے ضرورت ہے صرف ایک نیکی دے دو تاکہ اس آفت سے چھوٹ جاؤں، تو وہ جواب دے گی کہ سوال تھوڑی سی چیز کا ہی ہے مگر کیا کروں یہی ضرورت مجھے درپیش ہے اور اسی کا خوف مجھے لگ رہا ہے میں تو نیکی نہیں دے سکتی، بیٹا باپ سے ملے گا یہی کہے گا اور یہی جواب پائے گا۔

صحیح حدیث میں شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولوالعزم پیغمبروں سے لوگ شفاعت کی طلب کریں گے اور ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ نفسی نفسی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ صلوات اللہ بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میں اللہ کے سوائے اپنی جان کے اور کسی کے لیے کچھ نہ کہوں گا میں تو آج اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کیلئے بھی کچھ نہ کہوں گا جن کے بطن سے میں پیدا ہوا ہوں، الغرض دوست دوست سے رشتہ دار رشتہ دار سے منہ چھپاتا پھرے گا۔ ہر ایک آپ

صلی اللہ علیہ وسلم ادھا پی میں لگا ہوگا، کسی کو دوسرے کا ہوش نہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم ننگے پیروں ننگے بدن اور بے ختنہ اللہ کے ہاں جمع کیے جاؤ گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو ایک دوسروں کی شرمگاہوں پر نظریں پڑیں گی فرمایا اس روز گھبراہٹ کا حیرت انگیز ہنگامہ ہر شخص کو مشغول کیے ہوئے ہوگا، بھلا کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا موقعہ اس دن کہاں؟ (تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ عبس، بیروت)

قیامت کے دن نفسانفسی ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم لوگ ننگے سر ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ کیا سب ایک دوسرے کا ستر دیکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اے فلاں عورت (لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ، ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لئے کافی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث، 1283)

قیامت کے زلزلہ عظیم کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴾ (الحج: 2-1)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ عظیم چیز ہے جب تم اسے دیکھو گے دودھ پلانے والی عورت وہ اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی اور حاملہ عورت اپنے حمل کو ضائع کر دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا''۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگے پیچھے ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں، يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ، جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہنے والے ہیں لہٰذا اپنی سواریوں کو دوڑا کر (آگے آگئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکاریں گے وہ جواب دیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم علیہ السلام جہنم کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ کہیں گے اے اللہ! وہ کونسا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے جہنمی اور ایک جنتی ہے۔ اس بات سے لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غمگین دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا عمل کرو اور بشارت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ مل جائیں ان کی تعداد زیادہ کر دیں گی۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسری جو شخص نبی آدم اور اولاد، ابلیس سے مر گئے۔ راوی فرماتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرام کی پریشانی ختم ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور بشارت دو کیونکہ تمہاری دوسری امتوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کا گوشت۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث، 1115)

خوف الٰہی اور دو جنتوں کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ﴾ [الرحمٰن : 46]

ارشادِ باری تعالٰی ہے: ''جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں''۔

خوف الٰہی کی کیفیت میں فوت ہونے کیلئے دو جنتیں ہونے کا بیان

حضرت یحیٰی بن ایوب الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جس نے مسجد کو لازم کر لیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش تھے اس کا ایک بوڑھا باپ تھا وہ عشاء کی نماز پڑھ کر واپس اپنے باپ کی طرف لوٹ آتا تھا اس کے راستے میں ایک عورت کے گھر کا دروازہ تھا وہ اس پر فریفتہ ہوگئی تھی وہ اس کے راستے میں کھڑی ہو جایا کرتی تھی ایک رات وہ گزرا تو وہ اس کو مسلسل بہکاتی رہی، حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ چلا گیا، جب وہ اس کے دروازے کے پاس پہنچا تو وہ بھی داخل ہوگئی، اس نوجوان نے اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہو گئی۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں انہیں اگر شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جائے تو وہ خبردار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (اعراف، ۲۰۱)

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں نے مل کر اس نوجوان کو اٹھایا اور اسے اس کے گھر کے دروازہ پر چھوڑ آئیں، اس کے گھر والے اسے اٹھا کر لے گئے، کافی رات گزرنے کے بعد وہ نوجوان ہوش میں آیا، اس کے باپ نے پوچھا اے بیٹے! تمہیں کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا خیر ہے باپ نے پھر پوچھا؟ تو اس نے پورا واقعہ سنایا۔ باپ نے پوچھا بیٹے تم نے کونسی آیت پڑھی تھی؟ تو اس نے اس آیت کو دہرایا جس کو پڑھا تھا۔

وہ پھر بے ہوش ہو گیا گھر والوں نے اسے ہلایا جُلایا لیکن وہ فوت ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس کو غسل دیا اور اسے لے جا کر دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو اس بات کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے والد پاس تعزیت کیلئے آئے اور فرمایا: تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی؟

اس کے باپ نے کہا رات کا وقت تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر کی طرف لے چلو، پھر حضرت عمر اور ان کے اصحاب اس کی قبر پر گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نوجوان! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس

Marfat.com

کیلئے دو جنتیں ہیں؟ تو اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا: اے عمر! مجھے میرے رب عزوجل نے جنت میں دو بار دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق، جامع رقم الحدیث، ۱۱۴۰، ج ۱۹، ص ۱۹۰، بیروت)

اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَ لُوْنَ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِىْ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ، فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴾ (الطور : 28-25)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ ایک دوسرے سے یہ پوچھنے لگتے ہیں کہتے ہیں بے شک پہلے تو ہم اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور اس نے ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا' بے شک اس سے پہلے ہم نے اس کی عبادت کی تھی' بے شک وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے''۔

یعنی جنتی جنت میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے، اور یہ دریافت کرنا نعمتِ الٰہی کے اعتراف کے لئے ہوگا۔

یعنی دنیا میں بیتے ہوئے ایام کی یاد تازہ کرنا چاہیں گے اور کہیں گے ہمیں تو ہر وقت یہی دھڑ کا لگا رہتا تھا کہ ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس کی پاداش میں اللہ کے حضور ہماری جواب طلبی اور گرفت ہو جائے۔ اور گھر والوں کا ذکر اس لیے کریں گے کہ انسان دنیا میں بہت سے گناہ کے کام محض اہل وعیال کی خاطر کرتا ہے۔ مال و دولت کی ہوس کی وجہ سے اسے مال کمانے میں حرام وحلال کی تمیز نہیں رہتی۔

وَالْاٰيَاتِ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَّعْلُوْمَاتٌ وَّالْغَرَضُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ :

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ :

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں مقصد صرف ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرنا ہے اور وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ بھی بہت سی ہیں ان میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کریں گے۔

تقدیر کے غالب آجانے کا بیان

(399) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ : ''اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ : بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِىٌّ اَوْ سَعِيْدٌ . فَوَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

399- اخرجه البخاری (3208) و مسلم (2643) وابو داؤد (7408) والترمذی (2137) وابن ماجه (76)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بات بتائی آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے، کسی شخص کے مادہ تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ پھر وہ اتنے ہی عرصے تک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر وہ اتنے ہی عرصے تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے وہ روح پھونک دیتا ہے۔

اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے اس کے رزق اس کی زندگی اس کے عمل اور اس کے بدبخت یا نیک ہونے کے بارے میں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کوئی شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان میں صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کرنے لگتا ہے۔ اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ اہل جنت کے سے عمل کر کے اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

ایسا کم ہوتا ہے کہ لوگ بھلائی کے راستہ کو چھوڑ کر برائی کا راستہ اختیار کرتے ہوں لیکن اللہ کی رحمت کاملہ کے صدقے اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو لوگ بدبختی و برائی کے راستہ کو اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں وہ بھلائی کی طرف آ جاتے ہیں اور نیکی کے راستہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اس حدیث نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ ابدی نجات و عذاب کا دار و مدار خاتمہ پر ہے، اگر کسی کی پوری زندگی گناہ و معصیت یا کفر و شرک میں گزری لیکن اس نے آخر وقت میں صدق دل سے اپنی بداعمالیوں اور گمراہی پر نادم و شرمسار ہو کر نیک بختی و سعادت کے راستہ کو اختیار کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی تمام عمر نیکی و بھلائی کرتا رہا اور اس کی تمام زندگی اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزری لیکن آخر وقت میں وہ شیطان کی گمراہی یا اپنے نفس کی شرارت سے گمراہ ہو گیا اور اس نے اپنی حیات کے آخری لمحوں کو برائی و بدبختی کی بھینٹ چڑھا دیا تو وہ اپنی زندگی بھر کی نیکیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ لہٰذا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ بھلائی و بہتری اور اخروی نجات اسی میں ہے کہ بندہ ہمیشہ اطاعت الٰہی اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بجا آوری میں مصروف رہے، اس کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی حدود شریعت سے تجاوز کرنے نہ پائے اور ہر آنے والے لمحہ کو یہ سوچ کر کہ شاید میری زندگی کا یہ آخری لمحہ ہو نیکی و بھلائی میں صرف کرتا رہے تاکہ خاتمہ بالخیر کی سعادت سے نوازا جائے۔ اس موقع پر اتنی بات اور بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو لوگ قضا و قدر کے مسئلوں کو دیکھ کر یہ نظریہ قائم کر بیٹھے ہیں کہ جب نجات و عذاب، نیک بختی و بدبختی اور جنت و دوزخ کا ملنا تقدیری چیز ہے تو عمل کی کیا ضرورت ہے؟ وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہیں چنانچہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی جو اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ پائے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس قسم کی بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عمل کئے جاؤ کیونکہ جس کے مقدر میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اس کو اختیار بھی دیا گیا ہے۔ یعنی قضا و قدر پر بھروسہ کر کے تمہارا عمل میں توقف کرنا یا عمل سے انکار کرنا کوئی کار

آمد نہیں ہوگا اس لئے کہ احکام شارع کی جانب سے وارد ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تم کو سوچنے سمجھنے کی قابلیت اور نیکی و بدی میں امتیاز کرنے کی صلاحیت بھی دی گئی ہے، نیز تمہارے اندر قصد و جہد کا مادہ بھی پیدا کیا گیا ہے تا کہ تم ان اسباب کے ذریعہ عمل کر سکو، لہٰذا اب اگر تم قضا و قدر کا سہارا لے کر اسباب سے قطع نظر کرو گے اور اعمال کو چھوڑ دو گے تو تباہی و بربادی کے غار میں جا گرو گے۔ ہاں یہ اللہ کی یقیناً کوئی مصلحت ہوگئی جس کی حقیقت و حکمت کو تو وہی جانتا ہے کہ ایک طرف تو اس نے قضا و قدر کے مسئلہ کو سامنے کر دیا دوسری طرف اعمال و افعال کے کرنے کا حکم دیا۔

اور پھر اس مسئلہ میں تحقیق و تفتیش کرنے سے بھی منع فرما دیا اور پھر قضا و قدر کے سہارے اعمال کی ضرورت سے انکار کر دیا جائے تو اس کا کیا جواب ہوگا کہ اللہ کی جانب سے شریعت کا اتارنا، احکام بھیجنا اور رسولوں کی بعثت جن کا مقصد احکام الٰہی پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہوتا تھا بلا وجہ ہوئی کیونکہ جب محض تقدیر پر بھروسہ ہوگا کہ جس کے مقدر میں جنت میں جانا لکھا ہوگا وہ جنت میں یقیناً جائے گا اور جس کے مقدر میں دوزخ لکھی ہوگی اور دوزخ میں یقیناً جائے گا تو ان رسولوں کی بعثت اور احکام و اعمال کی بجا آوری کی تاکید کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی، لہٰذا اس حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو یہ خیال غلط ثابت ہوگا۔ بہر حال جس طرح اور بہت سے اسرار الٰہی ہیں کہ ان کی بندوں کو خبر نہیں ہے اسی طرح یہ بھی ایک راز ہے جو بندوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، اس لئے کسی کے ظاہری عمل کو دیکھ کر اس کے جنتی یا دوزخی ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا بلکہ یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہ (ایت یعذب من یشاء ویرحم من یشاء) (یعنی وہ جس کو چاہے (بداعمالیوں کی بنا پر) عذاب میں مبتلا کر دے اور جس کو چاہے اپنے فضل و کرم سے بخش دے)۔

جہنم کا ستر ہزار لگاموں کے ساتھ آنے کا بیان

(400) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَّجُرُّوْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ان میں سے ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو لاکھوں فرشتے اس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے اور ایسی جگہ رکھ دینگے کہ وہ اہل محشر اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی اور جنت تک جانے کے لئے اس پل صراط کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا جو دوزخ کی پیٹھ پر رکھا ہوگا دوزخ جو ستر ہزار باگیں ہوں گی ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ جب لائی جائے گی تو اہل دوزخ پر اپنی غضب ناکی کا اظہار کر رہی ہوگی اور چاہے گی سب وہ نگل لے اور ہڑپ کر جائے پس نگہبان فرشتے اس کو انہیں باگوں کے ذریعہ روکیں گے اگر اس کی باگیں چھوڑ دی جائیں اور اس کو حملہ آور ہونے سے باز نہ رکھا جائے تو وہ مومن اور کافر سب کو چٹ کر جائے۔

400- اخرجه مسلم (2824) والترمذی (2573)

Marfat.com

دوزخ میں کم یا زیادہ عذاب ہونے کا بیان

(401) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ. مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَاَنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن سب سے زیادہ آسان عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے رکھے جائیں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا اور وہ یہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ شدید عذاب اور کسی کو نہیں ہو رہا حالانکہ اسے سب سے زیادہ ہلکا عذاب ہوگا۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ عذاب کے اعتبار سے اہل دوزخ متفاوت ہوں گے کہ کوئی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگا اور کوئی ہلکے عذاب میں ہوگا۔

دوزخ کی آگ کا دنیاوی آگ سے ستر زیادہ ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری (دنیا کی) آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو دنیا کی آگ ہی (عذاب دینے کے لئے) کافی تھی (پھر اس سے بھی زیادہ حرارت و تپش رکھنے والی آگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو یہاں (دنیا) کی آگ انہتر حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور ان انہتر حصوں میں سے ہر ایک حصہ تمہاری (دنیا کی) آگ کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث، 230)

دنیا کی آگ کا دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی آگ جو درجہ حرارت رکھتی ہے دوزخ کی آگ اس سے ستر درجہ حرارت زیادہ گرم ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ستر کے عدد سے مراد دنیا کی آگ کا مقابلہ پر دوزخ کی آگ کی گرمی کی شدت و زیادتی کو بیان کرنا ہو نہ کہ یہ خاص عدد ہی مراد ہے گویا اصل مفہوم یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ تمہاری دنیا کی آگ کے مقابلہ پر بہت زیادہ درجہ حرارت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ گویا ازراہ تاکید اسی جملہ کی تکرار تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں فرمایا تھا اور اس سے جواب کا حاصل یہ نکلا کہ بیشک کسی کو جلانے کے لئے یہ دنیا کی آگ ہی بہت ہے کہ اگر تم کسی انسان کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے اس آگ میں ڈال دو تو وہ جل کر کوئلہ ہو جائے گا مگر دوزخ کی آگ جس عذاب الٰہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اس کا تقاضا ہے کہ اس کی حرارت و گرمی اس دنیا کی آگ کی حرارت و گرمی سے بہت زیادہ ہوتا کہ اللہ کا عذاب دنیا والوں کے عذاب سے ممتاز رہے اور دوزخ کی اس آگ میں جلنے والوں کو معلوم ہو کہ ان کے اللہ کا عذاب اتنا شدید اور اتنا سخت ہے کہ اگر دنیا

401- بخاری فی الرقاق' مسلم فی صفة النار' كتاب الايمان (مزی)

میں کوئی شخص انہیں وہاں کی آگ میں جلاتا تو وہ عذاب اس عذاب الہی کے مقابلے پر ہیچ ہوتا حاصل یہ کہ دوزخ کی آگ دراصل عذاب الہی ہے جیسا کہ اس کا اضاف عذاب میں ذکر ہوتا ہے اس لئے اس کو دنیا کی بہ نسبت کہیں زیادہ درجہ حرارت رکھنا ہی چاہیے۔

جہنم کا لوگوں کو مختلف انداز میں پکڑنے کا بیان

(402) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جنہیں جہنم نے ان کے ٹخنوں سے پکڑا ہوا ہوگا۔ ان میں سے کچھ وہ لوگ ہوں گے جنہیں جہنم نے ان کے گھٹنوں سے پکڑا ہوا ہوگا اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہوں گے جنہیں جہنم نے ان کی کمر سے پکڑا ہوا ہوگا اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہوں گے جنہیں جہنم نے ان کی گردن سے پکڑا ہوا ہوگا۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

"الْحُجْزَةُ": مَعْقِدُ الْاِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَ"التَّرْقُوَةُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: هِيَ الْعَظْمُ الَّذِيْ عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ، وَلِلْاِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِيْ جَانِبَيِ النَّحْرِ .

"الْحُجْزَةُ" تہہ بند باندھنے کی جگہ جو ناف کے نیچے ہو۔ "التَّرْقُوَةُ" میں "ت" پر زبر "ق" پر پیش ہے۔ یہ وہ ہڈی ہے جو قربانی والی رگ کے قریب ہوتی ہے۔ قربانی والی رگ کے دونوں کناروں پر انسان کی دو ہوتی ہیں۔

نصف کانوں تک پسینے میں ڈوب جانے کا بیان

(403) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"الرَّشْحُ": الْعَرَقُ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے پسینے میں نصف کانوں تک ڈوبا ہوا ہوگا۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "الرَّشْحُ" کا مطلب پسینہ ہے۔

کم ہنسنے اور زیادہ رونے کی کیفیت کا بیان

(404) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خطبنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ

402- مسلم (2845) احمد 7/20123

403- اخرجه البخاری (4938) و مسلم (2862) والترمذی (3335)

Marfat.com

مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فَقَالَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ، غَطَّوْا رُؤُسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ.

"اَلْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا میں نے اس کی مانند خطبہ نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز آنے لگی۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کے بارے میں کسی چیز کا پتہ چلا تو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا میرے سامنے جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا میں نے آج کے دن کی طرح بھلائی اور برائی کو ایک ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر اس سے زیادہ شدید دن اور کوئی نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور ان کے رونے کی آواز آنے لگی۔

"اَلْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ.

"اَلْخَنِيْنُ" میں "خ" ہے۔ یہ ناک کی آواز کے ہمراہ رونا ہے۔

شرح

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی چاہئے جو رونے وہلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الٰہی کا احساس اور عظمت وجلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل وغافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ ہنسنے اور راحت چین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ کی طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

قیامت کے دن مختلف حیثیتوں سے پسینے کے آنے کا بیان

(405) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ" قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيْ عَنِ الْمِقْدَادِ: فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ، اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ؟ قَالَ: "فَيَكُوْنُ

404- بخاری فی التفسیر' مسلم فی الفضائل' ترمذی فی التفسیر' نسائی فی الرقائق (مزی) ابن حبان 106 احمد 4/12659 عبد الرزاق 20796

405- مسلم (2864)

Marfat.com

النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ اِلٰی كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ اِلٰی رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ اِلٰی حِقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا" . وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰی فِيهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن سورج کو مخلوق کے پاس لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کا فاصلہ ایک میل جتنا رہ جائے گا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے سلیم بن عامر نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد کیا ہے۔ اس سے مراد زمین کی مسافت ہے یا وہ سرمہ دانی کی سلائی ہے جس سے آنکھ میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے کسی کا پسینہ ٹخنے تک ہوگا' کسی کا گھٹنوں تک ہوگا' کسی کا پیٹھ تک ہوگا اور کسی شخص کو پسینے کی لگام نے کھینچا ہوا ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا
اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

میل "عرب میں کوس (یعنی ۱۷۶۰ گز کے فاصلہ) کو بھی کہتے ہیں اور سرمہ لگانے کی سلائی کو بھی کہا جاتا ہے، پس بعض حضرات نے تو ان سے ایک میل کے فاصلہ پر رہ جانے سے ایک کوس کے بقدر فاصلہ مراد لیا ہے اور بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اس دن سورج سرمہ لگانے کی سلائی بقدر فاصلہ پر ہوگا! بہرحال اصل مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ میدان حشر میں سورج لوگوں کے بہت نزدیک آ جائے گا۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اس دن لوگوں کو جو پسینہ آئے گا وہ ان کے اعمال کے مراتب کے بقدر ہوگا، چنانچہ سب سے کم پسینہ جن لوگوں کو ہوگا وہ لوگ ہوں گے جن کے اعمال بہت زیادہ اور اچھے ہوں گے اور وہ لوگ صرف ٹخنوں تک پسینہ میں شرابور ہوں گے ،اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جس شخص کے نیک اعمال جتنے کم اور برے اعمال جتنے زیادہ ہوں گے وہ اتنا ہی زیادہ پسینہ میں غرق ہوگا۔ دو اشکال اور ان کا جواب: اس حدیث کے سلسلے میں دو اشکال پیدا ہو سکتے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ اس وقت سورج ہم سے کروڑوں میل کے فاصلہ پر ہونے کے باوجود اتنی زیادہ حرارت رکھتا ہے کہ اس کی براہ راست تمازت کسی انسان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے، تو جب میدان حشر میں سورج صرف ایک میل کے فاصلہ پر رہ جائے گا تو اس کی حرارت وتمازت نہ صرف یہ کہ قابل برداشت کیسے ہوگی بلکہ اس کی زد میں آنے والے لوگ زندہ کیسے رہیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آخرت کے اجسام دنیا کے اجسام کی طرح نہیں ہوں گے اس لئے وہاں کے اجسام پر گزرنے والے احوال پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، علاوہ ازیں آخرت میں چونکہ موت نہیں ہوگی اس لئے وہاں لوگ سخت سے سخت مشقت وتکلیف اٹھالیں گے دوسرا اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پسینہ دریا کی موج کی طرح بعض لوگوں کے دہانوں تک پہنچ جائے گا تو یہ کیسے ممکن ہوگا کہ لوگوں کے حلق تک پہنچ کر رک جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر شخص کے پسینہ کو اس کے اعمال کے تناسب سے روکے رکھے گی کہ کسی کا پسینہ تو اس کے دہانوں تک پہنچ جائے گا اور کوئی اپنے پسینہ میں صرف ٹخنوں تک غرق رہے گا جیسا کہ اس کا مشاہدہ اس دنیا میں بھی ہو چکا

ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے نیل کی وہ موجیں جنہوں نے دوسروں کو غرقاب کر دیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے ساکن وجامد ہو گئی تھیں! علاوہ ازیں وہی بات یہاں بھی کہی جا سکتی ہے کہ آخرت کے معاملات بالکل جداگانہ نوعیت کے ہوں گے ان کو یہاں دنیا کے حالات ومعاملات پر قیاس نہیں کرنا چاہئے، وہاں کے تمام امور عادت اور دنیاوی نظام قدرت کے بالکل خلاف انوکھے طور پر ظاہر ہوں گے۔

کیا ایسا نہیں ہوتا کہ ایک قبر میں دو مردے ہوتے ہیں اور دونوں پر الگ الگ حالات طاری ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک تو عذاب میں مبتلا رہتا ہے اور دوسرا راحت وچین کے ساتھ ہوتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے احوال سے بے خبر رہتے ہیں اور اس دنیا میں اس کی نظیر یہ ہے کہ دو شخص ایک طرح کی نیند سوتے ہیں اور وہ دونوں الگ الگ نوعیت کے خواب دیکھتے ہیں، ایک تو خواب دیکھ کر رنج وغم محسوس کرتا ہے اور دوسرا خواب دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس کو بھی چھوڑیئے، کیا ایسا نہیں ہوتا کہ ایک ہی مکان میں دو آدمی رہتے ہیں، ان میں سے ایک تو صحت وشادمانی کی حالت میں ہوتا ہے اور دوسرا مرض ومصیبت میں مبتلا ہو کر رنج وتکلیف اٹھاتا ہے؟

قیامت کے دن لوگوں کے پسینے کا بیان

(406) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا، وَّيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى "يَذْهَبُ فِی الْاَرْضِ": يَنْزِلُ ويغوص.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن لوگ پسینے میں ڈوب جائیں گے یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین میں 70 گز تک چلا جائے گا اور اس نے ان لوگوں کو لگام ڈالی ہوئی ہوگی یہاں تک کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ (متفق علیہ)

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "یَذْهَبُ فِی الْاَرْضِ" کا مطلب ہے زمین میں اترے گا اور اس میں جذب ہو جائے گا۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن (میدان حشر میں جب حساب کتاب کی ابتداء ہوگی اور نامہ اعمال کھلنے شروع ہوں گے تو) لوگوں کو پسینہ آئے گا اور وہ پسینہ اس قدر بہے گا کہ زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور ان کے لئے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا یعنی وہ پسینہ ان کے دہنوں تک پہنچ کر لگام کی طرح ان کے منہ کو جکڑے گا کہ وہ بات چیت کرنے پر بھی قادر نہیں ہوسکیں گے۔"

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، جلد پنجم، حدیث، 112)

لوگوں" سے سارے لوگ مراد ہیں ان میں جنات بھی شامل ہیں کہ ان کو بطریق ادنیٰ پسینہ آئے گا اور بہے گا پس "جنات" کا ذکر نہ کرنا اکتفا کی قبیل سے ہے، نیز ظاہر یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء ان لوگوں سے مستثنیٰ ہوں گے واضح رہے کہ پسینہ کا اتنی شدت کے

406- بخاری فی الرقاق (6532) مسلم باب صفة الجنه والنار (2863)

Marfat.com

ساتھ آنا اور بہنا اس سبب سے ہوگا کہ وہ وقت سخت قسم کی ہولناکی کا ہوگا، نامہ، اعمال کھلنے پر حیاو خجالت اور ندامت وملامت کا غلبہ ہوگا سوج کی تپش اور آگ کی لپک بہت زیادہ ہوگی۔

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ لوگوں کو اتنی کثرت سے پسنہ آئے گا کہ وہ ان کے لئے لگام بن جائے گا تو اس سلسلے میں زیادہ وضاحت آنے والی حدیث سے ہوگی جس سے معلوم ہوگا کہ پسینہ کی کثرت وشدت کے مختلف احوال ہوں گے جن سے لوگ اپنے اپنے مرتبہ اعمال کے اعتبار سے دوچار ہوں گے۔

ستر سال کی مسافت میں پتھر کا جہنم میں پہنچنے کا بیان

(407) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰه وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: "هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اسی دوران آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کس چیز کی آواز ہے۔ ہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ پتھر ہے جسے جہنم میں ستر سال پہلے پھینکا گیا تھا تو اب جب وہ اس کی گہرائی تک پہنچ گیا تو تم نے اس کی آواز سنی ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

جہنم کی آگ کے سیاہ ہوجانے کا بیان

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ آیت "وقودها الناس والحجارة" کی تلاوت فرمائی اور فرمایا آتش جہنم کو ہزار سال روشن رکھا گیا یہاں تک کہ سرخ ہوگئی۔

اور ہزار سال شعلہ ور رکھا گیا یہاں تک کہ سفید ہوگئی اور پھر ہزار سال اسکے شعلے بھڑکتے رہے یہاں تک کہ یہ آگ سیاہ ہوگئی اب یہ آگ سیاہ وتاریک ہے اور اسکے شعلے کبھی نہیں بجھیں گے۔ (درمنثور، ج۱،ص۹۰، بیروت)

جہنم سے بچنے کی تعلیم کا بیان

(408) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ"

407- مسلم (2844)

408- احمد 6/18674 طیالسی 1039 بخاری' مسلم' نسائی ابن حبان 3473 ابن ابی شیبه 3/110 طبرانی کبیر 17/220

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ اس کا پروردگار کلام کرے گا۔ اس شخص کے اور اس کے پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ شخص اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے صرف وہی چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی تھی۔ وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو اسے وہی چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی تھی۔ وہ اپنے آگے دیکھے گا تو اسے صرف جہنم نظر آئے گی جو اس کے مدمقابل ہوگی اور تم جہنم سے بچو۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔ (متفق علیہ)

خوف الٰہی اور آسمان کے چرچرانے کا بیان

(409) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی . وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

وَ"اَطَّتْ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّاءِ وَ"تَئِطُّ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ مَكْسُوْرَةٌ، وَالْاَطِيْطُ : صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْهِهِمَا، وَمَعْنَاهُ : اَنَّ كَثْرَةَ مَنْ فِی السَّمَآءِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْعَابِدِيْنَ قَدْ اَثْقَلَتْهَا حَتّٰی اَطَّتْ . وَ"الصُّعُدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : الطُّرُقَاتُ : وَمَعْنٰی : "تَجْاَرُوْنَ" : تَسْتَغِيْثُوْنَ .

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں وہ چیز دیکھ لیتا ہوں جسے تم نہیں دیکھ سکتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور اسے ایسا کرنا بھی چاہئے کیونکہ اس میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جو خالی ہو ہر جگہ پر فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لئے اپنی پیشانی رکھی ہوئی ہے۔ اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو بلکہ تم اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے مختلف راستوں کی طرف نکل جاؤ۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اَطَّتْ'' اس میں ''ء'' پر زبر پڑھی جائے گی اور ''ط'' پر شد پڑھی جائے گی۔

''تَئِطُّ'' اس میں ''ت'' پر زبر پڑھی جائے گی اس کے بعد ''ء'' ہوگا' جس پر زیر پڑھی جائے گی۔

وَالْاَطِيْط اس سے مراد آدمی یا لکڑی یا دیگر چیزوں کی آواز ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے' آسمان میں عبادت کرنے والے فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے' انہوں نے آسمان کو وزنی کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ چرچراتا ہے۔

409- ترمذی فی الذھد' ابن ماجہ عن ابی ذر' احمد 8/21572

Marfat.com

''الصُّعُدات'' اس میں ''ص'' پر پیش پڑھی جائے گی اور ''ع'' پر بھی پیش پڑھی جائے گی۔اس کا مطلب مختلف راستے ہیں۔

''تجأرُوْن'' اس کا مطلب یہ ہے 'تم مدد مانگنے کے لئے ایسا کرو گے۔

شرح

لفظ "اطت" دراصل "اط" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں آواز نکالنا، پالان اور زین وغیرہ کا چڑ چڑانا، اونٹ کا تعب کی وجہ سے بلبلانا، اس حدیث میں آسمان سے آواز نکلنے کی جو بات فرمائی گئی ہے اس کا مفہوم بالکل ظاہر ہے کہ فرشتوں کی کثرت وازدہام اور ان کے بوجھ کی وجہ سے آسمان میں سے آواز نکلتی ہے جیسا کہ سواری کا جانور سواری کے بوجھ کی وجہ سے ایک خاص قسم کی آواز نکالتا ہے یا کسی تخت و پلنگ پر جب زیادہ لوگ بیٹھ جاتے ہیں تو وہ چڑ چڑانے لگتا ہے یا آسمان میں سے نکلنے کا مطلب آسمان کا اللہ کے خوف سے نالہ وفریاد کرنا ہے اور اس جملے کا مقصد یہ آگاہی ہے کہ جب آسمان ایک غیر ذی روح اور منجمد چیز ہوتے ہوئے اور مقدس ملائکہ کی قرار گاہ کی حیثیت رکھنے کے باوجود خوف الٰہی سے نالہ وفریاد کرتا ہے تو انسان کہ جو جاندار ہے اور گناہ ومعصیت کی آلودگی رکھتا ہے، وہ کہیں زیادہ اس لائق ہے کہ خوف الٰہی سے گریہ وزاری اور نالہ وفریاد کرے۔

یہ معنی حدیث کے اصل مقصد سے زیادہ قریب اور مناسب تر ہیں۔ "اپنا سر سجدہ ریز کئے ہوئے نہ پڑے ہوں" سے مراد فرشتوں کا اللہ تعالیٰ کی عبادت وتابعداری میں مشغول ہونا ہے۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے تاکہ وہ بات بھی اس جملے کے دائرہ مفہوم میں آجائے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر فرشتہ اللہ کی عبادت وتابعداری میں مشغول ہے کہ کچھ تو قیام کی حالت میں عبادت گزار ہیں، کچھ رکوع کی حالت میں ہیں اور کچھ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان میں سے کسی خاص آسمان کا ذکر فرمایا ہے اور اس آسمان میں جو فرشتے ہیں وہ سب کے سب سجدہ کی ہی حالت میں پڑے ہوئے اللہ کی عبادت کررہے ہیں۔ "صعدات" اصل میں "صعد" کی جمع ہے اور صعد جمع ہے صعید کی جیسے طرقات جمع ہے طرق کی اور طرق جمع ہے طریق کی۔

صعید کے لغوی معنی مٹی، راستہ اور زمین کے بلند حصے کے ہیں اور یہاں حدیث میں اس سے مراد جنگل ہے۔ " کاش میں درخت ہوتا" یعنی انسان ہونے کی حیثیت سے گناہوں اور برائیوں کے ارتکاب سے بچنا بڑا مشکل ہے شیطان ہر وقت پیچھے لگا رہتا ہے نہ جانے کب اس کا داؤ چل جائے گا اور گناہ ومعصیت کا ارتکاب ہو جائے۔ جس کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی اور اس کا عذاب مول لینا پڑ جائے گا۔ لہٰذا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ آرزو ظاہر کی کہ کاش میں انسان نہ ہوتا تاکہ کل قیامت کے دن گناہوں کی آلودگی کے ساتھ نہ اٹھتا۔ اور جس طرح ایک درخت کو کاٹ ڈالا جاتا ہے تو وہ سرے سے مٹ جاتا ہے، اسی طرح میں بھی ہوتا کہ مجھے کاٹ کر پھینک دیا جاتا اور میں آخرت میں ندامت وشرمندگی اور عذاب سے بچ جاتا۔ واضح رہے کہ اس طرح کی غمناک اور دردانگیز آرزوئیں۔

دوسرے بڑے صحابہ سے بھی منقول ہیں، مثلاً ایک صحابی نے کہا تھا کہ کاش، میں بکری ہوتا جس کو لوگ کاٹ کر کھا جاتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرے صحابی نے کہا کاش میں پرندہ ہوتا کہ وہ جہاں چاہتا ہے بیٹھ جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے۔ اس پر کوئی فکر اور کسی چیز کا دباؤ نہیں ہوتا یہ سب مقدس صحابہ وہ تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی اور آخرت کے اعتبار سے ان کی عافیت کے بخیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں تھا لیکن جب ان پاک نفس حضرات کے احساس اور فکر آخرت کا یہ حال تھا تو دوسروں کو کیا کہا جا سکتا ہے، اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ ہر مومن انشاء اللہ مغفرت و بخشش سے نوازا جائے گا اور اس کی عاقبت بخیر ہوگی لیکن بارگاہ بے نیازی کا خوف ہی کمر توڑے ڈالتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کیا کیا نہ اپنے زہد واطاعت پہ ناز تھا بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

قیامت کے دن ہونے والے سوالات کا بیان

(410) وَعَنْ اَبِیْ برزة - بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ - نَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ فِيْهِ؟ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ؟ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ؟"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ 'اس میں "ر" ہے اس کے بعد "ز" ہے' نضلہ بن عبید اسلمی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن آدمی اس وقت تک کھڑا رہے گا جب تک اس سے اس کی زندگی کے بارے میں دریافت نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نے کس طرح بسر کی اور اس کے علم کے بارے میں دریافت نہیں کیا جاتا کہ اس نے اس پر کس حد تک عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں دریافت نہیں کیا جاتا کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے جسم کے بارے میں سوال نہیں کیا جاتا کہ اس نے اسے کن کاموں کے لئے استعمال کیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ "حسن صحیح" ہے۔

راوی حدیث نضلہ بن عبید کے احوال کا بیان

نضلہ بن عبید اسلمی: ان کی کنیت ابو برزہ ہے اور یہ اپنی کنیت کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی اور کی یہ کنیت نہیں ہے۔ انہوں نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ میں شریک ہوئے بعد میں بصرہ میں رہائش اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے جنگ خراسان میں شرکت کی بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ واپس بصرہ تشریف لے آئے تھے اور ساٹھ ہجری میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان سے چھیالیس روایات منقول ہیں۔

قیامت کے دن زمین کا انسان کے اعمال پر گواہی دینے کا بیان

(411) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَوْمَئِذٍ

410- اخرجه الترمذی (2425)

411- ترمذی فی الزهد' نسائی التفسير' احمد 3/8876 ابن حبان 7360 حاكم 3/3965

Marfat.com

تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴾ (الزلزلة : 4) ثُمَّ قَالَ: "اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا"؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ: "فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ : عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: "اس دن وہ زمین اپنی خبریں دے گی" ۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی اطلاع یہ ہوگی کہ وہ ہر بندے اور بندی کے بارے میں یہ گواہی دے گی کہ انہوں نے اس کی پشت پر کیا کام کیا وہ یہ کہے گی تم نے یہ یہ کام اس' اس دن کیا تھا تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر پوچھا "جانتے ہو اس کے وہ حالات کیا ہیں"؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا "وہ حالات یہ ہیں کہ زمین ہر بندے اور بندی کے بارے میں اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پیٹھ پر اس نے کیا ہوگا۔ وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔ یہ ہیں وہ حالات جو زمین بیان کرے گی۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن المنذر، حاکم)

حضرت ربیعہ الخرشی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ذرا زمین سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تمہاری جڑ بنیاد ہے اور اس پر عمل کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے عمل کی یہ خبر نہ دے خواہ اچھا ہو یا برا۔ (معجم الطبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے روز زمین ہر اس عمل کو لے آئے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا گیا ہو" پھر آپ نے یہی آیات تلاوت فرمائیں۔ (ابن مردویہ، بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المال کا سب روپیہ اہل حقوق میں تقسیم کر کے اسے خالی کر دیتے تو اس میں دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر فرماتے "تجھے گواہی دینی ہوگی کہ میں نے تجھ کو حق کے ساتھ بھرا اور حق ہی کے ساتھ خالی کر دیا۔

زمین کے متعلق یہ بات کہ وہ قیامت کے روز اپنے اوپر گزرے ہوئے سب حالات اور واقعات بیان کرے گی، قدیم زمانے کے آدمی کے لیے تو بڑی حیران کن ہوگی کہ آخر زمین کیسے بولنے لگے گی، لیکن آج علوم طبیعی کے اکتشافات اور سینما، لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیپ ریکارڈ، الیکٹرانکس وغیرہ ایجادات کے اس دور میں یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ زمین اپنے حالات کیسے بیان کرے گی۔ انسان اپنی زبان سے جو کچھ بولتا ہے اس کے نقوش ہوا میں، ریڈیائی لہروں میں، گھروں کی دیواروں اور ان کے فرش اور چھت کے ذرے ذرے میں، اور اگر کسی سڑک یا میدان یا کھیت میں آدمی نے باتیں کی ہوں تو ان سب کے ذرات میں ثبت ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جس وقت چاہے ان ساری آوازوں کو ٹھیک اسی طرح ان چیزوں سے دہرواسکتا ہے جس طرح کبھی وہ انسان کے منہ سے نکلی تھیں۔ انسان اپنے کانوں سے اس وقت سن لے گا کہ یہ اس کی اپنی ہی آوازیں ہیں، اور اس کے سب جاننے والے پہچان لیں گے کہ جو کچھ وہ سن رہے ہیں وہ اسی شخص کی آواز اور اسی کا لہجہ ہے۔ پھر انسان نے زمین پر جہاں جس حالت میں بھی کوئی کام کیا ہے اس کی ایک ایک حرکت کا عکس اس کے گرد و پیش کی تمام چیزوں پر پڑا ہے اور اس کی تصویر ان پر نقش ہو چکی ہے۔ بالکل گھپ اندھیرے میں بھی اس نے کوئی فعل کیا ہو تو خدا کی خدائی میں ایسی شعاعیں موجود ہیں جن کے لیے اندھیرا اور اجالا کوئی معنی نہیں رکھتا، وہ ہر حالت میں اس کی تصویر لے سکتی ہیں، یہ ساری تصویریں قیامت کے روز ایک متحرک فلم کی طرح انسان کے سامنے آجائیں گی اور یہ دکھا دیں گی کہ وہ زندگی بھر کس وقت، کہاں کہاں کیا کچھ کرتا رہا ہے۔

اسرافیل کے صور پھونکنے کیلئے تیار بیٹھنے کا بیان

(412) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَیْفَ اَنْعَمُ! وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَاسْتَمَعَ الْاِذْنَ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَیَنْفُخُ" فَکَاَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ: "قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"اَلْقَرْنُ": هُوَ الصُّوْرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ﴾ کَذَا فَسَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں کیسے سکون کے ساتھ رہ سکتا ہوں جبکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اپنا منہ صور کے ساتھ لگایا ہوا ہے اس نے اپنے کان اس طرف لگائے ہوئے ہیں، کب اسے پھونک مارنے کا حکم ہو۔ وہ پھونک مار دے۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ ہدایت کی کہ تم یہ پڑھا کرو۔

"ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے"۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے "القرن" سے مراد صور ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ "اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہی وضاحت کی ہے۔

صور کے معنی و مفہوم کا بیان

"صور" اصل میں نرسنگا (سنکھ) اور قرنا کو کہتے ہیں جس میں پھونکنے سے ایک بلند آواز پیدا ہوتی ہے اور یہاں وہ مخصوص نرسنگا (سنکھ) مراد ہے جس کو حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا یہ صور پھونکنا دو مرتبہ ہوگا ایک بار تو

412- ترمذی ابواب الزهد، نسائی فی التفسیر- ابن حبان 8231 ابو یعلی 71 احمد 1/3010

Marfat.com

اس وقت جب قیامت آنے کو ہوگی اور اس صور کی آواز سے تمام لوگ مر جائیں گے اور دوسری بار اس وقت جب تمام لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرنے کے لئے دوبارہ زندہ کرنا مقصود ہوگا چنانچہ اس صور کی آواز سے تمام لوگ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہوں گے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی آفت ومصیبت اور سخت سے سخت مشکل کو دفع کر کے عافیت وسلامتی عطا فرما دیتا ہے، چنانچہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ میں ڈالا جاتا تھا تو آپ کی زبان پر یہی بابرکت کلمہ تھا، اسی طرح ایک غزوہ (جہاد) کے موقع پر جب کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ ان الناس قد جمعوا الکم فاخشوہم۔ یعنی دشمنوں نے آپ لوگوں کے مقابلہ کے لئے بڑا لاؤ لشکر جمع کرلیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے ڈرنا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پڑھا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

خوف کے سبب عبادت میں جلدی لگ جانے کا بیان

(413) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ اَدْلَجَ، وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ . اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

وَ"اَدْلَجَ": بِاِسْكَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ سَارَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ . وَالْمُرَادُ التَّشْمِيْرُ فِی الطَّاعَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص خوف کا شکار ہو وہ جلدی چل پڑتا ہے اور جو جلدی چل پڑتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے یہ بات یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کا سامان بہت مہنگا ہے اور یہ بات یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ لفظ ''ادلج'' میں ''د'' کو ساکن پڑھا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے' رات کے ابتدائی حصے میں سفر شروع کر دینا اور اس سے مراد یہ ہے' عبادت میں بھرپور کوشش کرنا باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

قیامت کے لوگوں کے برہنہ پاؤں وجسم ہونے کا بان

(414) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ؟! قَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ".

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

413- ترمذی فی الزھد' حاکم 4/7852

414- بخاری (2527) و مسلم (2859) ونسائی (2083) وابن ماجه (4276)

Marfat.com

"غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، اَىْ: غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ۔

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ پاؤں برہنہ جسم ختنے کے بغیر زندہ کیا جائے گا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا مرد اور عورتیں ایک ساتھ ہوں گی اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس وقت معاملہ اتنا شدید ہوگا کہ انہیں اس کا خیال بھی نہیں آئے گا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: معاملہ اتنا ہولناک ہوگا کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔

(متفق علیہ)

اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "غرل" میں غ پر پیش پڑھی جائے گی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں گو تمام لوگ ننگے آئیں گے لیکن ہر شخص کی عریانیت ایک دوسرے کی نگاہ سے اوجھل ہوگی اور کوئی کسی کو ننگا نہیں دیکھے گا کیونکہ اس دن کا معاملہ ہی ایسا ہوگا کہ ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مستغرق ہوگا ہر طرف نامہ اعمال پھیلے ہونگے اور لوگ حساب و مواخذہ کے مراحل اور قیامت کی ہولناکیوں میں اس طرح گرفتار ہونگے کہ کسی کو کسی کی خبر نہیں ہوگی کہ کون کس حال میں ہے اور کسی کو کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کا موقع نہیں ملے گا جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔

اور بے ختنہ ہوں گے " میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن جب مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے جسم و بدن کے تمام اجزاء یک جا ہو کر مل جائیں گے اور پورا جسم اسی طرح کا ہو جائے گا جیسا کہ اس دنیا میں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ ختنہ کی وہ کھال جو کاٹ کر پھینک دی جاتی ہے اور جو اس دنیا میں ضائع کر دیئے جانے کے قابل ہے جب وہ قیامت کے دن اپنی جگہ (یعنی ختنہ کے مقام پر) واپس آ کر جسم کا حصہ بن جائے گی تو دوسرے اجزاء جیسے بال اور ناخن وغیرہ بطریق روئی پیدا ہوں گے اور اپنی اپنی جگہ لگ جائیں گے! پس یہ حقیقت نہ صرف یہ کہ حق تعالیٰ کے کمال علم اور کائنات کے ایک ایک جز و کل پر اس کے محیط ہونے کی دلیل ہے بلکہ اشیاء ممکنات کے تعلق سے اس کی قدرت کاملہ کی لامتناہی وسعتوں کی بھی علامت ہے۔ سب سے پہلے جس شخص کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

" حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ فضیلت محض اس لئے حاصل ہوگی وہ ان لوگوں میں سب سے پہلے شخص ہیں جو فقراء اور ضرورت مندوں کو کپڑے پہناتے ہیں اور ان کی ستر پوشی کرتے ہیں یا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ سب سے پہلے شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے لباس کیا گیا تھا جب کہ انہیں نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا بس ان کی یہ مخصوص نوعیت کی فضیلت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی آفضیلت کو ثابت نہیں کرتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنایا جانا ان کے اعزاز و اکرام کے طور پر ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی اور دینی باپ ہیں علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا

Marfat.com

ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو اولیت حاصل ہوگی وہ حقیقی ہے یا اضافی؟ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ اولیت حقیقی نہیں ہے بلکہ اضافی ہے یعنی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور تمام لوگوں میں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا! اس کی تائید اسی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کپڑوں میں دفن کیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن انہیں کپڑوں میں اٹھ کر (میدان حشر میں) آئیں گے

بَابُ الرَّجَاءِ

باب 51: اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید کا بیان

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر: 53)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم یہ فرمادو! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے ساتھ زیادتی کی ہے تم لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو وہ تمام گناہوں کو بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے''۔

سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے قتل ناحق کئے اور بہت کئے اور زنا کا ارتکاب کیا اور بہت کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ ہے تو بہت اچھا لیکن فکر یہ ہے کہ جب ہم اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر چکے اب اگر مسلمان بھی ہو گئے تو کیا ہماری توبہ قبول ہو سکے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی، سورہ زمر، بیروت)

بارگاہ الٰہی سے منہ پھیر لینے والے کیلئے عذاب کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَهَلْ نُجَازِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ (سبا: 17)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ہم صرف ناشکرے کو ہی سزا دیں گے''۔

حضرت حسن بصری نے فرمایا: صدق الله العظيم لا يعاقب بمثل فعله الا الكفور، یعنی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ برے عمل کی سزا اس کے برابر بجز کفور کے کسی کو نہیں دی جاتی۔ (ابن کثیر) کیونکہ غیر کفور یعنی مومن کو اس کے گناہوں میں بھی کچھ چھوٹ دی جاتی ہے۔

اور روح المعانی میں بحوالہ کشف اس آیت کے مفہوم کی توجیہ یہ کی ہے کہ کلام اپنی حقیقت پر ہے کہ سزا بطور سزا کے تو صرف کافر کو دی جاتی ہے اور مومن گناہگار کو جو تکلیف آگ وغیرہ کی دی جاتی ہے وہ صرف صورت سزا کی ہوتی ہے، درحقیقت اس کو گناہ سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسے سونے کو بھٹی میں ڈال کر تپانے سے اس کا میل دور کرنا مقصود ہوتا ہے اسی طرح مومن کو بھی اگر کسی گناہ کی پاداش میں جہنم میں ڈالا گیا تو اس لئے کہ اس کے بدن کے وہ اجزاء جل جائیں جو حرام سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور جب یہ ہو

Marfat.com

چکتا ہے تو وہ جنت میں جانے کے قابل ہو جاتا ہے، اس وقت جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورہ سبا، بیروت)

تکذیب کرنے والے کیلئے عذاب کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾ (طٰہٰ: 48)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک ہماری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے' عذاب اس شخص کو ہوگا جو جھٹلائے گا اور منہ پھیر لے گا''۔

یعنی جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ چلے گا اس کے لیے دونوں جہان میں سلامتی ہے۔ اور جو تکذیب یا اعراض کرے گا اس کے لیے عذاب یقینی ہے۔ خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ اب تم اپنا انجام سوچ کر جو راستہ چاہو اختیار کرلو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف: 156)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور میری رحمت ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے''۔

مسند امام احمد میں ہے کہ ایک اعرابی آیا اونٹ بٹھا کر اسے باندھ کر نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا نماز سے فارغ ہو کر اونٹ کو کھول کر اس پر سوار ہو کر اونچی آواز سے دعا کرنے لگا کہ اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور اپنی رحمت میں کسی اور کو ہم دونوں کا شریک نہ کر۔

آپ ﷺ یہ سن کر فرمانے لگے بتاؤ یہ خود راہ گم کردہ ہونے میں بڑھا ہوا ہے یا اس کا اونٹ؟ تم نے سنا بھی اس نے کیا کہا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں حضور سن لیا آپ نے فرمایا: اے شخص تو نے اللہ کی بہت ہی کشادہ رحمت کو بہت تنگ چیز سمجھ لیا سن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے جن میں سے صرف ایک ہی حصہ دنیا میں اتارا اسی سے مخلوق ایک دوسرے پر ترس کھاتی ہے اور رحم کرتی ہے، اسی سے حیوان بھی اپنی اولاد کے ساتھ نرمی اور رحم کا برتاؤ کرتے ہیں باقی کے ننانوے حصے تو اس کے پاس ہی ہیں۔ جن کا اظہار قیامت کے دن ہوگا اور روایت میں ہے کہ بروز قیامت اسی حصے کے ساتھ اور ننانوے حصے جو موخر ہیں ملا دیے جائیں گے ایک اور روایت میں ہے کہ اسی نازل کردہ ایک حصے میں پرند بھی شریک ہیں۔ طبری میں ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو اپنے دین میں فاجر ہے جو اپنی معاش میں احمق ہے وہ بھی اس میں داخل ہے۔ اس کی قسم جو میری جان اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ بھی جنت میں جائے گا جو مستحق جہنم ہوگا۔

اس کی قسم جس کے قبضے میں میری رُوح ہے قیامت کے دن اللہ کی رحمت کے کرشمے دیکھ کر ابلیس بھی امیدوار ہو کر ہاتھ پھیلا دے گا۔ (جامع البیان، سورہ اعراف، بیروت)

جنت و جہنم کے برحق ہونے کا بیان

(415) وَعَنْ عبادة بن الصامت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''مَنْ

Marfat.com

شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَّالنَّارَ حَقٌّ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ" .

✧✧ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس بات کی گواہی دے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے بندے' اس کے رسول' اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی طرف القاء کیا' اور اس کی (طرف سے آنے والی) روح ہیں' جنت حق ہے اور جہنم حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں''۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

توحید و رسالت کی گواہی پر خاتمہ ہونے والے کیلئے جنت کا بیان

(416) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَقُوْلُ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - : مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ، وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ . وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَّمَنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً، وَّمَنْ لَّقِيَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِیْ شَيْئًا، لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

مَعْنَى الْحَدِيْثِ : "مَنْ تَقَرَّبَ" اِلَیَّ بِطَاعَتِیْ "تَقَرَّبْتُ" اِلَيْهِ بِرَحْمَتِیْ وَاِنْ زَادَ زِدْتُ "فَاِنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ" وَاَسْرَعَ فِیْ طَاعَتِیْ "اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً" اَیْ : صَبَبْتُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ وَسَبَقْتُهٗ بِهَا وَلَمْ اُحْوِجْهُ اِلَى الْمَشْیِ الْكَثِيْرِ فِی الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَقْصُوْدِ "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَيُقَالُ : بِكَسْرِهَا وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ وَمَعْنَاهُ : مَا يُقَارِبُ مِلَاهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا اجر ملے گا اور میں زیادہ بھی دے سکتا ہوں اور جو شخص ایک برائی کرے گا اس کا بدلہ (گناہ) ایک برائی جتنا ہوگا یا پھر میں اسے بخش دوں گا اور جو شخص ایک ہاتھ میرے قریب آئے گا میں ایک بالشت اس سے قریب ہوں گا اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوگا میں ایک گز اس کے قریب ہوں گا جو شخص چلتے ہوئے میری طرف آئے گا میں دوڑتے ہوئے اس کی طرف آؤں گا۔ جو شخص زمین جتنے گناہ لے کر میری بارگاہ میں حاضر ہو لیکن وہ کسی کو میرا شریک نہ سمجھتا ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ اس سے

415- احمد 8/22738 بخاری' مسلم' نسائی فی عمل الیوم واللیلہ 1130 ابن حبان 207 ابو عوانہ ص 1 ج 6

416- مسلم (2687) وابن ماجہ (3821)

ملاقات کروں گا۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حدیث کا معنی یہ ہے: جو کوئی عبادت کے ذریعے میری قربت حاصل کرے میں اپنی رحمت کے ساتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ زیادہ کوشش کرے گا تو میری طرف سے بھی زیادہ رحمت ہوگی۔ اور پیدل چل کر آنے کا مطلب یہ ہے کہ میری عبادت کی طرف جلدی کرتا ہے اور دوڑ کر آنے کا مطلب یہ ہے کہ میں بھی پھر اس پر اپنی رحمت انڈیل دیتا ہوں اور حصول مقصد کیلئے اس کو زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دیتا۔ اور "قراب الارض" میں "ق" ضمہ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی لیکن ضمہ کا قول زیادہ صحیح اور مشہور ہے اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو زمین کو تقریباً بھر دیں گی۔

عقیدہ توحید کی اہمیت کا بیان

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے (اس وقت تو میں واپس چلا آیا) پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ کو دیکھ کر) فرمایا جس آدمی نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ (یعنی اللہ کی وحدانیت کا سچے دل سے اعتراف و اقرار کیا) اور اسی عقیدہ پر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا" میں نے عرض کیا "اگرچہ اس نے چوری اور زنا (جیسے بڑے گناہوں) کا ارتکاب کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ میں نے پھر (تعجب سے) سوال کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو؟ میں نے عرض کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کے جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ (تیسری مرتبہ بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا "ہاں خواہ وہ چوری اور زنا کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوا ہو اور خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) جب بھی حضرت ابوذر یہ حدیث بیان کرتے (بطور فخر) اس آخری فقرہ "خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے" ضرور نقل کرتے تھے۔

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث، 24)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے اور اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے فضل و کرم سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس آدمی کو جنت میں داخل کر دے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا تھا مگر مرتے وقت اس کا دل ایمان و یقین کی روشنی سے منور تھا، تاہم محدثین اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس کی بخشش و مغفرت اس کے ایمان کی بنا پر تو ہر حال میں ہوگی یعنی اس کو ابدی نجات سے سرفراز کیا جائے گا مگر دنیا میں اس نے جو گناہ کئے ہوں گے اور جن بد اعمالیوں کا مرتکب ہوا ہوگا پہلے ان کی سزا اس کو بھگتنی ہوگی۔ چنانچہ ابوذر غفاری کو اسی لئے تعجب ہو رہا تھا اور وہ بار بار پوچھ رہے تھے کہ کیا کوئی آدمی محض اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان و اقرار کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا خواہ اس نے شریعت کی اطاعت نہ کی ہو اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب رہا ہو؟

مگر حقیقت میں نگاہ نبوت اللہ کی وسیع و بہت زیادہ رحمت کو دیکھ رہی تھی کہ بڑے بڑے سرکش اور بدکار انسان جنہوں نے

Marfat.com

پوری زندگی اللہ ورسول کے احکام سے سرکشی میں گزاری، جن کی عمر کا کوئی حصہ شریعت کی اطاعت میں نہیں گزرا انہوں نے جب آخر میں ندامت وشرمندگی اور خلوص دل سے توبہ کرلی اور مرتے وقت ان کا دل ایمان ویقین کے نور سے منور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت نے اس توبہ وانابت اور ایمان ویقین کی بدولت جس نے سچائی اور اخلاص کے ساتھ ان کے اندر کی دنیا میں لمحہ میں انقلاب برپا کردیا تھا ان کی پوری زندگی کی سرکشی اور بدکاریوں کو معاف کردیا اور اپنے فضل واحسان کے سایہ میں لے کر ان کو ابدی نجات سے سرفراز کردیا۔

مشرک کیلئے جہنم میں جانے کا بیان

(417) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ: "مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! (جنت اور جہنم کو) واجب کردینے والی دو چیزیں کیا ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ سمجھتا ہو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس حالت میں مرے کہ وہ کسی کو اس کا شریک سمجھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

توحید ورسالت کی شہادت دینے والے پر جہنم کی آگ کے حرام ہونے کا بیان

(418) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلَاثًا، قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: "اِذًا يَّتَّكِلُوْا" فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهٗ : "تَاَثُّمًا" اَيْ خَوْفًا مِّنَ الْاِثْمِ فِيْ كَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر سوار کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: جو بندہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ صدق دل سے اس کی گواہی دے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو

417-مسلم كتاب الايمان (93)

418-بخاری (128) و مسلم (32)

حرام کردے گا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس بارے میں نہ بتادوں تا کہ وہ خوشخبری حاصل کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ اسی پر تکیہ کرلیں گے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنے مرنے کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے بیان کی تھی۔ (متفق علیہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ گناہ سے بچنے سے مراد یہ ہے، علم کو چھپانے کے گناہ سے بچنے کے خوف سے انہوں نے یہ سنائی تھی۔

شرح

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو بار باراس لئے مخاطب فرمایا تا کہ ان کے دل و دماغ میں مضمون کی اہمیت وعظمت بیٹھ جائے اور وہ جان لیں کہ جو بات کہی جانے والی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ سرسری طور پر سن لی جائے بلکہ اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کو پوری توجہ سے سنا جائے اور دل و دماغ کی گہرائیوں تک اس کو پہنچایا جائے۔ فرمایا گیا کہ جس نے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار صدق دل سے کرلیا اور اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی لیکن محض یہ تصدیق واقرار ہی حرمت نار کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس شہادت وتصدیق کے ساتھ ساتھ اس کے جو تقاضے ہیں ان کو بھی پورا کیا جائے یعنی دین و شریعت کی پوری پیروی کی جائے۔

اور احکام الٰہی وفرمان رسول کی فرمانبرداری کی جائے اور یہ شہادت وتصدیق جن فرائض کو عائد کرتی ہیں ان پر عمل کیا جائے، اس طرح اللہ کا فضل وکرم اسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا، اسی لئے جب حضرت معاذ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خوشخبری کو عام لوگوں تک پہنچانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ لوگ اس خوشخبری کو سن کر اسی پر بھروسہ کرلیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے یا پھر وہی تاویل کی جائے گی جو پہلے کی گئی ہے کہ دوزخ کے ابدی عذاب سے نجات کا ضامن ہے، یعنی جس طرح کفار ومشرکین دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ جلائے جائیں گے۔ اس طرح عقیدہ توحید ورسالت پر ایمان رکھنے والوں کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کے لئے نہیں ڈالا جائے گا، ان میں سے جس آدمی نے شریعت پر عمل نہیں کیا ہوگا اور فرائض وواجبات کو پورا نہیں کیا ہوگا اس کو اس عرصہ کے لئے جو اللہ چاہے گا دوزخ میں ڈالا جائے گا اور جب وہ اپنی سزا پوری کرلے گا تو پھر اس کو ہمیشہ کے لئے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

کھانے پر دعا مانگنے کا بیان

(419) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - اَوْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - شَكَّ الرَّاوِیْ - وَلَا یَضُرُّ الشَّكُّ فِیْ عَیْنِ الصَّحَابِیِّ ؛ لِاَنَّهُمْ كُلَّهُمْ عُدُولٌ - قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ، اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِفْعَلُوْا" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ، وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ

419- مسلم فی الایمان (27)

Marfat.com

اَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ. لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَرَكَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ" فَدَعَا بِنِطْعٍ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: "خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ" فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ وَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے یا شاید صحابی کی معین شخصیت کے بارے میں شک کی وجہ سے کوئی حرج نہیں کیونکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگ شدید بھوک کا شکار ہوگئے تو لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اجازت دیں تو ہم پانی لانے کے لیے مخصوص اونٹوں کو ذبح کر کے کھانے اور تیل حاصل کرنے میں استعمال کر لیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا کرلو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں مزید کم ہو جائیں گی اس لیے یہ مناسب ہوگا کہ آپ لوگوں کا بچا ہوا کھانے کا سامان منگوائیں اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس میں ان لوگوں کے لیے برکت ہو۔ امید ہے' اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہ ٹھیک ہے آپ نے دسترخوان منگوایا اور پھر لوگوں کا بچا ہوا کھانے کا سامان منگوایا' کوئی شخص ہاتھ میں جوار' کوئی ہاتھ میں کھجور' کوئی روٹی کا ٹکڑا لیے ہوئے آرہا تھا یہاں تک کہ یہ سب چیزیں دسترخوان پر اکٹھی ہوگئیں تاہم ان کی مقدار بہت کم تھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی اور لوگوں کو حکم دیا (دسترخوان سے یہ چیزیں اُٹھا کر) اپنے برتن بھرنا شروع کر دو۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں موجود ہر برتن بھر گیا۔ لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں' صرف اللہ عبادت کے لائق ہے اور بے شک میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں جو شخص ان دونوں امور (پر ایمان کے) ہمراہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا حالانکہ اسے ان دونوں کے بارے میں کوئی شک نہ ہو' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

برکت کیلئے گھر میں نماز پڑھنے کا بیان

(420) وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ يَسِيْلُ

420- بخاری' مسلم کتاب الایمان' نسائی ابن ماجه ابن حبان 1223 ابن خزیمه 329 عبد الرزاق 1929 طبرانی کبیر صفحه 50 جلد 18 احمد 9/23834

Marfat.com

إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَأَفْعَلُ" فَغَدَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: "أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَّا أَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى" فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ مَا نَرٰى وُدَّهُ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"عِتْبَانُ": بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ. وَ"الْخَزِيرَةُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالزَّايِ: هِيَ دَقِيقٌ يُطْبَخُ بِشَحْمٍ. وَقَوْلُهُ: "ثَابَ رِجَالٌ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: أَيْ جَاؤُوا وَاجْتَمَعُوا.

✧✧ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ ان حضرات میں سے ہیں جن کو غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے وہ فرماتے ہیں میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان ایک وادی تھی۔ جب بارش ہو جاتی تھی تو میرا اسے عبور کر کے مسجد تک پہنچنا مشکل ہو جاتا تھا۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میری بصارت کمزور ہو چکی ہے اور میرے اور میری قوم کے درمیان ایک وادی ہے جب اس میں پانی بہنا شروع ہوتا ہے اور بارش آ جاتی ہے تو میرے لیے اسے پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے میری یہ خواہش ہے' آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں ایک جگہ پر نماز ادا کریں تا کہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنا لوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دن چڑھنے کے بعد تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے آپ کو اجازت دی۔ آپ ابھی تشریف فرما نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: تم کہاں یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز ادا کروں۔ میں نے آپ کو اشارہ کر کے اس جگہ کے بارے میں بتایا جہاں میں یہ چاہتا تھا کہ آپ نماز ادا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی۔ ہم نے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی۔ آپ نے دو رکعات ادا کیں۔ پھر سلام پھیرا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔ ہم نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا۔ محلے والوں کو جب پتہ چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر پر ہیں تو بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور گھر میں بہت سے افراد ہو گئے۔ ایک شخص نے کہا مالک کو کیا ہوا وہ مجھے نظر نہیں آ رہا۔ دوسرے نے کہا وہ منافق ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ نہ کہو کیا تم نے اسے یہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ

Marfat.com

اور کوئی معبود نہیں ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسے پڑھا ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں ہمارا یہ خیال ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تو یہ دیکھتے ہیں اس کی محبت اور بات چیت صرف منافقین کے ساتھ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جہنم کو اس شخص پر حرام قرار دے دیا ہے جو یہ اعتراف کرے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ اعتراف کرے۔ (متفق علیہ)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "عتبان" میں "ع" مہملہ اور کسرہ کے ساتھ ہے اور "تاء" مثناۃ اور باء موحدہ کے ساتھ ہے۔ اور "الخزیرۃ" خاء معجمہ ہے اور زاء کے ساتھ ہے اور اس سے مراد وہ آٹا ہے جو چربی میں پکایا جاتا ہے۔ اور ان کا یہ قول کہ "ثاب رجال" میں ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آئے اور جمع ہوئے۔

مہربان ماں سے زیادہ رحمت ہونے کا بیان

(421) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعٰى، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ؟" قُلْنَا: لَا وَاللّٰهِ. فَقَالَ: "اَللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کچھ قیدیوں کے پاس تشریف لائے ان میں سے ایک قیدی عورت دوڑتی ہوئی گئی اس نے قیدیوں میں اپنے بچے کو پایا اور اسے لے کر اپنے پیٹ کے ساتھ لگایا اور دودھ پلانا شروع کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی۔ ہم نے عرض کی: نہیں۔ اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرتا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر کر رہی ہے۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا غضب پر غالب آجانے کا بیان

(422) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "غَلَبَتْ غَضَبِيْ"

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "سَبَقَتْ غَضَبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر لیا تو اس نے اپنے پاس عرش کے اوپر موجود کتاب میں یہ تحریر کر دیا: میری رحمت میرے غضب پر غالب آجائے گی۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میرے غضب پر غالب آگئی ہے۔

421- اخرجه البخاری (5999) و مسلم (2754)

422- بخاری فی الرقاق، مسلم فی التوبہ، ترمذی ابن ماجہ احمد 3/9603

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

جس کتاب میں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت عظمیٰ لکھی ہوئی ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس کتاب کی عظمت وبزرگ قدری کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کتاب کی اس عظیم وبزرگ قدری کے پیش نظر حق تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس عرش کے اوپر رکھا ہے۔ رحمت الٰہی کی سبقت اور اس کے غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی بخشش وکرم اور اس کی نعمتوں کی نشانیاں اور اس کے مظاہرے غالب ہیں کہ وہ تمام مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہیں اور بے انتہا ہیں اس کے مقابلہ میں اس کے غضب کی نشانیاں اور اس کے مظاہر کم ہیں جیسا کہ خود حق تعالیٰ کا ارشد ہے۔

آیت (وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ نیز فرمایا۔ آیت (عذابي اصيب به من اشاء ورحمتي وسعت كل شيء)۔ عذاب تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت کا دائرہ اور اس کی نعمتوں کا سلسلہ اتنا وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ کائنات کا کوئی فرد اس سے باہر نہیں ہے اور اس دنیاوی زندگی کا ایک ایک لمحہ کسی نہ کسی شکل میں رحمت الٰہی ہی کا مرہون منت ہوتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں بندوں کی طرف سے خدائے رحیم وکریم کی نعمتوں اور رحمتوں کے شکر کی ادائیگی میں جتنی کوتاہی اور قصور ہوتا ہے اس کی بھی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیت (ولو يؤاخذ الله الناس بظلمهم ماترك على ظهرها من دابة)۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے ظلم کے سبب ان سے مواخذہ کرنے لگے تو اس کے نتیجہ میں ایک بھی جاندار روئے زمین پر نہ چھوڑے۔ چنانچہ یہ بھی حق تعالیٰ کی رحمت کا ہی ظہور ہے کہ بندوں کی تمام کوتاہیوں اور خطاؤں کے باوجود اس دنیا میں ان کو باقی رکھتا ہے اور ان کو روزی دیتا ہے ان پر اپنی نعمتوں کی بارش کرتا ہے اور اس دنیا میں ان کو عذاب ومواخذہ میں مبتلا نہیں کرتا یہ تو اس دنیا کا معاملہ ہے کہ یہاں حق تعالیٰ کی رحمت کا ظہور کس کس طرح اور کن کن صورتوں میں سامنے آتا ہے لیکن آخرت میں رحمت کا ظہور تو اس دنیا کے ظہور سے کہیں زیادہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصوں کا بیان

(423) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِئَةَ جُزْءٍ، فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ، اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَاَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

423- بخاری فی الادب، مسلم فی التوبہ، ابن حبان، ابن حبان 6146، ابن ماجه 4293، طبرانی 6126، دارمی 2/321، ادب المفرد للبخاری ص 100 ترمذی بیهقی 35، احمد 3/9610

وروَاهُ مُسْلِمٌ اَيضًا مِنْ رِوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ، وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِئَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ".

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ایک سو حصے کئے ہیں ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پر نازل کیا ہے۔

اسی ایک حصے کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جانور اپنے پاؤں اپنے بچے پر نہیں رکھتا کہ کہیں اسے نقصان نہ پہنچ جائے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں ان میں سے ایک حصہ جنات، انسانوں، جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان نازل کر دیا ہے۔

اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وحشی جانور بھی اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں، جن کے ذریعے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ (متفق علیہ)

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں ان میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ننانوے حصے قیامت کے دن کے لئے ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن اس نے رحمت کے سو حصے بنائے ان میں سے ہر ایک رحمت آسمان اور زمین کے درمیانی خلاء کے برابر ہے۔

اس نے ان حصوں میں سے ایک حصہ زمین پر رکھا اسی وجہ سے ماں اپنی اولاد پر مہربانی کرتی ہے اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو مکمل کر دے گا۔

شرح

مسلم کی اس دوسری روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیامت کے دن وہ ایک رحمت بھی بندوں کے شامل حال رہے گی جو دنیا میں اتاری گئی ہے اس طرح ایک رحمت تو یہ دنیا والی اور ننانوے رحمتیں وہ جو قیامت کے دن کے لئے حق تعالیٰ نے مخصوص کر رکھی ہیں یہ سب مل کر پوری سو ہو جائیں گی۔

Marfat.com

توبہ سے گناہوں کی بخشش ہوجانے کا بیان

(424) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: "اَذْنَبَ عَبْدِىْ ذَنْبًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذَنْبِىْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِىْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ، فَقَالَ: اَىْ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ ذَنْبِى، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِىْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا، يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِىْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى: "فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" اَىْ: مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا، يُذْنِبُ وَيَتُوْبُ اَغْفِرُ لَهٗ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا .

✧✧ انہی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی منقول ہے جو آپ نے اپنے پروردگار کے فرمان کے طور پر نقل کیا ہے۔ بندہ گناہ کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

"اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے' اس کا پروردگار ہے جو اس کے گناہوں کو بخش دے گا اور وہ اس گناہ پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے۔

پھر وہ بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار! میرے گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے' اس کا ایک پروردگار ہے جو اس کے گناہ کو بخش سکتا ہے اور اس پر اس کی گرفت بھی کر سکتا ہے۔ پھر وہ بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔

اے میرے پروردگار! میرے گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور وہ جانتا ہے' اس کا ایک پروردگار ہے جو اس کے گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور اس پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی ہے اب وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان' اب وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس سے مراد یہ ہے' وہ بندہ جب تک اس طرح کرتا رہے گا یعنی گناہ کرتا رہے گا اور توبہ کرتا رہے گا تو میں اس کی مغفرت کرتا رہوں گا کیونکہ توبہ ہر چیز کو بھسم کر دیتی ہے۔

شرح

حدیث کے آخری الفاظ پس جو چاہے کرے۔ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ جب تک گناہ کرتا رہے گا اور استغفار کرتا رہے گا اس کے گناہ بخشتا رہوں گا لہٰذا جملہ سے خدانخواستہ گناہ کی طرف رغبت دلانا مقصود نہیں ہے بلکہ استغفار کی فضیلت اور گناہوں کی بخشش میں استغفار کی تاثیر کو بیان کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا بیان

(425) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ، لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا،

424- بخاری فی التوحید' مسلم فی التوبہ' احمد 3/7953 ابن حبان 622 حاکم 4/242 بیہقی 10/177

425- مسلم (2749)

Marfat.com

لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے گا اور تمہاری جگہ اس قوم کو لے کر آئے گا جو گناہ کریں گے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

اس ارشاد گرامی کا مقصد مغفرت اور رحمت باری تعالیٰ کی وسعت کو بیان کرنا اور یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسم پاک غفور کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اتنا بخشش کرنے والا ہے اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ خدانخواستہ اس حدیث کے ذریعہ گناہ کی ترغیب مقصود ہی نہیں ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اپنے پیغمبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو گناہ و معصیت کی زندگی سے نکال کر طاعت و عبادت کی راہ پر لگائیں۔

بخشش مانگنے والوں کی اہمیت کا بیان

(426) وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ، لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور وہ مغفرت طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دے گا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

جنت کی بشارت دینے کا بیان

(427) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِىْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا، فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اذْهَبْ فَمَنْ لَقِيْتَ وَرَآءَ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

426- اخرجه مسلم (2748)

427- مسلم (31)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' حاضرین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور ہمارے درمیان سے تشریف لے گئے' کافی دیر تک جب آپ واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی تکلیف کا شکار ہو گئے ہیں اسی اندیشے کے پیشِ نظر ہم سب وہاں سے اُٹھے' میں سب سے پہلے گھبراہٹ کا شکار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا اور بنونجار سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری کے باغ تک آ پہنچا' (اس کے بعد انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا ہے جس کے آخر میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اور اس باغ سے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے جو پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہوا سے جنت کی خوش خبری دے دو۔

امت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کی دعا کا بیان

(428) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - فِي إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ ﴾ (ابراهيم : 36) اَلْآيَة، وَقَوْلُ عِيْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (المائدة : 118) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ" وَبَكٰى، فَقَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - : "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ - وَرَبُّكَ اَعْلَمُ - فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟" فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا قَالَ - وَهُوَ اَعْلَمُ - فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ : اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

"اے میرے پروردگار! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا جو شخص میری پیروی کرے تو وہ مجھ سے ہو گا"۔

اور اللہ تعالیٰ نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو' تو غالب اور حکمت والا ہے"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی۔

"اے اللہ! میری امت' میری امت (کو بخش دے)" پھر آپ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے جبرائیل! تم محمد کے پاس جاؤ' ویسے پروردگار زیادہ جانتا ہے اور ان سے دریافت کرو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو بتایا' اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تمہیں

428- اخرجه مسلم (202)

Marfat.com

ناراض نہیں کریں گے"۔اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرک نہ کرنے والوں کیلئے بخشش ہو جانے کا بیان

(429) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟" قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: "فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ، وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: "لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا۔آپ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے۔میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے وہ بندے صرف اُسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے، جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو اُسے عذاب نہ دے میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ! یہ خوشخبری کیا میں لوگوں کو نہ سناؤں۔آپ نے فرمایا۔تم انھیں یہ خوشخبری نہ سناؤ ورنہ وہ اسی پر اکتفا کرلیں گے۔(متفق علیہ)

قبر میں قول ثابت پر استقامت کا بیان

(430) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراهيم: 27)" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جائے اور وہ یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہوگا۔

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دنیاوی زندگی اور آخرت میں ثابت قول پر پختہ رکھے گا"۔

شرح

یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنین کو تو کلمہ طیبہ اور قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں قبر ہی سے ان کے لئے راحت کے

429- بخاری فی التوحید و مسلم فی الایمان- احمد 8/66065 عبدالرزاق 2056 طیاسی 565 ترمذی ابن ماجه طبرانی کبر 20/656 ابن حبان 210 الدعوانه صفحه 17 جلد 1 ابن منده 92

430- بخاری فی التفسیر مسلم فی صفة النار نسائی فی الجنائز ابو دائود ترمذی طیاسی 745 ابن حبان 206 ابن ماجه 1026 نسائی فی الکبری 6/11264

Marfat.com

سامان جمع ہو جاتے ہیں مگر ظالموں یعنی کفار و مشرکین کو یہ خداوندی نصرت و امداد نہیں ملتی منکر نکیر کے سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکتے اور انجام کار ابھی سے ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے کوئی طاقت نہیں جو اس کے ارادہ اور مشیت کو روک سکے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود، رضی اللہ عنہ حذیفہ بن یمان، رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات صحابہ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کو اس کا اعتقاد لازم ہے کہ اس کو جو چیز حاصل ہوئی وہ اللہ کی مشیت اور ارادہ سے حاصل ہوئی اس کا ٹلنا ناممکن تھا اسی طرح جو چیز حاصل نہیں ہوئی اس کا حاصل ہونا ممکن نہ تھا اور فرمایا کہ اگر تمھیں اس پر یقین واعتماد نہ ہو تو تمھارا ٹھکانا جہنم ہے۔

کافر اور مؤمن کے نیک اعمال کا بیان

(431) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً، اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْيَا، وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ، وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِی الدُّنْيَا عَلٰی طَاعَتِهٖ".

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُّعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْيَا، وَيُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ. وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِی الدُّنْيَا، حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ يُّجْزٰی بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جب کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں دنیا میں ہی اسے اس کا بدلہ مل جاتا ہے اور جب کوئی مومن نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو سنبھال کر رکھ لیتا ہے اور دنیا میں اس کی اطاعت کے مطابق اسے رزق عطا کرتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ کسی مومن پر نیکی کے حوالے سے ظلم نہیں کرتا وہ اسے دنیا میں عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اجر عطا کرے گا لیکن کافر شخص اس نے جو نیکیاں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کی ہیں اس کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں جاتا ہے تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں ہوتی جس کا اسے بدلہ ملے۔

پانچ نمازوں کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

(432) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلْغَمْرُ": اَلْكَثِيْرُ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ نمازوں کی مثال بہنے والی اس نہر کی مانند

431- مسلم (2808)

432- مسلم (668)

Marfat.com

ہے جو کسی شخص کے دروازے پر ہو اور وہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں استعمال ہونے والا لفظ ''اَلْغَمْرُ'' کا مطلب بہت زیادہ ہونا ہے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلداول: حدیث، 531)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھے، جمعہ کی نماز پورے آداب کے ساتھ ادا کرے اور اسی طرح رمضان کے روزے رکھے تو ان کے درمیان جو صغیرہ گناہ صادر ہوئے ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہ نہیں بخشے جاتے ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ کبرہ گناہ بھی معاف فرما سکتا ہے۔ یہاں ایک ہلکا سا خلجان واقع ہوتا ہے کہ جب ہر روز کی پانچوں وقت کی نمازیں ہی تمام گناہ مٹا دیتی ہیں تو پھر یہ جمعہ وغیرہ کون سے گناہ ختم کرتے ہیں؟ چنانچہ اس خلجان کو رفع کرنے کے لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں گناہوں کو مٹانے اور ختم کرنے کی صلاحیت ہے چنانچہ اگر گناہ صغیرہ ہوتے ہیں تو یہ تینوں ان کو مٹا دیتے ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک کے بدلے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تینوں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اور ان کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک کسی گناہ کے لئے کفارہ بن سکے تو دوسرا کفارہ ہو جاتا ہے مثلاً نماز میں کسی تقصیر اور نقصان کی وجہ سے اگر وہ نماز گناہوں کے لئے کفارہ نہ ہو سکے تو ان کو جمعہ ختم کر دیتا ہے اور جمعہ میں بھی کسی تقصیر کی وجہ سے کفارہ ہونے کی صلاحیت نہ رہے تو پھر رمضان ان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور اگر سب کے سب کفارہ بننے کی صلاحیت رکھیں تو یہ سب مل کر گناہوں کو اچھی طرح مٹا دیتے ہیں اور کفارے کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کئی چراغوں کی۔ اگر کسی مکان میں ایک چراغ ہوگا تو اندھیرا تو ختم ہو جائے گا مگر روشنی کم ہوگی اور اگر چراغ زیادہ ہوں گے تو نور اور روشنی حیثیت سے زیادتی ہوگی۔

چالیس بندوں کا نماز جنازہ پڑھنے کے سبب بخشش ہونے کا بیان

(433) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ''مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ، فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو بھی شخص فوت 433- اخرجه مسلم (948) و ابو داؤد (3170) و ابن ماجه (1489)

ہو جائے اور چالیس افراد اس کی نماز جنازہ ادا کریں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے بارے ان کی سفارش کو قبول کرتا ہے۔اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

پہلی حدیث میں چالیس آدمیوں کے نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے جب کہ دوسری حدیث میں "سو آدمیوں کی جماعت" کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ علماء اس اختلاف کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ پہلے سو آدمیوں کی شرکت کی فضیلت نازل ہوئی ہو گی پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال پر رحم فرماتے ہوئے یہ تعداد کم کر کے چالیس آدمیوں کی شرکت کی فضیلت بیان فرمائی نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان حدیثوں میں چالیس اور سو سے خاص طور پر یہی دونوں عدد نہ ہوں بلکہ ان سے کثرت جماعت مراد ہو۔

چالیس افراد کی اہمیت کا بیان

(434) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِّنْ اَرْبَعِيْنَ، فَقَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ . قَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وذلك اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جلدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ چالیس کے قریب افراد ایک خیمے میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے مجھے یہ امید ہے، تم لوگ اہل جنت کا نصف ہو گے اور یہ بات ہے، جنت میں صرف مسلمان شخص داخل ہو گا اور تم لوگ مشرکین کے درمیان یوں ہو گے جیسے سیاہ بیل کی کھال پر سفید بال ہوتا ہے۔(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) سرخ بیل کی کھال پر سیاہ بال ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہودی اور عیسائی کا بہ طور فدیہ جہنم میں جانے کا بیان

(435) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ

434-بخاری (6528) و مسلم (2211) والترمذی (2547) وابن ماجه (4283)

435-مسلم (2767)

بِذُنُوبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ : "دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ : هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" مَعْنَاهُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "لِكُلِّ اَحَدٍ مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَالْمُؤْمِنُ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِي النَّارِ ؛ لِاَنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِّذٰلِكَ بِكُفْرِهِ" وَمَعْنٰى "فِكَاكُكَ" : اَنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِّدُخُوْلِ النَّارِ، وَهٰذَا فِكَاكُكَ ؛ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى، قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَّمْلَؤُهَا، فَاِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ، صَارُوْا فِيْ مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے سپرد ایک یہودی یا عیسائی کرے گا اور فرمائے گا یہ جہنم کے لئے تمہارا فدیہ ہے۔

انہی سے ایک روایت میں یہ منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں کے جتنے گناہ لے کر جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی ان کی مغفرت کرے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' حدیث کے یہ الفاظ کہ اللہ ہر مسلمان کے سپرد ایک یہودی یا عیسائی کر کے یہ فرمائے گا کہ یہ تمہارا جہنم کے لئے فدیہ ہے اس کا مفہوم یہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث میں ہے' ہر ایک کا جنت میں مخصوص ٹھکانہ ہے اور اس کے پیچھے کافر کا جہنم میں ایک مخصوص ٹھکانہ ہے۔ جب مومن جنت میں داخل ہو جائے گا تو کافر کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اسی کا مستحق ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں یہ ہے' اس کا مطلب یہ ہوگا یہ تمہیں جہنم میں داخل کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا لیکن یہ تمہارا فدیہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے' اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لئے مخصوص تعداد مقرر کی ہے جو کہ اسے بھر دے گی جب کفار اپنے گناہوں اور کفر کی وجہ سے اس میں داخل ہو جائیں گے تو گویا وہ مسلمانوں کے لئے فدیے کا مفہوم اختیار کر جائیں گے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اہل ایمان کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنے کا بیان

(436) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "يُدْنَى الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ، فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ، فَيَقُوْلُ : اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ : رَبِّ اَعْرِفُ، قَالَ: فَاِنِّيْ قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطٰى صَحِيْفَةَ حَسَنَاتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"كَنَفَهٗ" : سَتْرُهٗ وَرَحْمَتُهٗ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ قیامت کے دن بندہ مومن کو اس کے پروردگار کے قریب کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت میں اس کو ڈھانپ لے گا اور اس سے اس

436- بخاری فی الرقاق (2441) مسلم فی الجنه (2768) ابن ماجه (183)

Marfat.com

کے گناہوں کا اقرار کروائے گا اور فرمائے گا' کیا تم اس گناہ کو پہچانتے ہو۔ وہ کہے گا' پروردگار میں اسے پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تمہاری پردہ پوشی کی تھی آج میں اسے تمہارے لیے بخش رہا ہوں تو اس شخص کو اس کی نیکیوں کا صحیفہ دے دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ عورۃ کا مطلب اس کا پردہ اور رحمت ہے۔

نماز کے سبب گناہوں کی مغفرت کا بیان

(437) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود : 114) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَلِیَ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لِجَمِيْعِ اُمَّتِیْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ایک خاتون کا بوسہ لے لیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں"۔

اس شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ میرے لیے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری تمام امت کے لئے ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

جس صاحب کا یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک غیر عورت کا بوسہ لے لیا تھا ان کا نام ابوالیسر تھا۔ جامع ترمذی نے ان کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں اس سے زیادہ اچھی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں (اس لئے تم وہاں چل کر دیکھ لو) چنانچہ وہ میرے ہمراہ مکان میں آ گئی (وہاں میں شیطان کے بہکانے میں آ گیا اور جذبات سے مغلوب ہو کر) اس اجنبی عورت سے بوس و کنار کیا۔ اس نے (میرے اس غلط اور نازیبا رویے پر مجھے تنبیہ کرتے ہوئے) کہا کہ بندہ خدا! اللہ (کے قہر وغضب) سے ڈرو چنانچہ (خوف اللہ سے میرا دل تھرا گیا اور) میں نہایت ہی شرمندہ و شرمسار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ان کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ میں طرفی النہار یعنی دن کے اول و آخر سے دن کا ابتدائی حصہ اور انتہائی حصہ مراد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دن کے اول یعنی ابتدائی حصہ سے فجر کی نماز اور آخری حصہ سے ظہر وعصر کی نمازیں مراد ہیں اسی طرح زلفا من الیل یعنی رات کی چند ساعتوں سے مغرب وعشاء کا وقت مراد ہے۔ اس طرح اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کرو، کیونکہ نیکیاں (نمازیں) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

437- بخاری (526) و مسلم (2763)

Marfat.com

نماز کے سبب قابل سزا گناہوں کی مغفرت کا بیان

(438) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَيَّ، وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ . قَالَ: "هَلْ حَضَرْتَ مَعَنَا الصَّلٰوةَ"؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: "قَدْ غُفِرَ لَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهُ: "اَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاهُ: مَعْصِيَةً تُوجِبُ التَّعْزِيرَ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْحدَّ الشَّرْعِيَّ الْحَقِيْقِيَّ كَحَدِّ الزِّنَا وَالخمرِ وَغَيْرِهِمَا، فَاِنَّ هٰذِهِ الْحُدُوْدَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلٰوةِ، وَلَا يَجُوْزُ لِلْاِمَامِ تَرْكُهَا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں'ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ میں نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مجھ پر جاری کریں۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی۔ جب آپ نے نماز ادا کی تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے اللہ کی کتاب کے مطابق سزا دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کی ہے۔ اس نے عرض کی: ہاں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بخشش ہوگئی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا یہ کہنا کہ میں نے حد کا ارتکاب کیا اس سے مراد وہ گناہ ہے جو سزا کو لازم کرے۔ اس سے مراد زنا' شراب یا اسی طرح کی دوسری حدود نہیں ہیں کیونکہ یہ حدود نماز کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی ہیں اور امام کے لئے انہیں ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

شرح

یہاں یہ نہ سمجھ بیٹھئے کہ اس آدمی کے الفاظ اَصَبْتُ حَدًّا (یعنی مجھ سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد واجب ہے) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کسی ایسے کبیرہ گناہ مثلاً چوری وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا جس پر حد واجب ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی وجہ سے اس کی بخشش کی خوشخبری سنادی لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ نماز کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے کوئی ایسا گناہ صغیرہ سرزد ہو گیا تھا جو حقیقت میں تو ایسا نہیں تھا جس پر حد جاری ہوتی لیکن چونکہ وہ آدمی "صحابیت" جیسے مرتبہ پر فائز تھے جہاں معمولی سا گناہ بھی خوف الٰہی سے دل کو لرزاں کر دیتا ہے اور ایک ہلکی سی معصیت بھی قلب و دماغ کے ہر گوشہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے اس لئے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ مجھ سے ایک فعل سرزد ہو گیا ہے۔ جس پر از روئے شریعت حد جاری ہو جائے گی لہٰذا انہوں نے بارگاہ رسالت میں آ کر اس طرح ذکر کیا جس سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ ان سے واقعی کوئی ایسا بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے جو سخت ترین سزا یعنی حد کا مستوجب ہے۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ حد سے ان کی مراد

438-بخاری (6823) و مسلم (2764)

Marfat.com

تعزیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے اس کے گناہ کی حقیقت اس لئے دریافت نہیں فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ اس آدمی نے کس قسم کا گناہ کیا ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس گناہ کی بخشش کی جو خوشخبری دی تھی اپنی طرف سے نہیں دی تھی بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ اس کا گناہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس پر حد جاری کی جائے بلکہ ایسا گناہ ہے جو نماز کے ذریعے معاف ہوگیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ خوشخبری سنادی۔

کھانا کھانے کے بعد حمد وشکر کرنے کی فضیلت کا بیان

(439) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْاَكْلَةَ": بِفَتْحِ الْهَمزة وهى المرةُ الْواحدةُ مِنَ الْاَكْلِ كَالْغَدْوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے راضی ہوجاتا ہے جو کچھ کھا کر اس (کھانا ملنے) پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہو یا کچھ پیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الأكلة" میں ہمزہ پر فتحہ ہے اور اس سے مراد ہے: ایک وقت کا کھانا یعنی جیسے صبح کا یا شام کا کھانا۔ واللہ اعلم۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کھانا کھا کر (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرنے والا صابر روزہ دار کی طرح ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 141)

ادائیگی شکر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور صابر روزہ دار" ہونے کا ادنیٰ درجہ یہ کہ اپنے آپ کو مفسدات صوم سے باز رکھے۔ "صابر روز دار کی طرح ہے۔ "یہ تشبیہ اصل ثواب میں ہے کہ دونوں ثواب میں شریک ہیں نہ یہ کہ مقدار میں تشبیہ دینا مراد ہے اس کو مثال کے طور پر یوں سمجھا جائے کہ کہا جاتا ہے، زید کعمرو یعنی زید، عمرو کی طرح ہے اس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ زید بعض خصائل و عادات میں عمرو کے مشابہ ہے نہ کہ وہ تمام خصائل و عادات میں عمرو کے ہم مثل ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ صابر فقیر، شاکر مالدار سے افضل ہے کیونکہ مشبہ بہ، مشبہ سے اقوی ہوتا ہے۔

توبہ کرنے والے کیلئے دن رات رحمت کی وسعت کا بیان

(440) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

439-اخرجه احمد (2834) والترمذی (1816)

440-اخرجه مسلم (2759)

Marfat.com

يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنے دست رحمت کو بڑھاتا ہے تاکہ دن کے وقت غلطی کرنے والا توبہ کرلے اور دن کے وقت اپنے دست رحمت کو بڑھاتا ہے' رات کے وقت غلطی کرنے والا توبہ کرلے (ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا) جب سورج مغرب کی طرف سے نکل آئے گا۔

شرح

ہاتھ پھیلانا دراصل کنایہ ہے طلب کرنے سے چنانچہ جب کوئی شخص کسی سے کچھ مانگتا ہے تو اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ رات میں ہاتھ پھیلاتا ہے الخ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو توبہ کی طرف بلاتا ہے! بعض حضرات کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پھیلانا اس کی رحمت و مغفرت سے کنایہ ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ یہاں تک کہ سورج مغرب کی سمت سے نکلے، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں سے طلب توبہ کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قرب قیامت میں سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے کیونکہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

حضرت عمرو بن عبسہ کا قبول اسلام اور ارکان اسلام کا بیان

(441) وَعَنْ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ - بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْبَاءِ - السُّلَمِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ وَاَنَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَّاَنَّهُمْ لَيْسُوْا عَلٰى شَيْءٍ، وَّهُمْ يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ اَخْبَارًا، فَقَعَدْتُّ عَلٰى رَاحِلَتِىْ، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا، جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: "اَنَا نَبِيٌّ" قُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِى اللّٰهُ" قُلْتُ: وَبِاَىِّ شَىْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِىْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَىْءٌ" قُلْتُ: فَمَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَّعَبْدٌ" وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ اَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: اِنِّىْ مُتَّبِعُكَ، قَالَ: "اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا، اَلَا تَرٰى حَالِىْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِىْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِىْ" قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰى اَهْلِىْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى قَدِمَ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِى الْمَدِيْنَةَ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَيْهِ سِرَاعٌ، وَّقَدْ اَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ، فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنِىْ؟ قَالَ: "نَعَمْ، اَنْتَ الَّذِىْ لَقِيْتَنِىْ بِمَكَّةَ" قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِىْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهُ، اَخْبِرْنِىْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: "صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اَقْصُرْ

441- مسلم (832)

عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحٍ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطٰنٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ، فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ'' قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَالْوُضُوءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ؟ فَقَالَ: ''مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ، فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهِ من اَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يغسل قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى، فَحَمِدَ اللّٰه تَعَالٰى، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ومَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ اَهْلٌ، وَفَرَّغَ قلبه لِلّٰهِ تَعَالٰى، اِلَّا انصرفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَةِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ'' . فَحَدَّثَ عَمْرُو بن عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ صاحِب رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بنُ عَبَسَةَ، انْظُرْ مَا تقولُ: فِيْ مقامٍ وَّاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ، لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ، وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا - حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ - مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهِ، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: ''جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ'' هُوَ بجيم مَضْمُوْمَةٍ وَبِالْمَدِّ عَلٰى وَزْنِ عُلَمَاءَ، اَيْ: جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِيْلُوْنَ غَيْرُ هَائِبِيْنَ، هٰذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ، وَرَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وغيرُهُ ''حِرَاءٌ'' بِكَسْرِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَقَالَ: مَعْنَاهُ غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وهَمٍّ، قَدْ عِيلَ صَبرُهُمْ بِهِ، حَتّٰى اَثَّرَ فِيْ اَجْسَامِهِمْ، مِنْ قَوْلِهِمْ: حَرٰى جِسْمُهُ يَحْرِيْ، اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهِ، وَالصَّحِيحُ اَنَّهُ بِالْجِيْمِ . قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ'' اَيْ نَاحِيَتَيْ رَاْسِهِ وَالْمُرَادُ التَّمْثِيلُ، وَمَعْنَاهُ: اَنَّهُ حِيْنَئِذٍ يَتَحرَّكُ الشَّيْطٰنُ وَشِيْعَتُهُ، وَيَتَسَلَّطُوْنَ .

وَقَوْلُهُ: ''يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ'' مَعْنَاهُ يُحضِرُ الْمَاءَ الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ بِهِ، وَقَوْلُهُ: ''اِلَّا خَرَّت خَطَايَا'' هُوَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: اَيْ سَقَطَتْ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ ''جَرَتْ'' بِالْجِيْمِ، وَالصَّحِيح بِالْخَاءِ وَهُوَ رِوَايَةُ الْجُمْهُوْرِ . وَقَوْلُهُ: ''فَيَنْتَثِرُ'' اَيْ يَسْتَخْرِجُ مَا فِيْ اَنْفِهِ مِنْ اَذًى وَّالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ .

✧ حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں، میں یہ سمجھتا تھا۔ کہ لوگ گمراہی کا شکار ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ (ٹھیک) نہیں ہے۔ یہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر میں نے مکہ مکرمہ کے ایک شخص کے بارے میں سنا جو اطلاعات دیتا تھا۔ (یعنی جس نے دعویٰ نبوت کیا تھا) میں اپنی سواری پر سوار ہو کر اس سے ملنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ اپنی قوم کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے روپوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ میں کوشش کر کے، مکہ مکرمہ میں، آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں نبی ہوں، میں

نے دریافت کیا، نبی کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ہمراہ مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (میری تعلیمات یہ ہیں) صلہ رحمی کی جائے، بتوں کو توڑ دیا جائے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھا جائے۔ میں نے دریافت کیا آپ کے ساتھ اور کون اس نظریے کا حامی ہے؟ آپ نے جواب دیا: ایک آزاد شخص اور ایک غلام، (عمرو بن عنبسہ کہتے ہیں) اس وقت نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا شرف صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا تھا۔ میں نے عرض کی: میں بھی آپ کی پیروی کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اس وقت تم ایسا نہیں کر سکتے تم دیکھ رہے ہو۔ کہ میرے اور لوگوں کے درمیان کیا صورتحال ہے؟ ابھی تم اپنے گھر واپس جاؤ۔ جب تمہیں میرے بارے میں اطلاع ملے کہ مجھے غلبہ حاصل ہو چکا ہے اس وقت میرے پاس آنا۔

(عمرو بن عنبسہ کہتے ہیں) میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ میں اپنے علاقے میں ہی موجود رہا۔ تاہم میں آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا۔ اور جب بھی کوئی مدینہ سے آتا تو میں اس سے اس بارے میں دریافت کرتا یہاں تک کہ ایک مرتبہ مدینہ کے رہنے والے کچھ لوگ ہمارے علاقے میں آئے میں نے دریافت کیا وہ صاحب جو مدینہ میں آئے ہیں۔ ان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ لوگ بہت تیزی کے ساتھ ان کی دعوت قبول کر رہے ہیں۔ ان کی اپنی قوم نے انہیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

(عمرو کہتے ہیں) میں مدینہ منورہ آیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! تم وہی ہو۔ جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! پھر میں نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ مجھے ان احکام کے بارے میں بتائیں جس کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اور میں ان سے ناواقف ہوں۔ آپ مجھے نماز کے بارے میں بتائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، صبح کی نماز پڑھو اور پھر اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک سورج طلوع ہو جانے کے بعد بلند نہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر تم (چاشت کی) نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز مشہود و محضور ہوتی ہے (نماز کے بارے میں گواہی دی جائے گی۔ اور اس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں) یہاں تک کہ جب نیزے کا سایہ اس کے برابر ہو جائے (یعنی عین زوال کا وقت ہو جائے) تو اس وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پھر جب اس کا سایہ آ جائے (یعنی سورج ڈھل جائے) تو اس وقت (ظہر کی) نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز مشہود اور محضور ہوتی ہے۔ پھر تم عصر کی نماز پڑھو اور اس کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

(عمرو بن عنبسہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے وضو کے بارے میں کچھ بتائیں۔ تو آپ نے فرمایا: جو شخص ثواب کے حصول کے لیے وضو کرتا ہے، وہ کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے، ناک صاف کرتا ہے، تو اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں کے گناہ گر جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے۔ تو اس کے چہرے کے

Marfat.com

گناہ، داڑھی کے اطراف میں سے بھی، پانی سمیت گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں بازو کہنیوں تک دھوتا ہے۔ تو اس کے دونوں بازوؤں کے گناہ، یہاں تک کہ ناخنوں سے بھی، پانی کے ہمراہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے آس پاس سے بھی، اس کے سر کے گناہ پانی کے ہمراہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے۔ تو اس کے ناخنوں سمیت، اس کے پاؤں کے گناہ بھی گر جاتے ہیں۔ پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔ اس کی ثناء بیان کرتا ہے۔ وہ جس بزرگی کا اہل ہے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ اپنے دل کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ تو اس کے تمام گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسے وہ اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرو! ذرا غور کریں کہ آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ کیا ایک ہی جگہ پر کسی انسان کو یہ سب کچھ عطا کر دیا جائے گا؟ تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بولے، اے ابوامامہ! میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں۔ میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے؟ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کروں۔ اگر میں نے یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی اسے بیان نہ کرتا۔ لیکن میں نے تو یہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول "جرآء علیه قومه" میں "ج" ضمہ اور مد کے ساتھ علماء کے وزن پر ہے۔ یعنی وہ لوگ جرأت والے اور بے خوف دست درازی کرنے والے ہیں۔ یہی مشہور روایت ہے اور اس روایت کو حمیدی اور بعض دوسروں نے روایت کیا ہے جس میں "حراء" میں حاء مہملۃ ہے اور کسرہ کے ساتھ ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد غصے والے اور غم والے ہیں۔ جن کی صبر کی حد ختم ہو چکی ہو۔ یہاں تک کہ ان کے جسم میں انکی باتوں کا اثر آنے لگا ہو۔ حرٰی جسمه یحرٰی" اس وقت کہا جاتا ہے جب غم یا درد کی وجہ سے کوئی خرابی پیدا ہو جائے اور صحیح یہ ہے کہ یہ "ج" کے ساتھ ہے۔ "بین قرنی الشیطٰن" سے مراد ہے کہ سر کے دونوں کناروں کے درمیان، اس کا مقصد تمثیل ہے اور اس کا معنی ہے اس وقت شیطان اور اسکی جماعت حرکت کرتے ہیں اور تسلط حاصل کرتے ہیں اور یہ قول "الاخرت خطایا" اس میں خاء معجمۃ ہے اور اس کا مطلب ہے "گر جاتے ہیں" اور بعضوں نے اسے "جرت" روایت کیا ہے جیم کے ساتھ۔ اور صحیح روایت خاء کے ساتھ ہے اور یہ جمہور کی روایت ہے۔ اور یہ قول "فینتثر" کا مطلب ہے: ناک سے گندگی وغیرہ نکالتا ہے۔ اور "النثرۃ" کا مطلب ہے ناک کا کنارہ۔

راوی حدیث عمرو بن عبسی سلمی کے احوال کا بیان

عمرو بن عبسی سلمی: ان کی کنیت ابونجیح ہے یہ صالح صحابہ میں سے ایک ہیں۔ چوتھے، پر اسلام لائے تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی لیکن یہ غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ آئے تھے۔ پھر وہیں پر رہائش پذیر رہے بعد میں شام منتقل ہو گئے اور دمشق میں رہائش پذیر ہوئے وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان سے اڑتیس احادیث منقول ہیں۔

Marfat.com

نبی مکرم علیہ السلام کا وصال بھی امت کیلئے رحمت ہوتا ہے

(442) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ، قَبَضَ نَبِیَّھَا قَبْلَھَا، فَجَعَلَہٗ لَھَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْھَا، وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ، عَذَّبَھَا وَنَبِیُّھَا حَیٌّ، فَاَھْلَکَھَا وَھُوَ حَیٌّ یَنْظُرُ، فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ بِھَلَاکِھَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ کرتا ہے تو اس امت سے پہلے اس کے نبی کو وفات دے دیتا ہے اور اس نبی کو اس امت کے لئے پہلے جانے والا پیش رو بنا دیتا ہے اور جب وہ کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے عذاب دیتا ہے جبکہ اس امت کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو ہلاک کر دیتا ہے اور وہ نبی زندگی میں اسے دیکھ لیتا ہے یوں اس امت کی ہلاکت کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ لوگ اس نبی کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ

باب 52: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھنے کی فضیلت

اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھنے والے مؤمن کی حفاظت کا بیان

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں

﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا﴾ (غافر: 44-45)

"میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ بندوں کو ملاحظہ فرما رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کی بری تدبیر سے بچالیا"۔

یہ مومن آل فرعون کا آخری کلام ہے جو اپنی قوم کو حق کی طرف بلانے کے سلسلے میں کیا گیا جس میں اظہار ہے کہ آج تو تم میری بات نہیں مانتے مگر جب عذاب تمہیں آ پکڑے گا تو اس وقت تم کو میری بات یاد آئے گی۔ مگر اس وقت کا یاد آنا بیکار ہوگا۔ اور اب جبکہ اس طویل مکالمہ اور نصیحت و دعوت کے ذریعہ اس مومن آل فرعون کا ایمان ان لوگوں پر ظاہر ہو گیا تو فکر ہوئی کہ اب یہ لوگ ان کے درپے ہوں گے، اس لئے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ اپنے بندوں کا نگران و محافظ ہے۔ امام تفسیر مقاتل نے فرمایا کہ ان کے گمان کے مطابق قوم فرعون ان کے درپے ہوئی تو یہ پہاڑ کی طرف بھاگ نکلے۔ اور ان کی گرفت میں نہ آ سکے جس کا ذکر اگلی آیت میں اس طرح آیا ہے۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کی بری تدبیروں کے شر سے بچالیا مگر خود قوم فرعون سخت عذاب میں پکڑی گئی۔ مولائے کریم

442- اخرجہ مسلم (2288)

Marfat.com

نے مومن آل فرعون کو دنیا میں اول تو آل فرعون کو ان کے خلاف تدبیروں سے بچایا جس کی تفصیل قرآن میں مذکور نہیں۔مگر الفاظ قرآن سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو قتل کرنے اور تکلیف پہنچانے کے لئے قوم فرعون نے بہت سی تدبیریں کی تھیں اور جب پھر قوم فرعون غرق ہوئی تو اس بندہ مومن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات دی گئی اور آخرت کی نجات تو ظاہر ہی ہے۔

اور ان کے اعمال و احوال کو جانتا ہے پھر وہ مومن ان میں سے نکل کر پہاڑ کی طرف چلا گیا اور وہاں نماز میں مشغول ہو گیا، فرعون نے ہزار آدمی اس کی جستجو میں بھیجے، اللہ تعالیٰ نے درندے اس کی حفاظت پر مامور کر دیئے جو فرعونی اس کیطرف آیا درندوں نے اسے ہلاک کیا اور جو واپس گیا اور اس نے فرعون سے حال بیان کیا فرعون نے اس کو سولی دے دی تا کہ یہ حال مشہور نہ ہو۔ (تفسیر خازن، غافر، بیروت)

اللہ کا ذکر کرنے والی جگہ پر رحمت ہونے کا بیان

(443) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ - : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِیْ، وَاللّٰهِ، اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَّمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا، وَّاِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ يَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ. وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ.

وَرُوِیَ فِی الصَّحِيْحَيْنِ: "وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ يَذْكُرُنِیْ" بِالنُّوْنِ، وَفِیْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ "حَيْثُ" بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں وہ جہاں مجھے یاد کرتا ہے میں وہاں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تم میں سے اپنے کسی ایک بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنی کسی گمشدہ سواری کو پالے اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک گرہ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور جو شخص ایک گرہ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک "باع" اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے ہیں اس کی شرح پہلے ایک باب میں گزر چکی ہے۔

صحیحین میں ایک روایت میں ہے۔

"جہاں وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں"

لیکن اس حدیث میں لفظ "حیث" استعمال ہوا ہے اور یہ دونوں مستند ہیں۔

443- اخرجه البخاری (7405) و مسلم فی الذکر والدعا (2675) و فی التوبه (1/2675)

Marfat.com

شرح

انا عند ظن عبدی بی (میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں) کا مطلب یہ ہے کہ میرا بندہ میری نسبت جو گمان و خیال رکھتا ہے میں اس کے لئے ویسا ہی ہوں اور اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جس کی وہ مجھ سے توقع رکھتا ہے اگر وہ مجھ سے عفو معافی کی امید رکھتا ہے تو اس کو معافی دیتا ہوں اور اگر وہ میرے عذاب کا گمان رکھتا ہے تو پھر عذاب دیتا ہوں۔ اس ارشاد کے ذریعہ گویا ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کی امید اس کے عذاب کے خوف پر غالب ہونی چاہئے اور اس کے بارہ میں اچھا گمان رکھنا چاہئے کہ وہ مجھے اپنی بے پایاں بخشش اور لامحدود رحمت سے نوازے گا۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ اللہ ایک شخص کو دوزخ میں لے جانے کا حکم کرے گا جب اسے کنارہ دوزخ پر کھڑا کیا جائے گا تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب تیرے بارے میں میرا گمان اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو واپس لے آؤ میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے۔ امید کا مطلب اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کیا جائے اور پھر بخشش کا امیدوار رہے بغیر عمل صرف امید ہی پر تکیہ کر لینا ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے یعنی ایسی امید کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو شخص میری یاد میں مشغول رہتا ہے تو میں اسے مزید نیکیوں اور بھلائیوں کی توفیق دیتا ہوں اور اس پر رحمت نازل کرتا ہوں اور اس کی مدد و حفاظت کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں رحمت کا گمان رکھنے کا بیان

(**444**) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ، یَقُوْلُ: ”لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ - عَزَّوَجَلَّ-“ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین دن پہلے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر ایک مرتے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔

کثیر گناہوں کی بخشش ہو جانے کا بیان

(**445**) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: ”قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَآءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَا اُبَالِیْ۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّکَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا، ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا، لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً“ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: ”حَدِیْثٌ حَسَنٌ“۔

”عَنَانُ السَّمَآءِ“ بِفَتْحِ الْعَیْنِ، قِیْلَ: ھُوَ مَا عَنَّ لَکَ مِنْھَا، اَیْ: ظَھَرَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَکَ، وَقِیْلَ: ھُوَ

444-مسلم ' ابو داؤد' ابن ماجه ابن حبان 236' طیالسی 1779' بیهقی 3/378 احمد 5/14127

445-اخرجه الترمذی (3551)

Marfat.com

السَّحَابُ . وَ"قُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَقِيْلَ : بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ، وَهُوَ : مَا يُقَارِبُ مِلَاَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تم جب تک مجھ سے دعا کرتے رہو گے اور مجھ سے امید رکھو گے' میں تمہاری مغفرت کرتا رہوں خواہ تمہارا عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو اور میں کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تمہارے گناہ آسمان کی بلندی پر پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تم زمین کے جتنے گناہ لے کر میرے پاس آؤ اور پھر تم اس حالت میں میری بارگاہ میں حاضر ہو کہ تم کسی کو میرا شریک نہ ٹھہراتے ہوئے تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ تم سے ملوں گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عنان السماء اس میں "ع" پر زبر پڑھی جائے گی۔

ایک قول کے مطابق اس کا مطلب وہ چیز ہے جو تمہارے سامنے ہو یعنی جو ظاہر ہو جب تم سر اٹھاؤ ایک قول کے مطابق اس کا مطلب بادل ہے۔ "قراب الارض" اس میں "ق" پر پیش پڑھی جائے گی۔ ایک قول کے مطابق اس پر زیر پڑھی جائے گی لیکن پیش پڑھنا زیادہ بہتر اور مشہور ہے اور اس سے مراد وہ چیز ہے جو زمین کو بھر دے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

باب 53: خوف اور امید کو اکٹھا کرنا

صحت وتندرستی اور فراغت کے حالات میں خوف وامید رکھنے کا بیان

اِعْلَمْ اَنَّ الْ... رَ لِلْعَبْدِ فِیْ حَالِ صِحَّتِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا رَّاجِيًا، وَيَكُوْنَ خَوْفُهٗ وَرَجَاؤُهٗ سَوَاءً، وَفِیْ حَالِ الْمَرَضِ يُمَحِّضُ الرَّجَاءَ، وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُّصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مُتَظَاهِرَةٌ عَلٰی ذٰلِكَ .

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ بات جان لو آدمی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے' وہ اپنی صحت کے عالم میں خوف زدہ بھی رہے اور امید بھی رکھے اس کا خوف اور امید برابر ہوں جو کتاب وسنت کی رو سے ثابت ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر دلائل بھی اس بات کو ظاہر کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ (الاعراف : 99).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "صرف خسارہ حاصل کرنے والے لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے خود کو محفوظ سمجھتے ہیں"۔

اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا! اے نورِ نظر، تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو۔

Marfat.com

اللہ کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (یوسف : 87)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں''۔

جس طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ، الحجر 56:)' گمراہ لوگ ہی اللہ کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو سخت حالات میں بھی صبر و رضا کا اور اللہ کی رحمت واسعہ کی امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

قیامت کے دن نیک لوگوں کے چہرے چمکتے ہوں گے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران: 106)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اس دن جب کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ ہوں گے''۔

سیاہ چہرے والے اور سفید چہرے والے کون لوگ ہیں

ان لوگوں کی تعیین میں مفسرین کے متعدد اقوال مذکور ہیں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے، حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کے چہرے سفید ہوں گے اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ترمذی نے حضرت ابوامامہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں، یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وہ قتل کریں گے، فقال ابوامامۃ کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السماء وخیر قتلی من قتلوہ ثم قراء، "یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ" ابوامامہ سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو آپ نے جواب میں شمار کر کے بتلا دیا کہ اگر حضور سے میں نے سات مرتبہ یہ حدیث سنی ہوئی نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا۔ (ترمذی)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ سیاہ چہرے اہل کتاب کے ان لوگوں کے ہوں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو آپ کی تصدیق کرتے تھے لیکن جب آپ مبعوث ہوئے تو بجائے آپ کی تائید و نصرت کرنے کے الٹا تکذیب کرنی شروع کر دی۔ مذکورہ اقوال کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال ہیں، لیکن ان سب میں کوئی تعارض نہیں ہے، سب کا حاصل ایک ہی ہے۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں آیت "یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ" کے متعلق فرمایا کہ مومنین مخلصین کے چہرے سفید ہوں گے، لیکن ان کے علاوہ ان تمام لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

جنہوں نے دین میں تغیر و تبدل کیا ہو، خواہ وہ مرتد اور کافر ہو گئے ہوں، خواہ اپنے دلوں میں نفاق کو چھپائے ہوئے ہوں، ان سب کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔

(تفسیر قرطبی، سورہ آل عمران، بیروت)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا انجام ذلت ورسوائی

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الأعراف : 166)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک تمہارا پروردگار بہت جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کو اطلاع کردی کہ ان کی اس سخت نافرمانی و بار بار کی بغاوت اور ہر موقعہ پر نافرمانی، رب سے سرکشی اور اللہ کے حرام کو اپنے کام میں لانے کیلئے حیلہ جوئی کر کے اسے حلال کی جامہ پوشی کا بدلہ یہ ہے کہ قیامت تک تم دبے رہو ذلت میں رہو لوگ تمہیں پست کرتے چلے جائیں۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان پر تاوان مقرر کر دیا تھا سات سال یا تیرہ سال تک یہ اسے ادا کرتے رہے، سب سے پہلے خراج کا طریقہ آپ نے ہی ایجاد کیا پھر ان پر یونانیوں کی حکومت ہوئی پھر کسرانیوں کلدانیوں اور نصرانیوں کی۔ سب کے زمانے میں ذلیل اور حقیر رہے ان سے جزیہ لیا جاتا رہا اور انہیں پستی سے ابھرنے کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ پھر اسلام آیا اور اس نے بھی انہیں پست کیا جزیہ اور خراج برابر ان سے وصول ہوتا رہا۔ غرض یہ ذلیل رہے اس امت کے ہاتھوں بھی حقارت کے گڑھے میں گرے رہے۔ بالآخر یہ دجال کے سات مل جائیں گے لیکن مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جا کر ان کی تخم ریزی کر دیں گے، جو بھی شریعت الٰہ کی مخالفت کرتا ہے، اللہ کے فرمان کی تحقیر کرتا ہے اللہ اسے جلدی ہی سزا دے دیتا ہے۔ ہاں جو اس کی طرف رغبت و رجوع کرے، توبہ کرے، جھکے تو وہ بھی اس کے ساتھ بخشش و رحمت سے پیش آتا ہے چونکہ ایمان نام ہے خوف اور امید کا اسی لئے یہاں اور اکثر جگہ عذاب و ثواب، پکڑ دکڑ اور بخشش اور لالچ دونوں کا ایک ساتھ بیان ہوا ہے۔

نیک لوگوں کیلئے جنت جبکہ بدکار لوگوں کیلئے دوزخ ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِيْمٍ﴾ (الانفطار : 14-13)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بے شک گنہگار جہنم میں ہونگے''۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار فرمانبردار، گناہوں سے دور رہتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ جنت کی خوش خبری دیتا ہے حدیث میں ہے کہ انہیں ابرار اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تھے اور اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے، بدکار لوگ دائمی عذاب میں پڑیں گے، قیامت کے دن جو حساب کا اور بدلے کا دن ہے ان کا داخلہ اس میں ہوگا ایک ساعت بھی ان پر عذاب ہلکا نہ ہوگا نہ موت آئے گی نہ راحت ملے گی نہ ایک ذرا سی دیر اس سے الگ ہوں گے۔

قیامت کے دن میں اعمال کے تولے جانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَّاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ (القارعة : 9-6)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جس شخص کا پلڑا بھاری ہوگا وہ رضامندی والی زندگی میں ہوگا اور جس شخص کا پلڑا ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا''۔

میزان "اس چیز سے تعبیر ہے جس کے ذریعہ بندوں کے اعمال کی مقدار و حیثیت جانی جا سکے اور جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ چیز میزان یعنی ترازو ہی کی شکل میں ہوگی جس کے دو پلے ہوں گے اور ایک زبان ہوگی اور دونوں پلوں کے درمیان مشرق و مغرب جیسا فاصلہ ہوگا اس میزان کے ذریعہ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے یعنی ایک پلے میں نیکیوں کے اعمال نامے اور دوسرے پلے میں برائیوں کے اعمال نامے رکھے جائیں گے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ حسنات یعنی نیک اعمال کو اچھی صورتوں میں اور سیأت یعنی برے عمل کو بری صورتوں میں ڈھال دیا جائے گا اور ان دونوں کو تولا جائے گا لیکن بعض روایتوں میں پہلا قول ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں جو نصوص ہیں ان کا ظاہری مفہوم اسی پر دلالت کرتا ہے۔

وَالْاٰيَاتِ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ . فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ فِيْ اٰيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ اٰيَاتٍ اَوْ اٰيَةٍ .

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں جس میں خوف اور امید کو اکٹھا کیا گیا ہے وہ ملی ہوئی دو آیات یا چند آیات یا ایک آیت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رحمت کی وسعت کا بیان

(446) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کے پاس موجود سزا کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شخص جنت کی امید نہ رکھے' آرزو نہ کرے اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شخص جنت سے مایوس نہ ہو۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

اس حدیث کا منشاء درحقیقت اللہ کی رحمت اور اس کے عذاب کی کثرت کو ظاہر کرنا ہے تاکہ مومن تو اس کی رحمت پہ اعتماد کر کے نہ بیٹھ جائے اور اس کے عذاب سے بالکل بے خوف و نڈر نہ ہو جائے اور کافر اس کی رحمت سے ناامیدی نہ اختیار کر لے اور توبہ کرنا نہ چھوڑے۔ اور حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ وہ بین الخوف والرجاء (خوف اور امید کے درمیان) رہے یعنی اللہ کی رحمت پر امید بھی رکھے اور اس کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر قیامت کے دن یہ اعلان کیا جائے گا کہ ایک شخص جنت میں داخل ہوگا تو میں امید رکھوں گا کہ وہ شخص میں ہوں اور اسی طرح اگر یہ اعلان کیا جائے کہ ایک شخص دوزخ میں داخل کیا جائے تو میں گمان رکھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔

446- اخرجه مسلم (2755)

Marfat.com

جنازے کو جلدی لے جانے اور رحمت کی امید کا بیان

(447) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ اَوِ الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا! اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اٹھالیتے ہیں (مراد ہے اپنے کندھے پر اٹھالیتے ہیں) تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے' مجھے آگے لے جاؤ اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو وہ کہتا ہے' ہائے بربادی تم اسے کہاں لے جارہے ہو۔ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر ایک سنتا ہے۔ اگر آدمی اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

شرح

جنازہ لے کر جلدی چلو" کا مطلب یہ ہے کہ جب دفن کرنے کے لئے جنازہ کو لے کر چلو تو جلدی جلدی چلو، آہستہ آہستہ قدم نہ اٹھاؤ لیکن "جلدی" سے دوڑ نا مراد نہیں ہے بلکہ متوسط چال مراد ہے کہ قدم جلد جلد اٹھیں اور پاس پاس رکھے جائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جنازہ لے کر چلنے کی چال معمولی چال سے تو بڑھی ہوئی ہو اور دوڑنے سے کم ہو۔ "اگر وہ جنازہ نیک آدمی کا ہے الخ" یہ جلدی چلنے کا فائدہ بیان کیا جارہا ہے کہ تم جس شخص کا جنازہ لے کر چل رہے ہو اگر اس کی زندگی اچھے احوال اور اچھے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو اسے جلد جلد لے کر چلو تا کہ وہ آخرت کے ثواب اور حق تعالیٰ کی رحمت تک جلد سے جلد پہنچ جائے اور اگر وہ جنازہ کسی ایسے شخص کا ہے جس کی زندگی برے احوال اور برے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو بھی جلد جلد چلو تا کہ برے کو جلد اپنے کاندھوں سے اتار پھینکو۔

نیک بخت یعنی مومن جب مرتا ہے اور اس کا جنازہ تیار ہو جاتا ہے تو چونکہ جنت کی نعمتیں اور حق تعالیٰ کی رحمتیں دیکھتا ہے اس لئے اپنے آپ کو جلدی لے چلنے کے لئے کہتا ہے اس کے برخلاف جب بدبخت انسان موت کی گود میں پہنچ جاتا ہے اور اس کا جنازہ تیار کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ عذاب کو سامنے دیکھتا ہے اس لئے واویلا کرتا ہے اور اپنے لوگوں سے کہتا ہے کہ مجھے عذاب کی طرف کیوں لے جارہے ہو۔ علماء لکھتے ہیں کہ مردہ اس وقت حقیقتاً کلام کرتا ہے اگر چہ اس کی روح نکل چکی ہوتی ہے فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ انسان اس کی آواز کی سماعت نہیں کر سکتا جب کہ دوسری مخلوقات اس کی آواز سنتی ہیں اور یہ چیز کوئی غیر ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ مردہ اپنی قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے۔

447- اخرجه احمد (4/11552) والبخاری (1314) والنسائی (1907) وابن حبان (3038) و عبد الرزاق (2650) والبیهقی (21/4)

Marfat.com

جنت اور جہنم کے قریب ہونے کا بیان

(**448**) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جنت تم میں سے کسی ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور جہنم بھی ایسی ہی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشَوْقًا اِلَيْهِ

باب **54**: اللہ کی بارگاہ میں رونے کی فضیلت اور اس کی بارگاہ (میں حاضری) کا اشتیاق

خوف الٰہی سے رونے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ (الإسراء: **109**).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ اور وہ لوگ ٹھوڑی کے بل گر گئے روتے ہوئے اور ان کے خشوع میں اضافہ ہوا''۔

تلاوت قرآن کے وقت رونا مستحب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں نہ جاوے گا وہ شخص جو اللہ کے خوف سے رویا جب تک کہ دوہا ہوا دودھ دوبارہ تھنوں میں واپس نہ لوٹ جائے یعنی جیسے یہ نہیں ہوسکتا کہ تھنوں سے نکالا ہوا دودھ پھر تھنوں میں واپس ڈال دیا جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے خوف سے رونے والا جہنم میں چلا جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کردی ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئے دوسرے جو اسلامی سرحد کی حفاظت کے لئے رات کو بیدار رہے۔ (بیہقی وحاکم وصححہ، تفسیر مظہری، الاسراء، بیروت)

خوف الٰہی سے رونے کی ترغیب دلانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ﴾ (النجم: **59**).

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''کیا اس بات پر تم لوگ حیران ہوتے ہو' تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو''۔

اور نہیں روتے ہو تم اس کی شان میں کوتاہی کے ارتکاب کے غم میں اور اس خوف سے کہ کہیں وہ عذاب جس نے مذکورہ بالا امتوں کو گھیر لیا تھا، تمہیں نہ آ گھیرے۔ (روح المعانی، سورہ نجم، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلاوت قرآن سن کر آنسو بہانے کا بیان

(**449**) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَاْ عَلَيَّ

٤٤٨ بخاری و احمد 2/366 (جامع صغیر) ابن حبان 661' بیہقی 3/368

٤٤٩ بخاری التفسیر' مسلم فی الفضائل' ترمذی' نسائی فی التفسیر' ابو دائود' ابن حبان 87065' طبرانی 8460' ابو یعلی 5228' بیہقی 10/231

Marfat.com

الْقُرْاٰنَ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَقْرَاُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟! قَالَ: "اِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِىْ" فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ، حَتّٰى جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ : ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ (النساء : 41) قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم میرے سامنے قرآن پڑھو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن پڑھوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے' آپ نے فرمایا: لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے دوسرے کی زبانی سنوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ نساء کی آیات تلاوت کرنا شروع کی۔ جب میں اسی آیت پر پہنچا "اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئینگے" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس اتنا ہی کافی ہے میں نے توجہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (متفق علیہ)

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عرض کہ قرآن آپ پر اتارا گیا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم چونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس لئے قرآن کریم پڑھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حق ہے اور یہ جس طرح اتارا گیا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھ سکتے ہیں کسی اور کی کیا مجال کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کریم پڑھے۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "میں اسے پسند کرتا ہوں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے جب کہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں کسی دوسرے سے قرآن سنوں اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جس میں عارف پر حالت سکون طاری ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے من عرف اللہ کل لسانہ (یعنی جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان خاموش ہوگئی) اس کے برخلاف عارف کی ایک اور حالت ہوتی ہے جس کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ من عف اللہ طال لسانہ یعنی جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان کھل جاتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بعض وقت تو عارف حالت تحیر واستغراق میں ہوتا ہے کہ سکونت اختیار کرتا ہے اور بعض وقت ہوشیار رہتا ہے کہ اس وقت وہ حقائق و معارف وغیرہ بیان کرتا ہے۔ دوسرے سے قرآن سننے میں ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے مفہوم و معانی خوب اچھی طرح سمجھ میں آتے ہیں غور وفکر اور محویت کمال درجہ کی حاصل ہوتی ہے۔ سورت نساء کی حدیث میں مذکورہ آیت کا مقصد چونکہ قیامت کے دن کو یاد دلانا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی ہولناکی اور اپنی امت کے ضعف کا خیال کر کے روئے، یہ اس بات کی بین علامت اور دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بڑے شفیق وعنایت فرما ہیں۔ صلی اللہ علیہ الف الف صلوۃ کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکر الغافلون۔

خوف سے متعلق وعظ سن کر رونے کا بیان

(**450**) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" قَالَ: فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

450- بخاری، مسلم، احمد 4/12659 ابن حبان 106

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَسَبَقَ بَيَانُهُ فِيْ بَابِ الْخَوْفِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا میں نے اس طرح کا خطبہ کبھی نہیں سنا آپ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں اگر تم جان جاؤ تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔ راوی کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز آنے لگی۔ (متفق علیہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سے پہلے خوف کے باب میں گزر چکی ہے۔

شرح

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی چاہئے جو رونے وہلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الٰہی کا احساس اور عظمت وجلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل وغافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ ہنسنے اور راحت چین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ کی طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

خوف الٰہی کے سبب رونے والے کیلئے جہنم نہ ہونے کا بیان

(451) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف کی وجہ سے روتا ہو۔ اس وقت تک جب تک دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے اور اللہ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

خوف الٰہی کے سبب بہنے والے آنسوؤں کے سبب سایہ رحمت نصیب ہونے کا بیان

(452) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ : اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

451-ترمذی فی الجہاد' احمد 3/10565' نسائی 3108' ابن ماجہ' حاکم 4/260

452-بخاری' مسلم' احمد 10/4486' ترمذی 239' نسائی' موطا مالک 1777

✧✧ انہی سے ہی یہ روایت منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس دن جب اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت کے علاوہ اور کوئی سایہ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص سایہ رحمت سات افراد کو نصیب کرے گا۔ عادل حکمران وہ نوجوان جس کی پرورش اللہ کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہو وہ شخص جس کا دل مسجد سے متعلق رہے دو افراد جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی حالت میں ملتے ہیں اور اسی حالت میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ شخص جسے کوئی خوبصورت صاحب حیثیت عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو صدقہ کرتے ہوئے اسے اتنا خفیہ رکھے کہ دائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہ چلے کہ بائیں نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

نماز میں خوف الٰہی کے سبب رونے کا بیان

(453) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ کے سینے سے ہنڈیا کے جیسی آواز آ رہی تھی۔ ایسا رونے کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح اسناد کے ہمراہ شمائل ترمذی رحمۃ اللہ علیہ میں روایت کیا ہے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رونے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہدایہ میں اس مسئلے کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز میں بہت روئے اور دوزخ یا عذاب وغیرہ کے ذکر اور یاد سے متاثر ہو کر آہ کرے یا با آواز روئے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اگر کوئی آدمی کسی جسمانی درد اور تکلیف کی شدت کی وجہ سے آہ کرے یا با آواز بلند روئے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

حضرت ابی بن کعب اور تلاوت قرآن پر رونے کا بیان

(454) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "اِنَّ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ - اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ : ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَبَكٰى اُبَيٌّ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ .

453- ابو داؤد فی الصلاۃ ترمذی فی الشمائل' احمد 5/16212' نسائی' ابن حبان 265' ابن خزیمہ 900' بیہقی 2/251

454- بخاری فی الفضائل و التفسیر' مسلم فی کتاب الصلاۃ ترمذی' عبد الرزاق 20411' احمد 4/12322

Marfat.com

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ہدایت دی ہے' میں تمہارے سامنے اس سورت کی تلاوت کروں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اس نے میرا نام لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں حضرت اُبی نے رونا شروع کر دیا۔

شرح

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے بڑے قاری تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسی امتیاز وشرف کو صحابہ کے سامنے اسی طرح بیان کیا کہ اقرأکم (تم میں سب سے بڑے قاری ابی ہیں) حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے قول اللہ سمانی لک کا مطلب یہ تھا کہ کیا خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے میرا ہی نام لیا ہے اور انہوں نے یہ بات اپنی عاجزی وانکساری کے اظہار اور اپنی گمنامی کی وجہ سے کہی کہ میں اس لائق کہاں ہوں کہ پرودگار بطور خاص میرا نام لے کر آپ کو حکم دے یا پھر انہوں نے یہ بات ازراہ ذوق ولذت کے کہی اور اپنی اس عظیم سعادت وشرف کا اظہار کیا کہ اللہ نے مجھے یہ عظیم مرتبہ بخشا۔ یہ عظیم شرف سن کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانا خوشی کی وجہ سے تھا ایسی خوشی جو حقیقی عاشق کو محبوب کے وصال اور محبوب کی کرم فرمائی کے وقت حاصل ہوتی ہے ایسی صورت میں قلب کا حزن وملال سکون پا کر آنکھوں کی راہ سے نکل پڑتا ہے۔ خاص طور پر سورت لم یکن ہی کو پڑھنے کا حکم اس لئے ہوا کہ یہ سورت الفاظ کے اعتبار سے بہت مختصر بھی ہے اور اس میں فوائد بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ اس سورت میں دین کے اصول، وعد وعید اور اخلاص وغیرہ کے اعلیٰ مضامین مذکورہ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ماہر قرآن اور اہل علم وفضل کے سامنے قرآن پڑھنا مستحب ہے اگرچہ قاری سننے والے سے افضل نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے کا بیان

(455) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا، كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَتْ: مَا اَبْكِيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ؛ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کی بات ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' میرے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں چلو! ہم ان سے مل کے آتے ہیں۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں حضرات نے دریافت کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ کی بارگاہ

455- اخرجه احمد (12322) والبخاری (3809) و مسلم (799) والترمذی (3795) و عبدالرزاق (20411)

Marfat.com

اس کے رسول کیلئے زیادہ بہتر ہے تو سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ میں اس وجہ سے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ پتہ نہیں ہے' اللہ کی بارگاہ اس کے رسول کیلئے زیادہ بہتر ہے بلکہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں صاحبان کو بھی آزردہ کر دیا اور وہ دونوں صاحبان بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ اہل خیر کی زیارت کے باب میں یہ اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

نرم دلی کے سبب رونے کا بیان

(456) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ، فَقَالَ: "مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ، اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ: "مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◇◇ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بارے میں کہا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا دے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضرت ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب وہ قرآن پڑھیں گے تو رونا شروع کر دیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے۔

ایک روایت میں جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں: ابوبکر! جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرات نہیں سنا سکیں گے۔ (متفق علیہ)

دنیاوی نعمتوں پر رونے کا بیان

(457) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِّيَ بِهَا رَاْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ؛ وَاِنْ غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهُ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ - اَوْ قَالَ: اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا - قَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◇◇ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو کفن

456- اخرجه البخاری (628) و مسلم (418)/94) و روایة السیدة عائشة رضی الله عنها اخرجها البخاری (198) و مسلم (418)

457- اخرجه البخاری (1273)

دینے کے لئے کچھ نہیں مل رہا تھا۔ صرف ایک چادر تھی جس کے ذریعے سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے۔ اگر اس کے ذریعے ان کے پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ظاہر ہو جاتا تھا پھر ہمارے لیے دنیا اتنی فراخ کر دی گئی جو تمہارے سامنے ہے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہے، ہمیں نیکیوں کا پھل بہت جلدی مل گیا ہے پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کھانا نہیں کھایا۔

اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسو کا بیان

(458) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. وَاَمَّا الْاَثَرَانِ: فَاَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَاَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰی" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

✧ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانات سے عزیز کوئی چیز نہیں ہے' ایک اللہ کے خوف سے نکلنے والا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اس خون کا قطرہ جسے اللہ کی راہ میں بہایا گیا ہو اور دو نشانات میں سے ایک اللہ کی راہ میں آنے والا (زخم) کا نشان اور ایک اللہ کے فرض کی ادائیگی میں نتیجے میں ماتھے یا پاؤں پہ (ٹخنے کے پاس) پڑنے والا نشان۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

دلوں پر رقت طاری کرنے والے وعظ کا بیان

(459) وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ مِنْهَا: حَدِیْثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ. وَقَدْ سَبَقَ فِیْ بَابِ النَّهْیِ عَنِ الْبِدَعِ.

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں جن میں سے ایک حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ کیا جس سے دل لرز گئے' آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

• یہ حدیث اس سے پہلے "بدعت کی ممانعت" کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِی الدُّنْیَا وَالْحَثِّ عَلَی التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

باب 55: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کی فضیلت

دنیا کو قلیل طور پر استعمال کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان

458- اخرجه الترمذی (1675) و فی اسناده الولید بن جمیل الفلسطینی وهو ضعیف و باقی رجال الانساد ثقات (اس کی سند میں ولید بن جمیل ضعیف ہے)

459- احمد 6/7145' ابو دائود' ترمذی' ابن ماجه' دارمی 1/44

Marfat.com

دنیا کے فانی ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (یونس : 24)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”بے شک دنیاوی زندگی کی مثال پانی کی طرح ہے جسے ہم آسمان سے نازل کرتے تو اس کی وجہ سے زمین سے اگنے والی چیزیں جنہیں لوگ اور جانور کھاتے ہیں اچھی طرح اگ جائے یہاں تک کہ زمین اچھی طرح سج جائے اور آراستہ ہو جائے اور زمین کا مالک یہ سمجھے کہ وہ اگی ہوئی چیز پر قابو پالیں گے پھر ان کے پاس رات کے وقت یا دن کے وقت ہمارا حکم آجائے اور ہم اسے کاٹے ہوئے کھیت کی مانند کر دیں گویا وہ گزشتہ کل تھی ہی نہیں اسی طرح ہم آیات کو ان لوگوں کے لئے وضاحت سے بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں“۔

دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور اس کی دو گھڑی کی سہانی رونق پھر اس کی بربادی اور بیرونقی کی مثال زمین کے سبزے سے دی جا رہی ہے کہ بادل سے پانی برسا زمین لہلہا اٹھی۔ طرح طرح کی سبزیاں، چارے، پھل پھول، کھیت باغات، پیدا ہو گئے۔ انسانوں کے کھانے کی چیزیں، جانوروں کے چرنے چگنے کی چیزیں، چاروں طرف پھیل پڑیں، زمین سرسبز ہو گئی، ہر چہار طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگی، کھیتی والے خوش ہو گئے، باغات والے پھولے نہیں سماتے کہ اب کے پھل اور اناج بکثرت ہے۔ ناگہاں آندھیوں کے جھکڑ چلنے لگے، برف باری ہوئی، اولے گرے، پالہ پڑا، پھل چھوڑ پتے بھی جل گئے۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے، تازگی خشکی سے بدل گئی، پھل ٹھٹھر گئے۔

جل گئے، کھیت و باغات ایسے ہو گئے گویا تھے ہی نہیں اور جو چیز کل تھی بھی آج نہیں تو گویا کل بھی نہ تھی۔ حدیث میں ہے بڑے دنیا دار کروڑ پتی کو جو ہمیشہ ناز و نعمت میں ہی رہا تھا، لاکر جہنم میں ایک غوطہ دے کر پھر اس سے پوچھا جائے گا کہو تمہاری زندگی کیسی گزری؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے تو کبھی کوئی راحت نہیں دیکھی۔ کبھی آرام کا نام بھی نہیں سنا۔ اسی طرح دنیا کی زندگی میں ایک گھڑی بھی جس پر آرام کی نہیں گزری تھی اسے لایا جائے گا۔ جنت میں ایک غوطہ کھلا کر پوچھا جائے گا کہ کہو دنیا میں کیسے رہے؟ جواب دے گا کہ پوری عمر کبھی رنج و غم کا نام بھی نہیں سنا کبھی تکلیف اور دکھ دیکھا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح عقلمندوں کے لیے واقعات واضح کرتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کر لیں۔ ایسا نہ ہو اس فانی چند روزہ دنیا کے ظاہری چکر میں پھنس جائیں اور اس ڈھل جانے والے سائے کو اصلی اور پائیدار سمجھ لیں۔ اس کی رونق دو روزہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اپنے چاہنے والوں سے بھاگتی ہے۔ اور نفرت کرنے والوں سے لپٹتی ہے۔

دنیا کی مثال کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ۝ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ

Marfat.com

الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴾ (الكهف : 46-45)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم ان کے سامنے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کردو جیسے وہ پانی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہو اور اس کے ذریعے زمین سے نباتات اُگ جائیں اور پھر وہ سوکھی ہوئی گھاس کی طرح ہو جائے جسے ہوائیں اڑا دیں، تو اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، مال، اولاد دنیاوی زندگی کی چیزیں ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے پاس رہنے والے ثواب کی اعتبار سے بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بہتر ہیں''۔

دنیا اپنے زوال، فنا، خاتمے اور بردباری کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتا ہے اور ہزارہا پودے لہلہانے لگتے ہیں، تروتازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز سے ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ ساکھ کر چوراچورا ہو جاتے ہیں، اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اس حالت پر اللہ قادر تھا وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔ عموماً دنیا کی مثال بارش سے بیان فرمائی جاتی ہے۔

دنیا کے لہو ولعب کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ (الحديد : 20)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم یہ بات جان لو کہ دنیاوی زندگی صرف کھیل تماشا ہے اور آرائش ہے اور ایک دوسرے کے درمیان فخر کرنے کا ذریعہ ہے اور مال اور اولاد میں کثرت کی طلب کا نام ہے اس بادل کی طرح جس کی اگائی ہوئی چیز کفار کو اچھی لگتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتا ہے تو تم اسے زرد دیکھتے ہو پھر وہ یوں ہو جاتا ہے جس طرح روندا ہوا ہو اور آخرت میں شدید عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت بھی ہوگی اور اس کی رضامندی بھی ہوگی دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے''۔

دنیا کو سجا دیئے جانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾

(آل عمران:14)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''لوگوں کے لئے عورتوں، بچوں سونے چاندی کے ڈھیروں، نشان لگائے ہوئے گھوڑوں اور جانوروں اور کھیتوں میں، دلچسپی آراستہ کردی گئی ہے یہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ٹھکانہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے سجایا گیا ہے ان سب چیزوں میں سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا، اس لئے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست ہے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا، ہاں جب کسی شخص کی نیت نکاح کر کے زنا سے بچنے کی اور اولاد کی

کثرت سے ہوتو بیشک یہ نیک کام ہے اس کی رغبت شریعت نے دلائی ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور بہت سی حدیثیں نکاح کرنے بکہ کثرت نکاح کرنے کی فضیلت میں آئی ہیں اور اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ بیویوں والا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا کا ایک فائدہ ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے کہ خاوند اگر اس کی طرف دیکھے تو یہ اسے خوش کردے اور اگر حکم دے تو بجالائے اور اگر کہیں چلا جائے تو اپنے نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ دوسری حدیث میں ہے مجھے عورتیں اور خوشبو بہت پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب عورتیں تھیں، ہاں گھوڑے ان سے بھی زیادہ پسند تھے، ایک اور روایت میں ہے گھوڑوں سے زیادہ آپ کی چاہت کی چیز کوئی اور نہ تھی ہاں صرف عورتیں۔ ثابت ہوا عورتوں کی محبت بھلی بھی ہے اور بری بھی۔ اسی طرح اولاد کی اگر ان کی کثرت اس لئے چاہتا ہے کہ وہ فخر وغرور کرے تو بری چیز ہے اور اگر اس لئے ان کی زیادتی چاہتا ہے کہ نسل بڑھے اور موحد مسلمانوں کی گنتی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ ہو تو بیشک یہ بھلائی کی چیز ہے۔

دنیاوی زندگی کے دھوکے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیَاۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ﴾ (فاطر : 5)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور وہ (شیطان) اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں کسی غلط فہمی کا شکار نہ کرے''۔

کثرت اموال کے سبب غفلت کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ○ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ﴾ (التکاثر : 5-1)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''کثرت تمہیں غافل کردے گی یہاں تک کہ تم قبروں کو دیکھ لوگے اور عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا پھر عنقریب اچھی طرح تمہیں پتا چل جائے گا عنقریب تمہیں یقینی علم حاصل ہو جائے گا''۔

مال ودولت اور اعمال کا بیان

ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے پالینے کی کوشش نے تمہیں آخرت کی طلب اور نیک کاموں سے بیپرواہ کردیا تم اسی دنیا کی ادھیڑبن میں رہے کہ اچانک موت آگئی اور تم قبروں میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اطاعت پروردگار سے تم نے دنیا کی جستجو میں پھنس کر بیر غبتی کرلی اور مرتے دم تک غفلت برتی (ابن ابی حاتم) حسن بصری فرماتے ہیں مال اور اولاد کی زیادتی کی ہوس میں موت کا خیال پرے پھینک دیا صحیح بخاری کتاب الرقاق میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوکان لابن ادم وادمن ذھب یعنی اگر ابن آدم کے پاس ایک جنگل بھر کر سونا ہوا سے قرآن کی آیت ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ

الهاکم التکاثر نازل ہوئی۔

مسند احمد میں ہے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ کی خدمت میں جب آیا تو آپ اس آیت کو پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا: ابن آدم کہتا رہتا ہے کہ میرا مال میرا مال حالانکہ تیرا مال صرفوہ ہے جسے تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پھاڑ دیا یا صدقہ دے کر باقی رکھ لیا صحیح مسلم شریف میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس کے سوا جو کچھ ہے اسے تو تو لوگوں کے لیے چھوڑ چھاڑ کر چل دے گا۔

بخاری کی حدیث میں ہے میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو تو پلٹ آتی ہیں صرف ایک ساتھ رہ جاتی ہے گھر والے مال اور اعمال اہل و مال لوٹ آئے عمل ساتھ رہ گئے مسند احمد کی حدیث میں ہے ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہیں لالچ اور امنگ حضرت صحاک نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھ کر پوچھا یہ درہم کس کا ہے؟ اس نے کہا میرا فرمایا تیرا تو اس وقت ہوگا کہ کسی نیک کام میں تو خرچ کر دے یا بطور شکر رب کے خرچ کرے حضرت احنف نے اس واقعہ کو بیان کر کے پھر یہ شعر پڑھا۔ **انت للمال اذا امسکته فاذا انفقته فالمال لك**

یعنی جب تک تو مال کو لیے بیٹھا ہے تو تو مال کی ملکیت ہے ہاں جب اسے خرچ کر دے گا اس وقت مال تیری ملکیت میں ہو جائے گا ابن بریدہ فرماتے ہیں بنو حارثہ اور بنو حارث انصار کے قبیلے والے اپنے میں سے ایسوں کو پیش کرتے تھے جب زندوں کے ساتھ یہ فخر و مباہات کر چکے تو کہنے لگے آؤ قبرستان میں چلیں وہاں جا کر اپنے اپنے مردوں کی قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے بتاؤ اس جیسا بھی تم میں کوئی گذرا ہے وہ انہیں اپنے مردوں کے ساتھ الزام دینے لگے اس پر یہ دونوں ابتدائی آیتیں اتریں کہ تم فخر و مباہات کرتے ہوئے قبرستان میں پہنچ گئے اور اپنے اپنے مردوں پر بھی فخر و غرور کرنے لگے چاہیے تھا کہ یہاں آ کر عبرت حاصل کرتے اپنا مرنا اور سڑنا گلنا یاد کرتے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی زیادتی اور اپنی کثرت پر گھمنڈ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ایک ہو کر قبروں میں پہنچ گئے مطلب یہ ہے کہ بہتات کی چاہت نے غفلت میں ہی رکھا یہاں تک کہ مر گئے اور قبروں میں دفن ہو گئے صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی بیمار پرسی کو گئے اور حسب عادت فرمایا کوئی ڈر خوف نہیں انشاء اللہ گناہوں سے پاکیزگی حاصل ہوگی تو اس نے کہا آپ اسے خوب پاکا بتلا رہے ہیں یہ تو وہ بخار ہے جو بوڑھے بڑوں پر جوش مارتا ہے اور قبر تک پہنچا کر رہتا ہے آپ نے فرمایا اچھا پھر یوں ہی سہی اس حدیث میں بھی لفظ تزیرہ القبور ہے اور یہاں قرآن میں بھی زرتم المقابر ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد مر کر قبر میں دفن ہونا ہی ہے ترمذی میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب تک یہ آیت نہ اتری ہم عذاب قبر کے بارے میں شک میں ہی رہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس آیت کی تلاوت کی پھر کچھ دیر سوچ کر فرمانے لگے میمون! قبروں کا دیکھنا تو صرف بطور زیارت ہے اور ہر زیارت کرنے والا اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے یعنی خواہ جنت کی طرف خواہ دوزخ کی طرف ایک اعرابی نے بھی ایک شخص کی زبانی ان دونوں آیتوں کی تلاوت سن کر یہی فرمایا تھا کہ اصل مقام اور ہی ہے پھر اللہ تعالیٰ دھمکاتے ہوئے دو دو مرتبہ فرماتا ہے کہ حقیقت حال کا علم تمہیں ابھی ہو جائے گا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے مراد کفار ہیں دوبارہ مومن

مراد ہیں پھر فرماتا ہے کہ اگر تم علم یقینی کے ساتھ اسے معلوم کر لیتے یعنی اگر ایسا ہوتا تو تم غفلت میں نہ پڑتے اور مرتے دم تک اپنی آخری منزل آخرت سے غافل نہ رہتے پھر جس چیز سے پہلے دھمکایا تھا اسی کا بیان کر رہا ہے کہ تم جہنم کو انہی ان آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ اس کی ایک ہی جنبش کے ساتھ اور تو اور انبیاء علیہم السلام بھی ہیبت وخوف کے مارے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اس کی عظمت اور دہشت ہر دل پر چھائی ہوئی ہوگی جیسے کہ بہت سی احادیث میں بہ تفصیل مروی ہے پھر فرمایا کہ اس دن تم سے نعمتوں کی باز پرس ہوگی صحت امن رزق وغیرہ تمام نعمتوں کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کا شکر کہاں تک ادا کیا۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ ٹھیک دو پہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے چلے دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مسجد میں آ رہے ہیں پوچھا کہ اس وقت کیسے نکلے ہو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز نے آپ کو نکالا ہے اسی نے مجھے بھی نکالا ہے اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے ان سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سوال کیا اور آپ نے بھی یہی جواب دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں سے باتیں کرنی شروع کیں پھر فرمایا کہ اگر ہمت ہو تو اس باغ تک چلے چلو کھانا پینا مل ہی جائے گا اور سائے دار جگہ بھی ہم نے کہا بہت اچھا پس آپ ہمیں لے کر ابو الہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ کے دروازہ پر آئے آپ نے سلام کیا اور اجازت چاہی ام ہیثم انصاریہ دروازے کے پیچھے ہی کھڑی تھیں سن رہی تھیں لیکن اونچی آواز سے جواب نہیں دیا اور اس لالچ سے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ سلامی کی دعا کریں اور کئی کئی مرتبہ آپ کا سلام سنیں جب تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کر چکے اور کوئی جواب نہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے دیئے اب تو حضرت ابو الہیثم کی بیوی صاحبہ دوڑیں اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی آواز سن رہی تھی لیکن میرا ارادہ تھا کہ اللہ کرے آپ کئی کئی مرتبہ سلام کریں اس لیے میں نے اپنی آواز آپ کو نہ سنائی آپ آیئے تشریف للے چلیئے آپ نے ان کے اس فعل کو اچھی نظروں سے دیکھا پھر پوچھا کہ خود ابو الہیثم کہاں ہیں مائی صاحبہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی یہیں قریب ہی پانی لینے گئے ہیں آپ تشریف لائیے انشاء اللہ آتے ہی ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں رونق افروز ہوئے اتنے میں ہی حضرت ابو الہیثم بھی آ گئے بیحد خوش ہوئے آنکھوں ٹھنڈک اور دل سکون نصیب ہوا اور جلدی جلدی ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گئے اور اچھے اچھے خوشے اتار اتار کر دینے لگے یہاں تک کہ خود آپ نے روک دیا صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدلی اور تر اور بالکل پکی اور جس طرح کی چاہیں تناول فرمائیں جب کھجوریں کھا چکے تو میٹھا پانی لائے جسے پیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اللہ کے ہاں پوچھے جاؤ گے ابن جریر کی اسی حدیث میں ہے کہ ابو بکر عمر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور پوچھا کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ دونوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کے مارے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہیں فرمایا اس اللہ کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں بھی اسی وجہ سے اس وقت نکلا ہوں اب آپ انہیں لے کر چلے اور ایک انصری کے گھر آئے ان کی بیوی صاحبہ مل گئیں پوچھا کہ تمہارے میاں کہاں گئے ہیں؟ کہاں گھر کے لیے میٹھا پانی لانے گئے ہیں اتنے میں تو وہ مشک اٹھائے ہوئے آ ہی گئے خوش ہو گئے اور کہنے لگے مجھ جیسا خوش قسمت آج کوئی بھی نہیں جس کے گھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں مشک تو لٹکا دی اور خود جا کر کھجوروں کے تازہ تازہ خوشے لے آئے آپ نے فرمایا چن کر الگ کر کے لاتے تو جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے چاہا کہ آپ اپنی طبیعت کے مطابق اپنی پسند سے چن

لیں اور نوش فرمائیں پھر چھری ہاتھ میں اٹھائی کہ کوئی جانور ذبح کر کے گوشت پکائیں تو آپ نے فرمایا دیکھو دودھ دینے والے جانور ذبح نہ کرنا چنانچہ اس نے ذبیحہ کیا آپ نے وہیں کھانا کیا پھر فرمانے لگے دیکھو بھوکے گھر سے نکلے اور پیٹ بھرے جارہے ہیں یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام حضرت ابوعسیب کا بیان ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نکلا پھر حضور ابو بکر کو بلایا پھر حضرت عمر کو بلایا پھر کسی انصاری کے باغ میں گئے اور اس سے فرمایا لاؤ بھائی کھانے کو دو وہ انگور کے خوشے اٹھالائے اور آپ کے سامنے رکھ دیئے آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھائے پھر فرمایا ٹھنڈا پانی پلواؤ وہ لائے آپ نے پیا پھر فرمانے لگے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی حضرت عمر نے وہ خوشہ اٹھا کر زمین پر دے مارا اور کہنے لگے اس کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں پرسش ہوگی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ تکاثر، بیروت)

سچی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (العنکبوت : 64)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور یہ دنیاوی زندگی صرف کھیل اور تماشا ہے بے شک آخرت کی زندگی سچی ہے اگر انہیں اس کا علم ہو''۔

دنیا کی بے بسی اور حضرت عکرمہ کے قبول اسلام کا بیان

دنیا کی حقارت وذلت اس کے زوال وفنا کا ذکر ہو رہا ہے کہ اسے کوئی دوام نہیں اس کا کوئی ثبات نہیں یہ تو صرف لہو ولعب ہے۔ البتہ دار آخرت کی زندگی دوام وبقا کی زندگی ہے وہ زوال وفنا سے قلت وذلت سے دور ہے۔ اگر انہیں علم ہوتا تو اس بقا والی چیز پر اس فانی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔ پھر فرمایا کہ مشرکین بے کسی اور بے بسی کے وقت تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کو ہی پکارنے لگتے ہیں۔ پھر مصیبت کے ہٹ جانے اور مشکل کے ٹل جانے کے بعد اس کے ساتھ دوسروں کا نام کیوں لیتے ہیں؟ جیسے اور جگہ ارشاد ہے آیت (وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا، الإسراء: 67) یعنی جب سمندر میں مشکل میں پھنستے ہیں اس وقت اللہ کے سوا سب کو بھول جاتے ہیں اور جب وہاں سے نجات پا کر خشکی میں آ جاتے ہیں تو فوراً ہی منہ پھیر لیتے ہیں۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو عکرمہ ابن ابی جہل یہاں سے بھاگ نکلا اور حبشہ جانے کے ارادے سے کشتی میں بیٹھ گیا اتفاقاً سخت طوفان آیا اور کشتی ادھر ادھر ہونے لگی۔ جتنے مشرکین کشتی میں تھے سب کہنے لگے یہ موقعہ صرف اللہ کو پکارنے کا ہے اٹھو اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اس وقت نجات اسی کے ہاتھ ہے۔ یہ سنتے ہی عکرمہ نے کہا سنو اللہ کی قسم! اگر سمندر کی اس بلا سے سوائے اللہ کے کوئی نجات نہیں دے سکتا تو خشکی کی مصیبتوں کا ٹالنے والا بھی وہی ہے۔ اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میں یہاں سے بچ گیا تو سیدھا جا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دونگا اور آپ کا کلمہ پڑھ لونگا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری خطاؤں سے درگذر فرمالیں گے اور مجھ پر رحم

وکرم فرمائیں گے چنانچہ یہی ہوا۔ (سیرت ابن اسحاق)

وَالْاٰیَاتِ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّشْھُوْرَۃٌ. وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَاَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّہُ بِطَرَفٍ مِّنْھَا عَلٰی مَا سِوَاہُ.

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ بھی گنتی سے کہیں زیادہ ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک یہاں نمونے کے طور پر ذکر کریں گے اور بقیہ کو ترک کر دیں گے۔

دنیاوی رغبت کے سبب ہلاکت کے اندیشہ کا بیان

(460) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلَی الْبَحْرَیْنِ یَاْتِیْ بِجِزْیَتِھَا، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ، فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ، فَوَافَوْا صَلَاۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ رَاٰھُمْ، ثُمَّ قَالَ: "اَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ قَدِمَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ؟" فَقَالُوْا: اَجَلْ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَقَالَ: "اَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ، فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ، وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْیَا عَلَیْکُمْ کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا، فَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

✧✧ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین بھیجا وہ وہاں سے جزیہ لے کر آئے اور بحرین کا مال لے کر آئے۔ جب انصار نے ابوعبیدہ کی آمد کے بارے میں سنا تو فجر کی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں شریک ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی اور سلام پھیر لیا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے' فرمایا: میرا خیال ہے' تم نے یہ بات سن لی ہے' ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لے کر آیا ہے انہوں نے عرض کی: جی! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوشخبری حاصل کرو اور وہ امیدیں رکھو جو تمہیں خوش رکھیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں غربت کا اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے' یہ دنیا تمہارے لیے کشادہ ہو جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لئے کشادہ ہوئی تھی اور تم اس کی طرف راغب ہو جاؤ گے جیسے وہ لوگ راغب ہوئے تھے اور وہ تمہیں بھی ہلاکت کا شکار کر دے گی جیسے انہیں اس نے ہلاکت کا شکار کر دیا تھا۔ (متفق علیہ)

شرح

بحرین "موجودہ جغرافیائی نقشہ کے مطابق ان متعدد جزیروں کے مجموعہ کا نام ہے جو خلیج غربی کے جنوب مغربی گوشے میں واقع ہیں، ان جزیروں میں سب سے بڑا جزیرہ، جزیرہ منامہ ہے جس کا دوسرا نام بحرین بھی ہے اسی جزیرہ کے نام پر پورے ملک کو بحرین کہتے ہیں۔ لیکن حدیث شریف اور تاریخ کی کتابوں میں "بحرین" کا لفظ اس علاقہ کے متعلق آیا ہے جو جزیرہ العرب کے

460- اخرجه البخاری (3158) و مسلم (2961) والترمذی (2462) و ابن ماجه (3997)

Marfat.com

مشرقی ساحل پر خلیج بصرہ سے قطر اور عمان تک پھیلا ہوا ہے اور موجودہ بحرین کے مغرب میں واقع ہے۔ اس علاقہ کو اب "احساء" کہا جاتا ہے، لہٰذا یہاں حدیث میں بھی "بحرین" سے مراد وہی علاقہ ہے جس کا نام اب "احساء" ہے۔ "قنسرین" ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے! بہرکیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تھا کہ ان تین شہروں میں جس شہر کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہو مکہ سے ہجرت کر کے وہاں چلے جائیں اور اسی شہر کو اپنا مسکن قرار دیجئے۔ لیکن تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تین شہروں میں سے کسی بھی ایک شہر میں رہنے کا اختیار دیا گیا تھا مگر آخر میں مدینہ ہی کو متعین کر دیا گیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے۔

راوی حدیث عمرو بن عوف کے احوال کا بیان

عمرو بن عوف انصاری: یہ بنو عامر لوئی کے معاہد ہیں۔ غزوہ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی ہے۔

دنیا کو کشادہ کر دیئے جانے کا بیان

(461) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ، فَقَالَ: "اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ م بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے آپ نے فرمایا: اپنے بعد مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا اندیشہ ہے تمہارے لیے دنیا کی آرائش و زیبائش کو کھول دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح

مال و دولت کی وہ فراخی و آسودگی جو دنیا کا گرویدہ بناتی ہے، حرص و طمع میں مبتلا کرتی ہے، جوڑنے سمیٹنے اور ذخیرہ اندوزی کا خوگر کرتی ہے چونکہ انسان کو اخلاقی و روحانی طور پر تباہ و برباد کر دیتی ہے اور اخروی ہلاکت کا مستوجب بنا دیتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی دنیاوی خوشحال و آسودگی اور مالداری سے اپنے خوف کا اظہار فرمایا! یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیاوی نفع و آسودگی اور خوشحالی کے تئیں خوف کا اظہار فرمایا جو باہمی مخالفت و نزاع، سماجی استحصال و لوٹ گھسوٹ اور محض دنیاوی اقتدار کے لئے جنگ و جدل اور قتل و قتال کے نتیجہ میں حاصل ہو۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں "فقر" سے مراد ان تمام چیزوں سے تہی دست ہونا ہے جن کی ایک انسانی زندگی کو احتیاج ہوتی ہے اور جن پر ضروریات دین کی تکمیل اور بنیادی اسباب معیشت کا انحصار ہوتا ہے۔ اسی طرح غنا یعنی دنیاوی فراخی و آسودگی سے مراد دنیا کی چیزوں کا اس قدر حاصل ہونا ہے جو مقدار

61- قطعة من حديث طويل اخرجه احمد (4/11865) والبخاری (921) و مسلم (1052) والنسائی (2580) والطيالسی (2180) و عبد الرزاق (20028) و ابن حبان (3225)

Marfat.com

کفایت وضرورت سے زائد ہوں جس کی وجہ سے انسان حق تعالیٰ کی عبادت واطاعت سے غافل ہو جاتا ہے اور تمرد وسرکشی اختیار کرلیتا ہے۔

سرسبز دنیا میں امتحان دینے کا بیان

(462) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے روایت میں منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا سرسبز ہے۔(اللہ) اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں موقع دیا ہے تم اس میں کس طرح کے عمل کرتے ہو اور تم دنیا سے ڈرو اور خواتین (کے ساتھ ناروا سلوک) سے ڈرو۔

(463) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے اللہ! زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ (متفق علیہ)

میت کے ساتھ تین چیزوں کے جانے کا بیان

(464) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ: فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقٰى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ انہی سے ہی یہ روایت منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اس کے اہل خانہ اس کا مال اور اس کا عمل۔ اُن میں سے دو واپس آ جاتے ہیں اور ایک ساتھ رہ جاتا ہے۔ اہل خانہ اور مال واپس آ جاتے ہیں اور عمل وہیں رہ جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

شرح

اعمال" سے مراد وہ ثواب وعذاب ہے جو ہر اچھے برے عمل پر مرتب ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انسان جب اس دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی پہلی منزل (قبر) میں پہنچتا ہے تو وہاں سے وہ مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جہاں سے عزیز واقارب، دوست، احباب، مال ودولت اور جاہ وحشم سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور صرف وہ اعمال اس کے ساتھ رہ جاتے ہیں جو اس نے دنیا میں کئے تھے۔ شاید اسی لئے کہا گیا ہے کہ القبر صندوق العمل یعنی قبر اعمال کا صندوق ہے۔

462-مسلم (2742)

463-اخرجه البخاری (3795) و مسلم (1805) والترمذی (3857)

464-بخاری فی الرقاق، مسلم الزهد، ترمذی فی الزهد، نسائی (الاطراف) احمد 4/12081، ابن حبان، حمیدی 1186

جنت اور جہنم کے سبب دنیاوی نعمتوں اور سختیوں کو بھول جانے کا بیان

(465) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ، مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن' اہل جہنم میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی تھیں پھر اسے جہنم میں غوطہ دینے کے بعد دریافت کیا جائے گا۔ اے ابن آدم! کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا تمہیں کبھی کوئی نعمت ملی ہے؟ وہ جواب دے گا۔ اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! نہیں! پھر اہل جنت میں سے اسے شخص کو لایا جائے گا۔ جو دُنیا میں سب سے زیادہ تکلیف کا شکار رہا۔ اسے جنت کا چکر لگوا کر اس سے دریافت کیا جائے گا اے ابن آدم! کیا تم نے کبھی کوئی پریشانی دیکھی؟ کیا تمہارا کبھی کسی سختی سے واسطہ پڑا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! نہیں! میں نے کبھی کوئی پریشانی نہیں دیکھی میرا کبھی کسی سختی سے واسطہ نہیں پڑا۔

سمندر میں انگلی ڈبونے اور دنیا کی مثال کا بیان

(466) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ' جو بنو فہر سے تعلق رکھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دُنیا کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے (راوی نے اپنی شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارے کر کے بتایا) اور پھر اس بات کا جائزہ لے کر اس پر کتنا پانی آیا ہے؟

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی انگلی کو سمندر میں ڈبو کر باہر نکالے تو وہ دیکھے گا کہ اس کی انگلی سمندر میں سے محض تری یا صرف ایک آدھ قطرہ پانی کا لے کر واپس آئی ہے، پس سمجھنا چاہئے کہ آخرت کے زمانہ اور وہاں کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا کا زمانہ اور دنیا کی تمام نعمتیں اسی قدر قلیل و کمتر ہیں جس قدر کہ سمندر کے مقابلہ میں اس کی انگلی کو لگا ہوا پانی، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تمثیل بھی محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے ورنہ متناہی کو غیر متناہی کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی، پانی کا وہ ایک قطرہ جو دریا

465- اخرجه مسلم (2807) والنسائی (3160)

466- اخرجه احمد (18030) ومسلم (2959) والترمذی (2323) وابن ماجه (4108) وابن حبان (4330) والحاكم (4/7898) والطبرانی فی الكبير (713/20)

Marfat.com

سے باہر آیا ہے اپنی کمتری و بے وقعتی کے باوجود سمندر سے کچھ نہ کچھ نسبت ضرور رکھتا ہے مگر دنیا، آخرت سے اس قدر بھی نسبت نہیں رکھتی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو چاہئے کہ نہ تو نہایت جلد فنا ہو جانے والی دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں پر مغرور ہو اور نہ اس کی سختیوں اور پریشانیوں پر روئے پیٹے اور نہ شکوہ و شکایت کرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق یہی کہے کہ: اللّٰھم لا عیش الا عیش الاخرۃ، "اے اللہ! اصل زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے" نیز اس حقیقت کو ہر لمحہ مدنظر رکھے کہ یہ دنیا، مزرعۃ الاخرۃ (آخرت کی کھیتی ہے) اور یہاں کی زندگانی بس ایک ساعت کی ہے لہٰذا اس ایک ساعت کو گنوانے کی بجائے طلب الٰہی میں مصروف رکھنا ہی سب سے بڑی دانشوری ہے۔

دنیا کی مثال بکری کے مردہ بچے کی طرح ہونے کا بیان

(467) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَاَخَذَ بِاُذُنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: "اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ؟" فَقَالُوْا : مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ وَّمَا نَصْنَعُ بِهٖ؟ ثُمَّ قَالَ: "اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهٗ لَكُمْ؟" قَالُوْا : وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا، اِنَّهٗ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ ! فَقَالَ: "فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهٗ : "كَنَفَيْهِ" اَيْ : عَنْ جَانِبَيْهِ . وَ"الْاَسَكُّ" : الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالائی علاقے سے تشریف لاتے ہوئے بازار سے گزرے۔ آپ کے دونوں اطراف میں لوگ موجود تھے۔ آپ بکری کے ایک بچے کے پاس سے گزرے جو کچھ دیر پہلے مرا تھا۔ آپ اس کے پاس آئے اور اس کے کان پکڑ کر ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ایک درہم کے عوض میں اسے خریدنا پسند کرے گا۔ لوگوں نے عرض کی: ہم اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کریں گے ہم اس کا کریں گے کیا؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہاری یہ خواہش ہے، تمہیں یہ مل جائے۔ لوگوں نے عرض کی' اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی اس میں عیب موجود تھا کہ اس کا ایک کان چھوٹا تھا اور اب تو یہ مردہ ہے اس کا کیا کرنا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے نزدیک جتنا بے قیمت یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا اس سے زیادہ بے قیمت ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول "کنفیه" سے مراد ہے کہ آپ کے دونوں جانب اور "الاسك" کا مطلب ہے چھوٹے کانوں والا۔

شرح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے اس مردہ بچہ کی مثال کے ذریعہ درحقیقت اس طرف متوجہ فرمایا کہ یہ دنیا ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ انسان اس کی محبت وطلب میں آخرت کے نفع نقصان کو فراموش کر دے، بلکہ اصل چیز آخرت کی محبت وطلب ہے جہاں کی زندگی بھی لافانی ہے اور جس کی نعمتیں بھی لازوال ہیں، لہٰذا مقصود زندگی آخرت کی محبت وطلب ہونا چاہئے نہ کہ دنیا کی محبت

467- اخرجه مسلم (2957) وابو داؤد (187)

Marfat.com

وطلب، کیونکہ فرمایا گیا ہے۔حب الدنیا رأس کل خطیئۃ "دنیا کی محبت وچاہت ہر گناہ کی جڑ ہے" "ترک الدنیا رأس کل عبادۃ" دنیا سے بے اعتنائی، ہر عبادت کی بنیاد ہے" اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں گرفتار رہنے والا اپنے اعمال میں مخلص و پاکیزہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر کام کسی فاسد غرض و لالچ کی آمیزش رکھتا ہے خواہ وہ کوئی دینی اور مذہبی کام ہی کیوں نہ کرے، اس کے برخلاف جو شخص دنیا سے بے اعتنائی اختیار کیے ہوئے ہوتا ہے اس کے ہر عمل میں اخلاص و پاکیزگی اور آخرت ہی کا مفاد ہوتا ہے، خواہ وہ کسی دنیاوی کام ہی میں کیوں نہ مشغول ہو، اسی لئے کسی عارف نے کہا ہے کہ جس نے دنیا کو اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز بنالیا ہے اس کو تمام مشائخ اور مرشدین مل کر بھی راہ راست پر نہیں لگا سکتے اور جس نے دنیا سے بے اعتنائی کو اپنا شیوہ بنالیا اس کو دنیا بھر کے مفسد و بدکار لوگ بھی گمراہ نہیں کر سکتے۔

سونے کا پہاڑ بھی ہو تو خیرات کر دینے کا بیان

(468) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرَّۃِ بِالْمَدِیْنَۃِ، فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ، فَقَالَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ" قُلْتُ: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. فَقَالَ: "مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ عِنْدِیْ مِثْلَ اُحُدٍ ہٰذَا ذَہَبًا تَمْضِیْ عَلَیَّ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ وَّعِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ، اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُہٗ لِدَیْنٍ، اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِہٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰہِ ہٰکَذَا وَہٰکَذَا وَہٰکَذَا" عن یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ خَلْفِہٖ، ثُمَّ سَارَ، فَقَالَ: "اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ ہُمُ الْاَقَلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ ہٰکَذَا وَہٰکَذَا وَہٰکَذَا" عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ خَلْفِہٖ "وَقَلِیْلٌ مَّا ہُمْ". ثُمَّ قَالَ لِیْ: "مَکَانَکَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَکَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ حَتّٰی تَوَارٰی، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِیَہٗ فَذَکَرْتُ قَوْلَہٗ: "لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَکَ" فلم اَبْرَحْ حَتّٰی اَتَانِیْ، فَقُلْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْہُ، فَذَکَرْتُ لَہٗ، فَقَالَ: "وَہَلْ سَمِعْتَہٗ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ذَاکَ جِبْرِیْلُ اَتَانِیْ. فَقَالَ: مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِکَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ"، قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: "وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ، وَہٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ.

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی پتھریلی زمین میں چل رہا تھا احد پہاڑ ہمارے سامنے آیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یارسول اللہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے، میرے پاس اس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور پھر مجھ پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس ان میں سے ایک دینار بھی موجود ہو ماسوائے اس کے کہ جسے میں نے قرض کی ادائیگی کے لئے سنبھال کر رکھا ہے۔ میں اللہ کے بندوں کے بارے میں یہی کہتا رہوں گا کہ اسے اتنا مل جائے اور اتنا مل جائے اپنے دائیں طرف بائیں طرف اپنے پیچھے پھر آپ چلتے رہے، آپ نے فرمایا (مال کے اعتبار سے دنیا میں) کثرت رکھنے والے لوگ قیامت کے دن کمتر ہوں گے ماسوائے اس شخص کے جو اپنے مال کے بارے میں یہ کہے کہ اسے اتنا مل جائے اسے اتنا مل جائے وہ اپنے دائیں بائیں اور پیچھے خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ پھر

468- اخرجه البخاری (2388) ومسلم فی الزكاة (94) باب (9) الترغيب فی الصدقة والترمذی (2744)

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم یہیں ٹھہر جاؤ آگے نہیں آنا جب تک میں واپس نہیں آجاتا۔ پھر آپ رات کی تاریکی میں تشریف لے گئے یہاں تک کہ چھپ گئے۔

پھر میں نے ایک بلند آواز سنی مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید نبی اکرم ﷺ کو کوئی مشکل پیش آگئی ہے میں آگے جانے لگا پھر مجھے آپ کا یہ فرمان یاد آگیا کہ جب تک میں نہ آجاؤں تم نے آگے نہیں جانا۔ میں آگے نہیں بڑھا، پھر آپ تشریف لائے میں نے عرض کی: میں نے ایک آواز سنی تھی اور مجھے اس کی طرف سے اندیشہ ہوا، میں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا تم نے وہ آواز سنی تھی، میں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے وہ میرے پاس آئے تھے، انہوں نے بتایا کہ آپ کی امت کا جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے دریافت کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو، انہوں نے جواب دیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

(469) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَیَّ ثَلَاثُ لَیَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهٗ لِدَیْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتو مجھے یہ بات پسند نہیں ہے، مجھ پر تین راتیں گزر جائیں اور پھر بھی ان میں سے کوئی ایک چیز باقی ہو ماسوائے اس کے جو قرض کی ادائیگی کے لئے میں نے سنبھال کر رکھا ہو۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر نہ جاننے کا بیان

(470) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ؛ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّفِیْ رِوَايَةِ الْبُخَارِیِّ: "اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ"۔

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: تم اس شخص کا جائزہ لو جو تم سے کمتر حیثیت کا مالک ہے، تم اس شخص کا جائزہ نہ لو جو تم سے برتر حیثیت کا مالک ہے۔ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے، تم اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر کی جانے والی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

469-اخرجه احمد (3/7489) والبخاری (2389) و مسلم (991) وابن ماجه (4231) وابن حبان (3214)

470-اخرجه احمد (3/7453) والبخاری (7490) و مسلم (2973) والترمذی (2513) وابن ماجه (4142) ابن حبان (713)

بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب کوئی شخص اس شخص کی طرف دیکھے جسے مال اور صورت کے اعتبار سے اس پر فضیلت دی گئی ہو تو اسے اس شخص کو بھی دیکھنا چاہئے جو اس سے کمتر حیثیت کا مالک ہے۔

درہم و دیناروں والے بندے کیلئے ہلاکت کا بیان

(471) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيْفَةِ، وَالْخَمِيْصَةِ، اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ، وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دینار و درہم اور چادروں کا بندہ ہلاک ہو جائے اگر اسے کچھ دیا جائے تو راضی رہتا ہے اور اگر کچھ نہ دیں تو ناراض ہوتا ہے۔

اصحاب صفہ کے فقر کا بیان

(472) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ: اِمَّا اِزَارٌ، وَّاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے میں نے اہل صفہ کے ستر افراد کو دیکھا ہے ان میں سے کسی ایک شخص کے اوپر بھی اوڑھنے والی چادر نہیں ہوتی تھی۔ صرف تہبند ہوتا تھا اور ایک اضافی چادر ہوتی تھی جسے وہ اپنی گردن پر باندھ لیتے تھے۔ ان میں سے کچھ کی چادریں ٹخنوں تک آتی تھیں تو وہ انہیں ہاتھوں کے ذریعے سنبھال کر رکھتے تھے تاکہ ان کی شرمگاہ ظاہر نہ ہو جائے۔

اصحاب صفہ کے افلاس کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ مفلس لوگ تھے (جن کے خورد و نوش کا انتظام تمام مسلمان اپنی اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ جس شخص کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو (اصحاب صفہ میں سے لے جائے یا چھٹے شخص کو بھی لے جائے" (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین آدمیوں کو لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھانا کھایا اور وہیں (کھانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے یہاں تک کہ جب عشاء کی نماز ہو گئی تو وہ (نماز کے بعد بھی اپنے گھر نہیں گئے بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلے آئے اور اس وقت تک خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (تنہا یا اپنے مہمانوں کے ساتھ) کھانا نہیں کھا لیا۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر پہنچے تو رات کا اتنا حصہ کہ جو اللہ نے چاہا گذر چکا تھا۔ اور اس وقت تک نہ صرف ان کے اہل و عیال بلکہ ان کے مہمان بھی گھر میں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہے، گھر میں ان کے داخل ہوتے ہی ان کی بیوی نے کہا: کس چیز نے آپ کو اپنے مہمانوں

471-اخرجه البخاری (7435)

472-اخرجه البخاری (442) وابن حبان (682) والبیهقی (241/2) واحمد فی "الزهد" (ص/13)

Marfat.com

سے روک رکھا تھا، یعنی آپ نے گھر آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی جب کہ یہاں آپ کے مہمان کھانے کے لئے آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے تو کیا تم نے اب تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی بولیں: ان مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا، تا کہ کھانے میں ان کے ساتھ آپ بھی شریک رہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر اپنے گھر والوں پر) سخت غصبناک ہوئے کیونکہ ان کو یہ خیال گذرا کہ گھر والوں ہی کی کوتاہی ہے جو انہوں نے اصرار کر کے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا چنانچہ انہوں نے (اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے) کہا کہ: اللہ کی قسم! میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا پھر ان کی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ وہ اس کھانے کو (ہرگز نہیں کھائیں گی اور مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ بھی اس کھانے کو (یا تو مطلق یا تنہا) نہیں کھائیں گے پھر چند ہی لمحوں بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرا اس طرح غضبناک ہو جانا اور قسم کھالینا (کوئی موزوں بات نہیں ہے بلکہ) شیطان کے (بہکا دینے کے سبب) سے تھا (جس پر مجھے اب سخت پشیمانی ہو رہی ہے اور میں اپنے اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ یہ کہ) انہوں نے کھانا منگایا اور پھر سب لوگوں نے (یعنی خود انہوں نے ان کے گھر والوں نے اور ان کے مہمانوں نے کھانا کھایا۔ (کھانے کے دوران یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے مہمان (برتن سے منہ کی طرف) جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے اس کی جگہ کھانا اور بڑھ جاتا تھا (یعنی جب وہ لوگ لقمہ اٹھاتے تو برتن میں اس لقمہ کی جگہ کھانا کم ہونے کے بجائے پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (یہ حیرت انگیز بات دیکھ کر) اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا: ارے بنو فراس کی بہن! ذرا دیکھنا) یہ کیسا عجیب معاملہ ہے۔ بیوی بولیں: اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (میں خود بھی حیرت سے یہی دیکھے جا رہی ہوں) یہ کھانے کا برتن جتنا پہلے بھرا ہوا تھا اس سے سہ چند زیادہ اب بھرا ہوا ہے، بہر حال سب نے (خوب سیر ہو کر) کھانا کھایا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی بھیجا اور بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے میں سے تناول فرمایا

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث، 536)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل اور حجرہ نبوی سے شمالی جانب واقع ایک چبوترہ تھا جس کو "صفہ" کہا جاتا تھا، جو غریب و مفلس مہاجر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ گھر بار رکھتے تھے اور نہ بال بچے، وہ اس چبوترہ پر شب باش رہتے تھے، اسی نسبت سے ان کو "اصحاب صفہ" کہا جاتا تھا، یہ صحابہ اضیاف المسلمین (مسلمانوں کے مہمان) بھی کہلاتے تھے کیونکہ ان کے فقر و افلاس اور بے مائیگی کی بناء پر ان کے خورد و نوش کا انتظام عام مسلمان اپنی اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق کرتے تھے اور خالص اخلاقی و انسانی بنیاد پر ان کی مہمانداری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ جو لوگ کہیں باہر سے مدینہ آتے تھے اگر مدینہ میں ان کے جان پہچان والے ہوتے تو وہ انہی کے ہاں اترتے ورنہ یہی صفہ ان کی اقامت گاہ بنتا مشہور صحابہ ابوذر غفاری، عمار ابن یاسر، سلمان فارسی، صہیب، ابوہریرہ، جناب ابن ارت، حذیفہ بن الیمان، ابوسعید خدری، بشیر بن انخصاصیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابوموسیٰ یہ اصحاب صفہ ہی میں سے ہیں، "یا چھٹے شخص کو بھی لے جائے" یہ حکم اس پس منظر میں تھا کہ جس شخص کے گھر میں اس کے اہل وعیال کے چار آدمیوں کا کھانا موجود ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ کھانا زیادہ سے زیادہ پانچ آدمیوں کی بھوک دفع کر سکتا ہے تو اپنے ساتھ پانچویں آدمی یعنی اصحاب صفہ میں سے ایک شخص کو لے

جائے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ چار آدمیوں کا وہ کھانا اتنا ہے کہ چھ آدمی بھی اپنی بھوک مٹا سکتے ہیں تو پھر وہ پانچویں کے بعد چھٹے آدمی کو بھی یعنی اصحاب صفہ میں سے دو اشخاص کو اپنے ساتھ لے جائے۔ اس صورت میں لفظ او تنویع کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور تخییر کے لئے بھی۔ تاہم یہ احتمال بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ یہ لفظ او شک کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

یعنی اصل حدیث کا جز نہیں ہے بلکہ راوی نے اس لفظ کے ذریعہ اپنے شک کا اظہار کیا ہے اور ایک بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ لفظ او دراصل بل کے معنی میں ہے جو ضیافت کے باب میں مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے مطلب یہ کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا یہ فرمایا: جس شخص کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو بلکہ چھٹے شخص کو بھی لے جائے۔ اس وضاحت کی بنیاد وہ تناسب ہے جو ارشاد گرامی "جس شخص کے ہاں اپنے اہل وعیال کے لئے دو آدمیوں کا کھانا تو وہ تیسرے آدمی کو لے جائے" سے واضح ہوتا ہے اور جس کا تقاضا یہ ہے کہ جس شخص کے ہاں اپنے اہل وعیال کے چار آدمیوں کا کھانا تھا اس کو ایک نہیں دو مہمان کا، لے جانے کا حکم دیا جاتا۔

بلکہ احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہوسکتا ہے دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو کافی ہوسکتا ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوسکتا ہے۔ "اور اس وقت تک خدمت اقدس میں ظاہر رہے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نہیں کھایا۔ یہ جملہ بظاہر عبارتی تکرار ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھانے کا ذکر پہلے کیا جا چکا تھا، اب پھر یہاں اسی کو ذکر کر کے از سر نو آگے تک بیان کرنا مقصود ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے تو صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کھانے کا ذکر کیا گیا تھا کہ انہوں نے گھر میں اپنی بیٹی (حضرت عائشہ) کے پاس بیٹھ کر کھانا کھالیا ہوگا اور یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد تنہا یا اپنے ان مہمانوں کے ساتھ کھایا جن کو آپ صفہ سے لے کر آئے تھے۔

"انہوں نے کھانا منگایا اور پھر سب لوگوں نے کھانا کھایا یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے تو کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی اور پھر کھانا منگا کر کھا بھی لیا اس طرح انہوں نے قسم کے خلاف کیسے کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے غصہ میں آکر قسم کھالی مگر پھر جب ان کو اپنے غصہ پر پشیمانی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف دھیان کیا گیا کہ: اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کھالے اور بعد میں وہی چیز بہتر دکھائی دے جو اس قسم کے خلاف ہو تو اس کو چاہئے کہ قسم کے خلاف عمل کرے لیکن قسم کا کفارہ ادا کردے" تو انہوں نے قسم توڑ کر کھانا منگایا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دیا۔ اے بنو فراس کی بہن! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنی بیوی کو فرط حیرت سے ان کے آبائی قبیلہ کی طرف منسوب کر کے مخاطب اور متوجہ کیا۔ وہ جس قبیلہ سے آبائی تعلق رکھتی تھیں اس کا نام "فراس تھا۔

"اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم" یہ بیوی کا والہانہ انداز تھا جو انہوں نے اپنے محبوب شوہر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حیرت بھرے خطاب کے جواب میں اختیار کیا۔ لیکن یہ بات اس صورت میں کہی جائے گی جب یہ مانا جائے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ کیونکہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں "آنکھوں کی ٹھنڈک" سے آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔ "قرۃ العین" (آنکھوں کی ٹھنڈک) دراصل عربی کی ایک محاوراتی اصلاح ہے جس سے محبوب کے دیدار اور اس دیدار سے حاصل ہونے والی لذت وخوشی کو تعبیر کیا جاتا ہے ویسے لفظ "قرۃ" یا "قر" ق کے پیش اور زبر دونوں کے ساتھ الگ الگ معنی رکھتا ہے لیکن یہ محاوراتی اصطلاح (قرۃ العین) دونوں معنی ! میں صادق آتی ہے کیونکہ اگر ق کے پیش کے ساتھ (قرہ) ہو تو اس کے معنی خنکی اور ٹھنڈک کے ہوتے ہیں اور محبوب کا دیدار بلاشبہ آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اور اگر یہ لفظ ق کے زبر کے ساتھ "قرہ" ہو تو اس کے معنی قرار کے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب محبوب نظر کے سامنے آتا ہے تو آنکھ کو گویا قرار آجاتا ہے اور نگاہ روئے محبوب پر اس طرح جم جاتی ہے کہ پھر دائیں بائیں اٹھنے کی روادار نہیں ہوتی۔

دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ جبکہ کافر کیلئے جنت ہے

(473) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

شرح

قید خانہ" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص قید خانہ میں بند ہو تو وہاں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے اور طرح طرح کی مشقتیں جھیلتا ہے۔ اسی طرح مومن کے لئے یہ دنیا بھی گویا ایک قید خانہ ہے جہاں اس کو محنت ومشقت اور مصائب وشدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، منکرات اور منہیات (ممنوع اور خلاف شرع امور) سے اپنے آپ کو بچانا پڑتا ہے۔ نفس کی آزادی اور بے راہ روی کو ختم کرنا پڑتا ہے اور طاعات وعبادات کی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یا یہ کہ مومن اس دنیا کو ایک ایسی جگہ محسوس کرتا ہے جہاں تنگی وگھٹن ہوتی ہے اور جہاں بود وباش اختیار کرنے کو وہ پسند نہیں کرتا، چنانچہ وہ ہر وقت یہی خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس تنگ وتاریک جہاں سے نکل جائے اور عالم ملکوت کی وسعتوں کو اپنی جولانگاہ بنائے۔

اور "دنیا کافر کے لئے جنت ہے" کا مطلب یہ ہے کہ کافر چونکہ اپنا مقصد زندگی دنیا کا حصول سمجھتا ہے اس لئے وہ اپنی تمام تر سعی وکوشش اور اپنی تمام تر جدوجہد دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں کو حاصل کرنے میں صرف کرتا ہے اور پھر وہ دنیا کی لذات شہوات میں اس طرح مشغول ومنہمک ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے یہ دنیا ایک عشرت کدہ بن جاتی ہے جہاں سے نکلنا اس کو گوارہ نہیں ہوتا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ مومن کو آخرت میں جو اجر وثواب ملے گا اور اس کو وہاں کی جن نعمتوں اور راحتوں سے نوازا جائے گا ان کی بہ نسبت یہ دنیا اس کے حق میں گویا قید خانہ ہے اور کافر کو جس دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس کے مقابلہ میں یہ دنیا اس کے حق میں گویا جنت ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ مومن اس دنیا میں خواہ کتنے ہی ناز ونعم کے

473-مسلم 8996' احمد' ترمذی' ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ' عبرانی' حاکم عن ابن عمر حلیلد ابن نعیم' ابن حبان 687

Marfat.com

ساتھ رہے اور اس کو یہاں کی کتنی ہی آسائشیں اور راحتیں حاصل ہوں مگر وہ سب ہیچ ہیں کیوں کہ اس کو آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں اور وہاں کی جو راحتیں اور آسائشیں اس کو حاصل ہوں گی وہ اس دنیا کی نعمتوں اور راحتوں وآسائشوں سے کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ اعلیٰ ہوں گی، اسی طرح کافر اس دنیا میں خواہ کتنی ہی مصیبتیں اور آفتیں جھیلے اور کتنے ہی شدائد کا سامنا کرے۔ مگر آخرت میں اس کا حال اس دنیا کے حال سے بھی بدتر ہوگا۔ منقول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ان سے کہا کہ آپ کے نانا جان (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو یہ فرمایا ہے کہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر تو ان کو یہ قول میرے اور آپ کے حال پر کس طرح صادق آتا ہے، کیونکہ تم تو گھوڑے پر سواری کرتے ہو اور بڑی راحت وآسائش کے ساتھ زندگی گزارتے ہو، جب کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں اور طرح کی تکالیف اور فقر وفاقہ میں گرفتار رہتا ہوں؟ چنانچہ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس کو جو جواب دیا وہ وہی تھا جو اوپر نقل کیا گیا۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہنے کا بیان

(474) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ، اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" .وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَالُوْا فِيْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَعْنَاهُ: لَا تَرْكَنْ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُوْلِ الْبَقَاءِ فِيْهَا، وَلَا بِالاعْتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا اِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيْبُ فِيْ غَيْرِ وَطَنِهِ، وَلَا تَشْتَغِلْ فِيْهَا بِمَا لَا يَشْتَغِلُ بِهِ الْغَرِيْبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الذَّهَابَ اِلٰى اَهْلِهِ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں یوں رہو جیسے تم مسافر ہو یا اجنبی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب شام ہو جائے تو تم صبح ہونے کا انتظام نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام ہونے کا انتظار نہ کرو۔ بیماری سے پہلے صحت کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علماء نے اس حدیث کی شرح میں یہ بات بیان کی ہے' تم دنیا کی طرف میلان نہ رکھو اور اسے اپنا وطن نہ بنالو اور اپنے دل میں لمبی زندگی کی آرزو نہ کرو اور اس کی طرف زیادہ دل نہ لگاؤ، اس کے ساتھ صرف اتنا ہی تعلق رکھو جتنا کسی مسافر کا ہوتا ہے جو اپنے گھر کی طرف روانہ ہونا چاہتا ہے، باقی اللہ کی مدد سے توفیق نصیب ہوتی ہے۔

474- احمد 2/4794' بخاری' ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان 698' بیہقی 3/369

Marfat.com

شرح

اس پورے جملہ کا ترجمہ یوں ہوگا۔تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو، بلکہ راہ گیر ہو۔اس طرح بات میں زیادہ زور پیدا ہو جاتا ہے۔اور اس ارشاد گرامی کا مقصد جس مفہوم کو بیان کرنا ہے وہ زیادہ پر تاثیر انداز میں واضح ہوتا ہے کیونکہ مسافر تو پھر بھی کچھ دنوں کے لئے یا کچھ عرصہ کے لئے کہیں کہیں ٹھہر کر وہاں کی چیزوں میں کسی نہ کسی حد تک مشغول ہوتا ہے اور ان سے کچھ نہ کچھ تعلق اس کو ضرور رکھنا پڑتا ہے، لیکن جو شخص سر راہ گزر رہا ہوتا ہے وہ بس آگے کی طرف چلتا ہی رہتا ہے اس کو نہ تو اس راستے کی کسی چیز سے سروکار ہوتا ہے اور نہ ادھر ادھر کی مشغولیت میں اپنا وقت ضائع کر کے اپنے سفر میں رخنہ اندازی کو گوارا کرتا ہے۔حدیث کے آخری جزء کی تشریح تھوڑی سی تفصیل کا تقاضہ کرتی ہے۔لہٰذا اس سلسلہ میں پہلے تو یہ جان لینا چاہئے کہ موت کی حقیقت کیا ہے؟ بدن سے روح کے تصرف کا منقطع ہو جانا، روح و بدن کے باہمی رشتہ کا ٹوٹ جانا اور بدن کا روح کے آلہ کار کی حیثیت سے باہر ہو جانا، موت کا مفہوم ہے! بدن کی موت سے روح معدوم و نابود نہیں ہو جاتی صرف اس کی وہ حیثیت و حالت بدل جاتی ہے جو بدن کے ساتھ تعلق رکھنے کی صورت میں اس کو حاصل ہوتی ہے مثلاً یہ بدن کی موت کے ساتھ اس کی بصارت اس کی سماعت اس کی گویائی اور اسی طرح ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضائے جسم کی وہ طاقتیں اس سے سلب کر لی جاتی ہیں جن کے ذریعہ وہ (روح) بدن پر اپنا تصرف ظاہر کرتی ہے، ایسے ہی اس کے تمام اہل و عیال، اقربا و آشنا اور دوست و عزیز اس سے جدا کر دیئے جاتے ہیں، نیز دنیا کی وہ تمام چیزیں اس سے الگ کر دی جاتی ہیں، جن سے وہ اپنے بدن کے ساتھ تعلق رکھتی تھی جیسے گھر بار، اسباب و سامان، زمین و جائداد، فوج و حشم، لونڈی و غلام اور گھوڑے و دیگر چوپائے اور دیگر ضروری و غیر ضروری چیزیں، پس مردوں میں اپنا شمار کرنا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا گویا اس مفہوم کا حامل ہے کہ انسان جسمانی علائق سے حتی الامکان قطع تعلق اختیار کر لے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ اعضائے جسم پر سے روح کا وہ تصرف ختم کر دے جس کے پنجہ میں حرام و مکروہ امور کا ارتکاب ہوتا ہے اور اس میں یقین رکھے کہ دنیا کی جو بھی چیزیں میرے تصرف و اختیار میں ہیں، ان سب کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے ان کی ملکیت سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس بات کو اس کی علامت سمجھے کہ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے پاس سے جاتی رہے تو کوئی غم نہ ہو اور کوئی چیز اپنے پاس آئے تو خوش نہ ہو، اسی طرح اپنے اہل و اولاد، عزیز و اقارب اور دوستوں وغیرہ سے تعلق محبت کے وہ جذبات منقطع کر لے جن کی وجہ سے حرام مکروہ چیزوں کا ارتکاب ہوتا ہے پس جس شخص نے اپنے آپ کو اس وصف سے متصف کر لیا وہ دنیا سے بے تعلقی میں گویا مردوں کے مشابہ ہو گیا اور اس کا شمار آسودگان خاک کے حکم میں ہوگا۔اس کے بعد اس شخص کی شان کے مناسب یہ بات ہوگی کہ وہ ان آداب و شرائط کو ملحوظ رکھے جن کے سبب اس کا مردوں کے مشابہ ہونا صحیح قرار پا سکے، مثلاً ایک تو یہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے ہر مطلوب سے دست کنارہ کش ہو جائے جیسا کہ موت کی صورت میں، تیسرے یہ کہ توکل کی راہ پر گامزن رہے یعنی دنیاوی اسباب و وسائل کی ناروا قید سے آزاد ہو جائے جیسا کہ موت کی صورت میں، چوتھے یہ کہ قناعت پر عامل رہے یعنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے جیسا کہ موت کی صورت میں، پانچویں یہ کہ صرف اللہ کی طرف متوجہ رہے اور ماسوی اللہ کی طرف نظر نہ اٹھائے تا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی مطلوب، کوئی محبوب اور کوئی مقصود نہ ہو جیسا کہ موت کی صورت میں، چھٹے یہ کہ صبر

Marfat.com

کی راہ اختیار کرے یعنی ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ نفس امارہ سے قطع تعلق کرلے جیسا کہ موت میں۔

ساتویں یہ کہ رضا کے راستہ پر چلے یعنی اپنے نفس کی خوشنودی کے جال سے نکل کر حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے دائرے میں آ جائے، احکام ازلیہ کو بلاچوں و چرا تسلیم کرے اور اپنے تمام امور کو بغیر کسی اعتراض ومنازعت کے حق تعالیٰ تدبیر و اختیار کے سپرد کردے جیسا کہ موت کی صورت میں۔

آٹھویں یہ کہ ذکر سے غافل نہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں اپنے دل اور اپنی زبان کو مشغول رکھے اور ماسوی اللہ کی یاد اور اس کے ذکر وخیال کی الجھن سے آزاد رہے جیسا کہ موت کی صورت میں اور نویں یہ کہ مراقبہ کو اختیار کرے یعنی ہر طرح کی قوت وسطوت اور ہر مقتدر طاقت سے بے نیاز ہوکر اور اس کو چھوڑ کر بس احکم الحاکمین کی طاقت وقدرت کا دھیان رکھے اور اس کی طاقت اور قدرت کو اپنے تمام امور کا مالک ومتصرف جانے جیسا کہ موت کی صورت میں، پس یہ صفات وکیفیات پیدا ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ مردوں کی مشابہت حاصل ہوگئی اور اہل قبور میں شمار کرانے کا حکم پورا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد وعد نفسک من اہل القبور کا یہی مفہوم ہے اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے موتوا قبل ان تموتوا موت آنے سے پہلے موت کو اختیار کرلو، چنانچہ ایک موت تو وہ ہے جو اچانک روح وبدن کے باہمی رشتہ کو یکسر منقطع کر دیتی ہے اور ایک موت وہ ہے جس کو انسان مذکورہ بالا صفات کی صورت میں اختیار کر کے اپنے نفس امارہ کو کچل ڈالتا ہے اور یہی موت "اختیاری موت" کہلاتی ہے۔

دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت کا بیان

(475) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِي اللّٰهُ وَاَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ: "ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ"

حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ.

✧✧ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایسے عمل کے بارے میں میری رہنمائی کریں کہ جب میں اسے انجام دوں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھے محبوب رکھیں اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔

475-اخرجه ابن ماجه (4102) و تعقبه الامام ابو صیری فی "مضباح الزجاجة" وقال: فی اسناده خالد بن عمرو وهو ضعیف متفق علی ضعفه واتهم بالوضع- وادر دله العقیلی هذا الحدیث' وقال لیس له اصل من حدیث الثوری اهـ وقد نقص تحسین النوویo له' حاکم فی الرقاق مہر یہ روایت درجہ حسن کو نہیں پہنچتی اس کے راوی تدس و غیر ثقہ ھیں

Marfat.com

یہ حدیث حسن ہے اسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے حسن اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

کسی چیز کی طرف خواہش ومیلان نہ رکھنے کو "زہد" کہتے ہیں اور کامل وصادق زہد یہ ہے کہ دنیا کی لذات میسر ہونے کے باوجود ان سے بے رغبتی اختیار کی جائے، چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس شخص کے بارے میں "زہد" تصور ہی نہیں ہوسکتا جو نہ مال ودولت رکھتا ہو اور نہ جاہ وحشم کا مالک ہو، بلکہ حقیقت کے اعتبار سے "زاہد" وہی شخص ہے جو مال ودولت اور جاہ وحشم کا مالک ہونے کے باوجود ان کی لذات سے دور رہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ علیہ کو "یا زاہد" کہہ کر مخاطب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ زاہد تو بس حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تھے جن کے دامن میں دنیا کھنچی آتی تھی مگر اس کے باوجود وہ دنیاوی لذات سے ترک تعلق رکھتے تھے اور ہمارے پاس کیا رکھا ہے کہ ہم زہد اختیار کریں گے، حاصل یہ کہ اصل میں "زہد" یہ ہے کہ لوازمات دنیا میں کھانے پینے اور پہننے کی فراوانی کے باوجود بقدر ضرورت پر قناعت کی جائے اور فضولیات کو ترک کیا جائے۔

راوی حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی کے احوال کا بیان

حضرت سہل بن سعد ساعدی: یہ انصاری خزرجی ہیں ان کی کنیت ابوالعباس ہے یہ اور ان کے والد دونوں صحابی رسول ہیں۔ ان کا نام پہلے "حزن" تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سہل رکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ طویل العمر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا ہے۔ ۸۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زیادہ تھی۔

(476) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِيْ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلأُ بِهِ بَطْنَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلدَّقَلُ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ : رَدِيْءُ التَّمْرِ .

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ کیا جو لوگوں کو دنیا (کی نعمتیں) مل چکی ہیں اور پھر یہ بتایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ کسی وقت (بھوک کی وجہ سے) نڈھال ہوتے تھے آپ کے پاس عام کھجوریں اتنی بھی نہیں ہوتی تھیں جن کے ذریعے آپ پیٹ بھر لیتے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الدقل" میں دال مہملہ فتحہ کے ساتھ ہے اور "ق" ہے اس کا مطلب ہے ردی کھجور۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت گھر میں کس قدر خوراک تھی

(477) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِيْ بَيْتِيْ

476- اخرجه مسلم (2978) وابن ماجه (4146)

Marfat.com

مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِي رَفٍّ لِيْ، فَاَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهَا : "شَطْرُ شَعِيْرٍ" اَيْ : شَيْءٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ پورے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ صرف ایک الماری میں تھوڑے سے جو تھے‘ میں اس کھاتی رہی۔ کافی عرصے کے بعد میں نے انہیں ماپ لیا تو وہ بھی ختم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

حدیث: اس حدیث میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ شَطْرُ شَعِيْرٍ سے مراد تھوڑے سے جو ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح سے اس کی وضاحت کی ہے۔

(478) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا، وَّلَا دِرْهَمًا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا اَمَةً، وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهُ، وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

✧✧ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا‘ جو ام المومنین ہیں‘ کے بھائی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کوئی دینار و درہم‘ کنیز یا کوئی اور چیز نہیں چھوڑی۔ صرف ایک خچر تھا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار تھے اور ایک زمین تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کے لئے صدقہ قرار دیا تھا۔

راوی حدیث عمرو بن حارث کے احوال کا بیان

عمرو بن حارث: یہ عمرو بن حارث بن ابی ضرار خزاعی مصطلقی ہیں۔ یہ اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے بھائی ہیں یہ بہت کم بات چیت کیا کرتے تھے۔ ۵۰ ہجری تک زندہ رہے۔ بخاری نے ان سے ایک حدیث نقل کی ہے اور ایک حدیث نقل کرنے میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔

گھاس کے ذریعے کفن مکمل کرنے کا بیان

(479) وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا، مِنْهُمْ : مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهُ، بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَاِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ، بَدَا رَاْسُهُ، فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنْ نُغَطِّيَ رَاْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ

477-اخرجه البخاری 3097‘ و مسلم 2973‘ و ابن ماجه 3345

478-اخرجه البخاری (2739)

479-اخرجه احمد (7/21134) والبخاری (1276) و مسلم (940) و ابو داؤد (3155) والترمذی (3853) والنسائی

الْإِذْخِرِ ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"النَّمِرَةُ" : كِسَاءٌ مُّلَوَّنٌ مِّنْ صُوفٍ . وَقَوْلُهُ : "أَيْنَعَتْ" أَيْ : نَضِجَتْ وَأَدْرَكَتْ . وَقَوْلُهُ : "يَهْدِبُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا لُغَتَانِ : أَيْ : يَقْطُفُهَا وَيَجْتَنِيهَا، وَهٰذِهِ اِسْتِعَارَةٌ لِمَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوا فِيهَا .

✧✧ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ ہمارا اجر اللہ کی طرف سے واجب ہو جائے۔ ہم میں سے کچھ لوگ فوت ہو گئے اور انہوں نے کچھ اجر وصول نہیں کیا۔ ان میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں غزوۂ اُحد کے موقع پر شہید کیا گیا انہوں نے ایک چادر چھوڑی تھی جس کے ذریعے ان کا سر ڈھانپ دیتے تھے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور پاؤں پر گھاس رکھ دیں اور ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "النمرۃ" دھاری دار اونی چادر۔ اور "اینعت" یعنی پھل پک گئے اور یہ قول "یھدبھا" میں یاء پر فتحہ ہے اور دال پر ضمہ اور کسرہ دونوں طرح ہے یعنی وہ اسے کاٹتا ہے اور چنتا ہے اور یہ اس بات کیلئے استعارہ ہے اللہ نے انہیں دنیا میں فراوانی اور قوت عطا کی ہے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کفن کا بیان

حضرت سعد بن ابراہیم اپنے والد مکرم (حضرت ابراہیم) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس جب کہ وہ روزہ سے تھے (افطار کے لئے) کھانا لایا گیا، انہوں نے فرمایا کہ "حضرت مصعب بن عمیر جو شہید کر دیئے گئے تھے مجھ سے بہتر تھے مگر وہ صرف ایک چادر میں کفنائے گئے تھے۔ (جو اس قدر چھوٹی تھی) کہ اگر ان کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانک دیئے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا آخر کار ان کا سر تو اس چادر سے ڈھک دیا گیا اور پیروں پر اذخر ڈال دی گئی جیسا کہ باب جامع المناقب کی حدیث میں یہ تفصیل ہے حضرت ابراہیم حدیث کے راوی ابن کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ بھی فرمایا حضرت حمزہ جو شہید کر دیئے گئے تھے مجھ سے بہتر تھے اور ان کو بھی ایسا ہی کفن نصیب ہوا جیسا کہ حضرت مصعب بن عمیر کو اور جب مسلمانوں کی تنگدستی و پریشانی کا یہ دور اللہ کے فضل سے ختم ہوا تو پھر ہمارے لئے دنیا اس قدر فراخ کی گئی کہ جو ظاہر ہے یا یہ فرمایا کہ دنیا ہمیں اس قدر دی گئی جتنی کہ دی گئی ہے۔ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ ہمیں جلد ہی (یعنی دنیا ہی میں) نہ مل گیا ہو، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (اسی خوف کی وجہ سے) رونے لگے یہاں تک کہ انہوں نے کھانا چھوڑ دیا۔ (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 121)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بڑے باعظمت صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اسی طرح حضرت مصعب ابن عمیر بھی جلیل القدر اور ذی شان و باعظمت صحابہ میں سے ہیں، جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور جنگ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعب

Marfat.com

بن عمیر اسلام قبول کرنے سے پہلے بڑے مالدار تھے مگر جب ایمان واسلام کی مقدس شعاعوں نے قلب ودماغ کو منور کیا اور غلامان رسالت میں شامل ہوئے تو مال ودولت سے منہ موڑ کر زہد وفقر کی زندگی اختیار کی منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ کمر میں تسمہ بندھا ہوا تھا، آپ نے انہیں دیکھ کر صحابہ سے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی روشنی سے اس کا دل منور کر دیا ہے۔ میں نے اسے مکہ میں اس حال میں دیکھا ہے کہ اس کے ماں باپ اسے اچھا سے اچھا کھانا کھلاتے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے جسم پر دوسو درہم کا لباس ہوتا تھا۔ مگر اب اس شخص نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے آپ کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا ہیں۔ اہل بدر میں سے تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن کے قول ولقد خشینا الخ ہمیں اس بات کا خوف ہے الخ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی نعمتوں نے جس فراخی سے اپنی آغوش ہمارے لئے کھول دی ہے اس کی وجہ سے ہم ڈرتے ہیں کہیں ہم بھی ان لوگوں میں داخل نہ ہو جائیں جن کے بارہ میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ آیت (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا) 17۔ الاسراء:18)۔ جو شخص دنیا (کی نعمتوں کے حصول) کا ارادہ کرتا ہے تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جو چیز چاہتے ہیں اور جس کے واسطے چاہتے ہیں جلدی ہی دیدیتے ہیں پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کرتے ہیں جس میں وہ بدحال اور راندہ درگارہ ہو کر داخل ہوگا۔

چونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر خوف الٰہی غالب اور ان کا دل خشیت الٰہی سے لرزاں تھا اس لئے انہیں خیال ہوا کہ مبادا میں ان لوگوں میں داخل ہو جاؤں جن کے بارے میں حق تعالیٰ یہ سخت وعید بیان فرما رہے ہیں ورنہ تو ظاہر ہے کہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو شخص صرف دنیا اور محض دنیا کی نعمتوں کا خواہش مند وطلب گار ہوتا ہے اور دنیا ودنیا کی نعمتوں کے علاوہ اس کے خواہش وطلب کا محور اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو ہم دنیا میں اسے اپنے انعام سے نواز دیتے ہیں لیکن ہم اسے وہی دیتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں نہ یہ کہ جو کچھ اس کی خواہش ہوتی ہے اسی طرح ہم اس شخص کو دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں جسے ہم دینا چاہتے ہیں نہ یہ کہ ہر خواہش مند وطلب گار کو ہم دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں حاصل یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں ان لوگوں کے بارہ میں وعید بیان کی گئی ہے جو صرف دنیا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ان لوگوں میں سے نہیں تھے مگر ان پر چونکہ خوف اللہ غالب تھا اس لئے ڈرے کہ دنیا کی اس آسائش وفراخی کی وجہ سے کہیں ہمارا شمار بھی انہیں لوگوں میں نہ ہو جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر خوف الٰہی اور خشیت الٰہی کے غلبہ ہی کا یہ اثر تھا کہ روزہ دار ہونے کی وجہ سے باوجود شدید احتیاج اور ضرورت کے انہوں نے کھانا تک چھوڑ دیا اور کچھ کھایا نہیں کیونکہ جب کسی کا قلب خوف الٰہی سے لرزاں ہوتا ہے تو وہ کسی بھی دنیاوی وجسمانی خواہش ولذت کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بوقت ضرورت جس قدر بھی کفن میسر آ جائے وہی مسنون ہے۔

دنیا کی حیثیت مچھر کے پر برابر بھی نہ ہونے کا بیان

(480) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

✧✧ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس دنیا کی کچھ بھی وقعت ہوتی تو اس دنیا کی کوئی ادنیٰ ترین چیز بھی کافر کو نصیب نہ ہوتی، کیونکہ کافر، دشمن اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز کچھ بھی قدر و وقعت رکھتی ہے دینے والا وہ چیز اپنے کسی دشمن کو ہرگز نہیں دیتا، لہٰذا دنیا کے بے وقعت اور نہایت حقیر ہونے ہی کا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دنیا کافروں کو دیتا ہے لیکن اپنے پیارے بندوں کو نہیں دیتا، جیسا کہ ایک حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے "ماروبت الدنیا عن احد الا کانت خیرۃ لہ، دنیا (کے مال وجاہ) کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جس کے لئے دنیا ہی بہتر ہوتی ہے"۔ نیز کفار و فجار جو دنیا میں زیادہ خوشحال و متمول نظر آتے ہیں تو اس کا سبب بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ دنیا بڑی ذلیل چیز ہے جس کو وہ اپنے دوستوں (نیک بندوں) کے لئے اچھا نہیں سمجھتا، بلکہ اس کو کوڑے کرکٹ کی طرح ان لوگوں (کفار و فجار) کے سامنے ڈال دیتا ہے جس سے اس کو نفرت ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔" لولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ، اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ (قریب قریب) تمام لوگ ایک ہی طریقہ کے (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو جو لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے"۔ نیز قرآن کریم کی ان آیات (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ، آل عمران: 198) اور (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، الشوریٰ: 36) سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔

دنیا کے ملعون ہونے کا بیان

(481) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دنیا ملعون ہے اور اس میں موجود ہر چیز ملعون ہے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو شخص اس کا ذکر کرتا ہو اس کے بعد وہ شخص جو عالم ہو یا طالب علم ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

480- ترمذی، ابن عدی فی الکامل 5/319، الشھاب للقضاعی 1/116، حلیہ 3/30

481- ترمذی فی الزھد، ابن ماجہ، حلیۃ 3/157

Marfat.com

شرح

اس ارشاد گرامی کا مقصد، دنیا سے بے رغبت کرنا اور یہ تعلیم دینا ہے کہ دنیا کی جن چیزوں کو اللہ نے ناپسند کیا ہے جیسے تمام حرام وناجائز امور، ان سے اجتناب کرو کہ مبادا ان چیزوں کو اختیار کرنے کی وجہ سے تم بھی راندہ درگاہ رب العزت قرار پا جاؤ گے اور جو چیزیں اللہ کے یہاں مقبول وپسندیدہ ہیں جیسے ذکر اللہ نیک کام اور تعلیم وتعلم وغیرہ ان کو اختیار کرو تاکہ تم بھی مقبول بارگاہ رب العزت قرار پاؤ اللہ کی پسندیدہ چیزوں سے"۔عبادات وطاعات اور تمام وہ چیزیں مراد ہیں جو اللہ کی خوشنودی کا باعث اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں! یا ماوالاہ (جس کا ترجمہ "اللہ کی پسندیدہ چیزیں" کیا گیا ہے) کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جو ذکر اللہ کے قریب اور اس کے مشابہ ہو، جیسے انبیاء واولیاء اور صلحاء کے حالات وفضائل کا ذکر اور اعمال صالحہ "یا یہ معنی ہیں کہ وہ چیز جو ذکر اللہ کے تابع اور اس کے لوازم ومقتضیات میں سے ہے جیسے احکام الٰہی (اوامر ونواہی) کی اتباع وفرمانبرداری۔لہٰذا ماوالاہ کے پہلے معنی (جو ترجمہ میں نقل کئے گئے ہیں) مراد لینے کی صورت میں لفظ والاہ کا مادہ اشتقاق ولی ہوگا جس کے معنی محبت اور دوستی کے ہیں، دوسرے معنی مراد لینے کی صورت میں یہ لفظ گویا ولی سے مشتق ہوگا جس کے معنی متابعت کے ہیں۔لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس ساری وضاحت کا تعلق اس امر کو تسلیم کرنے سے ہے کہ "ذکر اللہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے نام کا ورد ہے جیسا کہ عام طور پر ذکر اللہ کا یہی مفہوم سمجھا جاتا ہے اور اگر "ذکر اللہ" سے مراد ہر وہ عمل خیر ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی، اس کا تقرب حاصل کرنے اور اس کی عبادت کی نیت سے کیا جائے تو اس معنی کے اعتبار سے تمام ہی عبادتیں اور طاعتیں "ذکر اللہ" کے مفہوم میں داخل ہوں گے اور پھر لفظ ماوالاہ سے وہ چیز مراد ہوں گی جو ذکر اللہ کے اسباب وذرائع ہونے کی وجہ سے اس کا باعث اور معین ومددگار ہوتی ہے یہاں تک کہ بقدر کفاف کھانا پینا اور ضروریات زندگی کی دیگر چیزوں کا شمار بھی انہی اسباب میں ہوگا۔اس صورت میں کہا جائے گا کہ بعد میں عالم اور متعلم کا ذکر تخصیص کے طور پر ہے۔

دنیا میں جائیدادیں نہ بنانا اور تقویٰ کا بیان

(482) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جائیدادیں نہ بناؤ ورنہ تم دنیا ہی کے ہو کر رہ جاؤ گے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

جھونپڑا درست کرنے سے بھی قیامت کے جلد آنے کا بیان

(483) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

482- ترمذی' احمد' حاکم 4/7910' طیاسی 379' تاریخ بغداد 1/18' احمد 2/3579

483- ترمذی' ابو داؤد' احمد 2/6512' ابن ماجہ' ابن حبان 2996

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: "مَا هٰذَا؟" فَقُلْنَا: قَدْ وَهَى، فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ: "مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ".

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے۔ہم اس وقت اپنا جھونپڑا درست کر رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے (یعنی کیا کر رہے ہو؟)۔ہم نے عرض کی: یہ خراب ہو گیا تھا ہم اسے درست کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے' معاملہ (یعنی قیامت) اس سے بھی جلدی آ جائے گا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کی سند کے ہمراہ روایت کیا ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مال و دولت کا امت کیلئے آزمائش ہونے کا بیان

(484) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِيْ: الْمَالُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ضرورت کیلئے گھر اور لباس اور روٹی کے کافی ہونے کا بیان

(485) وَعَنْ أَبِيْ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: أَبُوْ لَيْلٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ". قَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمٍ الْبَلْخِيَّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ، يَقُوْلُ: الْجِلْفُ: الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهُ إِدَامٌ، وقال غَيْرُهُ: هُوَ غَلِيْظُ

484-ترمذی فی الزهد' نسائی فی الرقاق' عبد البر و ابن منده' ابو نعیم فی معرفة الصحابه' احمد 6/17478' ابن حبان 3223' طبرانی الکبیر 19/404' حاکم 4/7896 قضاعی 1062 بخاری تاریخ الکبیر 7/220

485- اخرجه الترمذی (2348) والحاکم (4/7866) وصححه واقره الذهبی! وفی اسناده: حریث بن السائب- وثقه ابن معین' وقال ابو حاتم: مابه باس- وقال زکریا لساجیی' ضعیف' وقیل الهلالی البصری الماذن' صدوق' یخطیء من السابعة اهم وباقیی رجال الاسناد ثقات

Marfat.com

الْخُبْزِ . وَقَالَ الْحَرَوِيُّ : الْمُرَادُ بِهٖ هٰنَا وِعَاءُ الْخُبْزِ، كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت ابوعمرو رضی اللہ عنہ اور ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کی ضروریات کے لئے یہی چیزیں کافی ہیں ایک گھر جس میں وہ رہ سکے ایک لباس جس سے وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ سکے اور خشک روٹی اور پانی۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن سالم بلخی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں میں نے نضر بن شمیل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ الجف سے مراد وہ روٹی ہے جس کے ساتھ سالن موجود نہ ہو اور دیگر حضرات نے یہ کہا ہے اس سے مراد موٹی روٹی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں اس سے مراد روٹی کا برتن ہے جیسے کھجوروں وغیرہ کا برتن ہوتا ہے باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مال و دولت پر فخر کرنے کی ممانعت کا بیان

(486) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ - بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهٗ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقْرَاُ : ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴾ قَالَ: "يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ : مَالِيْ، مَالِيْ، وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ، اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟!"
رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن شخیر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (کثرت تمہیں غافل کردے گا) پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا: ابن آدم! میرا مال، میرا مال کرتا رہتا ہے۔ اے ابن آدم! تمہارا مال وہی ہے، جسے تم کھا کر ختم کردو یا پہن کر پرانا کردو یا صدقہ کر کے آگے بھیج دو۔

شرح

جس کے معنی یہ ہیں کہ اے لوگو! تم آپس میں اپنی ثروت و امارت پر فخر و ناز کرنے کے سبب آخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو گئے ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکاثر یعنی آپس میں ثروت و امارت پر فخر کرنے کی وضاحت میں فرمایا ابن آدم میرا مال، میرا مال کہتا ہے یعنی جس کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے وہ لوگوں پر جتاتا رہتا ہے کہ میں اتنا بڑا مالدار ہوں، میرے پاس اتنی زیادہ دولت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا اپنے مال و متاع پر فخر کرنا بالکل بے حقیقت بات ہے۔

486- اخرجه احمد (5/27327) و مسلم (2958) والترمذی (2342) والنسائی (3615) و فی "الکبری" (6/11786) والطیالسی (1148) وابن حبان (701) وابو نعیم فی "الحلية" (281/6) والبیهقی (71/4) والقضاعی فی "مسند الشهاب" (1217) والحاکم (2/3969)

Marfat.com

راوی حدیث عبداللہ بن شخیر کے احوال کا بیان

عبداللہ بن شخیر : یہ عبداللہ بن شخیر بن عوف بن کعب ہیں بنو عامر سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے اسماء منسوب عامری، شعبی، جرشی، بصری ہیں۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے چھ احادیث نقل کی ہیں۔جن میں ایک روایت میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منفرد ہیں۔

نبی کریم ﷺ سے محبت اور فقر کیلئے تیار ہو جانے کا بیان

(487) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ، فَقَالَ: "انْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ؟" قَالَ: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: "اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ يُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"اَلتِّجْفَافُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ وَبِالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ: وَهُوَ شَیْءٌ يُلْبَسُهُ الْفَرَسُ، لِيُتَّقٰی بِهِ الْاَذٰی، وَقَدْ يَلْبَسُهُ الْاِنْسَانُ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ذرا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو۔اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو غربت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے غربت اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتی ہے جتنی تیزی سے سیلاب اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔"التجفاف" اس میں ت پر زیر پڑھی جائے گی اور اس پر شد پڑھی جائے گی اس میں ج ساکن ہے اس کے بعد ف کو دو مرتبہ پڑھا جائے گا۔اس سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو گھوڑے پر ڈالی جاتی ہے تاکہ اسے گندگی سے بچایا جا سکے یا اس سے مراد وہ کپڑا ہے جسے آدمی پہنتا ہے۔

شرح

تجفاف" کے معنی ہیں "پاکھر" اور پاکھر اس آہنی جھول کو کہتے ہیں جو میدان جنگ میں ہاتھی گھوڑے پر ڈالی جاتی ہے تاکہ

487-منکر الحدیث اخرجه الترمذی (2357) و فیی اسناده شداد الراسبیی، قال البخاری ضعفه عبدالصمد بن الوارث "التهذیب" (4/278) و فیه ابو الوزاع الراسبیی البصری- قال احمد وسحاق بن منلصور عن یحیی: ثقة وقال النسائی: منکر الحدیث، وقال الدوری عن ابن معین لیس بشیی ء و ذکره ابن حبان فی "الثقات" "التهذیب" (2/39) واخرجه ابن حبان فی "صحیحه" (2922) باسناده اشد ضعفاً- و فیی الباب عن ابیی سعید الخدیی رضی الله عنه باسناد فیه مقال! وبالجملة فان متن الحدیث لایتماشی مع الشرع الحنیف- والله اعلم

Marfat.com

ان کا جسم زخمی ہونے سے بچا رہے جیسا کہ زرہ، سوار سپاہی کے جسم کو نیز وتلوار وغیرہ کے زخم سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہاں حدیث میں "پاکھر" کے ذریعہ "صبر واستقامت" کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح پاکھر ہاتھی گھوڑے کے جسم کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح صبر واستقامت اختیار کرنا، فقر وفاقہ کی زندگی کا سر پوش بنتا ہے حاصل یہ کہ صبر واستقامت کی راہ پر بہر صورت گامزن رہو، خصوصا اس وقت جب کہ فقر وافلاس تمہاری زندگی کو گھیر لے تاکہ تمہیں مراتب ودرجات کی بلندی ورفعت نصیب ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پوری طرح سرشار ہوتا ہے اس کو فقر وفاقہ کا جلد پہنچنا اور اس پر دنیاوی آفات وبلاؤں اور سختیوں کا کثرت سے نازل ہونا ایک یقینی امر ہے کیونکہ منقول ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کو سب سے زیادہ آفات شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ انبیاء ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ ان لوگوں کا، آتا ہے جو عقیدہ وعمل کے اعتبار سے اعلیٰ مرتبہ کے ہوتے ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی انبیاء میں سے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر واضح فرمایا کہ اگر واقعتاً تم میری محبت رکھو گے تو میرے تئیں تمہاری محبت جس درجہ کی ہوگی اسی درجہ کی دنیاوی سختیوں اور پریشانیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ یہ اصول ہے المرء مع من احب (یعنی جو شخص جس کو دوست رکھتا ہے اسی جیسی حالت میں رہتا ہے) حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد "فقر کے لئے پاکھر تیار کرلو" کے ذریعہ بطور کنایہ اس امر کی تلقین فرمائی کہ فقر وفاقہ کے وقت صبر کی راہ پر چلنے کے لئے تیار رہو کیونکہ یہ صبر ہی ہے جو فقر افلاس کی آفتوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت بہم پہنچاتا ہے، دینی ودنیاوی ہلاکت تباہی سے محفوظ رکھتا ہے، جزع وفزع اور شکوہ شکایت کی راہ سے دور رکھتا ہے اور غضب الٰہی سے بچاتا ہے حضرت شیخ آگے فرماتے ہیں کہ "اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر وفاقہ کی زندگی اختیار کئے بغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز حیات پر عمل پیرا ہو۔ ئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ بالکل ناروا اور، جھوٹ ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اسوہ نبوی کی اتباع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور محبوب کی اتباع وپیروری کے بغیر محبت کا دعویٰ درست ہو ہی نہیں سکتا، ان المحب لمن یحب مطیع، تاہم واضح رہے کہ حب نبی کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کہ کسی مسلمان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسود حیات کی کامل اتباع کو اپنا شیوہ بنالینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں دعویٰ محبت میں بالکل سچا اور درجہ کمال کا حامل ہے۔ اگرچہ "محبت" کی حقیقت وماہیت یہ ہے کہ انسان کا کسی کی طرف اندر سے کھنچنا اور اس کے دل کا اس محبوب کی خوبیوں، اس کی ذات وصفات کی تحسین اور اس کی شکل وصورت اور عادات واطوار کی تعریف وتوصیف سے معمور ہو جانا کہ وہ اپنے محبوب کو سب سے اچھا دیکھنے اور سب سے اچھا جاننے لگے۔ مگر جیسا کہ پہلے بتایا گیا تکمیل محبت کا انحصار، محبوب کی کامل اتباع اور پیروی پر ہے، اگر باطنی تعلق ومحبت کے ساتھ عمل واتباع کی دولت بھی نصیب ہو تو اصل اور کامل محبت وہی کہلائے گی ورنہ محض دل میں محبت کا ہونا اور زبان سے اس کا اعتراف واقرار بھی کرنا، مگر عمل واتباع کی راہ میں غفلت وکوتاہی کا شکار ہونا، محبت کے ناقص ہونے کی دلیل ہے، جیسا کہ عمل کے بغیر ایمان درجہ تکمیل تک نہیں پہنچاتا۔

راوی حدیث عبداللہ بن مغفل کے احوال کا بیان

عبداللہ بن مغفل: یہ مزینہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

(488) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو بھوکے بھیڑیوں کو بکریوں پر چھوڑا جائے وہ انہیں اتنا خراب نہیں کریں گے جتنا مال کا اور عزت کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدنِ مبارک پر چٹائی کے نشانات اور فقر کا بیان

(489) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ، فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً. فَقَالَ: "مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے پہلو میں اس کا نشان تھا۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ یہاں بستر بچھا لیتے تو مناسب تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا واسطہ! میں دنیا میں اس طرح ہوں جس طرح کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ کے لئے رُکتا ہے اور پھر اٹھ کر چل دیتا ہے اور اسے وہیں چھوڑ دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

488- ترمذی، احمد (جامع صغیر) احمد 5/15784، ترمذی 2383، الدمی 2730، ابن حبان 3228، طبرانی الکبیر 9/189 عبد اللہ بن المبارک فی الزھد 181، ابن ابی شیبہ 13/241

489- اخرجہ احمد (2/3709) والترمذی (2384) وابن ماجہ (4109) والحاکم (4/7859) والطیالسی (77) واسنادہ صحیح

Marfat.com

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے پات کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا وغیرہ نہیں تھا جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر چٹائی نے بدھیاں ڈال دی تھیں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے نیچے جو تکیہ رکھا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے (سرکار دو عالم کو اس حالت میں دیکھ کر) عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو مالی وسعت وفراخی عطا فرمائے؟ فارس اور روم کے لوگوں کو کس قدر وسعت وفراخی عطا کی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن خطاب! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

کیا تم ابھی تک اسی جگہ ہو (جہاں سے تم شروع میں چلے تھے اور اتنے عرصہ کے بعد بھی تمہارے انداز فکر اور سوچنے سمجھنے کا معیار اتنا آگے نہیں بڑھا جو تم حقیقت تک پہنچ سکو؟ یاد رکھو یہ اہل فارس وروم (اور تمام کفار) وہ لوگ ہیں جن کو تمام نعمتیں اور خوبیاں بس ان کی دنیاوی زندگی ہی میں دے دی گئی ہیں (جب کہ ہمیشہ کی زندگی یعنی آخرت میں ان کو فقر وافلاس، ذلت وخواری اور خسران ونقصان کے سوا کچھ نہیں ملے گا)" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ " کیا تم اس پر راضی ومطمئن نہیں ہو کہ ان (اہل فارس وروم اور دیگر کفار) کو دنیا ملے (جو فنا ہو جانے والی ہے) اور ہمیں آخرت ملے (جو اپنی تمام تر نعمتوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 1165)

چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے" یعنی وہی چٹائی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر تھا جس کو چارپائی پر ڈال کر اس پر آپ لیٹے ہوئے تھے یا وہ چٹائی زمین پر بچھی ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کھری چٹائی پر استراحت فرما رہے تھے اور بعض عبارتوں سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو چارپائی تھی وہی کھجور کی رسیوں سے بنی ہوئی تھی جیسا کہ چارپائیوں کو بان سے بنا جاتا ہے۔ " رمال" راء کے پیش اور زبر دونوں کے ساتھ اصل میں رمل کی جمع ہے اور مرمول (یعنی بنے ہوئے کے) معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ مخلوق کے معنی میں خلق استعمال ہوتا ہے۔ "لیف" (لام کے زیر اور راء کے جزم کے ساتھ) کھجور کی چھال کو کہتے ہیں! حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تکیہ مبارک تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں روئی وغیرہ کے بجائے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، چنانچہ جو لوگ غریب ونادار ہوتے ہیں، روئی وغیرہ کا تکیہ بنانا ان کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ کھجور کی چھال کو کوٹ کر نرم کر لیتے ہیں اور اس کو تکیہ میں بھر لیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امت کے حق میں مالی وسعت اور رزق کی فراخی کی دعا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درخواست کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ اگر پوری امت بھی اسی فقر وافلاس میں مبتلا رہی اور اس کو معاشی زندگی کی غربت ودشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تو اس امت کے وہ لوگ جو مضبوط عقیدہ ومزاج

Marfat.com

کے نہیں ہوں گے، اتنی سخت زندگی کی تاب نہیں رکھ پائیں گے اور نا قابل برداشت دشواریوں میں مبتلا ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے ایسے لوگوں کے مناسب حال یہی جانا کہ انہیں مالی وسعت وفراخی عطا ہو جائے۔ لیکن طیبی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصل مقصد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے مالی وسعت وفراخی کی خواہش کرنا تھا، مگر انہوں نے اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت کے مناسب نہیں سمجھا کہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس ادنیٰ اور ناپاک دنیا کی طلب کو ظاہر کریں، جیسا کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت گرم اور تنگ وتاریک کوٹھڑی میں ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں انہوں نے کوٹھڑی کے کونوں میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بس چمڑے کے دو چار ٹکڑے اور ایک دو باسن پڑے ہوئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غربت وخستہ حالی کا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ابن خطاب کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور کی حالت دیکھ کر رو رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہوتے ہوئے اس حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور قیصر وکسریٰ (جو اللہ کے نافرمان وسرکش بندے ہیں) کس قدر ناز ونعم اور عیش و راحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے بعد روایت کے وہی الفاظ ہیں جو اوفی ہذا یا بن الخطاب سے آخرت، اوپر حدیث میں نقل ہوئے طیبی کی یہ وضاحت بھی اگرچہ حقیقت کے بہت زیادہ قریب ہے لیکن خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ فان فارس وروم قد وسع علیہم کے پیش نظر پہلی توضیح زیادہ مناسب ہے۔

فقراء مسلمانوں کا پانچ سوسال پہلے جنت میں جانے کا بیان

(490) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ"

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: غریب لوگ امیروں سے پانچ سوسال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں' یہ حدیث صحیح ہے۔

شرح

آدھے دن" سے مراد قیامت کا آدھا دن ہے مطلب یہ ہے کہ وہ پانچ سو سال قیامت کے آدھے دن کے برابر ہوں گے۔ اور قیامت کے دن کی مدت طوالت، دنیاوی شب وروز کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ آیت (وان یوما عند ربك كالف سنة مماتعدون)، رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ فرمایا

490- اخرجه احمد (3/7951) والترمذی (2360) وابن ماجه (4122) وابن حبان (676) وابن ابی شيبة (246/13) وابو نعيم فی "الحلية" واسناده حسن

ہے کہ آیت (فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ)70۔المعارج:4)اور جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، تو جاننا چاہئے کہ پہلی آیت کہ جس سے قیامت کے دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا ثابت ہوتا ہے) عمومیت کی حامل ہے۔ جب کہ یہ دوسری آیت (کہ جس سے قیامت کے دن کا پچاس ہزار سال کے برابر ہونا ثابت ہوتا ہے)ایک خاص نوعیت کی طرف اشارہ کرتی ہے! یعنی اصل بات تو یہی ہے کہ دنیاوی حساب کے اعتبار سے قیامت کا دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور اسی کو پہلی آیت کے ذریعہ واضح فرمایا گیا ہے۔ لیکن وہ قیامت کے دن چونکہ سختیوں اور شدت کا دن ہوگا اور جو شخص دنیا میں دین وہدایت سے جتنا دور ہوگا اس کو اس دن کی سختیاں اسی قدر زیادہ محسوس ہوگی اس لئے کفار کے حق میں اس دن کی سختیاں اس قدر زیادہ ہوں گی کہ اپنی درازی وسختی کے اعتبار سے وہ دن ان کو پچاس ہزار سال کے برابر معلوم ہوگا! یہ دوسری آیت یہی مفہوم بیان کرتی ہے کہ قیامت کا دن (اگر چہ ایک ہزار سال کے برابر ہوگا مگر سختیوں اور شدائد کی بنا پر) کفار کو وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر معلوم ہوگا جیسا کہ مومنین اور نیک کاروں کے حق میں وہ دن گو یا لپیٹ دیا جائے گا کہ ایک ہزار سال کے برابر اس دن کی طوالت ان کو ایک ساعت کے بقدر معلوم ہوگی۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ آیت (فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ 10)74۔المدثر:8)اس حدیث کے ضمن میں ایک اشکال یہ بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے معارض ہے جو جنت میں فقراء کے پہلے داخل ہونے کی مدت کو چالیس سال ظاہر کرتی ہے؟ لہٰذا شارحین نے ان دونوں حدیثوں میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ بیان کیا ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ پچھلی حدیث میں " اغنیاء سے "مراد "اغنیاء مہاجرین "ہوں (جیسا کہ اس حدیث کی تشریح میں بھی اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے)اس صورت میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ فقراء ان اغنیاء سے کہ ان کا تعلق مہاجر صحابہ سے ہے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جب یہاں اس حدیث میں اغنیاء سے مراد وہ اغنیاء ہیں جو مہاجرین میں سے ہوں گے۔ اس وضاحت سے دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تعارض وتضاد باقی نہیں رہتا۔ لیکن جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان مذکورہ تعارض کو ختم کرنے کے لئے یہ وضاحت زیادہ مناسب وموزوں ہے کہ دونوں عدد، یعنی چالیس اور پانچ سو سے مراد تحدید نہیں ہے۔ بلکہ مطلقا اس زمانی فرق کو بیان کرنا مقصود ہے جو جنت میں داخل ہونے کے سلسلہ میں فقراء اور اغنیاء کے درمیان ہوگا۔ چنانچہ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے کہ فقراء جنت میں اغنیاء سے پہلے جائیں گے از راہ تفنن کسی موقع پر تو چالیس سال فرمایا گیا ہے۔ اور کسی موقع پر پانچ سو سال کے الفاظ ذکر فرمائے گئے ہیں جب کہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہے یا یہ کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہی معلوم ہوا ہوگا کہ جنت میں فقراء کے اغنیاء سے پہلے جانے کی مدت چالیس سال ہوگی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی کے مطابق چالیس سال کا ذکر فرمایا: لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے فقراء کے حال پر خصوصی فضل فرماتے ہوئے اور ان کی مزید تسلی کے لئے یہ خبر دی کہ فقراء کو جنت میں اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوسری مرتبہ اس بات کا ذکر کیا تو اس میں پانچ سو سال کا ذکر فرمایا۔ یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے مفہوم میں جو اختلاف نظر آتا ہے اس کا تعلق دراصل خود فقراء کی ذات وشخصیت کی غیر یکسانیت سے ہے یعنی ظاہر ہے

Marfat.com

کہ ہر غریب و نادار اور ہر فقیر مسلمان ایک ہی حالت نہیں رکھتا، بعض فقراء تو ایسے ہوتے ہیں جو صبر و رضا اور شکر کے درجہ کمال پر ہوتے ہیں اور بعض فقراء وہ ہیں جن میں صبر و رضا اور شکر کا مادہ کم ہوتا ہے لہٰذا "پانچ سو سال" والی حدیث کا تعلق اول الذکر فقراء سے اور چالیس سال والی حدیث کا تعلق موخر الذکر فقراء سے۔ یہ تاویل زیادہ مناسب اور موزوں بھی ہے اور اس کی تائید جامع الاصول کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس میں ان دونوں حدیثوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ جس حدیث میں چالیس سال کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ دنیاوی لذتوں اور نعمتوں کی خواہش رکھنے والا فقیر، حریص غنی سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوگا اور جس حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ دنیاوی لذتوں و نعمتوں سے بالکل بے نیاز اور زاہد فقیر دنیادار غنی سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

جہنم میں عورتوں کی اکثریت کا بیان

(491) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وعِمْرَانَ بْنُ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنُ الْحُصَيْنِ۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جنت کو دیکھا تو مجھے اس میں اکثریت غریبوں کی نظر آئی میں نے جہنم کو دیکھا تو مجھے اس میں اکثریت خواتین کی نظر آئی۔ (متفق علیہ)

مالدار لوگوں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جانے کا بیان

(492) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ"الْجَدُّ": الْحَظُّ وَالْغِنٰى۔ وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ۔

✧✧ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والے عام لوگ غریب تھے اور خوشحال لوگوں کو روک دیا گیا تھا۔ البتہ اہل جہنم کو جہنم میں جانے کا حکم مل گیا۔

491- بخاری فی النکاح' مسلم فی الدعورت' ترمذی فی صفۃ جھنم' نسائی فی عشرۃ انساء احمد 7/19873' ابن حبان 7400' طبرانی الکبیر 18/278' عبد الرزاق 20610' بیھقی 194

492- بخاری فی النکاح' مسلم فی العورت' نسائی فی عشرۃ النساء احمد فی المسند 8/21841' طبرانی 421' بیھقی

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الجد" کا مطلب ہے حصہ اور مالداری۔ اور یہ حدیث "فضل الضعفہ" کے باب میں گزر چکی ہے۔

شرح

محبوسون" کے معنی ہیں وہ لوگ جن کو جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہے حاصل یہ کہ مومنین میں سے جو لوگ اس فانی دنیا میں مالداری و تمول اور جاہ و منصب کی وجہ سے عیش و عشرت کی زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو جنت میں جانے سے اس وقت تک کے لئے روکا رکھا جائے گا، جب تک ان سے اچھی طرح حساب نہیں لیا جائے گا، چنانچہ اس وقت وہ لوگ اس بات سے سخت رنج و غم محسوس کریں گے کہ انہیں دنیا میں مال و زر کی کثرت اور جاہ و منصب کی وسعت کیوں حاصل ہوئی اور وہ اپنی خواہشات نفس کے مطابق دنیاوی لذات و عشرت سے کیوں بہرہ مند ہوئے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ان سے ان دنیاوی امور کا ارتکاب ہوا ہوگا جن کو حرام قرار دیا گیا ہے تو وہ عذاب کے مستوجب ہوں گے اور اگر انہوں نے محض ان چیزوں کو اختیار کیا ہوگا جن کو حلال قرار دیا گیا ہے تب بھی انہیں حساب و کتاب کے مرحلہ سے بہر حال گزرنا پڑے گا، جب کہ فقراء و مفلس لوگ اس سے بری ہوں گے کہ نہ تو ان سے حساب لیا جائے گا اور نہ انہیں جنت میں جانے سے روکا جائے گا بلکہ وہ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے اور ان کا مالداروں سے پہلے جنت میں جانا گویا ان نعمتوں کے عوض میں ہوگا جن سے وہ دنیا سے محروم رہے ہوں گے۔

اللہ کے سوا ہر چیز کے فانی ہونے کا بیان

(493) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِیْدٍ : اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز فانی ہے"۔

بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَالْاِقْتِصَارِ عَلَى الْقَلِيْلِ مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَشْرُوْبِ وَالْمَلْبُوْسِ وَغَيْرِهَا مِنْ حُظُوْظِ النَّفْسِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ

باب 56: بھوکے رہنے مشقت والی زندگی بسر کرنے' کھانے' پینے اور پہننے اور دیگر معاملات میں پرتعیش چیزوں اور خواہشات کو ترک کر کے تھوڑے پر اکتفا کرنے کی فضیلت

493- بخاری فی الادب والرقاق مسلم فی اشعر' ترمذی' فی الاستیذان' اشمائل' ابن ماجه فی الادب (الاطراف للمزی) احمد 3/10080 ابن حبان 5784' بیهقی 10/237' حلیه 7/201 شمائل ترمذی 242

Marfat.com

خواہشات کی پیروی کرنے والے تارکین نماز لوگوں کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴾ (مریم: 59-60)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اس کے بعد ان کی جگہ وہ لوگ آ گئے جنہوں نے نماز کو ترک کیا اور انہوں نے خواہشات کی پیروی کی عنقریب وہ جہنم میں پہنچ جائیں گے' ماسوائے اس کے جو توبہ کرے' ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا''۔

نمازوں کی پرواہ نہ کرنے والے اور فاسق لوگوں کا بیان

نیک لوگوں کا خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا جو حدود الٰہی کے محافظ، نیک اعمال کے نمونے بدیوں سے بچتے ہیں۔ اب برے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کے بعد کے زمانے والے ایسے ہوئے کہ وہ نمازوں تک سے بے پرواہ بن گئے اور جب نماز جیسے فریضے کی اہمیت کو بھلا بیٹھے تو ظاہر ہے کہ اور واہیات کی وہ کیا پرواہ کریں گے؟ کیونکہ نماز تو دین کی بنیاد ہے اور تمام اعمال سے افضل و بہتر ہے۔ یہ لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے دنیا کی زندگی پر اطمینان سے ریجھ گئے انہیں قیامت کے دن سخت خسارہ ہوگا بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو اسے بالکل ہی چھوڑ نا بیٹھنا ہے۔

اسی لئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے سلف خلف کا مذہب ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ یہی ایک قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بندے اور شرک کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ہم میں اور ان میں فرق نماز کا ہے جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ یا نماز کے ترک سے مراد نماز کے وقتوں کی صحیح طور پر پابندی کا نہ کرنا ہے کیونکہ ترک نماز تو کفر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کریم میں نماز کا ذکر بہت زیادہ ہے، کہیں نمازوں میں سستی کرنے والوں کے عذاب کا بیان ہے، کہیں نماز کی مداوت کا فرمان ہے، کہیں محافظت کا۔ آپ نے فرمایا ان سے مراد وقتوں میں سستی نہ کرنا اور وقتوں کی پابندی کرنا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ اس سے مراد نمازوں کا چھوڑ دینا اور نہ چھوڑنا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو کفر ہے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا غافلوں میں نہیں لکھا جاتا، ان کا ضائع کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے اور ان کا ضائع کرنا ان کے وقتوں کی پابندی نہ کرنا ہے۔ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ اس سے مراد سرے سے نماز چھوڑ دینا نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کر دینا ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بدترین لوگ قریب بہ قیامت آئیں گے جب کہ اس امت کے صالح لوگ باقی نہ رہے ہوں گے اس وقت یہ لوگ جانوروں کی طرح کودتے پھاندتے پھریں گے۔

Marfat.com

عطا بن ابو رباح رحمۃ اللہ علیہ یہی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ آخری زمانے میں ہوں گے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس امت کے لوگ ہوں گے جو چوپایوں اور گدھوں کی مانند راستوں میں اچھل کود کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جو آسمان میں ہے بالکل نہ ڈریں گے اور نہ لوگوں سے شرمائیں گے۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ناخلف لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے اور شہوت رانیوں میں لگ جائیں گے اور قیامت کے دن خمیازہ بھگتیں گے۔ پھر ان کے بعد وہ نالائق لوگ آئیں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یاد رکھو قاری تین قسم کے ہوتے ہیں مومن منافق اور فاجر۔ راوی حدیث حضرت ولید سے جب ان کے شاگرد نے اس کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا ایماندار تو اس کی تصدیق کریں گے۔ نفاق والے اس پر عقیدہ نہ رکھیں گے اور فاجر اس سے اپنی شکم پری کرے گا۔

ابن ابی حاتم کی ایک غریب حدیث میں ہے کہ حضرت مائی عائشہ رضی اللہ عنہا اصحاب صفہ کے لیے جب کچھ خیرات بھجواتیں تو کہہ دیتیں کہ بربری مرد و عورت کو نہ دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہی وہ ناخلف ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔

محمد بن کعب قرظی کا فرمان ہے کہ مراد اس سے مغرب کے بادشاہ ہیں جو بدترین بادشاہ ہیں۔ حضرت کعب بن احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں منافقوں کے وصف قرآن کریم میں پاتا ہوں۔ یہ نشے پینے والے، نمازیں چھوڑنے والے، شطرنج چوسر وغیرہ کھیلنے والے، عشا کی نمازوں کے وقت سو جانے والے، کھانے پینے میں مبالغہ اور تکلف کر کے پیٹو بن کر کھانے والے، جماعتوں کو چھوڑنے والے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسجدیں ان لوگوں سے خالی نظر آتی ہیں اور بیٹھکیں بارونق بنی ہوئی ہیں۔ ابو شہب عطاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں سے باز رہیں جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں جب کوئی بندہ شہوت میں اندھا ہو جاتا ہے تو سب سے ہلکی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اسے محروم کر دیتا ہوں۔ مسند احمد میں ہے مجھے اپنی امت میں دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے ایک تو یہ کہ لوگ جھوٹ کے اور بناؤ کے اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے، دوسرے یہ کہ منافق لوگ دنیا دکھاوے کو قرآن کے عامل بن کر سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ غیا کے معنی خسران اور نقصان اور برائی کے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غی جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور نہایت سخت عذابوں والی۔ اس میں خون پیپ بھرا ہوا ہے۔

ابن جریر میں ہے لقمان بن عامر فرماتے ہیں میں حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے التماس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث مجھے سنائیں۔

آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دس اوقیہ کے وزن کا کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے جہنم میں پھنکا جائے تو وہ پچاس سال تک تو جہنم کی تہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر وہ غی اور اثام میں پہنچے گا۔ غی اور اثام جہنم کے نیچے کے دو کنویں ہیں جہاں دوزخیوں کا لہو پیپ جمع ہوتا ہے۔ (تفسیر جامع البیان، ابن ابی حاتم، سورہ مریم، بیروت)

قارون کے خزانوں اور آرائش کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تعَالٰی :

﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا یَا لَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ وَّقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (القصص: 79-80)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تو وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی آرائش کی حالت میں نکلا جو لوگ دنیاوی زندگی کے طلبگار تھے انہوں نے کہا اے کاش ہمیں بھی وہی ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے اسے تو بہت کچھ ملا ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا تمہارا ستیاناس ہو اللہ تعالیٰ کا ثواب جو اس شخص کے لئے ہے جو ایمان لایا ہو اور نیک عمل کئے ہوں اس سے زیادہ بہتر ہے''۔

قارون کے خزانوں میں تکبر وغرور کا محل

مروی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا لڑکا تھا۔ اس کا نسب یہ ہے قارون بن یصہر بن قاہیث اور موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے موسیٰ بن عمران بن قاہیث۔

مشہور مورخ ابن اسحٰق کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا۔ لیکن اکثر علماء چچا کا لڑکا بتاتے ہیں۔ یہ بہت خوش آواز تھا، تورات بڑی خوش الحانی سے پڑھتا تھا اس لئے اسے لوگ منور کہتے تھے۔ لیکن جس طرح سامری نے منافق پنا کیا تھا یہ اللہ کا دشمن بھی منافق ہوگیا تھا۔ چونکہ بہت مال دار تھا اس لئے بھول گیا تھا اور اللہ کو بھول بیٹھا تھا۔ قوم میں عام طور پر جس لباس کا دستور تھا اس نے اس سے بالشت بھر نیچا لباس بنوایا تھا جس سے اس کا غرور اور اس کی دولت ظاہر ہو۔ اس کے پاس اس قدر مال تھا کہ اس خزانے کی کنجیاں اٹھانے پر قوی مردوں کی ایک جماعت مقرر تھی۔ اس کے بہت خزانے تھے۔ ہر خزانے کی کنجی الگ تھی جو بالشت بھر کی تھی۔ جب یہ کنجیاں اس کی سواری کے ساتھ خچروں پر لادی جاتیں تو اس کے لئے ساٹھ پنج کلیاں خچر مقرر ہوتے، واللہ اعلم۔

نیک لوگوں کا قارون کو وعظ کرنے کا واقعہ

قوم کے بزرگ اور نیک لوگوں اور عالموں نے جب اس کے سرکشی اور تکبر کو حد سے بڑھتے ہوتے دیکھا تو اسے نصیحت کی کہ اتنا اکڑ نہیں اس قدر غرور نہ کر اللہ کا ناشکرا نہ ہو، ورنہ اللہ کی محبت سے دور ہو جاؤ گے۔ قوم کے واعظوں نے کہا کہ یہ جو اللہ کی نعمتیں تیرے پاس ہیں انہیں اللہ کی رضامندی کے کاموں میں خرچ کرتا کہ آخرت میں بھی تیرا حصہ ہو جائے۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ دنیا میں کچھ عیش وعشرت کر ہی نہیں۔ نہیں اچھا کھا، پی، پہن اوڑھ جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھا نکاح سے راحت اٹھا حلال چیزیں برت لیکن جہاں اپنا خیال رکھ وہاں مسکینوں کا بھی خیال رکھ جہاں اپنے نفس کو نہ بھول وہاں اللہ کے حق بھی فراموش نہ کر۔ تیرے نفس کا بھی حق ہے تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے بال بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ مسکین غریب کا بھی تیرے مال میں ساجھا ہے۔ ہر حق دار

Marfat.com

کا حق ادا کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ سلوک کیا تو اوروں کے ساتھ سلوک واحسان کر اپنے اس مفسدانہ رویہ کو بدل ڈال اللہ کی مخلوق کی ایذ رسانی سے باز آ جا۔ اللہ فسادیوں سے محبت نہیں رکھتا۔

اپنی عقل ودانش پہ مغرور قارون کا واقعہ

قوم کے علماء کی نصیحتوں کو سن کر قارون نے جو جواب دیئے اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ اس نے کہا آپ اپنی نصیحتوں کو رہنے دیجئے میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو دے رکھا ہے اسی کا مستحق میں تھا، میں ایک عقلمند زیرک، دانا شخص ہوں میں اسی قابل ہوں اور اسے بھی اللہ جانتا ہے اسی لئے اس نے مجھے یہ دولت دی ہے۔ بعض انسانوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے جیسے قرآن میں ہے کہ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تب بڑی عاجزی سے ہمیں پکارتا ہے اور جب انسان کو کوئی نعمت وراحت اسے ہم دے دیتے ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ آیت (قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُه عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِه مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔـلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ 78) -28القصص78:) یعنی اللہ جانتا تھا کہ میں اسی کا مستحق ہوں اس لئے اس نے مجھے یہ دیا ہے۔ اور آیت میں ہے کہ اگر ہم اسے کوئی رحمت چکھائیں اس کے بعد جب اسے مصیبت پہنچی ہو تو کہہ اٹھتا ہے کہ ھذا لی اس کا حقدار تو میں تھا ہی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قارون علم کیمیا جانتا تھا لیکن یہ قول بالکل ضعیف ہے۔ بلکہ کیمیا کا علم فی الواقع ہے ہی نہیں۔ کیونکہ کسی چیز کے عین کو بدل دینا یہ اللہ ہی کی قدرت کی بات ہے۔ جس پر کوئی اور قادر نہیں۔ فرمان الٰہی ہے کہ اگر تمام مخلوق بھی جمع ہو جائے تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتی۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو کوشش کرتا ہے کہ میری طرح پیدائش کرے۔ اگر وہ سچا ہے تو ایک ذرہ یا ایک جو ہی بنا دے۔

یہ حدیث ان کے بارے میں ہے جو تصویریں اتارتے ہیں اور صرف ظاہر صورت کو نقل کرتے ہیں۔ ان کے لئے تو یہ فرمایا پھر جو دعویٰ کرے کہ وہ کیمیا جانتا ہے اور ایک چیز کی کایا پلٹ کر سکتا ہے ایک ذات سے دوسری ذات بنا دیتا ہے مثلاً لوہے کو سونا وغیرہ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ محض جھوٹ ہے اور بالکل محال ہے اور جہالت وضلالت ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ رنگ وغیرہ بدل کر دھوکے بازی کرے۔ لیکن حقیقتاً یہ ناممکن ہے۔ یہ کیمیا گر جو محض جھوٹے جاہل فاسق اور مفتری ہیں یہ محض دعوے کر کے مخلوق کو دھوکے میں ڈالنے والے ہیں۔ ہاں یہ خیال رہے کہ بعض اولیاء کے ہاتھوں جو کرامتیں سرزد ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی چیزیں بدل جاتی ہے ان کا ہمیں انکار نہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے ان پر ایک خاص فضل ہوتا ہے اور وہ بھی ان کے بس کا نہیں ہوتا، نہ ان کے قبضے کا ہوتا ہے، نہ کوئی کاری گری، صنعت یا علم ہے۔ وہ محض اللہ کے فرمان کا نتیجہ ہے جو اللہ اپنے فرمانبردار نیک کار بندوں کے ہاتھوں اپنی مخلوق کو دکھا دیتا ہے۔

چنانچہ مروی ہے کہ حضرت حیوہ بن شریح مصری سے ایک مرتبہ کسی سائل نے سوال کیا اور آپ کے پاس کچھ نہ تھا اور اسکی حاجت مندی اور ضرورت کو دیکھ کر آپ دل میں بہت آزردہ ہو رہے تھے۔ آخر آپ نے ایک کنکر زمین سے اٹھایا اور کچھ دیر اپنے ہاتھوں میں الٹ پلٹ کر کے فقیر کی جھولی میں ڈال دیا تو وہ سونے کا بن گیا۔ معجزے اور کرامات احادیث اور آثار میں اور بھی بہت

Marfat.com

سے مروی ہیں۔ جنہیں یہاں بیان کرنا باعث طول ہوگا۔ بعض کا قول ہے کہ قارون اسم اعظم جانتا تھا جسے پڑھ کر اس نے اپنی مالداری کی دعا کی تو اس قدر دولت مند ہوگیا۔ قارون کے اس جواب کی رد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ غلط ہے کہ میں جس پر مہربان ہوتا ہوں اسے دولت مند کر دیتا ہوں نہیں اس سے پہلے اس سے زیادہ دولت اور آسودہ حال لوگوں کو میں نے تباہ کر دیا ہے تو یہ سمجھ لینا کہ مالداری میری محبت کی نشانی ہے، محض غلط ہے۔ جو میرا شکر ادا نہ کریں کفر پر جما رہے اس کا انجام بد ہوتا ہے۔ گناہ گاروں کے کثرت گناہ کی وجہ سے پھر ان سے ان کے گناہوں کا سوال بھی عبث ہوتا۔ اس کا خیال تھا کہ مجھ میں خیریت ہے اس لئے اللہ کا یہ فضل مجھ پر ہوا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں اس مالداری کا اہل ہوں اگر مجھ سے خوش نہ ہوتا اور مجھے اچھا آدمی نہ جانتا تو مجھے اپنی یہ نعمت بھی نہ دیتا۔

سامان تعیش کی فروانی

قارون ایک دن نہایت قیمتی پوشاک پہن کر زرق برق عمدہ سواری پر سوار ہوکر اپنے غلاموں کو آگے پیچھے بیش بہا پوشاکیں پہنائے ہوئے لے کر بڑے ٹھاٹھ سے اتراتا ہوا اکڑتا ہوا نکلا اسکا یہ ٹھاٹھ اور یہ زینت وتجمل دیکھ کر دنیاداروں کے منہ میں پانی بھر آیا اور کہنے لگے کاش کہ ہمارے پاس بھی اس جتنا مال ہوتا۔ یہ تو بڑا خوش نصیب ہے اور بڑی قسمت والا ہے۔ علماء کرام نے ان کی یہ بات سن کر انہیں اس خیال سے روکنا چاہا اور انہیں سمجھانے لگے کہ دیکھو اللہ نے جو کچھ اپنے مومن اور نیک بندوں کے لئے اپنے ہاں تیار کر رکھا ہے وہ اس سے کروڑ ہا درجہ بارونق دیرپا اور عمدہ ہے۔ تمہیں ان درجات کو حاصل کرنے کے لئے اس دوروزہ زندگی کو صبر وبرداشت سے گزارنا چاہئے جنت صابروں کا حصہ ہے یہ مطلب بھی ہے کہ ایسے پاک کلمے صبر کرنے والوں کی زبان ہی سے نکلتے ہیں جو دنیا کی محبت سے دور اور دار آخرت کی محبت میں چور ہوتے ہیں اس صورت میں ممکن ہے کہ یہ کلام ان واعظوں کا نہ ہو بلکہ ان کے کام کی اور ان کی تعریف میں یہ جملہ اللہ کی طرف سے خبر ہو۔

خزانوں سمیت قارون کا زمین میں دھنس جانے کا واقعہ

اوپر قارون کی سرکشی بے ایمانی کا ذکر ہو چکا یہاں اس کے انجام کا بیان ہو رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے فخر سے جا رہا تھا کہ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اسے نگل جا۔

کتاب العجائب میں نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا بھرپور جوانی کے نشہ میں چور گٹھے ہوئے بدن والا بانکا ترچھا اچھے رنگ و روغن، والا خوبصورت، شکیل۔ میں نگاہیں جما کر اس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا آپ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب معلوم ہو رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تو ہی کیا خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہے۔

نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا یہاں تک کہ بقدر ایک بالشت کے رہ گیا۔ آخرکار اس کا کوئی قریبی رشتہ دار اپنی آستین میں ڈال کر لے گیا۔

یہ بھی مذکور ہے کہ قارون کی ہلاکت حضرت موسیٰ کی بد دعا سے ہوئی تھی اور اس کے سبب میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ ایک سبب

تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قارون ملعون نے ایک فاحشہ عورت کو بہت کچھ مال ومتاع دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ عین اس وقت جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ کہہ رہے ہوں وہ آئے اور آپ سے کہے کہ تو وہی ہے نا جس نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ اس عورت نے یہی کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کانپ اٹھے اور اسی وقت نماز کی نیت باندھ لی اور دو رکعت ادا کر کے اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے سمندر میں سے راستہ دیا اور تیری قوم کو فرعون کے مظالم سے نجات دی اور بھی بہت سے احسانات کئے تو جو سچا واقعہ ہے اسے بیان کر۔

یہ سن کر اس عورت کا رنگ بدل گیا اور اس نے صحیح واقعہ سب کے سامنے بیان کر دیا اور اللہ سے استغفار کیا اور سچے دل سے توبہ کر لی۔ حضرت موسیٰ پھر سجدہ میں گر گئے اور قارون کی سزا چاہی۔ اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ میں نے زمین کو تیرے تابع کر دیا ہے۔ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور زمین سے کہا کہ تو اسے اور اس کے محل کو نگل لے۔ زمین نے یہی کیا۔

دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب قارون کی سواری اس طمطراق سے نکلی سفید قیمتی خچر پر بیش بہا پوشاک پہنے سوار تھا، اس کے غلام بھی سب کے سب ریشمی لباسوں میں تھے۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام خطبہ پڑھ رہے تھے بنو اسرائیل کا مجمع تھا۔ یہ جب وہاں سے نکلا تو سب کی نگاہیں اس پر اور اس کی دھوم دھام پر لگ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھ کر پوچھا آج اس طرح کیسے نکلے؟ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ایک بات اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اور ایک فضیلت مجھے دے رکھی ہے اگر تمہارے پاس نبوت ہے تو میرے پاس یہ جاہ وحشم ہے اور اگر آپ کو میری فضیلت پر شک ہو تو میں تیار ہوں کہ آپ اور میں چلیں اور اللہ سے دعا کریں۔ دیکھ لیجئے کہ اللہ کس کی دعا قبول فرماتا ہے آپ اس بات پر آمادہ ہو گئے اور اسکو لے کر چلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے تو دعا کرتا ہے یا میں کروں؟ اس نے کہا نہیں میں کرونگا اب اس نے دعا مانگنی شروع کر دی اور ختم ہو گئی لیکن دعا قبول نہ ہوئی۔

حضرت موسیٰ نے کہا اب دعا میں کرتا ہوں اس نے کہا ہاں کیجئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ زمین کو حکم دے کہ جو میں کہوں مان لے اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور وحی آئی کہ میں نے زمین کو تیری اطاعت کا حکم دے دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر زمین سے فرمایا: اے زمین! اسے اور اس کے لوگوں کو پکڑ لے وہیں یہ لوگ اپنے قدموں تک زمین میں دھنس گئے۔ آپ نے فرمایا اور پکڑے لے۔ یہ اپنے گھٹنوں تک دھنس گئے۔ آپ نے فرمایا اور پکڑ یہ مونڈھوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پھر فرمایا ان کے خزانے اور مال بھی یہیں لے آ۔ اسی وقت ان کے کل خزانے اور مال وہاں آ گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان سب کو دیکھ لیا پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان کو ان کے خزانوں سمیت اپنے اندر کر لے اسی وقت یہ سب غارت ہو گئے اور زمین جیسی تھی ویسی ہو گئی۔ مروی ہے کہ ساتوں زمین تک یہ لوگ بقدر انسان دھنستے جا رہے ہیں قیامت تک اسی عذاب میں رہیں گے۔

نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (التكاثر : 8)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

دنیا میں جلدی خواہشات کو طلب کرنے والوں کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾ (الإسراء : 18)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جو شخص جلدی چاہتا ہو ہم اس شخص کو اس بارے میں جلدی عطا کر دیں گے جو ہم چاہیں گے اور جس کے لئے ہم چاہیں گے کہ ہم اس کے لئے جہنم بنا دیں گے جس میں وہ پہنچ جائے گا اس حال میں کہ اس کی مذمت کی گئی ہوگی اور اسے دھکے دیئے گئے ہوں گے''۔

کچھ ضروری نہیں کہ دنیا کی ہر ایک چاہت پوری ہو، جس کا جو ارادہ اللہ پورا کرنا چاہے کر دے لیکن ہاں ایسے لوگ آخرت میں خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔ یہ تو وہاں جہنم کے گڑھے میں گھرے ہوئے ہوں گے نہایت برے حال میں ذلت وخواری میں ہوں گے۔ کیونکہ یہاں انہوں نے یہی کیا تھا، فانی کو باقی پر دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی اس لئے وہاں رحمت الٰہی سے دور ہیں۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا اس کا گھر ہے جس کے پاس اپنی گرہ کی عقل بالکل نہ ہو۔ ہاں جو صحیح طریقے سے طالب دار آخرت میں کام آنے والی نیکیاں سنت کے مطابق کرتا رہے اور اس کے دل میں بھی ایمان تصدیق اور یقین ہو عذاب ثواب کے وعدے صحیح جانتا ہو، اللہ و رسول کو مانتا ہو، ان کی کوشش قدر دانی سے دیکھی جائے گی نیک بدلہ ملے گا۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان

(494) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ : مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ : مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے گھر والوں نے کبھی بھی لگاتار دو دن تک جو کی روٹی سے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی بھی گندم کی روٹی لگاتار تین دن تک نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

494- اخرجه احمد (9/25279) والبخاری (5416) ومسلم (2970)/22) والترمذی (2357)

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے فقر کا بیان

دوروز مسلسل سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا معمول یہی تھا کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھایا تو دوسرے دن بھوکے رہے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی وترفہ کی زندگی پر فقر وافلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیش کش ہوئی اور حکم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی ہی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، تاکہ جس دن پیٹ بھروں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

مذکورہ بالا حدیث سے بعض لوگوں کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری حصہ میں غنی و مالدار ہو گئے تھے، کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں واقعتاً غنی ہو گئے تھے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی معمول رہا کہ انہوں نے کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آخری زمانہ نبوی میں اسلام کو طاقت اور غلبہ ملا اور مجاہدین اسلام نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو اس صورت میں مال غنیمت کا مقررہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملا اور تھوڑا بہت مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا رہا مگر روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو بھی اپنے پاس کبھی نہیں رکھا، بلکہ جس طرح آتا اسی طرح اس کو اپنے پروردگار کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیتے اور خود ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ رہ جاتے، البتہ دل کا غنا اور بڑھ جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ مسلسل کئی کئی راتیں بھوک میں گزار دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً کھانا میسر ہونے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر عام طور سے جس چیز کی روٹی ہوتی تھی وہ جو تھا۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے غریب ونادار لوگوں اور فقراء میں سے کوئی بھی شخص اتنی سخت زندگی نہ تو گزاتا ہے اور نہ گزار سکتا ہے جتنی سخت زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزارتے تھے اور یہ شان اس ذات گرامی کی تھی جو نہ صرف افضل البشر بلکہ افضل الانبیاء ہے۔ جس کے چشم وابرو کے اشارے پر دنیا بھر کی نعمتیں اس کے قدموں میں آ سکتی تھیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز زندگی میں غریب ونادار مسلمانوں کے لئے بڑی تسلی واطمینان کا سامان پوشیدہ ہے۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر فقر وافلاس کی زندگی گزارنا اور بھوک کی صعوبت کو برداشت کرنا کوئی اضطرار ومجبوری کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ یہ اپنے قصد واختیار کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا کی لذات اور نعمتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، قوت لایموت پر قناعت کرتے اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی ضروریات پر فقراء ومساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات کو ترجیح دے کر ایثار نفس پر عمل پیرا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت

زندگی گزارتے تھے۔

کھجور اور پانی اور نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان

(495) وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ : وَاللّٰهِ، يَا ابْنَ أُخْتِيْ، إِنْ كُنَّا نَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ : ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوْقِدَ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ . قُلْتُ : يَا خَالَةُ، فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اے میرے بھانجے! ہم ایک چاند دیکھ لیتے تھے پھر اگلا چاند دیکھ لیتے تھے۔ دو مہینے میں تین چاند دیکھ لیتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ کے گھر میں (کھانا پکانے کے لئے) آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے پوچھا خالہ جان! آپ لوگوں کا گزارہ کیسے ہوتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: دو سیاہ چیزوں کے ساتھ کھجور اور پانی' البتہ نبی اکرم ﷺ کے کچھ انصاری پڑوسی تھے۔ ان کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ان کا دودھ بھیج دیا کرتے تھے تو وہ آپ ہمیں پینے کے لئے دے دیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

شرح

یہ حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال کس تنگی وسختی کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے تھے اور باوجودیکہ اگر آپ چاہتے تو دنیا کی تمام لذات اور ایک خوش حال، بافراغت زندگی گزارنے کے سارے وسائل وذرائع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہوتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کمال ایثار واستغناء اور نفس کشی وترک لذات پر عامل رہے۔ اسودین (دو سیاہ چیزوں) میں سے ایک سیاہ چیز کھجور ہے اور دوسری سیاہ چیز پانی! کو سیاہ چیز سے تعبیر کرنا مجاورت ومقارنت کی وجہ سے ہے اور اس طرح کا طرز کلام اہل عرب کی یہاں مستعمل ہے، جیسا کہ ماں اور باپ کو ابوین یا چاند اور سورج کو قمرین کہتے ہیں، اس کو عربی میں "تغلیب" کہتے ہیں۔ تاہم واضح رہے کہ اس ارشاد میں "پانی کا ذکر کھجور کے ضمن وطفیل میں ہے، اصل مقصد کھجور ہی کا ذکر کرنا ہے، کیونکہ پانی نہ تو پیٹ بھرنے کے مصرف میں آتا ہے اور نہ اس کی کوئی کمی ہی تھی، اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں کو غذا کے طور پر کھجوریں بھی اتنی مقدار میں مہیا نہیں ہوتی تھیں جو پیٹ بھرنے کے بقدر ہوں، بلکہ بس اتنی ہی مہیا ہو جاتی تھیں جس سے پیٹ کو سہارا مل جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ بعض مہینہ ہم پر ایسا گزرتا تھا کہ ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے (یعنی بعض مرتبہ پورا پورا مہینہ ایسا گزرتا تھا کہ ہمارے گھر میں سامان خوارک نہ ہونے کی وجہ سے چولھے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی) اور (اس عرصہ میں)

495- اخرجه البخاری (2567) و مسلم (2972) و ابن حبان (6348)

ہماری غذا کا انحصار (صرف) کھجور اور پانی پر ہوتا تھا۔ الّا یہ کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا تھا۔"

(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 128)

الّا یہ کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا تھا" کا مطلب یہ ہے کہ تنگی معاش کے اس عرصہ میں ہم صرف کھجوریں کھا کھا کر اور پانی پی پی کر گزر کر لیا کرتے تھے، یا اگر کوئی شخص تھوڑا بہت گوشت بھیج دیا کرتا تھا تو اس کو کھا لیتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ گھر میں خوراک کا کوئی سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی، ہاں اگر کہیں سے کچھ گوشت آجاتا تو اس کو پکانے کے لئے آگ جلا لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فقر کا بیان

(496) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْمُقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مَّصْلِیَّةٌ، فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ ۔ وَقَالَ: خرج رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

"مَصْلِیَّةٌ" بِفَتْحِ الْمِیْمِ : اَیْ مَشْوِیَّةٌ ۔

✧✧ حضرت ابوسعید مقبری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری موجود تھی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی دعوت دی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ نے جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی تھی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "مصلیة" میم پر فتحہ کے ساتھ یعنی بھنی ہوئی۔

نرم روٹی تک نہ کھانے کا بیان

(497) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ یَاْکُلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ حَتّٰی مَاتَ، وَمَا اَکَلَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا حَتّٰی مَاتَ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ : وَلَا رَاٰی شَاةً سَمِیْطًا بِعَیْنِهٖ قَطُّ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی (امیروں والے) دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ نے کبھی بھی نرم روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: آپ نے کبھی بھی سمیط بکری کا گوشت نہیں کھایا (سمیط اس بکری کو کہتے ہیں جسے ذبح کرنے

496- اخرجه البخاری (5414)

497- اخرجه احمد (4/12298) والبخاری (8385) وابن ماجه (3309) وابن حبان (6355) والترمذی (2363) وفی الشمائل (152) والبیهقی (342/1)

Marfat.com

کے بعد اس کے گوشت کے بال گرم پانی میں صاف کیے جائیں)

کھجوروں کی کمی اور نبی کریم ﷺ کے فقر کا بیان

(498) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الدَّقَلُ": تَمْرٌ رَدِیءٌ.

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے تمہارے نبی کو دیکھا ہے آپ کے پاس عام کھجوریں اتنی بھی نہیں ہوتی تھیں کہ آپ ان کے ذریعے اپنا پیٹ بھر سکیں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الدقل" یعنی ردی کھجور۔

شرح

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات یا تو تابعین کو مخاطب کر کے کہی، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہی۔ "تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، الخ۔" مخاطبین کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اضافت ونسبت ان کو الزام دینے یا یوں کہا جائے کہ غیرت دلانے کے لئے کی کہ تم جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہو اور جن کا نام لیوا ہونے پر فخر کرتے ہو، ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حال تھا کہ ان کو پیٹ بھرنے کے لئے ناکارہ کھجوریں بھی میسر نہیں آتی تھیں اور ایک تم ہو کہ انواع واقسام کے کھانے کھاتے ہو اور عیش وعشرت کی زندگی اختیار کیے ہوئے ہو اور اس طرح گویا تم نے دنیا اور دنیا کی لذتوں سے اجتناب کرنے کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اختیار کرنے سے اعراض کیا ہے۔ واضح رہے کہ پہلی حدیث میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض ایام ایسے گزرتے تھے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا محض کھجوریں ہوتی تھیں۔

دوسری حدیث میں بیان کیا گیا کہ وہ کھجوریں بھی اتنی مقدار میں میسر نہیں ہوتی تھیں جس سے پیٹ ہی بھر لیا جاتا اور یہاں یہ بیان کیا گیا کہ وہ قلیل مقدار بھی اچھی کھجوروں پر مشتمل نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ ناکارہ کھجوریں ہوتی تھیں جن کو بالکل ہی محتاج ومفلس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا کھانا بھی پسند نہ کرے اور یہ ساری باتیں اس حقیقت کی غماز ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لذات دنیا کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معمولی درجہ کی بھی خوش حال وراحت بخش زندگی گزارنے سے کوئی دل چسپی نہیں رکھتے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنیادی طور پر فقر اور ترک لذات کو اختیار کیا تھا اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بن گیا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حالت میں قائم رکھا، جب اسلام اور اہل اسلام پر سخت عسرت وتنگی کا زمانہ تھا اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل رہے اور جب اسلام واہل اسلام کو شوکت نصیب ہوئی اور دنیا کے خزانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ گئے اس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی فقر وعسرت کی زندگی گزارنے پر

498- مسلم' ابن ماجه

Marfat.com

قناعت کی ایسا کیوں تھا؟ محض اس لئے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعۃً مفلس ومحتاج تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش وطلب کے باوجود ایک خوش گوار وخوش حال زندگی کے اسباب ووسائل مہیا کرنے پر قادر نہیں تھے، کیوں کہ یہ بتایا جا چکا ہے کہ بعد میں مسلمانوں کو اسباب معیشت کی بڑی وسعت وفراوانی نصیب ہوئی بلکہ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عسرت وتنگی کے زمانہ میں بھی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو عیش وتنعم کے وہ کون سے وسائل تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی سخت وتنگ زندگی گذارنا اس سخاوت کی بناء پر تھا کہ گھر میں جو بھی آیا دوسروں پر صرف کر دیا، اس ایثار کی بناء پر تھا جو خود سخت سے سخت تکلیف میں مبتلا کر کے بھی دوسروں کی راحت چاہتا تھا، اس زہد وتقویٰ اور قناعت وتوکل کی بنا پر تھا جس نے آخرت کی سربلندی اپنے پروردگار کی رضا جوئی اور اپنی عبدیت وبے چارگی کے مکمل اظہار کے لئے دنیا کی ہر لذت، دنیا کا ہر عیش وتنعم اور دنیا کی ہر خواہش کو کلیۃً پس پشت ڈال دیا تھا اور ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس عملی زندگی کے ذریعہ اپنی امت کو عیش وتنعم کی زندگی سے اجتناب کرنے قناعت وتوکل اور ایثار کا وصف پیدا کرنے اور اپنے حقیقی مقصد حیات کی راہ میں سختی ومشقت برداشت کرنے کی تعلیم وتربیت دیں۔

نبی کریم ﷺ کی سادگی کا بیان

(499) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى. فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقِيْلَ لَهُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: "النَّقِيّ" هُوَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ: وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارِيُّ، وَهُوَ: الدَّرْمَكُ. قَوْلُهُ: "ثَرَّيْنَاهُ" هُوَ بِثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ يَاءٍ مُثَنَّاةٍ مِنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ، اَیْ: بَلَلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ.

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کو جب سے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا اس وقت سے لے کر آپ کے وصال تک آپ نے کبھی بھی میدے کی روٹی نہیں کھائی۔

ان سے دریافت کیا گیا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں آپ لوگوں کے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کو جب سے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے تب سے لے کر آپ کے وصال تک آپ نے کبھی بھی چھلنی استعمال نہیں کی۔

پھر ان سے دریافت کیا گیا آپ جو کو چھانے بغیر کیسے کھایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہم اسے پیسنے کے بعد اس میں پھونک مار دیا

499- اخرجه احمد (22877) والبخاری (5410 والترمذی (2364) وابن ماجه (3335) وابن حبان (6347) والطبرانی (5796)

Marfat.com

کرتے تھے جس نے اڑنا ہوتا تھا اڑ جاتا تھا جو باقی بچتا تھا اسے ہم گوندھ لیا کرتے تھے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ قول "النقی" میں ن پر فتحہ اور ق پر کسرہ ہے اور یاء پر شد ہے اور اس سے مراد میدے کی روٹی ہے۔ یہ "الدرمك" بھی ہے۔

اور یہ قول "ثریناہ" اس میں ثاء مثلثہ ہے پھر راء مشددہ ہے۔ اس کے بعد یاء مثناۃ ہے اور پھر ن کے ساتھ یعنی اسے تر کر کے گوندھ لیتے تھے۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے جب سے رسول بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے الخ۔ عسقلانی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ذریعہ اس زمانہ کو ذکر کرنے سے احتراز کیا ہے، جو مرتبہ رسالت پر فائز ہونے سے پہلے گزرا تھا اور اس احتراز کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو مرتبہ ملک شام کا تجارتی سفر اختیار فرمایا تھا وہ بعثت رسالت کے قبل کے زمانہ ہی کا واقعہ ہے اور اس سفر کے دوران بحیرہ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے یہاں دعوت کھائی اور چونکہ وہاں کے لوگ خوش حال و مالدار تھے اس لئے بظاہر یہ امکان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یہاں چیزیں ضرور دیکھی ہوں گی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت رسالت کے بعد سے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک جو زمانہ گذارا وہ تنگی معاش اور اقتصادی زبوں حالی کے لئے مشہور و معروف ہے ظاہر ہے کہ اس میں ایسی چیزوں کا کیا ذکر تھا۔ یہ حدیث دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ طبیعت اور بے تکلف زندگی کی واضح غماز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کھانے پینے کا اتنا اہتمام بھی عزیز نہیں تھا، جتنا مالی طور پر ایک معمولی حیثیت کے انسان کے یہاں بھی ہوتا ہے اور یہی وہ بنیادی سبق ہے جو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ رہنا محض مقصد آشنا، بے وقوف اور غافل لوگوں کا شیوہ زندگی ہے۔

انصاری صحابی کی دعوت کا بیان

(500) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: "مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟" قَالَا: الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "وَاَنَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ، لَاَخْرَجَنِی الَّذِیْ اَخْرَجَكُمَا، قُوْمَا" فَقَامَا مَعَهٗ، فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِیْ بَيْتِهٖ، فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ، قَالَتْ: مَرْحَبًا وَّاَهْلًا. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيْنَ فُلَانٌ؟" قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ. اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ، فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّیْ، فَانْطَلَقَ

500- اخرجه مسلم (2038) وابلفظ تریب اخرجه الترمذی (2379) وكذا ابن حبان (5217) والطبرانی فی "الصغیر" (185)

Marfat.com

فَجَائَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوْا، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ" فَذَبَحَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا . فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ، لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهَا: "يَسْتَعْذِبُ" اَىْ: يَطْلُبُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، وَهُوَ الطَّيِّبُ . وَ"الْعِذْقُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْكِبَاسَةُ، وَهِىَ الْغُصْنُ . وَ"الْمُدْيَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَكَسْرِهَا: هِىَ السِّكِّيْنُ . وَ"الْحَلُوْبُ": ذَاتُ اللَّبَنِ .

وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ سُؤَالُ تَعْدِيْدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَّتَعْذِيْبٍ، وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ .

وَهٰذَا الْاَنْصَارِىُّ الَّذِىْ اَتَوْهُ هُوَ، اَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، كَذَا جَاءَ مُبَيَّنًا فِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىِّ وَغَيْرِهٖ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ دن یا شاید رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ کا سامنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا تو آپ نے دریافت کیا تم دونوں کو اس وقت کس چیز نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟ ان دونوں نے عرض کی، یارسول اللہ! بھوک نے' آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں بھی اسی وجہ سے باہر آیا ہوں۔ جس وجہ سے تم دونوں آئے ہو' چلو! یہ دونوں حضرات آپ کے ساتھ چل پڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے ہاں تشریف لائے وہ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اس کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو بولی۔ مرحبا! خوش آمدید! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون سے دریافت کیا۔ فلاں شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کی' وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں' اسی دوران وہ انصاری صحابی بھی آ گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو بولے۔ الحمدللہ! آج کسی کے مہمان بھی میرے مہمانوں سے زیادہ معزز نہیں ہوں گے وہ انصاری (گھر کے اندر) گئے اور ایک ٹوکری لے کر آئے۔ جس میں کچی' خشک اور تازہ کھجوریں تھیں۔ وہ بولے آپ حضرات یہ کھائیے پھر انہوں نے (بکری ذبح کرنے کیلئے) چھری پکڑی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ دینے والی نہ کرنا۔ اس انصاری نے وہ بکری ان حضرات کیلئے ذبح کی ان حضرات نے بکری کا گوشت' کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب وہ اچھی طرح سیر ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا تم بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے تھے اور گھر واپس پہنچنے سے پہلے تمہیں یہ نعمتیں مل گئی (یہ سب اللہ کی عطا ہے)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کا یہ قول "یستعذب" کا مطلب یہ ہے: میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اور یہ طیب بھی ہے۔ اور "العذق" عین پر کسر، ذال ساکن اور معجمہ ہے۔ اور یہ خوشہ اور شاخ کو کہتے ہیں۔ اور "المدیۃ" میں "م" ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ ہے اور اس کا مطلب ہے "چھری"۔ اور "الحلوب" سے مراد ہے دودھ والی۔ اور نعمتوں کے بارے میں سوال سے مراد یہ

Marfat.com

ہے نعمتیں شمار ہونگی اور یہ سوال جھڑک یا عذاب کے طور پر نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اور وہ انصاری جس کے ہاں آپ ﷺ تشریف لائے ان کا نام ابو الهیثم بن التھان تھا۔ جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایت میں واضح مذکور ہے۔

جنت کے دروازوں کے باہمی فاصلے کا بیان

(501) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرِ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصُرْمٍ، وَّوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَاِنَّكُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَاِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَّاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ؟! وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَّلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ، وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا، وَّعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا .رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "اٰذَنَتْ" هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ، اَيْ: اَعْلَمَتْ . وَقَوْلُهُ: "بِصُرْمٍ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ، اَيْ: بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا . وَقَوْلُهُ: "وَوَلَّتْ حَذَّاءَ" هُوَ بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ اَلِفٍ مَّمْدُوْدَةٍ، اَيْ: سَرِيْعَةٍ . وَ"الصُّبَابَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الْبَقِيَّةُ الْيَسِيْرَةُ . وَقَوْلُهُ: "يَتَصَابُّهَا" هُوَ بتشديد الباء قبل الهـ [illegible]: يَجْمَعُهَا . وَ"الْكَظِيْظُ": الْكَثِيْرُ الْمُمْتَلِئُ . وَقَوْلُهُ: "قَرِحَتْ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، اَيْ صَارَتْ فِيْهَا قُرُوْحٌ .

✧✧ خالد بن عمیر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد کہا: دُنیا ختم ہونے والی ہے اور منہ پھیر کر چلی جائے گی وہ اتنی ہی باقی رہ گئی ہے جیسے برتن میں کچھ پانی باقی رہ جاتا ہے جسے کوئی آدمی چھوڑ دیتا ہے تم دُنیا سے ایک ایسے جہاں کی طرف منتقل ہو جاؤ گے۔ جو ختم نہیں ہوگا اس لئے تم بہترین زادراہ کے ہمراہ منتقل ہونا۔ کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے اگر کسی پتھر کو جہنم کے گڑھے میں پھینکا جائے تو وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا اور پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اللہ کی قسم! اس (جہنم) نے بھرنا ہی ہے کیا تم حیران ہو رہے ہو؟ ہمیں یہ بتایا گیا ہے جنت کے دروازے کے ایک پٹ سے دوسرے پٹ کے درمیان چالیس برس کی مسافت ہے اور ایک دن ایسا آئے گا۔ جب وہ لوگوں سے بھری ہوئی ہوگی۔ میں نبی اکرم ﷺ کے ان سات صحابہ میں ایک ہوں جن کی خوراک صرف درخت کے پتے تھے یہاں تک کہ

501- اخرجه احمد (167586) و مسلم (2967)

ہماری باچھیں چھل گئیں تھی مجھے ایک چادر ملی میں نے اُس کے دو حصے کئے ایک سعد بن مالک کو دیدیا ہم دونوں نے ان کا تہبند بنا لیا۔ آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر ہے میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں خود کو بڑا سمجھتا رہوں اور اللہ کی بارگاہ میں چھوٹا ہوں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "آذنت" میں الف مد کے ساتھ ہے یعنی اعلان کیا اور یہ قول کہ "بصرم" صاد پر ضمہ کے ساتھ یعنی اپنے ختم اور فنا ہو جانے کا۔ اور یہ قول کہ "وولت حذاء" اس میں حاء مہملہ ہے اور مفتوحہ ہے۔ پھر ذال معجمۃ اور مشددہ ہے۔ پھر الف ممدودہ ہے یعنی جلدی جلدی۔ اور "الصبابۃ" میں صاد مہملۃ ہے اور ضمہ کے ساتھ ہے۔ اس کا مطلب ہے باقی یا تھوڑا سا۔ اور یہ قول "یتصابھا" میں باء تشدید کے ساتھ ہے ہاء سے پہلے یعنی اسے جمع کرتا ہے۔ اور "الکظیظ" سے مراد ہے بہت بھرا ہوا اور یہ قول "قرحت" اس میں قاف پر فتحہ اور راء پر کسرہ ہے اس سے مراد یہ ہے ان میں زخم ہو گئے۔

راوی حدیث خالد بن عمیر عدوی کے احوال کا بیان

خالد بن عمیر عدوی: یہ بصرہ کے رہنے والے تھے یہ تابعی ہیں انہوں نے حضرت عقبہ بن غزوان سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ حمید بن ہلال نے ان سے احادیث روایت کی ہیں ابن حبان نے ان کا تذکرہ (اپنی کتاب) "ثقات" میں کیا ہے۔

(502) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَخْرَجَتْ لَنَا عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِیْظًا، قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَیْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک چادر اور ایک موٹا تہبند نکالا اور فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص کی فضیلت وفقر کا بیان

(503) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرُ، حَتّٰی اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهٗ خَلْطٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

"اَلْحُبْلَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: وَهِیَ وَالسَّمُرُ، نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِیَةِ.

✧✧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلا عرب شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

502-بخاری و مسلم 'ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجه' ابو یعلی 4943/4432' ابن حبان 6623' عبد الرزاق 20624' احمد 9/25051

503-بخاری فی الاطعمه' والرقاق' مسلم 'ترمذی' فی الزهد' نسائی فی المناقب' ابن ماجه السنه (اطراف للمزی) احمد 1/1498' دارمی 2415' ابو یعلی 732' ابن حبان 6989' حمیدی 78

تیر پھینکا تھا۔ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ہمارے پاس کھانے کے لئے صرف درختوں کے پتے اور یہ کیکر کے پتے ہوا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی شخص اس طرح حاجت کرتا تھا جس طرح بکری مینگنیاں کرتی ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الحبلة" میں حاء مہملہ ضمہ کے ساتھ اور باء موحدہ ساکن ہے اور یہ اور السمر دونوں جنگل کے مشہور درخت ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا اپنی آل کیلئے بہ قدر قوت رزق کی دعا کا بیان

(504) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ وَالْغَرِیْبِ: مَعْنٰی "قُوْتًا" اَیْ: مَا یَسُدُّ الرَّمَقَ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے اللہ! محمد کے گھر والوں کو ان کی (قوت) ضروری خوراک جتنا رزق عطا فرما۔ (متفق علیہ)

اہل لغت کے نزدیک "قوت" اس خوراک کو کہتے ہیں جو زندگی برقرار رکھنے کے لئے کافی ہو۔

شرح

ملا علی قاری کے مطابق "آل" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت (اولاد) اور اہل بیت ہیں یا امت کے وہ لوگ مراد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار اور محبوب ہوں۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ "آل" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام افراد اور متبعین مراد ہیں جیسا کہ لفظ "آل" کے اصل معنی یہی مراد لئے جاتے ہیں اور اگر اہل وعیال ہی کو مراد لیا جائے تو بھی قیاس اور دلالت کو بنیاد بنا کر ان (اہل وعیال) سے سوا امت کے باقی افراد کو بھی اس دعا میں شامل قرار دیا جائے گا۔ "قوت" کھانے پینے کی اس محدود مقدار کو کہتے ہیں جو زندگی کو باقی اور جسمانی توانائی کو برقرار رکھے۔

بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ کھانے پینے کی وہ محدود مقدار "قوت" کہلاتی ہے جو جان کو بچائے اور بطور رزق کافی ہو "کفاف" بنیادی ضروریات زندگی کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے محفوظ باز رکھے۔ نیز بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ "قوت اور کفاف" کے ایک ہی معنی ہیں اور زیادہ صحیح بات بھی یہی ہے کہ دوسری روایت کا لفظ "کفاف" دراصل پہلی روایت کے لفظ "قوت" کی وضاحت ہے اور اس لفظ کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اسباب معیشت اور ضروریات زندگی کی کم سے کم مقدار پر اکتفا کرنا اولیٰ ہے، واضح رہے کہ حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو اپنے ان بندوں کے حق میں قبول فرمایا جنہیں اس نے اپنا پیارا اور برگزیدہ بنانا چاہا۔ اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ "کفاف" یعنی خوراک کی

504- بخاری و مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجه (الاطراف) ابن حبان 6344' ابن ابی شیبه 13/240' دلائل النبوه بیهقی 6/87' احمد 3/7176

Marfat.com

بقدر کفایت مقدار، کوئی متعین اور آخری نہیں، بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں اور اس فرق واختلاف کا مدار اشخاص، زمانہ اور حالات کی عدم یکسانیت پر ہے، مثلاً ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو قلیل کھانے کی عادت رکھتا ہے بایں طور کہ وہ دو تین دن یا اس سے زائد بھوکا رہ سکتا ہے، ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو دن بھر میں دو تین بار کھانے کی عادت رکھتا ہے، کوئی شخص کم یا زیادہ اہل وعیال رکھتا ہے اور کوئی شخص سرے سے عیالدار ہی نہیں ہوتا، اسی طرح بعض حالات اور بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کھانے پینے کی تھوڑی سی مقدار بھی کافی ہو جاتی ہے جیسے قحط کا زمانہ، تنگدستی کی حالت اور ضعف وکمزوری یا مرض کا لاحق ہنا، اس کے برخلاف خوشحالی وآسودگی اور قوت وتوانائی کی حالت میں کھانے پینے کی زیادہ خواہش ہوتی ہے غرضیکہ کفاف کی مقدار کو منضبط نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا دارومدار وقت وحالات وضروریات پر ہوتا ہے کہ جو شخص جس حیثیت کا اور جس حالت میں ہوتا ہے اس کے حق میں کفاف کی مقدار اسی کے مطابق ہوتی ہے۔

البتہ مستحسن اور مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے کھانے پینے کی ضروریات کو بس اسی مقدار تک محدود رکھنا چاہئے جو زندگی کی بقاء کے لئے ناگزیر اور جسمانی قوت توانائی کی برقراری کے لئے ضروری ہو کہ جس سے عبادات وطاعات پر قدرت حاصل رہے اور معمولات زندگی فوت نہ ہوں۔ اس حدیث میں گویا مسلمانوں کو اس امر پر متنبہ کرنا مقصود ہے کہ وہ حصول معاش کی جدوجہد کی ضروریات زندگی کی اس مقدار تک محدود رکھیں جو "کفاف" کہلاتی ہے اور ضرورت سے زیادہ اسباب معیشت مہیا کرنے کی محنت ومشقت برداشت نہ کریں نیز حد اعتدال سے تجاوز کر کے اور حرص وہوس میں مبتلا ہو کر اپنی روحانی واخلاقی زندگی کو مضمحل نہ کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ "فقر اور غنا دونوں سے کفاف افضل ہے، اگرچہ بعض حالتوں میں غنا یعنی مال ودولت کی کثرت بھی ایک طرح کی فضیلت رکھتی ہے بشرطیکہ اس کثرت کی وجہ سے حاصل ہونے والی خوشحالی وآسودگی کسی بھی صورت میں دینی گمراہی، اخروی نقصان وخسران اور دنیا کی محبت وچاہ کا موجب نہ بنے بلکہ خیر وبھلائی اور عبادات وطاعات کی راہ زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے میں مددگار ہو۔

بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھنے کا بیان

(505) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِیْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ. وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰى طَرِیْقِهِمُ الَّذِیْ یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ، فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ، وَعَرَفَ مَا فِیْ وَجْهِیْ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ، ثُمَّ قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اَلْحَقْ" وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهٗ، فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ، فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ، فَقَالَ: "مِنْ اَیْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟" قَالُوْا: اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ - اَوْ فُلَانَةٌ - قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اَلْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ" قَالَ: وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْیَافُ

505- بخاری فی الرقاق، ترمذی فی الزهد، نسائی فی الرقاق، احمد 3/10684، ابن حبان 6535، حاکم 3/4291، دلائل بیهقی 6/101، حلیه 1/338

Marfat.com

الْإِسْلَامِ، لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلَى أَحَدٍ، وَّكَانَ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَّإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، وَأَصَابَ مِنْهَا، وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا . فَسَاءَنِي ذٰلِكَ، فَقُلْتُ : وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ ! كُنْتُ أَحَقُّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّٰى بِهَا، فَإِذَا جَاءُوا وَأَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ ؛ وَمَا عَسَى أَنْ يَّبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ . وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَأَقْبَلُوْا وَاسْتَأْذَنُوْا، فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: "يَا أَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "خُذْ فَأَعْطِهِمْ" قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: "أَبَا هِرٍّ" قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ" قُلْتُ : صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ "اشْرَبْ" فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ : "اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا ! قَالَ: "فَأَرِنِي" فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا جگر زمین پر دبا لیتا تھا اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن میں راستے میں بیٹھا ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے' آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے آپ کو میرے چہرے سے میری حالت کا اندازہ ہو گیا، آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا ادھر آؤ، آپ تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے آیا آپ اندر چلے گئے میں نے اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت دی میں اندر آ گیا آپ نے ایک پیالے میں دودھ پایا، آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں صاحب یا فلاں عورت نے آپ کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی: یارسول اللہ میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کا کوئی گھر بار نہیں تھا اور کوئی مال نہیں تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ آ جاتا تھا تو آپ انہیں عطا کیا کرتے تھے اور خود اسے استعمال نہیں کرتے تھے۔

لیکن جب آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ آتا تھا تو وہ آپ ان کی طرف بھی بھیجا کرتے تھے اور خود بھی استعمال کیا کرتے تھے۔

آپ اس تحفے میں ان لوگوں کو اپنا حصے دار بنایا کرتے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تو میرے لئے یہ بات بڑی پریشانی کا باعث بنی میں نے سوچا اس دودھ کے ساتھ اہل صفہ کا کیا ہوگا، میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کہ میں اسے پی لوں تاکہ مجھے اس کے ذریعے قوت حاصل ہو جب وہ لوگ آ جائیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ ہدایت کریں گے تو مجھے یہ انہیں دینا پڑے گا پھر تو مجھے اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں مل سکے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے بغیر چارہ بھی کوئی نہیں تھا، میں اہل صفہ کے پاس

Marfat.com

آیا اور انہیں دعوت دی، وہ لوگ آ گئے انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دی، وہ لوگ گھر میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے لو اور انہیں دو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس پیالے کو پکڑا اور ان میں سے ایک شخص کو دیا، اس نے پی لیا جب وہ سیر ہو گیا تو اس نے وہ پیالہ مجھے واپس کیا، میں نے وہ دوسرے شخص کو دیا اس نے بھی پی لیا، جب وہ سیر ہو گیا تو اس نے مجھے وہ پیالہ واپس کر دیا، میں نے پھر اگلے شخص کو دیا، اس نے بھی پینے کے بعد جب سیر ہو گیا تو وہ پیالہ مجھے واپس کر دیا یہاں تک کہ میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا تمام حاضرین سیراب ہو چکے تھے، نبی اکرم ﷺ نے پیالہ پکڑا اسے اپنے دست مبارک پر رکھا، آپ نے میری طرف دیکھا مسکرائے اور کہا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی: یارسول اللہ میں حاضر ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے ٹھیک فرمایا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور تم پی لو! میں بیٹھ گیا اور میں نے اسے پی لیا، آپ نے فرمایا اور پیو! میں نے اور پیا آپ مجھے یہی فرماتے رہے اور پیو! یہاں تک کہ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اب اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر یہ مجھے دو میں نے وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی بسم اللہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور فقر کا بیان

(506) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنِي وَاِنِّي لَاَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجَائِي، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِي، وَيَرٰى اَنِّي مَجْنُونٌ وَّمَا بِي مِنْ جُنُونٍ، مَا بِي اِلَّا الْجُوعُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧ حضرت محمد بن سیرین' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' مجھے اپنے بارے میں اچھی طرح یاد ہے' میں نبی اکرم ﷺ کے منبر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان مدہوش پڑا ہوا تھا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اس نے اپنا پاؤں میری گردن پر رکھا وہ سمجھا کہ میں پاگل ہوں حالانکہ مجھے کوئی جنون نہیں تھا صرف بھوک کی وجہ سے ایسا تھا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

زرہ گروی رکھ کر جو خریدنے کا بیان

(507) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فِي ثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

506- اخرجه البخاری (7324) والترمذی (2374)

507- اخرجه البخاری (2917) ومسلم (1603) والنسائی (4623) وابن ماجه (2436)

Marfat.com

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ بیان کرتی ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض میں گروی رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(508) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهٗ بِشَعِيْرٍ، وَّمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَّلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: "مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَلَا اَمْسٰى" وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْاِهَالَةُ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ: اَلشَّحْمُ الذَّائِبُ. وَ"اَلسَّنِخَةُ" بِالنُّوْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهِيَ الْمُتَغَيِّرَةُ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ کو جو کے عوض میں گروی رکھوایا ہوا تھا۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور چربی لے کر حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ محمد کے گھر والوں کے پاس کبھی بھی صبح کے وقت یا شام کے وقت (اناج کا) صاع نہیں ہوتا۔ (متفق علیہ)

راوی بیان کرتے ہیں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نو گھر تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الاھالۃ" میں ہمزہ پر کسرہ ہے۔ اس کا معنی ہے پگھلی ہوئی چربی، اور "السنخة" میں ن اور خاء معجمہ ہے اور اس کا مطلب ہے تبدیل کی ہوئی۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور ایسی چربی لے کر آئے جو زیادہ دن کی رکھی ہوئی تھی۔

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اس سے اپنے اہل بیت کے لئے کچھ جو لئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی ایسی کوئی شام نہیں ہوتی تھی جس میں ان کے پاس ایک صاع گیہوں یا کوئی اور غلہ رہتا ہو جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نو بیویاں تھیں۔

(بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 1164)

روایت کے آخری الفاظ کے ذریعہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے لئے کسی رات میں آنے والے دن کے لئے کسی طرح کا غلہ رکھ چھوڑا ہو باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو بیویاں تھیں اور ان کی غذائی ضروریات کے لئے تھوڑا بہت غلہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں رہنا چاہئے تھا۔ جہاں تک ایک یہودی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرض لینے کی بات ہے تو اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان سے قرض

508-(514) اخرجه البخاری (2069)

Marfat.com

لیتے تو مسلمان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ظاہر ہوتا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات زندگی کا بار مسلمانوں کے کاندھوں پر پڑے اور وہ خواہ خوشی یا کسی گرانی کے ساتھ اور شرم حضوری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ دیں۔لیکن یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مسلمان کی بجائے ایک یہودی سے قرض لینا دراصل اس بات سے انتہائی تنزہ اور کامل احتیاط کے پیش نظر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں سے کسی "اجر و معاوضہ" کے طلب گار ہوں خواہ وہ اجر و معاوضہ کے اعتبار سے نہ ہو بلکہ محض صورۃً ہو جیسا کہ مثلاً قرض کی صورت، کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان سے قرض لیتے تو اس پر اجر و معاوضہ کا اطلاق نہ ہوتا، مگر ممکن تھا کہ کسی نہ کسی درجہ میں نفع اٹھانے کی وجہ سے اس پر بھی صورتاً اجر و معاوضہ کا اطلاق ہو جاتا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتیاطاً اس کو بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی مسلمان سے قرض ہی کی صورت میں کوئی مالی فائدہ حاصل کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت (قل لا اسألکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کامل احتیاط کی ایک نظیر ہمارے امام، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی میں بھی ملتی ہے، چنانچہ ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کی دیوار کے سایہ سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے تھے جس پر ان کا کوئی قرض ہوتا تھا اور ان کی یہ احتیاط اس حدیث کے پیش نظر ہوتی تھی کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا (یعنی جو بھی قرض کوئی منفعت کھینچ کر لائے وہ سود ہے)۔مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک اشکال واضح ہوتا ہے اور وہ یہ کہ بعض صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے بقدر کفایت لازمی ضروریات کی بعض چیزیں ایک سال کے لئے اکٹھا بھروا کر رکھ دی تھیں، جب کہ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس سے اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے؟ اس کا جواب علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ حقیقت تو یہی ہے کہ شروع میں بہت کافی عرصہ تک، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی پر فقر کا زیادہ غلبہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معمول پر قائم تھے کہ کبھی کسی چیز کا ایک دن کے لئے بھی ذخیرہ نہیں کیا، جس دن جو کچھ میسر ہو گیا وہ اس دن کی غذائی ضروریات میں کام آ گیا، اگلے دن کے لئے قناعت و توکل کے علاوہ کچھ پاس نہیں رہا، ہاں بعد میں جب معاشی حالت کچھ بہتر ہوئی اور آمدنی میں کچھ وسعت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرت کے لئے ایک سال کی غذائی ضروریات کے بقدر غلہ کہ جو حد کفایت سے متجاوز نہیں تھا، اکٹھا بھروا دیا تھا۔بعض حضرات نے ان دونوں طرح روایتوں میں اس طور پر مطابقت پیدا کی ہے کہ ال محمد میں لفظ آل زیادہ ہے جیسا کہ اہل عرب کے اسلوب کلام میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ (آل فلاں) بول کر اس کے لفظی معنی) (فلاں کے اہل بیت ( ) کے بجائے صرف اس فلاں کی ذات کو مراد لیتے ہیں مثلاً اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ آل زید (یعنی زید کے گھر والوں) کے پاس چند روپے بھی نہیں ہیں تو اس جملہ سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ خاص طور پر زید کے پاس چند روپے بھی نہیں ہیں۔لہٰذا یہ بات بعید از حقیقت نہیں ہو سکتی کہ کبھی بھی دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ نہ بھرنے یا اگلے دن کے لئے غلہ وغیرہ جمع نہ رکھنے کی بات خاص طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے تعلق رکھتی ہو یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل دو دن تک پیٹ بھر کر نہ کھایا ہو یا خاص اپنی ذات کے واسطے آنے والے ایک آدھ دن کے لئے رکھ چھوڑا ہو، ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار ایسا کیا ہو کہ اپنی

Marfat.com

ازواج مطہرات کے لئے کچھ دنوں یا ایک آدھ سال کی غذائی ضروریات کے بقدر غلہ وغیرہ بھروا کر رکھ دیا ہو تو یہ اس بات کے منافی نہیں ہے۔

اہل صفہ اور فقر کی حالت کا بیان

(509) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَاءٌ، اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ، وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ الْكَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهُ بِیَدِهٖ كَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اہل صفہ کے ستر افراد کو دیکھا ہے ان میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کے پاس چادر ہو صرف تہبند ہوتا تھا اور ایک کپڑا سا ہوتا تھا جسے وہ اپنی گردن پر باندھ لیتے تھے جو ان کے نصف پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کسی کا ٹخنوں تک پہنچتا تھا وہ اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کر رکھتا تا کہ اس کی شرمگاہ بے پردہ نہ ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کا بیان

(510) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُدُمٍ حَشْوُهٗ لِیْفٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے سے بنا ہوا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ، کہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ فرماتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 243)

تکیہ کرتے تھے "یعنی اس پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے یا سوتے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تھے، ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سونے کے لئے اور آرام کی خاطر، بچھونا اور تکیہ بنانا مستحب ہے، بشرطیکہ عیش وعشرت اور آسودگی نفس میں انہماک اور اسراف کے طور پر نہ ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کو پسند کرتے تھے اور سوتے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تھے اور اس پر ٹیک لگا کر بیٹھتے بھی تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اگر کوئی شخص تکیہ اور خوشبو دے تو اس کو قبول کرنے سے انکار نہ کرنا چاہئے۔

یہ اور ان جیسی دوسری روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی زندگی میں زہد و استغناء اختیار کئے ہوئے تھے اور دنیا کی متاع اور لذتوں سے اعراض کرتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

509- اخرجه البخاری (2069) و (2508)

510-بخاری' احمد 9/24264' ابن حبان 6361

Marfat.com

لباس بھی موٹے جھوٹے اور پھٹے پرانے کپڑوں پر مشتمل ہوتا تھا۔

منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا بھی لباس میسر آ جاتا اس کو پہن لیتے اس میں کسی تکلف واہتمام کے روادار نہیں ہوتے تھے، البتہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نفیس وعمدہ کپڑا آ گیا، تو بیان جواز کے لئے اس کو بھی زیب تن فرما لیا لیکن پھر فوراً ہی وہ کپڑا کسی دوسرے شخص کو عنایت فرما دیا، لہٰذا عمدہ ونفیس ہی کپڑے پہننے کی قید اپنے اوپر عائد کر لینا، یا عمدہ و نفیس کپڑا پہننے کی عادت اختیار کر لینا اور اس سلسلے میں بیجا تکلف واہتمام کرنا سنت کے خلاف ہے اگرچہ اصل کے اعتبار سے مباح ہے، لیکن یہ بھی واضح رہے کہ اگر کوئی اچھے کپڑے پہننے کی استطاعت وحیثیت کے باوجود محض بخل اور خست کی بنا پر موٹے جھوٹے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے، یا لوگوں پر اپنے زہد وتقویٰ کا سکہ جمانے کے لئے اور یا حرص وطمع کے تحت لوگوں سے مانگنے کے لئے ریا کاری کے طور پر معمولی قسم کے خستہ وبوسیدہ کپڑے پہنے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی بلکہ بعض ارباب خیر ومشائخ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے اپنی پرہیزگاری اور اپنے بلند مقام روحانیت کو چشم اغیار سے چھپانے کے لئے، یا تحدیث نعمت کے طور پر اپنی خوشحالی کو ظاہر کرنے کے لئے عمدہ اور نفیس کپڑے پہنے۔ حاصل یہ کہ اگر اللہ نے کسی کو خوشحالی کی نعمت عطا کی ہے اور وہ مالی طور پر اچھی حیثیت واستطاعت رکھتا ہے تو اس کو اعلیٰ ونفیس کپڑے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ وہ اسراف وتکبر کی حد کو نہ پہنچے کیونکہ میانہ روی ہر جگہ اور ہر عمل میں محمود ومطلوب ہے۔

نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کی معیت میں سعد کی عیادت کا بیان

(511) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَخَا الْاَنْصَارِ، كَيْفَ اَخِيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟" فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَّعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟" فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ، مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ، وَّلَا خِفَافٌ، وَّلَا قَلَانِسُ، وَلَا قُمُصٌ، نَمْشِيْ فِيْ تِلْكَ السِّبَاخِ، حَتّٰى جِئْنَاهُ، فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران ایک انصاری صحابی وہاں آئے۔ آپ کو سلام کیا۔ وہ واپس جانے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' اے انصاری! ہمارے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ اس نے عرض کی: اچھے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا، تم میں سے کون ان کی عیادت کے لیے جانا چاہے گا؟ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے، تو آپ کے ساتھ ہم لوگ بھی اٹھ گئے۔ ہماری تعداد دس سے کچھ زیادہ تھی۔ ہمارے پاس نہ جوتے موجود تھے۔ نہ ہی جرابیں تھی۔ ٹوپی یا قمیص بھی موجود نہ تھی۔

(سخت گرمی کے موسم میں) پتھریلی زمین پر چلتے ہوئے ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئے، ان کے آس پاس موجود

511- اخرجہ مسلم (925)

Marfat.com

لوگ پیچھے ہٹ گئے اور نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھ آنے والے اصحاب سمیت، ان کے قریب ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک کا سب سے بہتر ہونے کا بیان

(512) وَعَنْ عِمْرَانَ بنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أنه قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا "ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والوں کا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والوں کا زمانہ ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے نہیں یاد نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ کے بعد یا تین مرتبہ کے بعد فرمایا: پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی گئی ہو گی اور وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین مقرر نہیں کیا جائے گا وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے اور ان کے درمیان موٹاپا ظاہر ہو گا۔

شرح

"قرن" عہد زمانہ کو کہتے ہیں، جس کی مقدار بعض حضرات نے چالیس سال، بعض نے اسی سال اور بعض نے سو سال مقرر کی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ "قرن" کا اطلاق ماہ وسال کے تعین کے اعتبار سے محدود عہد زمانہ پر نہیں ہوتا بلکہ ہو وہ عہد یا زمانہ "قرن" کہلاتا ہے جو تقریباً یکساں عمر رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہو گویا "قرن" جو لفظ "اقتران" سے ماخوذ ہے ایسی مقدار ہے جس میں اس زمانہ کے لوگ اپنی عمروں اور احوال کے اعتبار سے ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن سے مراد صحابہ کا قرن ہے۔ اس قرن کی ابتداز مانہ رسالت سے ہوتی ہے اور اس کا آخر وہ زمانہ ہے جب تک کہ ایک صحابی بھی دنیا میں باقی رہا یعنی ۱۲۰ھ تک دوسرا قرن کہ تابعین کا قرن ہے ۱۰۰ھ سے ۱۷۰ھ تک کے زمانہ پر مشتمل ہے اور تیسرا قرن کہ جو اتباع تابعین کا قرن ہے۔

تابعین کے قرن کے بعد سے شروع ہو کر تقریباً ۲۲۰ھ تک کے زمانہ پر مشتمل ہے اس قرن کے بعد اس مخصوص خیر و برکت کا سلسلہ ختم ہو گیا جو قرن اول (یعنی زمانہ رسالت اور قرن صحابہ) اور اس سے ملے ہوئے دونوں قرنوں کو زبانی فرق کی نسبت سے کم وبیش حاصل رہی پھر تو بدعتوں کا ظہور شروع ہو گیا دین کے نام پر عجیب وغریب چیزیں پیدا ہونے لگیں، فلاسفہ اور نام نہاد عقلاء نے سر اٹھائے، معتزلہ کا جنم ہوا اور انہوں نے دین کو مسخ کرنے کا بیڑہ اٹھایا، قرآن کو مخلوق کہنے کا فتنہ اٹھا، جس نے اہل علم کو زبردست آزمائش وامتحان سے دوچار کیا لوگوں کی دینی زندگی کو گھن لگنے لگا، نت نئے افکار وخیالات جنم لینے لگے، اختلاف ونزاعات پھیلنے لگے، آخرت کا خوف کم ہوا اور دنیا کی طرف رجحان بڑھنے لگا کہ جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

512- اخرجه البخاري (2651) و مسلم (2535) والنسائي (3818)

Marfat.com

حدیث میں بیان فرمائی۔

"جو خود بخود گواہی دینگے اور کوئی ان کی گواہی نہ چاہے گا" حدیث کے ان الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر طلب گواہی دینا ایک بری حرکت ہے جب کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ " گواہوں میں بہتر وہ گواہ ہے جو گواہی دے اس سے پہلے کہ اس سے گواہی کی درخواست کی جائے" بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے لیکن درحقیقت ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ بغیر طلب گواہی دینے کی برائی ظاہر والی حدیث کا تعلق اس شخص سے ہے، جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ فلاں واقعہ یا معاملہ کا گواہ ہے لیکن اس کے باوجود صاحب معاملہ (مثلاً مدعی) نہ تو اس سے گواہی دینے کی درخواست کرتا ہے اور نہ اس کو عدالت میں بطور گواہ پیش کرنا چاہتا ہے، ایسی صورت میں اگر وہ شخص از خود (بغیر طلب) گواہی دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی گواہی کے کوئی معنی کے کوئی معنی تو ہو گے نہیں البتہ یہ ضرور ثابت ہوگا کہ وہ اس گواہی کے پردہ میں کوئی فاسد غرض رکھتا ہے، اس کے برخلاف اگر یہ صورت ہو کہ ایک شخص کسی واقعہ یا معاملہ کا گواہ ہے لیکن اس کا گواہ ہونا صاحب معاملہ کو معلوم نہیں، وہ دیکھ رہا ہے کہ اگر میں نے گواہی نہ دی تو ایک مسلمان بھائی کا حق ڈوب جائے گا یا اس کو بلاوجہ کوئی مالی نقصان اٹھانا پڑے گا، اس جذبہ خیر کے ساتھ وہ صاحب معاملہ کو بتاتا ہے کہ میں اس واقعہ یا معاملہ کا گواہ ہوں اور اگر تم چاہو تو تمہاری طرف سے عدالت میں پیش ہو کر گواہی دے سکتا ہوں، بغیر طلب گواہی دینے والا ایسا شخص یقیناً قابل تعریف ہوگا اور کہا جائے گا کہ دوسری حدیث (جس میں بغیر طلب گواہی دینے والے کو بہترین گواہ فرمایا گیا ہے) ایسے شخص کو کے حق میں ہے۔ یا یہ کہ بغیر طلب گواہی دینے کی اچھائی بیان کرنے والی حدیث دراصل اس بات کو مبالغہ کے طور پر یعنی زیادہ سے زیادہ شدت اور تاکید کے ساتھ بیان کرنے کے لئے ہے کہ جو شخص کسی واقعہ یا معاملہ کا سچا گواہ ہو اس کو چاہئے کہ گواہی دینے سے اعراض نہ کرے اور جب اس سے کوئی گواہی طلب کی جائے تو دیر نہ کرے فوراً حاضر ہو اور گواہی نہ چھپائے، اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بغیر طلب کے گواہی دینے کی برائی ظاہر کرنے والی حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو گواہ بننے کا اہل نہ ہو یا اس شخص پر محمول ہے جو جھوٹی گواہی دے۔

بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ بغیر طلب گواہی دینے کی برائی بیان کرنے والی اس حدیث کا تعلق حقوق العباد سے متعلق گواہی دینے سے ہے اور اچھائی بیان کرنے والی حدیث کا محمول حقوق اللہ سے متعلق گواہی دینا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ گواہی کو چھپانے میں مصلحت نہ ہو اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس حدیث میں "شہادت" سے مراد سوگند (قسم) ہے اس صورت میں حدیث کے ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہوگا: ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو جھوٹی قسم کھائیں گے اس سے پہلے کہ کوئی ان کو قسم دے اور قسم کھلوائے۔ جو خیانت کریں گے اور ان کی دیانت و امانت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ خیانت و بددیانتی میں وہ اس قدر جری اور مشہور ہو جائیں گے کہ لوگ ان کو امانت دار اور بادیانت ماننا چھوڑ دیں گے اور ان کو امانت کے وصف سے خالی سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر کسی سے کبھی کبھار کوئی خیانت سرزد ہو جائے تو اس اعتبار نہیں۔ "جو نذر مانینگے اور اپنی نذر کو پورا نہیں کریں گے۔

یعنی نہ صرف یہ کہ نذر پوری نہیں کریں گے بلکہ اس بات کو اہمیت بھی نہیں دینگے کہ نذر مان کر اس کا پورا نہ کرنا کتنی بری بات ہے۔ حالانکہ نذر پوری کرنا لازم ہے اور اللہ کے جو نیک بندے اس پر عمل کرتے ہیں ان کی تعریف قرآن میں بیان کی گئی ہے: ی ؤ

Marfat.com

فون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا ۔ وہ (اللہ کے نیک بندے) نذر پوری کرتے ہیں اور اس (قیامت کے) دن سے ڈرتے ہیں۔""اور ان میں موٹاپا یعنی فربہی پیدا ہوگی "لفظ" سمن "کے معنی موٹاپے، کے ہیں جو بہت کھانے پینے اور تنعم وترفہ کے سبب پیدا ہوتا ہے پس یہاں وہ موٹاپا مراد نہیں ہے جو خلقی اور طبعی طور پر ہو۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ یہاں "فربہی" سے مراد احوال میں فربہی ہے یعنی فخر وشیخی کی راہ سے اپنے تیئں مالدار اور خوشحال ظاہر کریں گے اور عزت وشرف کی ان باتوں کا دعوی کریں گے جو سرے سے ان میں نہیں ہوں گی اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ "فربہی" سے مراد مال ودولت جمع کرنا اور تن پروری میں مشغول رہنا ہے۔

تورپشتی نے لکھا ہے "ان میں فربہی پیدا ہوگی" کے الفاظ دراصل اس بات سے کنایہ ہین کہ دینی معاملات اور احکام شریعت کی بجا آوری میں غفلت وکوتاہی کا شکار ہوں گے اور اوامر ونواہی کو ملحوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کریں گے جو دین وشریعت کا اصل تقاضا ہیں۔ اس بات کو "فربہی" سے تعبیر کرنے کی وجہ مناسبت یہ ہے کہ عام طور پر موٹے لوگ سست وکاہل ہوتے ہیں، محنت ومشقت سے جی چراتے ہیں نفس کو ریاضت میں ڈالنے سے کتراتے ہیں۔ اور ان کا زیادہ تر اہتمام نفس کی لذت کوشی، تن پروری اور راحت وآرام کے ساتھ اپنے بستروں پر پڑے رہنے تک محدود رہتا ہے۔

شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء نے وضاحت کی ہے کہ وہ فربہی مذموم ہے، جو (عیش وتنعم کے ذریعہ) قصدا پیدا کی جائے۔ خلقی وطبعی فربہی نہ مذموم ہے نہ اس پر اس طرح کی روایتوں کا اطلاق ہوتا ہے! اس وضاحت سے اس روایت کے معنی بھی صاف ہوجاتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے: ان الله يبغض الحبر السمين ۔ "اللہ تعالیٰ فربہ عالم کو سخت ناپسند کرتا ہے

زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرنے کی ابتداء کرنے کا بیان

(513) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰی كَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر تم اضافی مال خرچ کردو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر تم اسے روک کر رکھو تو یہ تمہارے لئے برا ہے اور ضرورت کے مطابق چیزیں رکھنے پر تمہاری ممانعت نہیں ہوگی اور جو لوگ تمہارے زیر کفالت ہوں ان سے (خرچ) آغاز کرو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تندرستی کی حالت میں ایک دن کی خوراک مل جانے کا بیان

(514) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِیِّ الْخَطْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِیْ سِرْبِهٖ، مُعَافًی فِیْ جَسَدِهٖ، عِنْدَهٗ قُوْتُ یَوْمِهٖ، فَكَاَنَّمَا حِیْزَتْ لَهٗ

513-ترمذی فی الزھد' مسلم فی الزکاۃ' احمد 8/22328

Marfat.com

الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"سِرْبِهٖ": بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ نَفْسه، وَقِيْلَ: قَوْمُهٗ.

✧✧ حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جو شخص تم میں سے امن کی حالت میں ہو اور جسمانی طور پر تندرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو تو گویا اسے دنیا اپنی تمام تر نعمتوں سمیت مل گئی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

''سربه'' اس میں س پر زیر پڑھی جائے گی۔ اس سے مراد آدمی کی ذات ہے۔ اس روایت کے مطابق اس سے مراد آدمی کی قوم ہے۔

راوی حدیث عبید اللہ بن محصن کے احوال کا بیان

عبید اللہ بن محصن انصاری خطمی: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان سے ان کے صاحبزادے سلمہ نے وہ روایت نقل کی ہے۔

اسلام قبول کرنے کی فضیلت کا بیان

(515) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے اسلام قبول کیا، اسے ضرورت کے مطابق رزق عطا کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس (ملے ہوئے رزق) پر قناعت کرنے کی توفیق دیدے تو وہ شخص کامیاب ہو گیا۔

(516) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْاِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا وَّقَنِعَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص کو مبارک ہو جسے اسلام کی ہدایت مل جائے اور اس کی زندگی ضروریات کے مطابق ہو اور وہ قناعت کرے۔

514-بخاری فی الادب المفرد 300' عبید اللہ بن محصن مجهول ہے ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان 671' حلیہ 5/249 فی سندہ ضعف' طبرانی فی الاوسط 1849

515-مسلم 2/6583' ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان 67' بیہقی 4/196

516-ترمذی' ابن حبان' حاکم 1/98' مسند قضاعی 616' احمد 9/23999' طبرانی فی الکبیر 18/7861

Marfat.com

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کی روٹی کی خوراک کا بیان

(517) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِیًا، وَّاَهْلُهٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَّکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبزَ الشَّعِیْرِ .

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں بھوک کے عالم میں گزار دیا کرتے تھے جبکہ آپ کے اہل خانہ کورات کے وقت کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا اوران کی اکثر خوراک ''جو'' کی روٹی ہوتی تھی۔

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بھوک کے سبب نماز میں گر جانے کا بیان

(518) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ، یَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ - حَتّٰی یَقُوْلَ الْاَعْرَابُ : هٰؤُلَاءِ مَجَانِیْنُ . فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَیْهِمْ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی، لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ" .

"الْخَصَاصَةُ" : الْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِیْدُ .

✧✧ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کونماز پڑھایا کرتے تھے تو نماز کے دوران بعض حضرات بھوک کی وجہ سے گر جایا کرتے تھے یہ اصحاب صفہ تھے یہاں تک کہ دیہاتی یہ کہا کرتے تھے' یہ لوگ پاگل ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا: اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی کیا حیثیت ہے تو تم یہ پسند کرو گے کہ تمہارے فاقے اور ضرورت میں اضافہ ہو جائے۔

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

الخصاصۃ کا مطلب فاقہ اور شدید بھوک ہے۔

راوی حدیث فضالہ بن عبید انصاری کے احوال کا بیان

فضالہ بن عبید انصاری: یہ ''الاوسی'' ہیں۔ ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ یہ غزوہ احد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے گورنر رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت نقل کی ہے۔ ۵۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

517- ترمذی ابن ماجه (جامع صغیر) مسلم' احمد 1/2303 ' ابن حمید 592' طبرانی 11900

518- ترمذی فی الزهد' ابن حبان 724' طبرانی فی الکبیر 18/798' حلیه 2/17' احمد 9/23993

کھانا کھانے کی مقدار کا بیان

(519) وَعَنْ اَبِیْ کَرِیْمَةَ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهٗ، فَاِنْ کَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهٖ، وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهٖ، وَثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"اُکُلَاتٌ" اَیْ: لُقَمٌ.

✧✧ حضرت ابوکریمہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آدمی پیٹ سے زیادہ برا برتن اور کوئی نہیں بھرتا۔ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں لیکن اگر کسی نے ضرور کھانا ہو تو ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے رکھے۔ ایک تہائی پینے کے لئے رکھے اور ایک تہائی اپنی ذات کے لئے رکھے (یا شاید یہ مفہوم ہے سانس لینے کے لئے رکھے)۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

اس حدیث میں استعمال ہونیوالے لفظ "اُکُلَاتٌ" کا مطلب لقمے ہیں۔

شرح

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ واجب تو یہ ہے کہ کھانے کے معاملہ میں اس حد سے تجاوز نہ کیا جائے جو پیٹھ کو قائم رکھنے یعنی جسمانی توانائی کو برقرار رکھنے کے لئے کافی ہو اور یہ بھی اس لئے تاکہ اللہ کے احکام بجالانے کی طاقت وقدرت حاصل رہے، ہاں اگر کوئی شخص اس حد کفایت پر قناعت نہ کر سکے اور وہ اس حد سے تجاوز کرے یعنی زیادہ مقدار میں کھانے کی خواہش رکھے تو وہ بھی بس اسی قدر زیادہ کھائے جو پیٹ کے تین حصوں میں سے ایک حصے کو بھر دے، باقی دو حصوں میں سے ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ خالی رہنا چاہئے اپنی خوراک کی مقدار میں اس آخری حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔

واضح رہے کہ اس حدیث میں پہلے تو پیٹ کو ان معمولی برتنوں کی طرح ایک برتن قرار دیا گیا ہے جو گھر کی ضروریات میں کام آتے ہیں اور اس طرح یہ اشارہ فرمایا گیا کہ پیٹ ایک بے حیثیت چیز ہے، پھر یہ واضح فرمایا کہ برتنوں میں بھی (یہ پیٹ) گویا سب سے برا برتن ہے کیونکہ عام طور پر تمام برتن انہی کاموں میں استعمال کئے جاتے ہیں جن کے لئے ان کو بنایا گیا ہے، اس طرح پیٹ کا اصل موضوع یہ ہے کہ اس میں خوراک کی بس اتنی مقدار ڈالی جائے جو جسمانی توانائی کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہو اور اگر اس کو ضرورت سے زیادہ بھرا جائے تو نہ صرف اس کے مقصد سے تجاوز ہوگا بلکہ اس کی وجہ سے ایسی برائیاں اور خرابیاں پیدا ہوں گی جو دین ودنیا دونوں کو نقصان پہنچائیں گی اس اعتبار سے پیٹ گویا سب سے برا برتن ہوا۔

519- احمد 6/17186، ترمذی، نسائی فی الکبریٰ 4/2769، ابن حبان 672، حاکم 4/7139، طبرانی الکبیر (20/244، مسند القضاعی 1340، ابن ماجه

Marfat.com

بھوک کے دس فوائد کا بیان

بھوک "بظاہر بڑا بھیانک لفظ ہے اور آج کی دنیا کا نہایت سنگین مسئلہ ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ اگر بھوک کا تعلق "قوت لایموت" تک کے فقدان سے ہو اور کوئی انسان نان جویں کی اس مقدار سے بھی محروم رہے جس کا بقاء زندگی کے لئے پیٹ میں پہنچنا ضروری ہے تو واقعۃً وہ "بھوک" انسان کے لئے پیغام اجل سے کم نہیں، لیکن اگر "بھوک" سے مراد کم کھانا، یا وقتاً فوقتاً فاقہ ہو، تو وہ بھوک بھی ہماری اس دنیا کے نقطہ نظر سے چاہے کتنا ہی سنگین مسئلہ ہو مگر حقیقت میں اس بھوک کے جو فوائد ہیں علامہ طیبی رحمہ اللہ علیہ اور روحانی نقطہ نظر سے ہیں ان کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض حضرات نے ان فوائد کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

چنانچہ ایک اونچے درجہ کے اسلامی محقق اور عارف باللہ حضرت شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بھوک میں دس فوائد پوشیدہ ہیں۔ اول یہ کہ قلب اور بصارت کی صفائی حاصل ہوتی ہے کیونکہ پیٹ کا بھرا ہوا ہونا طبیعت کو سست و کند، قلب کو بوجھل اور دماغ پر انجارات کو غلبہ کر دیتا ہے، دوسرے یہ کہ قلب میں رقت و نرمی اور پاکیزگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے دل یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ طبیعت و مزاج میں انکسار پیدا ہوتا ہے اور اس تکبر و حرص اور عشرت پسندی کا خاتمہ ہوتا ہے جو طغیان و سرکش کا مبداء ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کا نفس، جس قدر انکسار پسند بھوک کی حالت میں ہوتا ہے کہ اس قدر انکسار اور کسی چیز سے پیدا نہیں ہوتا۔ چوتھے یہ کہ عذاب الٰہی آفات و بلاء قدرت اور اہل بلاء فراموش نہیں ہوتے، چنانچہ جو لوگ ہر وقت اپنا پیٹ بھرا رکھتے ہیں وہ نہ تو بھوک کی ازیت کو محسوس کر سکتے ہیں اور نہ بھوکوں کو یاد کر سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ نیند کا غلبہ کم ہوتا ہے اور بیداری کی کیفیت طاری رہتی ہے، کیونکہ جو شخص پیٹ کو کھانے سے بھر لیتا ہے وہ پانی بھی بہت پیتا ہے، زیادہ پانی پینا، نیند کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے اور نیند کی زیادتی نہ صرف یہ کہ عبادت و طاعت، جیسے تہجد وغیرہ کو فوت کرتی ہے، طبیعت کو مکدر اور دل کو سخت بناتی ہے بلکہ زیادہ سونا، گویا عمر کو ضائع کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ عمر، بہت اعلیٰ جوہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا نہیں کیا ہے کہ اس کو بیکار گنوایا جائے بلکہ اس کو انسان کے حق میں راس المال بنایا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنے دینی و دنیاوی معاملات کی صلاح و فلاح کے امور انجام دے۔ علاوہ ازیں نیند ایک طرح کی موت ہے۔ لہٰذا اپنے اوپر نیند کو غالب رکھنا گویا عمر کو چھوٹی کرنا۔

چھٹے یہ کہ عبادت و طاعت کی پابندی و ہمیشگی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا ہے اس کے اوقات کا زیادہ حصہ کھانے پینے کی مشغولیت میں صرف ہوتا ہے مثلاً اس کو کچھ وقت تو بازار سے سودا سلف لانے اور اشیاء خوراک کی فراہمی میں لگانا پڑتا ہے، کچھ وقت کھانے کی تیاری میں صرف ہوتا ہے، کھانا کھاتے وقت بھی کافی وقت دینا پڑتا ہے اور پھر کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور کھانے کے بعد منہ کی صفائی اور خلال کرنے اور بار بار پانی کے لئے پانی کی جگہ آنے جانے جیسے کاموں میں بھی کافی وقت صرف ہوتا ہے، غرضیکہ بہت ہی وقت کا خرچ ہے اور اگر ان اوقات کو کھانے پینے کی مشغولیات سے بچا کر عبادت وطاعت اور ذکر ومناجات میں لگائے تو کہیں زیادہ فائدہ حاصل کرے۔

مشہور عالم اور بزرگ حضرت علامہ تستری رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت علی جرجانی رحمہ اللہ کو ستو پھانکتے

Marfat.com

دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت ایسی کون سی وجہ پیش آ گئی جو آپ ستو پھانک رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بھئی کیا پوچھتے ہو، میں نے ایک دن حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ایک چپاتی کھانے کے دوران اتنا وقت صرف ہوتا ہے جتنا کہ ستر تسبیحات پڑھنے میں (میں نے سوچا کہ اس طرح تو روٹیاں کھانے میں بہت وقت لگتا ہے اور اس وقت کو بچا کر دوسرے مفید کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے) لہٰذا میں نے روٹیاں کھانے چھوڑ دیں اور چالیس برس سے ایک چپاتی بھی نہیں کھائی ہے بلکہ بھوک کی شدت کم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ستو پھانک لیا کرتا ہوں۔ ساتویں یہ کہ کم کھانے کی وجہ سے بدن کی صحت و تندرستی بحال رہتی ہے اور امراض کا دفعیہ ہوتا ہے کیونکہ اکثر امراض کا سبب کھانے کی زیادتی اور کھانے پینے میں بے اعتدالی ہوتی ہے، پھر زیادہ کھانے کی وجہ سے امراض صرف پیدا نہیں ہوتے بلکہ وہ عبادت سے باز رکھتے ہیں اور تشویش و فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت کا بڑا حصہ، حکیم ڈاکٹر کے پاس آنے جانے، علاج معالجہ کرنے اور دواء وغیرہ کی فراہمی میں صرف ہوتا ہے اور سب چیز جو محنت مشقت اور پریشانی برداشت کرنا پڑتی ہے وہ اس کے علاوہ ہوتی ہے لہٰذا انسان اگر کم کھانے اور وقتاً فوقتاً فاقہ کرتا رہے تو ان پریشانیوں سے نجات مل جائے۔ آٹھویں یہ کہ حصول معاش کی جدوجہد اور روزی کمانے کی محنت مشقت زیادہ نہیں کرنا پڑتی، کیونکہ جو شخص کم کھانے کی عادت ڈال لیتا ہے اس کے لئے تھوڑی سی محنت مشقت سے حاصل کیا ہوا تھوڑا سا مال و اسباب بھی کافی ہو جاتا ہے۔

نویں یہ کہ ایثار و احسان اور صدقہ و خیرات کے داعیہ کو پورا کرنے پر آسانی سے قدرت حاصل ہوتی ہے، یعنی کم کھانے کی صورت میں جو کھانا اپنی خوراک سے بچ جاتا ہے اس کو غریب و مسکین اور فقیر و محتاج کو بطور صدقہ دینا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ صدقہ و خیرات کرنے والا شخص قیامت کے دن اپنے اس صدقہ و خیرات کے سایہ میں رحمت الٰہی سے بہرہ مند ہوگا، نیز یہ حقیقت بھی سامنے آنی چاہئے کہ انسان جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اس کو تو وہ گویا بیت الخلاء میں جا کر جمع کر دیتا ہے اور جو کچھ فقیر و محتاج پر صدقہ و خیرات کرتا ہے اس کو اپنے لئے ذخیرہ آخرت کر دیتا ہے کہ وہ وہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت جزاء پائے گا۔

اور دسواں یہ کہ جو بھوک کے مذکورہ بالا فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ان خواہشات و جذبات کی بیخ کنی ہوتی ہے جو انسان کو ہر طرح کے گناہ پر ابھارتے ہیں اور نفس امارہ پر غلبہ و قابو حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ کم کھانا ہر طرح کی نفسانی خواہش کو مارتا ہے اور شہوانی خواہشات کو مضمحل کر دیتا ہے اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ دین و دنیا کی تمام سعادتیں اور بھلائیاں اس امر میں پوشیدہ ہیں کہ انسان اپنے نفس کا مالک اور اس پر قابو یافتہ ہو اور ہر طرح کی شقاوت و بدبختی اس میں پوشیدہ ہے کہ انسان اپنے نفس کا غلام بن جائے اور خود پر اس کو قابو دے دے۔

عیش و عشرت والی زندگی کو ترک کر دینے کا بیان

(520) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ذَکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْیَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا

520- ابو داؤد فی الترجل، ابن ماجه فی الزهد، حمیدی 357، حاکم فی الایمان 1/18، احمد فی الزهد، ص 7، مسند قضاعی، امالی عراقی

Marfat.com

تَسْمَعُوْنَ؟ اَلا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ، اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ" يَعْنِىْ : التَّقَحُّلَ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ۔

"اَلْبَذَاذَةُ" - بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - وَهِىَ رَثَاثَةُ الْهَيْئَةِ وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ ۔ وَاَمَّا "التَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ : قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : الْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ ۔

✧✧ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری الحارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک دن آپ کے سامنے دنیا کا تذکرہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے ہو کیا تم سنتے ہو' عیش وعشرت کو ترک کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اس سے مراد تعیشاتِ زندگی ہیں۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "البذاذة" اس میں "ب" کے بعد دو مرتبہ "ذ" آئی ہے۔ اس سے مراد رثاثۃ ہے اور اس کو ترک کرنے سے مراد لباس فاخرانہ کو ترک کرنا ہے۔ لفظ "التقحل" اس میں "ق" ہے اور اس کے بعد "ح" ہے۔ اہلِ لغت فرماتے ہیں۔ "المتحقل" اس سے مراد وہ شخص ہے تعیشات زندگی اور خوشحالی کو چھوڑنے کی وجہ سے اس کی کھال کھینچ چکی تھی۔

دنیاوی آسائش وآرائش کو چھوڑ دینے کا بیان

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کو سنا تھا (چنانچہ اس شخص نے بیان کیا کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں (یعنی مسجد نبوی یا مسجد قبا میں) بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے اس وقت ان کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور اس چادر میں بھی چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو رو پڑے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب مصعب اس قدر خوشحال اور آرام وراحت کی زندگی گزارتے تھے اور آج ان کی کیا ٹوٹی پھوٹی حالت ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تعجب وحسرت کے طور پر فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم میں کوئی شخص صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلے گا اور پھر شام کو دوسرا جوڑا پہن کر نکلے گا' تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردہ ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے (یعنی حضور نے اس ارشاد کے ذریعے آنے والے زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ جب تم پر خوشحالی وترفہ کا دور آئے گا' اللہ تعالیٰ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے قدموں میں ڈال دے گا' تمہارے گھروں میں مال واسباب کی فراوانی ہوگی تو تم دن میں کئی کئی مرتبہ جوڑے بدلو گے' صبح کا لباس الگ ہوگا' شام کا الگ' تمہارے دسترخوان انواع واقسام کے کھانوں اور لذیذ ومرغوب اشیاء سے بھرے ہوں گے' تمہارے مکان راحت وآسائش اور آراستگی وزیبائش کی چیزوں سے پُر رونق ہوں گے اور گویا تمہاری زندگی عیش وعشرت کا گہوارہ اور اسراف وتنعم کی آئینہ دار ہو جائے گی۔ تو بتاؤ اس وقت تمہارے دل کی کیا حالت ہوگی اور تم کیا محسوس کرو گے؟ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس دن جب کہ خوشحالی وترفہ کی نعمت سے بہرہ مند ہوں گے آج کے دن سے (جب کہ ہم فقر وافلاس

Marfat.com

کی گرفت میں ہیں) بہتر حال میں ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت ہم عبادت کے لئے اپنی معاشی جدوجہد کی الجھنوں اور حصول رزق کے فکر سے آزاد و فارغ ہوں گے اور ہمیں محنت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی (یعنی جب اس وقت ہمیں معاشی و اقتصادی طور پر خوشحالی حاصل ہوگی اور نوکر چاکر ہمارے سارے کام کاج کریں گے تو ہم ذہنی و جسمانی طور پر پوری طرح بے فکر و آزاد ہوں گے اور اس صورت میں طاعت و عبادت اور دینی خدمت میں پوری دل جمعی اور سکون کے ساتھ منہمک رہ سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے کہ اس وقت تم بہتر ہو گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اس دن کی نسبت آج کے دن زیادہ بہتر ہو۔

(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 1297)

امام سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن مصعب بن عمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت انہوں نے بکری کے چمڑے کا ایک تسمہ اپنی کمر کے گرد باندھ رکھا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو (حاضرین مجلس سے) فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے منور کر دیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس کے بدن پر ایک ایسا لباس دیکھا ہے جو دو سو درہم کے عوض خریدا گیا تھا، (یعنی یہ وہ شخص ہے جو اپنی پچھلی زندگی میں نہایت عیش و عشرت اور راحت و تنعم کی زندگی گزارتا تھا۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت نے اس کو ایسی حالت پر پہنچا دیا ہے، جس میں تم اس کو اب دیکھ رہے ہو۔

اللہ کی بے انتہا رحمتیں ہوں اس جلیل القدر ہستی پر جس کا نام مصعب بن عمیر ہے، قریش الاصل ہیں بڑے اونچے درجے کے صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے، مکہ سے ہجرت کی، گھر بار چھوڑا، دنیا کی ساری نعمتوں اور راحتوں کو ٹھکرا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آ گئے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے یہ اپنے اسلام سے پہلے کے زمانے میں مکہ کے بڑے مالداروں میں شمار ہوتے تھے، نہایت خوش لباس و خوش طعام تھے، اچھے سے اچھا پہنتے اور اچھے سے اچھا کھاتے تھے، لیکن جب مسلمان ہو گئے تو سارے عیش و تنعم پر لات ماردی، اللہ اور اس کے رسول کے عشق میں ایسے رنگ گئے کہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے نفرت کرنے لگے، زہد اختیار کر لیا، یہاں تک کہ غزوہ احد کے موقع پر جام شہادت نوش کر کے واصل بحق ہو گئے، شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔

حدیث سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رو پڑنا، ان کی خستہ حالی کے تئیں رحم و شفقت کے جذبات کے تحت تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو کبھی اپنی قوم کی آنکھوں کا تارا تھا، عیش و راحت کی زندگی گزارتا تھا اور اب اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ بدن پر صرف ایک پیوند لگی چادر لپیٹے اپنا وقت گزار رہا ہے۔ لیکن یہ بات اس واقعہ کے منافی معلوم ہوتی ہے جس کا ذکر پیچھے بھی ایک روایت میں گزر چکا ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھردری چارپائی پر لیٹے ہوئے دیکھا جس کے بان کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پڑ گئے تھے تو اس وقت رو پڑے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشقت بھری زندگی کے ساتھ فارس و روم کے بادشاہوں کی زندگی کا موازنہ کیا۔ جو اللہ کے سرکش و نافرمان اور باغی بندے ہونے کے باوجود عیش و عشرت کی زندگی

Marfat.com

گزارتے تھے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تم ابھی تک سوچنے سمجھنے کے اس مقام سے نہیں بڑے ہو، بندہ اللہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان بادشاہان دنیا کو بس دنیا کی نعمتیں ملیں اور ہمیں آخرت کی نعمتوں اور سعادتوں سے نوازا جائے؟ اولیٰ یہ ہے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کو فرط مسرت سے رونے پر محمول کیا جائے کہ اپنی امت کے لوگوں کو دنیا سے زہد اختیار کر کے عقبیٰ کی طرف متوجہ دیکھ کر مارے خوشی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اگر اس رونے کو غم وحسرت ہی پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ آپ کا غم دراصل اس بات پر تھا کہ میری امت کے جیسے لوگوں کو ضروریات زندگی کی ایسی چیزیں بھی میسر نہیں ہیں جو دنیا ہی کے لئے ضروری نہیں ہیں بلکہ طاعت وعبادت میں معاون ومددگار بھی ہوتی ہیں جیسے بقدر ضرورت لباس وغیرہ۔

اس تاویل کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کیف بکم اذا غدا الخ اور انتم الیوم خیر منکم الخ سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ غریب ومفلس شخص کہ جو ضروریات زندگی کی بقدر کفایت چیزوں کا مالک ہو، غنی ومالدار شخص سے بہتر ہے، چنانچہ غنی ومالدار شخص حصول مال وزر کی جدوجہد میں زیادہ مشغولیت کی وجہ سے طاعت وعبادت کے لئے اتنا زیادہ قلبی وجسمانی فراغ وسکون نہیں رکھتا جس قدر کہ وہ غریب ومفلس شخص رکھتا ہے اس اعتبار سے یہ حدیث درحقیقت صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صبر واستقامت اختیار کرنے والا غریب ومفلس شخص شکر گزار مالدار سے زیادہ افضل ہوتا ہے۔ پس صحابہ جیسی ہستیوں کے تعلق سے کہ جو امت کے سب سے زیادہ مضبوط ایمان وعقیدہ اور کردار کے حامل تھے، مالداری کا یہ حال ہے تو غیر صحابہ کے تعلق سے اس کا کیا حال ہوگا، جو ان کی بہ نسبت ایمان وعقیدہ اور کردار وعمل میں کہیں زیادہ ضعیف ہیں۔

اس کی مؤید وہ حدیث بھی ہے جس کو دیلمی نے فردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماروىت الدنيا عن احد الا كانت خيرة له بلکہ ملا علی قاری نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ایک خاص بات یہ کہی ہے کہ عن احد (اسی شخص) کا لفظ عام ہے کہ اس کے مفہوم میں مومن وغیر مومن سب شامل ہیں، لہٰذا دوزخ میں مالدار کافر کی بہ نسبت فقیر ومفلس کافر کا عذاب ہلکا ہوگا۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جب اس دار فانی میں فقر وافلاس نے کافر کو یہ فائدہ پہنچایا تو اس مومن کو دار التمرار (آخرت میں) کیسے فائدہ نہیں پہنچائے گا جو دنیا میں اپنے فقر وافلاس پر صابر رہا ہے۔

راوی حدیث ایاس بن ثعلبہ کے احوال کا بیان

ایاس بن ثعلبہ ابواُمامہ انصاری: یہ خزرج قبیلے کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج سے جاملتا ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

عنبر مچھلی کے گوشت کا بیان

(521) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

521- مسلم فی الاطعمہ' بخاری فی الشرکہ والمغازی ترمذی فی الزھد' نسائی فی الصید والسیر' ابن ماجہ فی الزھد (اللطراف) احمد 5/4344

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، نَتَلَقّٰى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَّمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَقِيْلَ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاكُلُهُ ۔ قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ، فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ ، فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ : مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِئَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهِ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَّحْمِهِ وَشَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟" فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَهُ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الْجِرَابُ" : وِعَاءٌ مِّنْ جِلْدٍ مَعْرُوْفٌ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ ۔ قَوْلُهُ : "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَ"الْخَبَطُ" : وَرَقُ شَجَرٍ مَعْرُوْفٍ تَاكُلُهُ الْاِبِلُ ۔ وَ"الْكَثِيْبُ" : التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ، وَ"الْوَقْبُ" : بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ وَهُوَ نُقْرَةُ الْعَيْنِ ۔ وَ"الْقِلَالُ" : الْجِرَارُ ۔ وَ"الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ : الْقِطَعُ ۔ "رَحَلَ الْبَعِيْرَ" بِتَخْفِيْفِ الْحَاءِ : اَيْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ ۔ "الْوَشَائِقُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ : اللَّحْمُ الَّذِيْ اقْتُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر کیا ہم نے قریش کے قافلے کا تعاقب کرنا تھا۔ ہم نے زدراہ کے طور پر کھجوروں کی بوریاں رکھ لیں۔ ہمیں ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک کھجور دیا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ اس ایک کھجور کے ذریعے گزارہ کیسے کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: ہم اسے یوں چوس لیا کرتے تھے جیسے بچہ چوس لیتا ہے اور اس کے بعد ہم پانی پی لیتے تھے۔ یہ اس دن میں رات تک ہمارے لئے کافی ہوتا تھا۔ ہم لوگ اپنی لاٹھیوں کے ذریعے درخت کے پتے جھاڑ دیتے تھے اور پھر اسے پانی سے گیلا کر کے کھالیا کرتے تھے۔ ہم چلتے ہوئے سمندر کے ساحل تک آ گئے۔

سمندر کے ساحل پر ہمیں ایک بڑے ٹیلے جیسی چیز نظر آئی جب ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک جانور (مچھلی) تھا جسے "عنبر" کہا جاتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مردار ہے۔ (اس لئے ہم اسے نہیں کھائیں گے) پھر انہوں نے خود ہی کہا ہم اللہ کے رسول کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں تم لوگ حالت اضطرار میں ہو اس لئے تم اسے کھالو۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے وہاں ایک مہینہ قیام کیا (اور اس کا گوشت کھاتے رہے) ہماری تعداد تین سو تھی۔ ہم صحت مند ہو گئے۔ مجھے اچھی

Marfat.com

طرح یاد ہے' ہم اس کی آنکھ کے سوراخ میں سے ڈول بھر کر چربی نکالتے تھے اور ہم اس کا گوشت یوں کاٹتے تھے جیسے بیل ہوتا ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) بیل جتنا گوشت کاٹتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا اور اس کی آنکھ کے سوراخ میں انہیں بیٹھا دیا پھر اس کی ایک پسلی کو لے کر کھڑا کیا اور ہمارے پاس موجود سب سے اونچے اونٹ پر پالان رکھا تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا ہم نے (مدینہ منورہ واپسی کے سفر میں) اس کا گوشت زادِ راہ کے طور پر ٹکڑے کر کے رکھ لیا جب ہم مدینہ آئے تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا: یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے نکالا ہے۔ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے تا کہ تم ہمیں بھی کھلاؤ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے اسے کھالیا۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الجراب" سے مراد ہے چمڑے کا مشہور برتن، اور اس میں "ج" پر کسرہ اور فتحہ دونوں ہیں لیکن زیادہ فصیح "کسرہ" کے ساتھ ہے۔ اور ان کا یہ فرمانا "نمنصها" اس میں م پر فتحہ ہے۔ اور "الخبط" ایک مشہور درخت کے پتے جو اونٹ کھاتے ہیں اور "الكثيب" ریت کا ٹیلہ، اور "الوقب" میں واؤ پر فتحہ اور قاف ساکن ہے اور اس کے بعد باء موحدۃ ہے اور اس کا مطلب ہے آنکھ کا گڑھا۔ اور "القلال" یعنی مٹکے۔ اور "القدر" میں فاء کسرہ کے اور دال فتحہ کے ساتھ ہے۔ یعنی ٹکڑا۔ "رحل البعير" اس میں حاء تخفیف کے ساتھ ہے یعنی اونٹ پر کجاوہ ڈالا۔ "الوشائق" ش معجمۃ کے ساتھ اور "ق" کے ساتھ اس کا مطلب ہے وہ گوشت جو خشک کرنے کیلئے کاٹا جائے۔ واللہ اعلم۔

قمیص مبارک کی آستینوں کا بیان

(522) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّصْغِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"الرُّصْغُ" بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمَفْصِلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ.

✧✧ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستینیں کلائیوں تک ہوتی تھیں۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الرصغ" یہ لفظ "ص" کے ساتھ آتا ہے اور لفظ رسغ کے ساتھ بھی آتا ہے۔ اس سے مراد ہتھیلی اور بازو کا جوڑ ہے۔

شرح

بعض روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستینوں کا ہاتھ کی انگلیوں کے سرے تک ہونا بھی منقول ہے، اسی طرح بعض روایتوں میں یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا لمبائی میں ٹخنوں سے اونچا تھا۔

522- اخرجه ابو داؤد (4027) والترمذی (1765) ورجال اسناده ثقات

Marfat.com

حضرت جابر کی دعوت اور نبی کریم ﷺ کی کھانے پر دعا کا بیان

(523) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاؤُوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ. فَقَالَ: "اَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ: رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَعَنَاقٌ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ تَنْضَجُ، فَقُلْتُ: طُعَيْمٌ لِيْ، فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: "كَمْ هُوَ"؟ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: "كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ" فَقَالَ: "قُوْمُوْا"، فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: وَيْحَكِ قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ ومن مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَاَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: "كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ، فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا، فَانْكَفَاْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِيْ، وَقَطَعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ، فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ: اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلَا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ" فَجِئْتُ، وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ. فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا. فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: "ادْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تُنْزِلُوْهَا" وَهُمْ اَلْفٌ، فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا، وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

523- اخرجه البخاری (3070) و مسلم (2039)

Marfat.com

قَوْلُهُ: "عَرَضَتْ كُدْيَةٌ" بِضَمِّ الْكَافِ وَإِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتَ، وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ صُلْبَةٌ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَعْمَلُ فِيهَا الْفَأْسُ، وَ"الْكَثِيبُ" أَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ، وَالْمُرَادُ هُنَا: صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا، وَهُوَ مَعْنَى "أَهْيَلَ". وَ"الْأَثَافِيُّ": الْأَحْجَارُ الَّتِي يَكُونُ عَلَيْهَا الْقِدْرُ، وَ"تَضَاغَطُوا": تَزَاحَمُوا. وَ"الْمَجَاعَةُ": الْجُوعُ، وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ. وَ"الْخَمَصُ": بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيمِ: الْجُوعُ، وَ"انْكَفَأْتُ": انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ. وَ"الْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ، تَصْغِيرُ بَهْمَةٍ وَهِيَ، الْعَنَاقُ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ. وَ"الدَّاجِنُ": هِيَ الَّتِي أَلِفَتِ الْبَيْتَ: وَ"السُّؤْرُ" الطَّعَامُ الَّذِي يُدْعَى النَّاسُ إِلَيْهِ؛ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ. وَ"حَيَّهَلا" أَيْ تَعَالَوْا. وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" أَيْ خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ، لِأَنَّهَا اعْتَقَدَتْ أَنَّ الَّذِي عِنْدَهَا لَا يَكْفِيهِمْ، فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا أَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْآيَةِ الْبَاهِرَةِ. "بَسَقَ" أَيْ: بَصَقَ؛ وَيُقَالُ أَيْضًا: بَزَقَ، ثَلَاثُ لُغَاتٍ. وَ"عَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيمِ، أَيْ: قَصَدَ. وَ"اقْدَحِيْ" أَيْ: اغْرِفِيْ؛ وَالْمِقْدَحَةُ: الْمِغْرَفَةُ. وَ"تَغِطُّ" أَيْ: لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ خندق کھودر ہے تھے۔ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا خندق میں یہ چٹان سامنے آ گئی ہے آپ نے فرمایا: میں نیچے اُترتا ہوں پھر آپ کھڑے ہوئے آپ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال پکڑی ضرب لگائی تو وہ بھر بھرے ٹیلے کی طرح ہو گئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے (گھر آ کر) میں نے اپنی بیوی سے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کیفیت میں دیکھا ہے جس پر صبر نہیں کیا جا سکتا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے اس نے جواب دیا: میرے پاس کچھ جو ہیں اور بکری کا بچہ ہے میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور جو پیس لئے ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈالا پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور ہنڈیا چولہے پر رکھی جا چکی تھی وہ تیار ہونے والی تھی میں نے عرض کی: میرے ہاں تھوڑا سا کھانا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یا دو صاحبان کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا وہ کتنا ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا' آپ نے فرمایا: بہت ہے اور پاکیزہ ہے تم اس عورت سے کہہ دو وہ ہنڈیا کو نیچے نہ اُتارے اور تندور میں روٹی نہ لگائے جب تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سب لوگ) چلو۔ تمام مہاجرین اور انصار اُٹھ کھڑے ہوئے میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور بولا: تمہارے لئے خرابی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے ساتھ آ رہے ہیں اس نے دریافت کیا' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ پوچھا تھا؟ میں نے جواب دیا' ہاں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندر آ ؤ لیکن ہجوم نہ کرو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روٹی کو توڑ کر اس پر گوشت رکھتے جب آپ ہنڈیا اور تنور میں سے نکال لیتے تو اسے ڈھانپ لیتے پھر وہ کھانا اپنے ساتھیوں کے آگے کرتے آپ اسی طرح روٹی توڑتے اور سالن نکالتے رہے یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے اور کھانا بھی بچ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری بیوی سے) فرمایا تم اسے کھاؤ اور تحفے کے طور پر بھیجو کیونکہ لوگ بھوک کا شکار ہیں۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب خندق کھودی گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کے عالم میں پایا میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کیا تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بھوک کے عالم میں دیکھا ہے وہ ایک تھیلا نکال کر میرے پاس لائی جس میں ایک صاع جو تھے۔ ہمارے ہاں ایک بکری کا بچہ تھا میں نے اسے ذبح کیا اس عورت نے جو پیس لئے میرے فارغ ہونے تک وہ بھی فارغ ہو گئی میں نے گوشت کے ٹکڑے اس کی ہنڈیا میں ڈالے اور واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے مجھ سے کہا آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے سامنے شرمندگی کا شکار نہ کیجئے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر میں نے سرگوشی میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیس لئے ہیں آپ اپنے کچھ ساتھیوں سمیت تشریف لے آئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں کہا: اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے تم سب چلو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی جب تک میں نہیں آ جاتا تم اپنی ہنڈیا (چولہے سے نیچے) نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی نہ پکانا' میں آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں سے پہلے تشریف لے آئے میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ بولی آپ یہ اور آپ وہ۔ (یعنی ناراضگی ظاہر کی) میں نے کہا: میں نے وہی کہا تھا جو تم نے کہا تھا۔ پھر اس عورت نے آٹا نکالا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ہنڈیا کی طرف بڑھے۔ اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ نے فرمایا کسی عورت کو بلاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور تم اپنی ہنڈیا میں سے پیالے میں سالن ڈالتی رہو۔ ہنڈیا کو نیچے نہ اُتارنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ میں اللہ کی قسم! اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان سب نے کھانا کھا لیا اور باقی کھانا چھوڑ کر چلے گئے جب کہ ہماری ہنڈیا پہلے کی طرح بھری ہوئی تھی اور ہمارے آٹے سے روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔

"كُدْيَةٌ" یہ سخت ٹکڑے کو کہتے ہیں جو زمین کے ساتھ ملا ہوا ہو اس پر کدال اثر نہ کرے۔ "الْكَثِيبُ" اس کا مطلب ریت کا ٹیلا ہے اور یہاں مراد اس کا نرم مٹی ہو جانا ہے اور لفظ "اَهْيَل" کا بھی یہی مطلب ہے۔ "الْاَثَافِيُّ" وہ پتھر جن پر ہنڈیاں رکھی جاتی ہیں۔ "تَضَاغَطُوْا" انہوں نے بھیڑ کر دی۔

"الْمَجَاعَةُ" بھوک "الْخَمَصُ" "میں مڑ گیا اور میں واپس آیا۔ "بهيمة" یہ لفظ "بهمة" کا اسم تصغیر ہے یہ بکری کے بچے کو کہتے ہیں "عناق" میں "ع" پر زبر پڑھی جائے گی۔

"الدَّاجِنُ" یہ پالتو کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "السُّؤْرُ" وہ کھانا جس کے لئے لوگوں کو دعوت دی جائے یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ "حَيَّهَلَا" یعنی چلو "بِكَ وَبِكَ" یعنی اس نے ان کے ساتھ جھگڑا کیا اور انہیں برا کہا کیونکہ وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ ان کے پاس جو کچھ موجود ہے وہ ان لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوگا اس لئے اسے شرمندگی محسوس ہوئی۔ اسے یہ پتہ نہیں چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظاہر ہونے والے معجزے اور واضح نشانی کے ذریعے اپنے نبی کی عظمت کو ظاہر کرنا ہے۔

"بسق" یہ دراصل "بصق" ہے اور اسے "بزق" بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کی تین لغات ہیں۔ (اس کا مطلب تھوک ڈالنا ہے)۔

Marfat.com

"عمد" اس نے ارادہ کیا "اقدحی" یعنی تم چمچے سے ڈالو "المقدحہ" چمچا "تغط" ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز۔

حضرت ابوطلحہ کی دعوت اور کھانے میں برکت کا بیان

(524) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُو طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِي اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْسَلَكَ اَبُو طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اَلِطَعَامٍ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا" فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ اَبُو طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ اَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ" فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ. وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لهم حتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ، وَيَخْرُجُ عَشَرَةٌ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ، فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكُوْا سُؤْرًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَغُوْا جِيْرَانَهُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ عن انس، قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهِ، وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهِ: لِمَ عَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ، فَذَهَبْتُ اِلٰى اَبِي طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ اُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا اَبَتَاهُ، قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَصْحَابِهِ، فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ. فَدَخَلَ اَبُو طَلْحَةَ عَلٰى اُمِّي، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِي كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ،

524- اخرجه البخاري (422) و مسلم (2040) و الترمذي (363

فَإِنْ جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ اَشْبَعْنَاهُ، وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ . وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ جس سے مجھے بھوک کا اندازہ ہوا کیا تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! پھر انہوں نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر انہوں نے اپنی چادر لی اس چادر کے کچھ حصے میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور پھر اسے میرے کپڑوں کے نیچے (بغل میں) رکھ دیا اور چادر کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا۔ پھر انہوں نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا میں وہ لے کر آیا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ سمجھ تھے۔ میں ان کے پاس آ کر کھڑا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا' کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے دریافت کیا' کیا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) فرمایا: اٹھو' وہ سب لوگ چل پڑے' میں ان کے آگے چلتا ہوا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس بارے میں بتایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اُم سلیم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں ہمارے پاس ان سب کو کھلانے کے لئے نہیں ہے۔ سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گئے (وہ راستے میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ آئے یہ دونوں اندر تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُم سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے لے آؤ۔ وہ روٹیاں لے آئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ان کے ٹکڑے کئے گئے سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ڈبے میں سے گھی نچوڑ کر سالن بنالیا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پڑھا پھر آپ نے ہدایت کی دس آدمیوں کو اندر آنے کے لئے کہو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کے لئے کہا انہوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ نے ہدایت کی دس آدمیوں کو اندر آنے کے لئے کہو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کے لئے کہا انہوں نے کھانا کھایا اور چلے گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کے لئے کہو (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ان سب لوگوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ ان کی تعداد ستر یا شاید اَسّی تھی۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ لوگ دس کی تعداد میں اندر آتے اور دس کی تعداد میں باہر جاتے ان میں سے ہر ایک اندر آیا اس نے کھانا کھایا اور سیر ہو گیا۔ سب لوگوں کے کھانا کھالینے کے بعد جب اس کھانے کو دیکھا گیا تو وہ اتنا ہی تھا (جتنا پہلے تھا)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ان لوگوں نے 10,10 کر کے کھانا کھایا یہاں تک کہ 80 افراد نے کھانا کھالیا اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور گھر والوں نے کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: انہوں نے اتنا کھانا باقی چھوڑا جو پڑوسیوں کو بھی بھجوایا گیا۔

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں: میں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ نے اپنے پیٹ پر پٹکا باندھا ہوا تھا۔ میں نے آپ کے ایک ساتھی سے دریافت کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹکا کیوں باندھا ہوا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بھوک کی وجہ سے' میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس

Marfat.com

آیا' یہ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ میں نے کہا ابا جان! میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے پیٹ پر پٹکا باندھا ہوا تھا میں نے آپ کے ساتھیوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا یہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میری والدہ کے پاس آئے اور دریافت کیا' کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے۔ انہوں نے جواب دیا' جی ہاں! میرے پاس کچھ روٹی کے ٹکڑے ہیں اور کچھ کھجوریں ہیں اگر نبی اکرم ﷺ تنہا ہمارے پاس تشریف لائے تو سیر ہو کر کھانا کھالیں گے۔ لیکن اگر آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آگئے تو کھانا تھوڑا ہو جائے گا۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِي الْمَعِيْشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السُّؤَالِ مِنْ غَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

باب 57: قناعت مانگنے سے بچنا تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا اور خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا اور ضرورت کے بغیر مانگنے کی مذمت

ہر ذی روح کا رزق اللہ کے فضل کے مطابق عطا ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ھود : 6)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور زمین پر موجود ہر جانور کا رزق اللہ کے ذمے ہے''۔

امام قرطبی نے اس آیت کے تحت ابوموسیٰ اور ابو مالک وغیرہ قبیلہ اشعریین کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جو کچھ توشہ اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، انہوں نے اپنا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لئے بھیجا کہ ان کے کھانے وغیرہ کا کچھ انتظام فرما دیں، یہ شخص جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے ہیں وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اس شخص کو یہ آیت سن کر خیال آیا کہ جب اللہ نے سب جانداروں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہم اشعری بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گزرے نہیں وہ ضرور ہمیں بھی رزق دیں گے، یہ خیال کر کے وہیں سے واپس ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کچھ حال نہیں بتلایا، واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آرہی ہے، اس کے اشعری ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ان کے قاصد نے حسب قرارداد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حاجت کا ذکر کیا ہے اور آپ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے وہ یہ سمجھ کر مطمئن بیٹھ گئے، اور ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دیکھا کہ دو آدمی ایک (قصعہ) گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا اٹھائے لا رہے ہیں، قصعہ ایک بڑا برتن ہوتا ہے جیسے تسلہ یا سینی، لانے والوں نے یہ کھانا اشعریین کو دے دیا، انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا تو ان لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیں تا کہ اس کو آپ اپنی ضرورت میں صرف فرما دیں، اپنے دو آدمیوں کو یہ کھانا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔

اس کے بعد یہ سب حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تو کوئی کھانا نہیں بھیجا۔

تب انہوں نے پورا واقعہ عرض کیا کہ ہم نے اپنے فلاں آدمی کو آپ کے پاس بھیجا تھا، اس نے یہ جواب دیا، جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے نہیں بلکہ اس ذات قدوس نے بھیجا ہے جس نے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمہ لیا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ ہود، بیروت)

لوگوں سے نہ مانگنے والوں کے صبر کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ لَا یَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ﴾ (البقرۃ : 273)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ غریب لوگ جنہیں اللہ کی راہ میں روک لیا گیا ہے وہ زمین میں سفر کرنیکی استطاعت نہیں رکھتے لا علم شخص ان کے مانگنے سے بچنے کی وجہ سے انہیں خوشحال سمجھتا ہے تم انہیں ان کے چہرے سے پہچان لو گے وہ لوگ لوگوں سے چمٹ کر مانگتے نہیں ہیں''۔

یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں ان کا مکان تھا نہ قبیلہ کنبہ نہ ان حضرات نے شادی کی تھی ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے رات میں قرآن کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔

قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے سوال سے بچالے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بے نیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے وہ چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ایک اونٹنی غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابو سعید کا ہے اس میں ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

خرچ کرنے میں فضول خرچی اور کنجوسی نہ کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴾ (الفرقان : 67)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اس میں فضول خرچی نہیں کرتے اور کنجوسی بھی نہیں کرتے وہ درمیانہ راستہ اختیار کرتے ہیں''۔

اسراف کے لغوی معنے حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ، ابن جریج کے نزدیک اللہ کی معصیت میں خرچ کرنا اسراف ہے اگرچہ ایک پیسہ ہی ہو۔

اور بعض حضرات نے فرمایا، جائز اور مباح کاموں میں ضرورت سے زائد خرچ کرنا جو تبذیر یعنی فضول خرچی کی حد میں داخل ہو جائے وہ بھی اسراف کے حکم میں ہے کیونکہ تبذیر یعنی فضول خرچی بنص قرآن حرام و معصیت ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ اس لحاظ سے اس تفسیر کا حاصل بھی حضرت ابن عباس وغیرہ کی مذکورہ تفسیر ہو گیا، یعنی معصیت و گناہ میں جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ فرقان، لاہور)

انسان کی تخلیق کے مقصد عبادت کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ﴾ (الذاريات: 57-56).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں میں ان سے رزق نہیں چاہتا اور میں ان سے یہ نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں۔

یعنی میں جن وانس کو پیدا کر کے ان سے عام انسانوں کی عادت کے مطابق اپنا کوئی نفع نہیں چاہتا، کہ وہ رزق پیدا کریں، میرے لئے یا اپنے لئے یا میری دوسری مخلوق کے لئے اور یا یہ کہ وہ مجھے کما کر کھلائیں، یہ سب کلام انسان کی عام عادت پر کیا گیا ہے کیونکہ بڑے بڑے انسان جو غلام خریدتا اور اس پر خرچ کرتا ہے تو اس کا مصداق ان غلاموں سے اپنے کام لینا اپنی ضروریات اور کاموں میں مدد لینا اور کمائی کر کے آقا کو دینا ہوتا ہے، حق تعالیٰ ان سب چیزوں سے پاک اور بالا و برتر ہیں، اس لئے فرمایا کہ ان کو پیدا کرنے سے میرا اپنا کوئی نفع مقصود نہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ، فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُهَا فِي الْبَابَيْنِ السَّابِقَيْنِ، وَمِمَّا لَمْ يَتَقَدَّمْ.

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں دو اہم احادیث سابقہ بابوں میں گزر چکی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو ابھی ذکر نہیں ہوئی ہیں۔

دل کے غنی ہونے کا بیان

(525) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالرَّاءِ: هُوَ الْمَالُ.

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خوشحالی سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی

525- اخرجه احمد (3/7320) والبخاری (6446) و مسلم (1051) والحمیدی (1207) وابو نعیم فی "الحلية" (99/4

Marfat.com

بلکہ اصل خوشحالی نفس کی بے نیازی ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''العرض'' میں ع پر زبر پڑھی جائے گی اور ''ر'' پر بھی زبر پڑھی جائے گی اس سے مراد مال ہے۔

شرح

دل کا غنی ہونا یہ ہے کہ جو کچھ حاصل ہو اس پر قناعت کرے، مال و دولت اور مالداروں سے بے نیازی و بے پروائی برتے اور بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کا مالک ہو کہ نہ تو حرص و طمع میں مبتلا ہو اور نہ کسی کے آگے دست سوال دراز کرے، چنانچہ جو شخص ایسا ہو کہ اس کا دل مال و دولت حاصل کرنے اور جوڑنے ٹورنے لگا رہے اور کثرت مال کی طلب و حرص میں مبتلا ہو تو وہ حقیقت میں فقیر و محتاج ہے، خواہ ظاہر میں کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو اور جو شخص قوت کفاف پر قانع و راضی ہو اور زیادہ طلبی و حرص سے دور رہے۔ وہ اصل میں تونگر و غنی ہے اگرچہ ظاہر میں اس کے پاس کچھ بھی ہو۔ اسی حقیقت کو شیخ سعدی رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے تونگری بدل است نہ بمال بزگی بعقل است نہ بسال بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ غنی النفس (یعنی نفس کے غنی ہونے) سے مراد یہ ہے کہ وہ علمی کمالات حاصل ہوں جن کے بغیر انسان کی روحانی اخلاقی زندگی نہ تو محفوظ رہتی ہے اور اس کو آسودگی و عظمت حاصل ہوتی ہے، گویا اصل خوش بختی و دولت اور تونگری کا مدار روحانی و عملی کمالات پر ہے نہ کہ مال و متاع کی کثرت پر، جیسا کہ کسی نے کہا ہے تونگر نہ بمال است نزد اہل کمال کہ مال تالب گور است بعد ازاں اعمال اور بعض ارباب نے یوں کہا ہے رضينا قسمة الجبار فينا لنا علم وللجهال مال حق تعالیٰ نے ہماری قسمت میں جو کچھ لکھدیا ہے ہم اس پر راضی و مطمئن ہیں ہمارے لئے علم کی دولت ہے اور دشمنوں کے لئے دنیاوی مال ہے فان المال يفنى عن قريب وان العلم يبقى لايزال بس اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیاوی مال بہت جلد فنا ہونے والا ہے۔ جب کہ علم کی دولت یقیناً ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یہ بات معلوم ہی ہے کہ دنیاوی مال و متاع ان لوگوں کی میراث ہے جو اللہ کے نزدیک سخت مبغوض اور مردود ہیں، جیسے فرعون، قارون اور تمام کفار و فجار وغیرہ، جب کہ انبیاء، علماء اور اولیاء کی میراث علم و اخلاق کی دولت ہے، لہٰذا دنیادار شخص ظاہری مال و متاع حاصل کر کے راضی و مطمئن ہوتا ہے اور دیندار شخص علم کی دولت پا کر خوش اور مطمئن ہوتا ہے۔

غنائے نفس یا غنائے مال کا بیان

اس بارے میں تحقیقی مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنا مال و زر خرچ کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے یا تو غنائے نفس حاصل ہو بایں طور کہ از راہ سخاوت نفس وہ اپنا مال و زر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اسے اللہ کی ذات پر اس درجے کامل اعتماد اور توکل ہو کہ اس کا دل بالکل مستغنی ہو اور اسے اس بات کی پرواہ نہ ہو کہ میرے اہل و عیال کل کیا کھائیں گے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر اپنا تمام مال و اسباب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا اللہ (یعنی اہل و عیال کے لئے اللہ کی ذات پر کامل اعتماد اور توکل چھوڑ آیا ہوں کہ جس نے

Marfat.com

اب تک مجھے اتنا مال وزر دیا ہے وہی کل کو ان کی بھی ضروریات زندگی پوری کرے گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سخاوت اور ان کے اس عظیم جذبے کو بہت سراہا، یہ تو پہلا درجہ ہوا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر غنائے نفس حاصل نہ ہو پھر غنائے مال ہونا ضروری ہے یعنی اللہ کی راہ میں اتنا ہی مال خرچ کرے کہ خود مفلس وفقیر نہ ہو جائے بلکہ اتنا مال باقی رکھ چھوڑنا ضروری ہے کہ اہل وعیال کی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ اگر توکل کی دولت نصیب ہو تو پھر جو کچھ چاہے اللہ کی راہ میں خرچ کردے اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو اپنے اہل وعیال کو مقدم رکھے، صدقہ وخیرات میں اتنا مال نہ دے دے کہ خود اور اہل وعیال ضروریات زندگی کے لئے محتاج ہو جائیں۔

قناعت اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان

(526) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہوا اسے ضروریات کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے عطا کیا اس پر قناعت کرنے کی اسے توفیق دی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

قناعت کرنے والے کیلئے سال بھر رزق عطا ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھوکا ہو، یا کسی چیز کا محتاج ہو اور اپنی اس بھوک ومحتاجگی کو لوگوں سے چھپائے یعنی کھانے کی طلب میں کسی سے یہ نہ کہے کہ میں بھوکا ہوں اور نہ مدد چاہنے کے لئے کسی سے اپنی احتیاج وضرورت کو بیان کرے۔

تو اللہ تعالیٰ کا یہ یقینی وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو حلال طریقہ پر ایک سال کا رزق پہنچائے گا۔ (ان دونوں روایتوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث 1188)

"بھوک" سے مراد وہ بھوک ہے جس کو برداشت کرنا ممکن ہو اور لوگوں سے اس کو چھپانا ناجائز نہ ہو، کیونکہ جو بھوک ناقابل برداشت حد تک پہنچائے اور اس کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو ایسی بھوک کو چھپانا جائز نہیں ہے، اس لئے علماء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں بھوک کی وجہ سے مر جائے کہ نہ تو اس نے کسی کے سامنے اپنی بھوک کا انحصار کر کے کھانے پینے کے لئے کچھ مانگا ہو اور نہ اس نے ایسی کوئی چیز ہی کھائی ہو جس سے زندگی بچائی جا سکتی تھی اور بحالت مجبوری جس چیز کے کھانے کی اجازت شریعت نے دی ہے کہ خواہ وہ مردار ہی کیوں نہ ہو تو اس شخص کی موت گنہگار کی موت ہو گی۔

لالچ کے سبب برکت ختم ہو جانے کا بیان

(527) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

526-مسلم' احمد 2/6583' ترمذی' ابن ماجه (جامع صغير) ابن حبان 670' بيهقى 4/196

Marfat.com

فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ قَالَ: "یَا حَکِیْم، اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِیْهِ، وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَكْ لَهٗ فِیْهِ، وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی" قَالَ حکیم: فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَیْئًا حَتّٰی اُفَارِقَ الدُّنْیَا، فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَدْعُوْ حَکِیْمًا لِیُعْطِیَهُ الْعَطَاءَ، فَیَاْبٰی اَنْ یَقْبَلَ مِنْهُ شَیْئًا، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِیُعْطِیَهٗ فَاَبٰی اَنْ یَقْبَلَهٗ. فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ، اُشْهِدُکُمْ عَلٰی حَکِیْمٍ اَنِّیْ اَعْرِضُ عَلَیْهِ حَقَّهُ الَّذِیْ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ هٰذَا الْفَیْءِ فَیَاْبٰی اَنْ یَّاْخُذَهٗ. فَلَمْ یَرْزَاْ حکیمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تُوُفِّیَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

"یَرْزَاْ" براءٍ ثُمَّ زایٍ ثُمَّ همزة؛ اَیْ: لَمْ یَاْخُذْ مِنْ اَحَدٍ شَیْئًا، وَاَصْلُ الرُّزْءِ: النُّقْصَانُ، اَیْ: لَمْ یَنْقُصْ اَحَدًا شَیْئًا بِالْاَخْذِ مِنْهُ، وَ"اِشْرَافُ النَّفْسِ": تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّیْءِ. وَ"سَخَاوَةُ النَّفْسِ": هِیَ عَدَمُ الْاِشْرَافِ اِلَی الشَّیْءِ، وَالطَّمَعِ فِیْهِ، وَالْمُبَالَاةِ بِهٖ وَالشَّرَهِ.

✧✧ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے وہ مجھے عطا کر دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے عطا کر دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے عطا کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا! اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرے گا اس کیلئے اس میں برکت رکھی جائے گی اور جو شخص لالچ کے ہمراہ اسے حاصل کرے گا۔ اس کیلئے اس میں برکت نہیں ہوگی اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے آپ کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ یہاں تک کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلوایا تا کہ انہیں عطیات دیں لیکن انہوں نے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا تا کہ انہیں کچھ دیں تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! میں حکیم کے بارے میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے انہیں ان کا وہ حق پیش کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس مال غنیمت میں ان کیلئے طے کیا لیکن انہوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک کبھی کسی شخص سے کچھ نہیں مانگا۔ (متفق علیہ)

"یرزا" راء کے ساتھ، پھر زاء ہے پھر ہمزہ ہے یعنی کسی سے کچھ نہیں لیا اور اصل میں "الرزء" سے مراد ہے نقصان یعنی کسی سے کچھ لے کر اس کا مال کم نہیں کیا۔ "اشراف النفس" یعنی کسی چیز کی طرف جھانکنا، اور اسکی طمع رکھنا ہے۔ "سخاوۃ النفس" کا مطلب ہے کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرنا اسکی لالچ اور طمع نہ رکھنا اور اسکی پرواہ نہ کرنا۔

527- بخاری فی الوصایا والخمس والرقاق والزکاۃ' ترمذی فی الزھد' نسائی فی الزکاۃ والرقاق (اطراف) ابن حبان 3220' دارمی 1/388' عبد الرزاق 20041' طبرانی 3078' احمد 5/15321' بیھقی 4/196

Marfat.com

چھ آدمیوں کا ایک سواری پر قناعت کرنے کا بیان

(528) وَعَنْ اَبِی بُرْدَة، عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِیْ، وَسَقَطَتْ اَظْفَارِیْ، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ عَلٰى اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ، قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ: فَحَدَّثَ اَبُوْ مُوْسٰى بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهُ! قَالَ: كَاَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْئًا مِّنْ عَمَلِهِ اَفْشَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ایسے غزوے میں شریک ہوئے جس میں چھ آدمیوں کے لئے ایک اونٹ تھا۔ اس پر ہم باری' باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے۔ میرے بھی پاؤں زخمی ہوئے اور میرے ناخن گر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹا کرتے تھے اسی لیے اس مہم کا نام "غزوہ ذات الرقاع" رکھا گیا کیونکہ اس میں ہم نے اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ پہلے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ پھر اسے بیان کرنے کو ناپسند کیا اور بولے مجھے اس کا تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ گویا انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ وہ اپنے عمل سے متعلق کسی (نامعلوم بات) کو افشاء کریں۔ (متفق علیہ)

قیدیوں کو تقسیم کرنے کا بیان

(529) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ - بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقَ وَاِسْكَانِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ سَبْیٍ فَقَسَّمَهُ، فَاَعْطٰى رِجَالًا، وَتَرَكَ رِجَالًا، فَبَلَغَهُ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوْا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ اَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ، وَلٰكِنِّیْ اِنَّمَا اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" قَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: فَوَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"الْهَلَعُ": هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ، وَقِيْلَ: الضَّجَرُ.

✧✧ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال یا قیدی لائے گئے۔ آپ نے انہیں تقسیم کیا۔ آپ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہیں دیا۔ پھر آپ کو پتہ چلا کہ آپ نے جنہیں نہیں دیا وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد فرمایا۔

528-اخرجه البخاری (4128) و مسلم (1816) و ابن حبان 4734' و البهيقی (258/5)

529-اخرجه البخاری (923)

Marfat.com

''امابعد! اللہ کی قسم! میں ایک شخص کو کچھ دے دیتا ہوں اور دوسرے کو کچھ نہیں دیتا حالانکہ جسے میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کو اس لیے دے دیتا ہوں کیونکہ ان کے دلوں میں مجھے گھبراہٹ اور بے چینی محسوس ہوتی ہے اور کچھ لوگوں کو میں اس کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے نیازی اور بھلائی رکھی ہے ان میں سے ایک عمرو بن تغلب ہے۔

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے عوض میں مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ''الھلع'' شدید گھبراہٹ کا عالم اور اس سے مراد بے صبری اور بے قراری بھی ہے۔

راوی حدیث عمرو بن تغلب کے احوال کا بیان

عمرو بن تغلب: یہ نمری ہیں ان کی نسبت نمیر بن قاسط کی طرف ہے۔ بعض نے ان کی نسبت العبدی بیان کی ہے۔ گویا یہ عبدالقیس کی طرف منسوب ہیں یہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے ان کی صفات کا اندازہ اسی بات سے ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی تعریف کی ہے۔ یہ کامل ایمان رکھنے والے' پختہ یقین رکھنے والے' نفس کی بے نیازی کے مالک' شخصیت تھے۔ ان کے بارے میں درج ذیل حدیث ہے۔

''اور میں کچھ لوگوں کو اس چیز کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے نیازی رکھی ہے اور ان میں سے ایک عمرو بن تغلب ہے''۔

پوشیدہ صدقہ دینے کی فضیلت کا بیان

(530) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ اَخْصَرُ.

✧✧ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (خرچ کرنے کا) آغاز تم ان سے کرو جو تمہارے زیر کفالت ہوں۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو ضروریات پوری ہونے کے بعد دیا جائے۔ جو شخص مانگنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو شخص (لوگوں سے) بے نیازی اختیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ بخاری کے الفاظ ہیں' مسلم کے الفاظ زیادہ مختصر ہیں۔

530- اخرجه البخاری (1427) واللفظ له واخرجه مسلم (1034)

Marfat.com

شرح

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمادیا میں نے پھر دوبارہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی عطا کیا اور پھر مجھ سے فرمایا کہ حکیم! یہ مال سبز و شیریں ہے (یعنی نظر میں خوشنما اور دل کو لذت دینے والا ہے) لہٰذا جو شخص اس مال کو بے پروائی سے یعنی بغیر ہاتھ پھیلائے اور بغیر طمع وحرص کے حاصل کرتا ہے تو اس میں برکت عطا فرمائی جاتی ہے اور جو شخص اسے نفس کے طمع وحرص کے ساتھ حاصل کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کی حالت اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانا تو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا گویا بے برکتی اور کثرت حرص کی وجہ سے یہ حال ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ اوپر کا ہاتھ یعنی دوسروں کو دینے والا نیچے کے ہاتھ یعنی دوسروں سے مانگنے والے سے بہتر ہوتا ہے حکیم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اب کسی کے مال میں سے کچھ کم نہیں کروں گا یعنی آج کے بعد آئندہ کبھی بھی کسی سے سوال نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اس دنیا سے جدا ہوں یعنی موت کی آغوش میں پہنچ جاؤں۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 339)

مانگنے میں مبالغہ آرائی سے ممانعت کا بیان

(531) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَةِ، فَوَاللّٰهِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَیْئًا، فَتُخْرِجَ لَهٗ مَسْاَلَتُهٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَهٗ كَارِهٌ، فَیُبَارَكَ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

❖❖ حضرت ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، معاویہ بن ابوسفیان روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مانگنے میں پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص مجھ سے کچھ مانگے اور مجھ سے کوئی چیز نکلوالے جبکہ مجھے وہ پسند نہ ہو تو جو میں نے اسے دیا ہوگا اس میں اسے برکت نصیب نہیں ہوگی۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جو شخص انتہائی مبالغہ کے ساتھ میرے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے تو اگرچہ مجھ سے اس کا سوال ٹھکرایا نہیں جاتا اور میں اسے دے دیتا ہوں مگر میری طرف سے ناخوشی کے ساتھ دی گئی چیز اور برکت دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے لہٰذا میں ناخوشی کے ساتھ جو چیز دیتا ہوں اس میں برکت نہیں ہوتی۔

لوگوں سے نہ مانگنے پر بیعت لینے کا بیان

(532) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرحمٰن عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْاَشْجَعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

531- اخرجه مسلم (1038) و النسائی (2529)

532- مسلم فی الزكاة ابو داؤد، نسائی فی الصلاة، ابن ماجه فی الجهاد، ابن حبان 3385، طبرانی کبیر 18/67

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَكُنَّا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ" فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: "عَلٰى اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ" وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيْفَةً "وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا" فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُنَاوِلُهُ اِيَّاهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوعبدالرحمٰن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہم نو آٹھ یا شاید سات افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تم لوگ اللہ کے رسول کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرو گے۔ ہم نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی تھی۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول کی بیعت نہیں کرو گے۔ ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کی: ہم پہلے آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ اب ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے۔ کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ پانچ نمازیں ادا کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو گے' اور پھر آپ نے پست آواز میں کہا' لوگوں سے کچھ مانگو گے نہیں۔

راوی کہتے ہیں میں نے ان حضرات کو دیکھا' اگر ان میں سے کسی کا کوڑا بھی زمین پر گر گیا تو اس نے کسی کو یہ نہیں کہا کہ وہ اس کو پکڑا دے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

پیشہ ور بھیک مانگنے والوں کیلئے وعید کا بیان

(533) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْمُزْعَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الزَّايِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَلْقِطْعَةُ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مانگتا رہے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "المزعة" میم پر ضمہ ہے اور زاء ساکن ہے اور عین مہملہ ہے۔ اس کا مطلب ہے ٹکڑا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بلاضرورت محض پیشے کے طور پر بھیک مانگے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں وہ قیامت کے روز میدان حشر میں ذلیل ورسوا کر کے لائے جائیں گے یا حقیقۃً ان کا یہ حال ہوگا کہ ان کی اس برائی اور غلط فعل کی سزا کے طور پر ان کے منہ پر گوشت نہیں ہوگا اس طرح وہ لوگ میدان حشر میں مخلوق اللہ کے درمیان یہ کہہ کر بے آبرو ورسوا کئے جائیں

533- اخرجه البخاری (1474) و مسلم (1040/103) والنسائی (2484)

Marfat.com

کہ یہ دنیا میں بھیک مانگتے پھرا کرتے تھے، آج انہیں اس کی یہ سزا مل رہی ہے۔

صدقہ دینے والے کی فضیلت کا بیان

(534) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ : "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' آپ اس وقت منبر پر موجود تھے' آپ صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔ (متفق علیہ)

(535) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا ؛ فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (ضرورت کے بغیر اپنا مال) زیادہ کرنے کیلئے لوگوں سے مانگے گا وہ درحقیقت انگارہ مانگے گا اب اس کی مرضی ہے تھوڑا مانگے یا زیادہ مانگے۔ (متفق علیہ)

بھیک مانگنا ایک زخم ہے

(536) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِیْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

"اَلْكَدُّ" : اَلْخَدْشُ وَنَحْوُهُ .

✧✧ سمرۃ بن جندب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مانگنا ایک خراش ہے جو آدمی اپنے چہرے پر ڈال لیتا ہے۔ آدمی صرف حاکم سے مانگے یا بہت مجبوری ہو تو پھر مانگے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الکد" یعنی خراش وغیرہ۔

534- بخاری و مسلم' مالك فی الموطا' ابو داؤد' نسائی' ابن حبان 3364' بیهقی 1974، ' احمد 2/4474' دارمی 1/389' الشاب 231

535- اخرجه مسلم (1041) و ابن ماجه (1838)

536- صحیح الاسناده اخرجه احمد (7/2040) و ابو داؤد (1739) و الترمذی (681) و اللفظ له' و النسائی (2598). و ابن حبان (3397) و الطبرانی (6767) و البیهقی (197/4)

Marfat.com

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر تم سوال ہی کرو تو کم سے کم ایسے شخص سے تو کرو جس پر تمہارا حق بھی ہے اور وہ حاکم یا بادشاہ ہے کہ جس کے تصرف میں بیت المال اور خزانہ ہو تم ان سے اپنا حق مانگو، اگر تم مستحق ہو گے وہ تمہیں بیت المال سے دیں گے۔

عطاء سلطانی کو قبول کرنے کا مسئلہ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ آیا عطاء سلطانی بادشاہ و حاکم کا عطیہ قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ اگر بیت المال اور خزانے میں حرام مال زیادہ ہو تو اس میں سے کچھ مانگنا یا اس سے عطیہ سلطانی قبول کرنا حرام ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو پھر حلال ہے۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی واقعی مجبوری اور ضرورت ہو کہ کسی سے مانگے بغیر چارہ کار نہ ہو مثلاً کسی کا ضامن بن گیا ہو، طوفان و سیلاب کی وجہ سے کھیتی باڑی تباہ ہو گئی ہو یا کسی حادثے و مصیبت کی وجہ سے نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تو ایسی صورتوں میں سوال کرنے کی اجازت ہے بلکہ اگر کوئی شخص حالت اضطراری کو پہنچ گیا ہو خواہ وہ اضطراری حالت کپڑے کی طرف سے ہو کہ ستر چھپانے کو کپڑا نہ ہو یا کھانے کی طرف سے ہو کہ شدت بھوک سے جان نکلی جاتی ہو تو پھر ایسی صورت میں کسی سے مانگ کر اپنی اضطراری حالت کو دور کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اس شخص کے لئے بھی سوال کرنا واجب ہوتا ہے جو حج کی استطاعت رکھتا تھا مگر حج نہیں کیا یہاں تک کہ مفلس ہو گیا تو اب اسے چاہئے کہ وہ لوگوں سے سفر خرچ مانگ کر حج کے لئے جائے۔

اللہ کی بارگاہ سے مانگنے کا بیان

(537) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"يُوْشِكُ" بِكَسْرِ الشِّيْنِ: اَيْ يُسْرِعُ.

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو فاقہ لاحق ہو اور پھر وہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہو جائے گا اور جو شخص اللہ کے سامنے اسے رکھے تو اللہ اسے جلد یا بدیر رزق عطا کر دے گا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ "یوشک" اس میں "ش" پر زیر پڑھی جائے گی اس سے مراد جلدی ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کچھ چیز

537- اخرجه احمد (2/3696) و ابو داؤد (1645) والترمذی (2333)

کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ صرف ایک موٹی سی کملی ہے جس میں سے کچھ حصہ اوڑھتا ہوں اور کچھ حصہ بچھا لیتا ہوں اس کے علاوہ ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ ان چیزوں کو کون خریدتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدنے کے لئے تیار ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چیزوں کو ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو یا تین بار فرمایا ایک شخص نے کہا کہ میں ان چیزوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دیں اور اس سے دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور اس سے فرمایا کہ اس میں سے ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ وہ شخص کلہاڑی خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلہاڑی میں اپنے دس مبارک سے ایک مضبوط لکڑی لگادی اور پھر اس سے فرمایا کہ اسے لے کر جاؤ لکڑیاں کاٹ کر جمع کرو اور انہیں فروخت کرو، اب اس کے بعد میں تمہیں پندرہ دن تک یہاں نہ دیکھوں یعنی اب یہاں نہ رہو جا کر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور محنت کرو چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں جمع کر کر کے فروخت کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو کہاں وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا درہم اب وہ دس درہم کا مالک تھا، اس نے ان درہموں میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ خرید لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کی اس تبدیلی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ صورتحال تمہارے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ کل قیامت کے دن تم اس حالت میں آؤ کہ تمہارے سوال تمہارے منہ پر برے نشان یعنی زخم کی صورت میں ہو اور یہ یاد رکھو کہ صرف تین طرح کے لوگوں کو سوال کرنا مناسب ہے ایک تو اس محتاج کے لئے کہ جس کو مفلسی نے زمین پر گرا دیا ہو دوسرے اس قرض دار کے لئے جو بھاری اور عدم ادائیگی کی صورت میں ذلیل کرنے والے قرض کے بوجھ سے دبا ہو اور تیسرے صاحب خون کے لئے جو درد پہنچائے یعنی اس شخص کے لئے جس پر دیت واجب ہو خواہ اس نے خود کسی ناحق خون کیا ہو اور اس کا خون بہا اس کے ذمہ ہو یا کسی دوسرے شخص نے کوئی خون کر دیا ہو اور اس کی دیت اس نے اپنے ذمہ لی ہو مگر اس کی ادائیگی کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ اس خون بہا کے بقدر کسی سے مانگ کر ادائیگی کر دے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس روایت کو یوم القیامۃ تک نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 349)

سوال نہ کرنے والوں کیلئے جنت کی بشارت کا بیان

(538) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ

538-اخرجه احمد (8/22448) وابو داؤد (1643) اخرجه احمد (5/15916) ومسلم (1044) وحبو داؤد (1640) والنسائی (2578) والحمیدی (819) والدارمی (1/396) وابن حبان (329) وابن خزیمة (2359) وابن الجارود (267) والطبرانی (18/947-955) والدارقطنی (2/119) والبیهقی (6/73)

Marfat.com

لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ : أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا .
رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

✧✧ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کون شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے گا کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا۔ تو میں اُس کو جنت کی ضمانت دے دوں؟ (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں عرض کی، میں! (راوی کہتے ہیں) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میں اس شخص کے لئے اس بات کی ضمانت لوں گا کہ وہ بغیر کسی عذاب کے ابتداء ہی میں جنت میں داخل کیا جائے گا گویا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرنے والا ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر کی سعادت سے نوازا جائے گا۔ لیکن اتنی بات ضرور سمجھ لیجئے کہ اس بارے میں وہ صورت مستثنیٰ ہے جب کہ موت کا خوف ہو کیونکہ انتہائی شدید ضرورت ممنوع چیزوں کو بھی مباح کر دیتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ایسی پوزیشن میں ہو کہ اگر کسی سے کچھ نہ مانگے تو جان کے لالے پڑ جائیں تو اس کے لئے مانگنا اور اپنا جان کو بچاہی ضروری ہوگا بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص سخت بھوک میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے کچھ مانگ کر نہ کھائے اور اسی حالت میں وہ مرجائے تو گنہگار مرے گا۔

ضرورت کے وقت مانگ لینے کا بیان

(539) وَعَنْ أَبِي بِشْرٍ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا، فَقَالَ: "أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا" ثُمَّ قَالَ: "يَا قَبِيصَةُ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ : لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ . فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ، يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْحَمَالَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ : أَنْ يَقَعَ قِتَالٌ وَنَحْوُهُ بَيْنَ فَرِيقَيْنِ، فَيُصْلِحُ إِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلَى مَالٍ يَتَحَمَّلُهُ وَيَلْتَزِمُهُ عَلَى نَفْسِهِ . وَ"الْجَائِحَةُ" الْآفَةُ تُصِيبُ مَالَ الْإِنْسَانِ . وَ"الْقِوَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا : هُوَ مَا يَقُومُ بِهِ أَمْرُ الْإِنْسَانِ مِنْ مَالٍ وَنَحْوِهِ . وَ"السِّدَادُ" بِكَسْرِ السِّيْنِ : مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمُعْوِزِ وَيَكْفِيهِ،

539- مسلم فی الزكاة' ابو داؤد نسائی فی الزكاة' احمد 5/15916' حمیدی 819' دارمی 1/396' ابن حبان 3291' ابن خزیمه 2359' ابن الجارود 267' طبرانی كبیر 18' دارقطنی 2/119' بیهقی 6/73

وَ"الْفَاقَةُ" : الْفَقْرُ . وَ"الْحِجٰی" : الْعَقْلُ .

✧✧ حضرت ابو بشر قبصیہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کچھ ادائیگی اپنے ذمے لے لی۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اس سلسلے میں آپ سے کچھ مانگوں' آپ نے فرمایا: تم ٹھہرو! جب ہمارے پاس صدقے (کے مال) میں سے کوئی چیز آئے گی تو ہم تمہارے لیے حکم دے دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے قبیصہ! مانگنا تین میں سے کسی ایک شخص کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ شخص جو کسی ادائیگی کو اپنے ذمے لے۔ اس کے لئے مانگنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے ادا کر دے۔ اس کے بعد وہ اس سے رُک جائے۔ ایک وہ شخص جس پر کوئی آفت آئے اور وہ اس کے مال (زرعی زمین یا باغ) کو ضائع کر دے اس شخص کے لئے مانگنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ اپنی ضروریات حاصل کر لے اور ایک وہ شخص جسے فاقہ لاحق ہو اور اس کی قوم کے تین سمجھ دار آدمی یہ کہیں کہ فلاں شخص کو فاقہ لاحق ہے تو اس شخص کے لئے مانگنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ضروریات کو پوری کر لے اس کے علاوہ جو بھی شخص مانگے گا اے قبیصہ! وہ حرام ہوگا اور اس کو کھانے والا حرام کھانے والا ہوگا۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الحمالة" میں حاء پر فتحہ ہے۔ اس کا مطلب ہے جب دو لوگوں میں جھگڑا ہو جائے کوئی بندہ مال کی ادائیگی اپنے ذمے لے کر ان میں صلح کرا دے۔ 'الجائحة" سے مراد ہے وہ آفت جو کسی آدمی کے مال کو لاحق ہو۔ "القام" میں ق پر کسرہ اور فتحہ دونوں، اس کا مطلب ہے: مال وغیرہ جس کے ساتھ انسان کا وقت صحیح گزرتا ہے۔

"السداد" س پر کسرہ کے ساتھ جو کسی ضرورت مند کی حاجت کو پہنچے اور اسے پورا کرے۔ "الفاقة" یعنی فقر، اور "الحجی" یعنی عقل۔

ضروریات کی اشیاء نہ ہونے والے کی غربت کا بیان

(540) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِىْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: غریب وہ نہیں ہوتا جو لوگوں کے گرد چکر لگاتا ہے اور ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوروں لے کر واپس چلا جاتا ہے بلکہ غریب وہ آدمی ہوتا ہے جس کے پاس ضروریات کے لئے چیزیں نہ ہوں اور یہ پتہ بھی نہ چل سکے کہ اسے صدقہ ہی دے دیا جائے اور وہ خود بھی کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

لالچ سے قطع نظر کرنے سے متعلق ایک واقعہ

ایک سبق آموز واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ بازار گئے اور وہاں سے انہوں نے کچھ سامان خریدا جسے

540- بخاری فی التفسیر' مسلم فی الزکاۃ' نسائی فی الزکاۃ والتفسیر (اطراف مزی) موطا مالک 1713' احمد 3/9122' ابو داؤد' ابن حبان 3298' ابن خزیمہ 2363' بیہقی 4/195

Marfat.com

بنان جلال اٹھا کر احمد کے ساتھ ان کے گھر لائے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں روٹیاں ٹھنڈی ہونے کے لئے کھلی ہوئی رکھی تھیں، حضرت امام نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ ایک روٹی بنان کو دے دیں، صاحبزادے نے جب بنان کو روٹی دی تو انہوں نے انکار کر دیا بنان جب گھر سے باہر نکل گئے اور واپس چل دیئے تو امام احمد نے صاحبزادے سے کہا کہ اب ان کے پاس جاؤ اور انہیں روٹی دے دو صاحبزادے نے باہر جا کر بنان کو روٹی دی تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ انہیں بڑا تعجب ہوا کہ پہلے تو روٹی لینے سے صاف انکار کر دیا اور اب فوراً قبول کر لیا آخر یہ ماجرا کیا ہے! انہوں نے حضرت امام احمد سے اس کا سبب پوچھا تو امام صاحب نے فرمایا کہ بنان جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کھانے کی ایک عمدہ چیز دیکھی بتقاضائے طبیعت بشری انہیں اس کی خواہش ہوئی اور دل میں اس کی طمع پیدا ہوگئی اس لئے جب تم نے انہیں روٹی دی تو انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنی طمع وخواہش کے تابع بن جائیں انہوں نے روٹی لینے سے انکار کر دیا مگر جب وہ باہر چلے گئے اور روٹی سے قطع نظر کر کے اپنا راستہ پکڑا اور پھر تم نے جا کر وہ روٹی دی تو اب چونکہ وہ روٹی انہیں بغیر طمع وخواہش اور غیر متوقع طریق پر حاصل ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا۔

بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ اِلَيْهِ

باب 58: مانگے یا لالچ کیے بغیر (مال) لینا جائز ہے

سوال کرنے کی اباحت وعدم اباحت کی صورتوں کا بیان

علماء لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس ایک دن کے بقدر بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر کپڑا ہو تو اسے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت وحاجت مانگنا حرام ہے ہاں جس شخص کے پاس ایک دن کی بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر بھی کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے دست سوال دراز کرنا حلال ہے جو محتاج وفقیر ایک دن کی غذا کا مالک ہو اور وہ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے زکوۃ لینا تو حلال ہے مگر لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے جس مسکین ومحتاج کو ایک دن کی غذا بھی میسر نہ ہو اور وہ کمانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر ضرورت واحتیاج لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے البتہ جو شخص کمانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں۔

چنانچہ زیادہ صحیح قول تو یہ ہے کہ ایسے شخص کہ جو کما کر اپنا گزارہ کر سکتا ہو لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے لیکن بعض حضرات مکروہ کہتے ہیں وہ بھی تین شرطوں کے ساتھ۔ اول یہ کہ دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ ہونے دے، دوم الحاح یعنی مانگنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، سوم یہ کہ جس شخص کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے اسے تکلیف وایذاء نہ پہنچائے اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہو تو پھر سوال کرنا بالاتفاق حرام ہوگا۔

ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جو سائل "لوجہ اللہ" کہہ کر سوال کرے تو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اسے کچھ دیا جائے کیونکہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کمتر وحقیر ہیں، جب اس نے دنیا کی کسی چیز کے لئے لوجہ اللہ کہہ کر سوال کیا تو گویا اس نے اس

Marfat.com

چیز (یعنی دنیا) کی تعظیم وتوقیر کی جسے اللہ تعالیٰ نے کمتر وحقیر قرار دیا ہے لہٰذا ایسے شخص کو از راہ زجر وتنبیہ کچھ نہ دیا جائے اور اگر کوئی شخص یہ کہہ کر سوال کرے کہ بحق اللہ یا بحق محمد دو، تو اسے کچھ دینا واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی کوئی غلط اور جھوٹی حاجت و ضرورت ظاہر کر کے کسی سے کوئی چیز لے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوتا (گویا وہ چیز اس کے حق میں ناجائز وحرام ہوتی ہے) اسی طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں سید ہوں اور مجھے فلاں چیز کی یا اتنے روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ شخص سائل کو سید سمجھ کر اس کا سوال پورا کر دے مگر حقیقت میں وہ سید نہ ہو تو وہ بھی اس مانگی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں وہ چیز اس کے حق میں ناجائز وحرام ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی سائل کو نیک بخت صالح سمجھ کر کوئی چیز دے دے حالانکہ وہ سائل باطنی طور پر ایسا گنہگار ہے کہ اگر دینے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جاتا تو اسے وہ چیز نہ دیتا تو اس صورت میں سائل اس چیز کا مالک نہیں ہوتا وہ چیز اس کے لئے حرام ہے اور اس چیز کو اس کے مالک کو واپس کر دینا اس پر واجب ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی کو اس کی بدزبانی یا اس کی چغل خوری کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے کوئی چیز دے تو وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔ اگر کوئی فقیر کسی شخص کے پاس مانگنے کے لئے آئے اور وہ اس کے ہاتھ پیر چومے تاکہ وہ اس کی وجہ سے اس کا سوال پورا کر دے تو یہ مکروہ ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ وہ فقیر کو ہاتھ پیر نہ چومنے دے۔ ان سائل اور فقیروں کو کچھ بھی نہ دینا چاہئے جو نقارہ، ڈھول یا ہارمونیم وغیرہ بجاتے ہوئے دروازوں پر مانگتے پھرتے ہیں اور مطرب یعنی ڈوم تو سب سے بدتر ہے۔

لالچ نہ کرنے والے مال دینے کا بیان

(541) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِى الْعَطَاءَ، فَاَقُوْلُ: اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّى. فَقَالَ: "خُذْهُ، اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ، فَاِنْ شِئْتَ كُلْهُ، وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ، وَمَا لَا، فَلَا تُتبعهُ نَفْسَكَ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا، وَّلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(مُشْرِفٌ): بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَىْ مُتَطَلِّعٌ اِلَيْهِ.

✧✧ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ عطا کیا میں نے عرض کی آپ یہ اسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو آپ نے فرمایا: تم اسے لو! جب یہ مال تمہارے پاس آئے اور تمہیں اس کا لالچ نہ ہو اور تم نے اسے مانگا نہ ہو۔ تو اسے لے لو اور اس سے اپنے مال میں اضافہ کر لو اگر چاہو تو خود استعمال کر لو اور اگر چاہو تو اسے صدقہ کر دو اور جو (مال) ایسا نہ ہو تم اس کے پیچھے نہ جاؤ۔

سالم بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے اور جو انہیں دے دیا جاتا تھا اسے واپس نہیں

541- اخرجه البخاری (1473) والنسائی (2603) واحمد (1/100) والدارمی (1647) وابن خزیمة (2365) والبزار (244)

کرتے تھے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "مشرف" شین معجمہ کے ساتھ، یعنی اس کی طرف جھانکنے والا۔

راوی حدیث سالم بن عبداللہ کے احوال کا بیان

سالم بن عبداللہ بن عمر: یہ القرشی العدوی ہیں ان کی کنیت "ابوعمر" ہے یہ مدینہ منورہ میں رہنے والے اکابر تابعین میں سے ایک ہیں۔ یہ بڑے فقیہ، امام، زاہد، عبادت گزار تھے۔ ان کے مقتدا ہونے ان کی شان اور زہد وتقویٰ اور بلند مرتبہ پر سب کا اتفاق ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے جن حضرات کو فقہا میں شمار کیا ہے یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ان کا انتقال ۱۰۶ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْأَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَالتَّعَفُّفِ بِهٖ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْإِعْطَاءِ

باب 59: اپنے ہاتھ کے ذریعے کما کر کھانے اور مانگنے سے بچنے کی ترغیب اور دوسروں کو دینے کی ترغیب

نماز جمعہ کے بعد رزق کمانے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ﴾ (الجمعة: 10).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو"۔

حضرت عراک بن مالک جب نماز جمعہ سے فارغ ہو کر باہر آتے تو دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے۔ یا اللہ میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا اور جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

اور بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر مرتبہ برکات نازل فرماتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ جمعہ، بیروت)

خود رزق کمانے کی اہمیت کا بیان

(542) وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَاْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ، اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پشت پر لا کر فروخت کردے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اسے مانگنے سے محفوظ رکھے یہ اس

542- اخرجه البخاری (1470) و مسلم (1047) و مالك فی "الموطا" (1883) والترمذی (680) والنسائی (2588) والحمیدی (1056) وابن حبان (3387) وابن ابی شیبة (209/3) واحمد (3/10156)

Marfat.com

کے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے وہ لوگوں سے مانگے اور وہ چاہیں اسے دیں اور اگر چاہیں تو نہ دیں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(543) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰی ظَهْرِهٖ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا، فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے کسی ایک شخص کا اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لا دلینا اس سے زیادہ بہتر ہے وہ کسی سے مانگے اور وہ اسے دے یا نہ دے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور زرہ کا کام

(544) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ دَاوُدُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - لَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھایا کرتے تھے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے ایک جلیل القدر نبی تھے اور ساتھ ہی اللہ نے انہیں دنیا کی سلطنت حکومت بھی عطا کی تھی۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنی حکومت میں لوگوں سے اپنے بارے میں تجسس کرتے رہتے تھے چنانچہ جو شخص ان کو نہیں پہچانتا تھا اس سے وہ دریافت کرتے کہ بتاؤ داؤد کیسا ہے؟ لوگوں میں اس کی سیرت و عادت کس درجے کی ہے اور اس کے بارے میں تمہارا تاثر کیا ہے ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو آدمی کی صورت میں ان کے پاس بھیجا انہوں نے اس سے بھی اس قسم کے سوال کئے اس نے کہا داؤد علیہ السلام ہیں تو بہت اچھے آدمی مگر اتنی بات ضرور ہے کہ وہ بیت المال سے روزی کھاتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل و دماغ میں ایک بجلی سی کوند گئی فوراً اپنے پروردگار سے دعا کی کہ رب العالمین مجھے بیت المال سے مستغنی بنا دے اور مجھے کوئی ایسا ہنر عطا کر دے کہ جس سے میں اپنی روزی کما سکوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں زرہ بنانے کا ہنر عطا فرمایا منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو ایسی خاصیت عنایت کی کہ لوہا ان کے ہاتھوں میں پہنچتے ہی موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہ بناتے اور جو چار چار ہزار درہم میں فروخت ہوتی۔

بلکہ بعض علماء نے تو یہ لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے اور اس کو چھ ہار درہم میں فروخت کرتے پھر اس چھ ہزار کو اس طرح صرف کرتے کہ دو ہزار تو اپنی ذات اور اہل و عیال پر خرچ کرتے اور چار ہزار درہم بنی اسرائیل کے فقراء

543- بخاری فی الزکاۃ' مسلم' ترمذی فی الزکاۃ' قول مالک 1883' نسائی 2588' حمیدی 1056' ابن حبان 3387' ابن ابی شیبہ 3/209' احمد 3/10156

544- بخاری فی البیوع' طبرانی صغیر ص 17' واوسط 1205' ابن حبان 6227

Marfat.com

ومساکین میں بطور صدقہ وخیرات تقسیم کردیتے۔ بہرکیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے ذریعے جہاں یہ ارشاد فرمایا کہ کسب یعنی اپنی روزی خود پیدا کرنا انبیاء کی سنت ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عمل سے معلوم ہوا اس لئے تم بھی ان کے طریقے کو اختیار کرو وہیں گویا آپ نے اپنی روزی خود اپنی صنعت وحرفت کے ذریعے پیدا کرنے پر لوگوں کو ترغیب دلائی ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں مثلاً جو شخص اپنی صنعت وحرفت سے کماتا ہے نہ صرف یہ کہ خود اسے منافع حاصل ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی صنعت وحرفت سے فائدہ پہنچتا ہے پھر یہ کہ ایسا شخص اپنے پیشے میں مصروف رہنے کی وجہ سے بری باتوں اور لہو ولعب سے محفوظ رہتا ہے نیز چونکہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی وجہ سے کسر نفسی بھی پیدا ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے نفس کی سرکشی سے بچتا ہے اور پھر سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص کسی کا محتاج نہیں رہتا کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتا کسی کے آگے جھکتا نہیں اور اسے ایک ابرومندانہ زندگی حاصل رہتی ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور کسب کا بیان

(545) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ زَكَرِيَّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمانے کا بیان

(546) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ، وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی اپنے ہاتھ سے محنت کر کے جو کھاتا ہے اس سے زیادہ بہتر کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ کونسا کسب پاکیزہ یعنی افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جو مقبول یعنی شرعی اصول وقواعد کے مطابق ہو۔

(احمد، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث،25)

545-اخرجه مسلم (2379) واحمد (3/7952) واللفظ له

546-اخرجه البخاري (2072)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ سب سے بہتر تو وہ کسب و پیشہ ہے جس میں انسان کو اپنے ہاتھوں سے محنت کرنی پڑتی ہو جیسے زراعت اور کتابت وغیرہ اور اگر کوئی شخص ہاتھوں کی محنت والا کسب اختیار نہ کر سکے تو پھر ایسی تجارت کے ذریعے اپنی حلال روزی پیدا کرے جس میں دیانت و امانت کی روح بہر صورت کارفرما ہے کیونکہ ایسی تجارت بھی ایک پاک حلال کسب ہے۔

رزق حلال اور حرام سے متعلق ایک سبق آموز حکایت کا بیان

ایک سبق آموز حکایت سنیے شیخ علی متقی عارف باللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک متقی و صالح شخص کسب معاش کرتے تھے اور ان کا معمول تھا کہ جو کچھ کماتے پہلے تو اس میں ایک تہائی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے پھر ایک تہائی اپنی ضروریات پر صرف کرتے اور ایک تہائی اپنی کسب معاش کے ذریعے میں لگا دیتے ایک دن ان کے پاس ایک دنیا دار شخص آیا اور کہنے لگا کہ شیخ! میں چاہتا ہوں کہ کچھ مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں، لہٰذا آپ مجھے کسی مستحق کا پتہ دیجیے انہوں نے کہا پہلے تو حلال مال حاصل کرو اور پھر اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ مستحق شخص ہی کے پاس پہنچے گا۔ دنیا دار شخص نے اسے مبالغہ پر محمول کیا، شیخ نے کہا اچھا تم جاؤ تمہیں جو شخص بھی ایسا ملے جس کے تمہارے دل میں جذبہ ترحم پیدا ہوا سے صدقہ کا مال دے دینا، چنانچہ وہ شخص جب شیخ کے پاس سے اٹھ کر آیا تو اس نے ایک بوڑھے اندھے کو دیکھا جس کے لئے اس کے دل میں جذبہ ترحم پیدا ہوا اور یہ سمجھ کر کہ صدقہ کے مال کا اس بے چارے سے زیادہ کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اسے کچھ حصہ خیرات کر دیا۔ جب دوسرے دن وہ ضعیف و نابینا شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے سنا کہ وہ اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے شخص سے کل کا واقعہ بیان کر رہا تھا کہ کل میرے پاس سے ایک مالدار شخص گزرا اس نے مجھ پر ترس کھا کر اتنا مال مجھے دیا جسے میں نے فلاں بدکار شخص کے ساتھ شراب نوشی میں لٹا دیا۔ وہ دنیا دار یہ سنتے ہی شیخ کے پاس آیا اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا، شیخ نے یہ واقعہ سن کر اپنی کمائی میں سے ایک درہم اسے دیا اور کہا کہ اسے رکھو اور یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے تمہاری نظر جس پر پڑے اسے یہ درہم بطور خیرات دے دینا چنانچہ وہ شیخ کا دیا ہوا درہم لے کر گھر سے باہر نکلا تو اس کی نظر سب سے پہلے ایک اچھے شخص پر پڑی جو بظاہر کھاتا پیتا معلوم ہو رہا تھا پہلے تو وہ دیتے ہوئے جھجکا مگر چونکہ شیخ کا حکم تھا اس لئے مجبوراً وہ درہم اس شخص کو دے دیا۔ اس شخص نے وہ درہم لے لیا اور اپنے پیچھے، مڑ کر چل دیا، اس کے ساتھ ساتھ وہ مالدار بھی چلا اس نے دیکھا وہ شخص ایک کھنڈر میں داخل ہوا اور وہاں سے دوسری طرف نکل کر شہر راہ پکڑی، مالدار بھی اس کے پیچھے کھنڈر میں داخل ہوا وہاں اسے کوئی چیز نظر نہ آئی البتہ اس نے ایک مرا ہوا کبوتر دیکھا وہ پھر اس شخص کے پیچھے پیچھے ہو لیا، پھر اسے قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ تم کون ہو؟ اور کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ میں ایک غریب انسان ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بہت بھوکے تھے جب مجھ سے ان کی بھوک کی شدت نہ دیکھی گئی اور انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں میں ان کے لئے کچھ انتظام کرنے کی خاطر گھر سے نکل کھڑا ہوا تو میں سرگرداں پھر رہا تھا کہ مجھے یہ مرا ہوا کبوتر نظر آیا مرتا کیا نہ کرتا؟ میں نے یہ کبوتر اٹھا لیا اور اسے لے کر اپنے گھر کی طرف چلا تا کہ اس کے ذریعے بھوک سے بلکتے بچوں کو کچھ تسکین دلاؤں مگر جب اللہ نے تمہارے ذریعے یہ درہم مجھے عنایت فرما دیا تو یہ کبوتر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں پھینک دیا۔ اب اس مالدار کی

آنکھ کھلی اور اسے معلوم ہوا کہ شیخ کا وہ قول مبالغہ پر محمول نہیں تھا بلکہ حقیقت یہی ہے کہ حلال مال اچھی جگہ اور حرام مال بری جگہ خرچ ہوتا ہے۔

بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالْإِنْفَاقِ فِيْ وُجُوْهِ الْخَيْرِ ثِقَةً بِاللّٰهِ تَعَالٰى

باب 60: کرم اور جود کا بیان، بھلائی کے مختلف کاموں میں اللہ تعالیٰ پر یقین کرتے ہوئے خرچ کرنا

صدقہ کرنے کے بدلے میں جزاء کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ (سبأ : 39)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم جو بھی خرچ کرو گے وہ اس کا بدلہ دے گا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک کام صدقہ ہے، اور کوئی آدمی جو اپنے نفس یا اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ کے حکم میں ہے موجب ثواب ہے، اور جو شخص کچھ خرچ کر کے اپنی آبرو بچائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق کچھ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس کا بدل اس کو دے گا، مگر وہ خرچ جو (فضول زائد از ضرورت) تعمیر میں یا کسی گناہ کے کام میں کیا ہو اس کے بدل کا وعدہ نہیں۔

حضرت جابر کے شاگرد ابن المنکدر نے یہ حدیث سن کر ان سے پوچھا کہ آبرو بچانے کے لئے خرچ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ نہیں دیں گے تو عیب جوئی کرے گا، برا کہتا پھرے گا یا بدگوئی کرے گا اس کو اپنی آبرو بچانے کے لئے دینا مراد ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ سبا، بیروت)

اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرنے والے کیلئے اجر کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرة : 272)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم جو بھی بھلائی خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے ہوگی اور اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے اور تم جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا اور تمہارے ساتھ کوئی بھی زیادتی نہیں ہوگی''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے دل میں یا کسی اپنے دوست سے کہا کہ میں آج رات میں اللہ کی راہ میں کچھ مال خرچ کروں گا چنانچہ اس نے اپنے قصد وارادہ کے مطابق خیرات کے لئے کچھ مال نکالا، تاکہ اسے کسی مستحق کو دے دے اور وہ مال اس نے ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چور ہے کہ جس وجہ سے خیرات کے مال کا مستحق نہیں ہے جب صبح ہوئی اور لوگوں کو الہام الٰہی کے سبب یا خود اس چور کی زبانی معلوم ہوا تو بطریق تعجب لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات ایک چور کو صدقہ کا مال دیا گیا

Marfat.com

ہے۔ جب صدقہ دینے والے کو بھی صورتحال معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے باوجودیکہ صدقہ کا مال ایک چور کے ہاتھ لگا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا تاکہ وہ مستحق کو مل جائے چنانچہ اس نے صدقہ کی نیت سے پھر کچھ مال نکالا اور اس مرتبہ بھی غلط فہمی میں وہ مال ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج تو ایک زانیہ صدقہ کا مال لے اڑی وہ شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! تعریف تیرے ہی لئے ہے اگرچہ اس مرتبہ صدقہ کا مال ایک زانیہ کے ہاتھ لگ گیا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا چنانچہ اس نے پھر کچھ مال صدقہ کی نیت سے نکالا اور اس مرتبہ پھر غلط فہمی میں وہ مال ایک غنی کے ہاتھ میں دے دیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات تو ایک دولت مند کو مل گیا۔ جب وہ شخص سویا تو خواب میں اس سے کہا گیا کہ تو نے جتنے صدقے دیئے ہیں سب قبول ہوگئے۔ کیونکہ صدقہ کا جو مال تو نے چور کو دیا ہے۔ وہ بے فائدہ اور خالی از ثواب نہیں ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے چوری سے باز رہے اور صدقہ کا جو مال تو نے زانیہ کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے زنا سے باز رہے اور صدقے کا جو مال تو نے دولت مند کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے عبرت حاصل کرلے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلددوم: حدیث،374)

صدقہ دینے والے نے اللہ کی تعریف یا بطریق شکر کی کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے صدقہ تو دیا اگرچہ وہ غیر مستحق ہی کے ہاتھ لگا یا پھر بطریق تعجب یا اپنے دل کے اطمینان کے لئے اس نے اللہ کی تعریف کی۔ بہر کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے اس شخص کا یہ واقعہ اس لئے بیان فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر صدقہ وخیرات بہر نوع بہتر اور باعث ثواب ہے جس کسی کو بھی صدقہ دیا جائے گا ثواب ضرور پائے گا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ (البقرة : **273**) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم جو بھی بھلائی خرچ کرو گے تو اللہ کو اس کا علم ہے''۔

مال خرچ کرنے والے رشک کرنے کا بیان

(547) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا ، فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنَاهُ : يَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يُغْبَطَ اَحَدٌ اِلَّا عَلٰى اِحْدٰى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ .

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حسد (رشک) صرف دو لوگوں پر کیا جا سکتا ہے

547- اخرجه احمد (2/3651) والبخاری (73) و مسلم (816) وابن ماجه (4208) وابن حبان (90) والبیهقی (88/10)

Marfat.com

ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اسے حق کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق دی ہو دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے' ان دو خصوصیات میں سے کسی ایک خصوصیت رکھنے والے پر رشک کرنا چاہیے۔

شرح

حسد اسے فرماتے ہیں کہ " کسی دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کی جائے کہ یہ نعمت میرے پاس آجائے اور اس کے پاس سے ختم ہو جائے۔" ظاہر ہے کہ یہ ایک بہت بری خصلت اور انتہائی ذلت نفس کی بات ہے۔ اسلام جو اخلاق، پاکیزگی کا سب سے بڑا علمبردار ہے اس غیر اخلاقی اور ذلیل خصلت کو پسند نہیں کرتا اور اس سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ حسد کے مقابلہ میں غِبطہ ہے۔ غِبط اسے فرماتے ہیں کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کی جائے کہ جیسی نعمت اس کے پاس ہے اللہ اس نعمت سے مجھے بھی سرفراز فرمائے۔ شریعت اس کو جائز قرار دیتی ہے مگر یہ بھی اچھی باتوں مثلاً نیک اخلاق و عادات، بہترین خصائل اور فضل و کمال کے بارے میں جائز ہے چنانچہ اس حدیث میں جس حسد کے بارے میں فرمایا گیا ہے وہ غِبطہ ہے۔

صدقہ کیا ہوا مال ہی اپنا مال ہے

(548) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَيُّكُم مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ ۔ قَالَ: "فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے کون شخص ایسا ہے جس کے نزدیک اس کے وارث کا مال اس کے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے ہر ایک شخص کو اپنا ہی مال زیادہ محبوب ہوگا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کا مال وہ ہے جو وہ آگے بھیجے اور جو وہ چھوڑ دے وہ اس کے وارث کا مال ہوگا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

صدقے کے ذریعے آگ سے بچنے کا بیان

(549) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آگ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور

548-اخرجه البخاري (6442) والنسائي (3614)

549-بخاري' مسلم' طبراني كبير 17/207' طيالسي 1036' نسائي 2556' ابن حبان 472' احمد 6/18274

Marfat.com

کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔

بغداد کے نوجوان کو آگ کے نہ جلانے کا واقعہ

بغداد میں ایک نوجوان تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھا، اور اس کا کام نعل سازی تھا۔ وہ نعل بناتا بھی تھا اور گھوڑے کے سموں پر چڑھاتا بھی تھا۔ نعل بناتے وقت تپتی بھٹی میں سرخ شعلوں کے اندر وہ نعل رکھتا اور پھر آگ میں اسے کسی "جمور" یا کسی اوزار کے ساتھ نہیں پکڑتا تھا بلکہ آگ میں ہاتھ ڈال کے اس تپتے ہوئے شعلے جیسے نعل کو نکال لیتا اور اپنی مرضی کے مطابق اسے شکل دیتا تھا۔

لوگ اسے دیکھ کر دیوانہ کہتے اور حیران بھی ہوتے تھے کہ اس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہاں موصل شہر کا ایک شخص آیا جب اس نے ماجرا دیکھا تو اس نے تجسس سے اس نوجوان سے پوچھا کہ اسے گرم گرم لوہا پکڑنے سے کیوں کچھ نہیں ہوتا؟

اس نوجوان نے جواب دیا کہ وہ جلدی میں لوہے کو اٹھالیتا ہے اور اب اس پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی ہے کہ میرا ہاتھ اسے برداشت کرنے کا عادی ہو گیا ہے۔

اور اسے کسی جمور یا پلاس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس شخص نے کہا کہ میں اس بات کو نہیں مانتا "یہ تو کوئی اور ہی بات ہے۔" اس نے نوجوان سے کہا کہ مجھے اس کی حقیقت بتاؤ؟

اس نوجوان نے بتایا کہ بغداد میں ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی تھی اور اس کے والدین عمرے کے لیے گئے، اور کسی حادثے کا شکار ہو کے وہ دونوں فوت ہو گئے۔ اور یہ لڑکی بے یار و مددگار اس شہر میں رہنے لگی۔

وہ لڑکی پردے کی پلی ہوئی، گھر کے اندر رہنے والی لڑکی تھی اب اس کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ زندگی کیسے گزارے۔ آخر کار نہایت غمزدہ اور پریشانی کی حالت میں وہ باہر سڑک پر نکل آئی۔ اس نے میرے دروازے پر دستک دی اور کہا" کیا ٹھنڈا پانی مل سکتا ہے "میں نے کہا ہاں اور اندر سے اس لڑکی کو ٹھنڈا پانی لا کر پلایا اور اس لڑکی نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم نے کچھ کھایا بھی ہے کہ نہیں؟

اس لڑکی نے کہا نہیں میں نے کچھ نہیں کھایا۔ میں نے اس سے اکیلے اس طرح پھرنے کی وجہ پوچھی تو اس لڑکی نے اپنے اوپر گزرا سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں زندگی کیسے بسر کروں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم شام کو یہیں میرے گھر آجانا اور میرے ساتھ کھانا کھانا۔ میں تمھیں تمہاری پسند کا ڈنر کھلاؤنگا وہ لڑکی چلی گئی۔

اس نوجوان نے بتایا کہ میں نے اس کے لیے کباب اور بہت اچھی اچھی چیزیں تیار کیں وہ شام کے وقت میرے گھر آگئی اور میں نے کھانا اس کے آگے چن دیا۔

جب اس لڑکی نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میں نے دروازے کی چٹخنی چڑھادی اور میری نیت بدل گئی کیوں کہ وہ انتہا درجے کا ایک آسان موقع تھا۔ جو میری دسترس میں تھا۔

جب میں نے دروازے کی چٹخنی چڑہائی تو اس لڑکی نے پلٹ کر دیکھا اور اس نے کہا کہ میں بہت مایوس اور قریب المرگ اور اس دنیا سے گزر جانے والی ہوں۔

Marfat.com

اس نے مزید کہا "اے میرے پیارے بھائی تو مجھے خدا کے نام پر چھوڑ دے "وہ نوجوان کہنے لگا میرے سر پر برائی کا بھوت سوار تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ایسا موقع مجھے کبھی نہیں ملے گا میں تمھیں نہیں چھوڑ سکتا۔

اس لڑکی نے مجھے کہا کہ "میں تمھیں خدا اور اس کے رسول کے نام پر درخواست کرتی ہوں کہ میرے پاس سوائے میری عزت کے کچھ نہیں ہے اور ایسا نہ ہو کہ میری عزت بھی پامال ہو جائے اور میرے پاس کچھ بھی نہ بچے اور پھر اس حالت میں اگر میں زندہ بھی رہوں تو مردوں ہی کی طرح جیئوں "اس نوجوان نے بتایا کہ لڑکی کی یہ بات سن کر مجھ پر خدا جانے کیا اثر ہوا، میں نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور دست بستہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ

" مجھے معاف کر دینا میرے اوپر ایک ایسی کیفیت گزری تھی جس میں میں نبرد آزما نہیں ہو سکا تھا لیکن اب وہ کیفیت دور ہو گئی ہے تم شوق سے کھانا کھاؤ اور اب سے تم میری بہن ہو۔"

یہ سن کر اس لڑکی نے کہا کہ "اے اللہ میرے اس بھائی پر دوزخ کی آگ حرام کر دے۔" یہ کہ کر وہ رونے لگی اور اونچی آواز میں روتے ہوئی کہنے لگی کہ "اے اللہ نہ صرف دوزخ کی آگ حرام کر دے بلکہ اس پر ہر طرح کی آگ حرام کر دے۔"

نوجوان نے بتایا کہ لڑکی یہ دعا دے کر چلی گئی۔ ایک دن میرے پاس زنبور (جمور) نہیں تھا اور میں دھونکنی چلا کر نعل گرم کر رہا تھا میں نے زنبور پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ دہکتے ہوئے کوئلوں میں چلا گیا لیکن میرے ہاتھ پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ میں حیران ہوا اور پھر مجھے اس لڑکی کی وہ دعا یاد آئی اور تب سے لے کر اب تک میں اس دہکتی ہوئی آگ کو آگ نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اس میں سے جو چاہے بغیر کسی ڈر کے نکال لیتا ہوں۔

سائل کو خالی نہ لوٹانے کا بیان

(550) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: لَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے کبھی بھی "نہ" نہیں کہا۔ (متفق علیہ)

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وخیرات کے بارے میں یہ حکم گویا بطور مبالغہ ارشاد فرمایا کہ سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنے سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے خواہ وہ کتنی حقیر اور کم تر چیز کیوں نہ ہو۔

خرچ کرنے والے کیلئے فرشتے کی دعا کا بیان

(551) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ يَوْمٍ

550-اخرجه البخاری (6034) و مسلم (2311)

551-اخرجه احمد (10505) والبخاری (4684) ومسلم (993) والترمذی (3045) وابن ماجه (197) وابن حبان (725)

Marfat.com

يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا : اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب بھی بندے خرچ کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو مزید عطا فرما! دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! نہ خرچ کرنے والے مال کا مال ضائع کردے۔

خرچ کرنے پر خرچ ہونے کا بیان

(552) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ يُنْفَقْ عَلَيْكَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'اے ابن آدم! تم خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اے اولاد آدم! تو دنیا کے فانی مال کو میری راہ میں خرچ کرتا کہ آخرت میں تجھے اموال عالیہ حاصل ہوں۔ بعض حضرات نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے اس میں سے تو لوگوں کو دے تاکہ میں تجھے دنیا وعقبی میں اس سے زیادہ عطا کروں گویا اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ آیت (وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُه ،سبا:39)۔تم جو کچھ بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہو اللہ تمہیں اس کا بدلہ عطا کرتا ہے۔

کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان

(553) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ''تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' کون سا اسلام زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کھانا کھلانا ہر جاننے والے اور انجان شخص کو سلام کرنا۔

دودھ کیلئے بہ طور عاریت بکری دینے کے صدقے کا بیان

(554) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً : اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ

552- بخاری و مسلم 1' ترمذی' ابن ماجه' ابن حبان 725' احمد 3/10505

553- اخرجه احمد (2/6592) والبخاری (12) و مسلم (39) وابو داؤد (5194) والنسائی (5010) وابن ماجه (3253) وابن حبان (505) واخرجه البخاری فی "الادب المفرد" وابو نعیم فی "الحلیة" (287/1)

Marfat.com

الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَّعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا ؛ رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ ۔

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: چالیس خصوصیات ہیں' جن میں سب سے بہترین (کسی معاوضے کے بغیر دوہنے کے لئے) بکری دینا ہے اور جو بھی آدمی ان میں سے کسی ایک خصوصیت پر عمل کرے گا اس کے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اس سے پہلے بھلائی کے مختلف راستوں کے باب میں یہ روایت گزر چکی ہے۔

شرح

عرب میں یہ معمول تھا کہ جسے اللہ تعال توفیق دیتا تھا وہ اپنی دودھ دینے والی بکری یا اونٹنی کسی ضرورت مند و محتاج کو عاریۃ دے دیتا تھا۔ جس کے ذریعے وہ ضرورت مند اپنی حاجت ضرورت پوری کرنے کے بعد اسے اس کے مالک کو واپس کر دیتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرز عمل کی تعریف فرمائی ہے کہ یہ عمل بہترین صدقہ ہے۔

صدقہ کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(555) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ. وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

✧✧ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے ابن آدم! تمہارا اضافی مال خرچ کر دینا زیادہ بہتر ہے اگر تم اسے روک کر رکھو تو یہ تمہارے لئے بُرا ہے اور جو تمہاری ضرورت کے مطابق ہو اس پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور جو تمہارے زیر کفالت ہوں تو اپنے خرچ کا آغاز ان سے کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان

(556) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ، اَسْلِمُوْا فَاِنَّ

554-بخاری فی الھبہ' ابو داؤ' فی الزکاۃ

555-احمد 8/22328' مسلم' ترمذی

556-اخرجہ مسلم (58/2312)

Marfat.com

مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءً مَنْ لَّا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا، فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے عطا کر دی ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے دو پہاڑوں میں موجود جگہ جتنی بکریاں عطا کر دیں۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا تو بولا اے قوم! مسلمان ہو جاؤ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کر دیتے ہیں اس کے بعد غربت کا اندیشہ نہیں رہتا۔ (راوی کہتے ہیں) کوئی شخص اسلام قبول کرتا تھا اس کی مراد دنیا ہوتی تھی لیکن کچھ ہی عرصہ گزرنے کے بعد اسلام اس کے نزدیک دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔

(557) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قسم رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوْا اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: "اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ، اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تقسیم کیا میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار ہیں آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے میرے سامنے یہی صورت رکھی تھی کہ یا تو یہ سختی کے ساتھ مجھ سے مانگیں اور میں انہیں عطا کر دوں یا پھر یہ مجھے بخیل قرار دیں حالانکہ میں بخیل نہیں ہوں۔

(558) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهُ، حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ، فَلَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا، لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"مَقْفَلَهُ" اَيْ: فِيْ حَالِ رُجُوْعِهٖ وَ"السَّمُرَةُ": شَجَرَةٌ. وَ"الْعِضَاهُ": شَجَرٌ لَّهُ شَوْكٌ.

✧✧ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے یہ حنین سے واپسی کی بات ہے۔ دیہاتیوں نے آپ سے مانگنے کے لئے آپ کو گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو کیکر کے درخت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے آپ کی چادر کھینچ لی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا: میری چادر مجھے دو اگر میرے پاس ان درختوں جتنی نعمتیں ہوں تو میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا تم مجھے کنجوس جھوٹا یا بزدل نہیں پاؤ گے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میں لفظ مقفلہ کا مطلب یہ ہے، واپس آتے ہوئے اور لفظ ''سمرہ'' کیکر کے درخت کو کہتے ہیں اور لفظ ''عضاۃ'' ایسے درخت کو کہتے ہیں جس میں کانٹے موجود ہوں۔

557-اخرجه مسلم (1056)

558-بخاری فی الجهاد و الجمس' ابن ماجه' احمد 5/16756' ابن حبان 4720

صدقہ کرنے سے مرتبہ بلند ہونے کا بیان

(559) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صدقہ مال میں کوئی کمی نہیں کرتا اور معاف کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے انکساری اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے سربلندی عطا کرے گا۔

شرح

یہاں تین باتیں بتائی جا رہی ہیں ایک تو یہ کہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اگرچہ ظاہری طور پر مال میں کمی ونقصان کا سبب ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں صدقہ وخیرات مال میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے بایں طور کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرمائی جاتی ہے وہ اور اس کا مال آفت وبلاء سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے بلکہ دنیا میں بھی اسے اس طرح نعم البدل عطا فرمایا جاتا ہے کہ اس کا مال بڑھتا رہتا ہے۔ دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کا قصور لینے پر قادر ہونے کے باوجود معاف کر دیتا ہے اور اس کی خطا سے درگزر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی عزت بڑھاتا ہے چنانچہ ایک عارف کا قول منقول ہے کہ کوئی بھی انتقال عفو ودرگزر کے برابر نہیں ہے۔ تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جو شخص کسی غرض ومنفعت کی خاطر نہیں بلکہ صرف اللہ جل شانہ کی رضاء وخوشنودی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے جذبے سے تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

خرچ کرنے نہ کرنے والے لوگوں کے مراتب کا بیان

(560) وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ : مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ - اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ، قَالَ: "اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ : عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ، وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ، وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ . وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا، وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُوْلُ : لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ، فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ . وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا، وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ، وَلَا

559- اخرجه مسلم (2588)

560- اخرجه احمد (6/18053) والترمذی (2332) واللفظ له

Marfat.com

يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابو کبشہ عمرو بن سعد الانماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تین چیزوں کے بارے میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں کہ تم انہیں یاد رکھنا۔ صدقہ آدمی کے مال میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ جس بندے کے ساتھ زیادتی ہو اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص مانگنا شروع کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غربت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں شاید اس کی مانند کوئی اور لفظ استعمال کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک اور بات بتا رہا ہوں اسے یاد رکھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا میں چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا کیا ہو وہ اس کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہو اور اس میں رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھتا ہو وہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حق کا علم رکھتا ہو یہ قدر و منزلت کے اعتبار سے سب سے افضل مقام پر ہوگا۔ دوسرا وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہو مگر مال نہ عطا کیا ہو وہ نیت کا سچا ہو اور یہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح نیک عمل کرتا تو یہ اس کی نیت ہوگی۔ ان دونوں کا اجر ایک جیسا ہوگا۔ تیسرا وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو لیکن علم عطا نہ کیا ہو وہ اپنے مال کو جہالت کی وجہ سے ضائع کرتا ہو اور اس کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا نہ ہو اور رشتے داری کے حقوق کا خیال نہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا اس میں جو حق ہے۔ اس سے واقف نہ ہو تو یہ سب سے بُرے مقام پر ہوگا اور چوتھا وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا کیا ہو اور نہ ہی علم عطا کیا ہو لیکن وہ یہ کہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس میں فلاں شخص کی طرح (گناہ کا کام) کرتا تو یہ اس کی نیت ہوگی تو ان دونوں کا وبال ایک جیسا ہوگا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

صدقے والا مال باقی رہنے والا ہے

(561) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرُ كَتِفِهَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ". وَمَعْنَاهُ: تَصَدَّقُوْا بِهَا إِلَّا كَتِفَهَا. فَقَالَ: بَقِيَتْ لَنَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَتِفَهَا.

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: لوگوں نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں سے کیا باقی بچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس میں سے صرف کندھا باقی بچا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ساری باقی بچ گئی ہے صرف کندھا باقی نہیں بچا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے' اس کا مطلب یہ ہے' تم نے کندھے

561- اخرجه الترمذی (2478) اسناده صحيح

Marfat.com

کے علاوہ اس کو صدقہ کر دیا تو وہ آخرت میں تمہارے لئے باقی رہ گیا صرف وہ کندھا باقی نہیں رہا۔

شرح

بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں تو گوشت کا وہی حصہ باقی ہے جو لوگوں کو تقسیم کر دیا گیا بایں طور کہ آخرت میں اس کا ثواب محفوظ اور ثابت ہو گیا اس کے برخلاف جو حصہ گھر میں موجود رہ گیا ہے وہ فانی ہے گویا اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ آیت (مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ،النحل:46)۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

شمار کیے بغیر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

(562) وَعَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُوْكِیْ فَيُوْكِیَ اللّٰهُ عَلَيْكِ".

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَنْفِقِیْ اَوِ انْفَحِیْ، اَوِ انْضَحِیْ، وَلَا تُحْصِیْ فَيُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَيْكِ، وَلَا تُوْعِیْ فَيُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَيْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"انْفَحِیْ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَهُوَ بِمَعْنٰى "اَنْفِقِیْ" وَكَذٰلِكَ "انْضَحِیْ".

✧✧ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالو ورنہ تم پر (یعنی تمہارے رزق پر) رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم خرچ کرو، صرف کرو اور گن کر خرچ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن کر عطا کرے گا اور روکو نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے روک لے گا۔

لفظ ''انفحی'' میں ''ح'' ہے اور اس کا مطلب ''انفقی'' (تم خرچ کرو) ہے ''انضحی'' کا بھی یہی مطلب ہے۔

شرح

اور یہ شمار نہ کرو، کے ایک معنی تو وہی ہیں جو اوپر ترجمے میں مذکور ہوئے ہیں اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ مال کو جمع کرنے کے لئے نہ شمار کرو اور اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ترک نہ کرو۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے تم اپنی حیثیت و قدرت کے مطابق جو کچھ بھی خرچ کر سکو اسے اللہ کی راہ میں ضرور خرچ کرو خواہ وہ مقدار تعداد کتنا ہی کم کیوں نہ ہو بلکہ اسے حقیق بھی نہ سمجھو کیونکہ خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا ایک ذرہ بھی اللہ کے نزدیک بہت وقیع اور میزان عمل میں بہت وزنی ہے۔

562- اخرجه احمد (26978) والبخاری (1433) ومسلم (1029) والنسائی (2550) وابن حبان (3209) وعبدالرزاق (20056) والطبرانی فی الکبیر (337/24) والبیهقی (186/4)

Marfat.com

صدقہ کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال کا بیان

(563) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا، فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ - اَوْ وَفَرَتْ - عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهٗ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ، وَاَمَّا الْبَخِيْلُ، فَلَا يُرِيْدُ اَنْ يُّنْفِقَ شَيْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"الْجُنَّةُ" : الدِّرْعُ ؛ وَمَعْنَاهُ اَنَّ الْمُنْفِقَ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ، وَطَالَتْ حَتّٰى تَجُرَّ وَرَاءَهٗ، وَتُخْفِيَ رِجْلَيْهِ وَاَثَرَ مَشْيِهٖ وَخُطُوَاتِهٖ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کنجوسی کرنے والے اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی زرہیں ہوں جو ان کے سینے سے لے کر گردن تک ہوں۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو وہ اسی کی جلد پر کشادہ ہو جاتی ہے (اور پھسل کر) اس کے پوروں پر آ جاتی ہے اور اس کے قدموں کے نشان کو ڈھانپ لیتی ہے (یعنی نیچے گر جاتی ہے) اور کنجوس شخص جب کچھ خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ جاتا ہے وہ شخص اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کشادہ کر نہیں پاتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اَلْجُنَّةُ" کا مطلب ذرہ ہے اور اس حدیث کا مفہوم یہ ہے' خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو وہ پھسل کر نیچے آ جاتی ہے اور اس کے پاؤں اور قدموں کے نشانات کو چھپا دیتی ہے۔

شرح

اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ سخی انسان جب اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا مال خرچ کرنے کا قصد کرتا ہے تو اس جذبہ صدق کی بنا پر اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کے قلب و احساسات کے تابع ہوتے ہیں بایں طور کہ وہ مال خرچ کرنے کے لئے دراز ہوتے ہیں اس کے برخلاف ایسے مواقع پر بخیل انسان کا سینہ تنگ ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سمٹ جاتے ہیں۔
اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ جب سخی انسان خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو توفیق الٰہی اس کے شامل حال ہوتی ہے بایں طور کہ اس کے لئے خیر و بھلائی اور نیکی کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے اور بخیل کے لئے نیکی و بھلائی کا راستہ دشوار گزار ہو جاتا ہے۔

پاکیزہ چیزوں کا صدقہ قبول ہونے کا بیان

(564) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبِ

563-اخرجه احمد (7488) والبخاری (1443) و مسلم (1012) والنسائی (2546) وابن حبان (3313) والحمیدی (1064) والبیهقی (186/4)

564- اخرجه البخاری (1410) و مسلم (1014) والترمذی (661) والنسائی (2524) وابن ماجه (1842) والحمیدی (1154) ومالك (1874) وابن حبان (270) والبیهقی (ص /328) واحمد (3/7638)' وابن خزیمة (ص/71) و فی صحیحه (2426)

Marfat.com

طَيِّبٍ، وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْفَلُوُّ" بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ، وَيُقَالُ اَيْضًا : بِكَسْرِ الْفَاءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيْفِ الْوَاوِ : وَهُوَ الْمُهْرُ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پاکیزہ کمائی میں سے' ویسے تو اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ چیز کو قبول کرتا ہے، ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھتا ہے اور پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (کھجور جتنا صدقہ) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

''الفلو''میں فاء پر فتحہ اور لام پر ضم اور واؤ پر تشدید ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاء پر کسرہ ہے اور لام ساکن ہے اور واؤ تخفیف ہے۔ اور اس کا مطلب ہے بچھڑا۔

شرح

کسب کے معنی ہیں جمع کرنا یہاں "کسب طیب" سے مراد وہ مال ہے جسے حلال ذریعوں سے جمع کیا جائے یعنی شرعی اصولوں کے تحت ہونے والی تجارت وصنعت زراعت وملازمت اور وراثت یا حصہ میں حاصل ہونے والا مال۔ "ولا یقبل اللہ الا الطیب" (اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ الوہیت میں صرف وہی صدقہ قبول ہوتا ہے جو حلال مال کا ہو، غیر حلال مال قبول نہیں ہوتا نیز اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوا کہ حلال مال اچھی اور نیک جگہ ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا حلال مال بارگاہ الوہیت میں کمال قبول کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ حلال مال خرچ کرنے والے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اسی مفہوم کو یہاں "داہنے سے لینے" سے اس لئے محاورۃ اور عرفا تعبیر کیا گیا ہے کہ پسندیدہ اور محبوب چیز داہنے ہاتھ ہی سے لی جاتی ہے۔ "پالتا" ہے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کے ثواب کو بڑھاتا جاتا ہے تاکہ وہ قیامت کے روز میزان عمل میں گراں ثابت ہو۔

باغ سے صدقہ کرنے والے کیلئے دنیا میں اجر ملنے کا بیان

(565) وَعَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِىْ سَحَابَةٍ، اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَاءَهٗ فِىْ حَرَّةٍ، فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهٗ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِىْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ، فَقَالَ لَهٗ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ لِلِاسْمِ الَّذِىْ سَمِعَ فِى السَّحَابَةِ، فَقَالَ له : يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لِمَ تَسْاَلُنِىْ عَنِ اسْمِىْ؟ فَقَالَ: اِنِّىْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِى السَّحَابِ الَّذِىْ هٰذَا مَاؤُهٗ، يَقُوْلُ : اسْقِ حَدِيْقَةَ

565- اخرجه مسلم (2984)

Marfat.com

فُلَانٍ لِاِسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا، فَقَالَ: اَمَا اِذْ قُلْتَ هٰذَا، فَاِنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ، وَاٰكُلُ اَنَا وَعِيَالِيْ ثُلُثًا، وَاَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْحَرَّةُ" الْاَرْضُ الْمُلَبَّسَةُ حِجَارَةً سَوْدَاءَ. وَ"الشَّرْجَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الرَّاءِ وَبِالْجِيْمِ: هِيَ مَسِيْلُ الْمَاءِ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا اس نے ایک بادل میں یہ آواز سنی (اے بادل!) تم فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو وہ بادل ایک طرف ہٹ گیا اور اس نے ایک پتھریلی زمین پر بارش برسائی وہ تمام پانی ایک نالے میں اکٹھا ہو گیا، وہ شخص اس پانی کے پیچھے چل پڑا وہاں ایک شخص اپنے بیلچے کے ذریعے اپنے باغ کو پانی لگا رہا تھا، پہلے شخص نے اس سے دریافت کیا، اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ ہے، یہ وہی نام تھا جو اس نے بادل میں سنا تھا، دوسرے نے دریافت کیا، تم نے میرا نام کیوں پوچھا ہے اس نے بتایا یہ پانی جس بادل کا ہے میں نے اس میں ایک آواز سنی تھی جس نے تمہارا نام لے کر یہ کہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو تم اس باغ میں کیا عمل کرتے ہو اس نے جواب دیا: اب تم یہ کہہ رہے ہو (تو بتا دیتا ہوں) میں اس کی پیداوار کا خیال رکھتا ہوں، اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں ایک تہائی حصہ میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں اور ایک تہائی حصہ میں اسی باغ پر لگا دیتا ہو۔

''الحرة'' سے مراد ہے سیاہ پتھروں والی زمین، اور ''الشرجة'' میں شین پر فتحہ اور یہ معجمۃ ہے۔ راء ساکن ہے اور جیم کے ساتھ ہے۔ اور اس کا مطلب ہے ''پانی''۔

شرح

اگر چہ ابر کی آواز نے باغ والے کا نام صراحۃً لیا تھا جیسا کہ بعد میں ذکر بھی کیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سناتے ہوئے ابتدا میں اس کا صراحۃً نام نہیں لیا بلکہ لفظ فلاں سے اس کے نام کو کنایۃً ذکر کیا۔ اسی طرح ابر کی آواز سننے والے شخص نے بھی ابر میں باغ والے کا نام صراحۃً سنا تھا مگر پھر اس نے باغ والے سے اس کا نام اس لئے پوچھا تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ واقعی یہ وہی شخص ہے جس کا نام ابر کی آواز نے لیا تھا۔ نیز جب باغ والے نے اس سے اپنا نام دریافت کرنے کا سبب پوچھا تو اس ابر کی آواز کی نقل کرتے ہوئے بھی اس کا نام نہیں لیا بلکہ لفظ فلاں کہا گویا اس نے ظاہر کیا کہ اگر چہ ابر کی آواز نے تمہارا نام صراحۃً لیا تھا مگر میں اس وقت تمہارے متعین نام کی بجائے لفظ فلاں ذکر کر رہا ہوں حاصل یہ کہ ہاتف غیبی نے باغ والے کا نام صراحۃً ذکر کیا تھا مگر سامع نے اس کے نام کو لفظ فلاں سے کنایۃً تعبیر کیا اور اسے بتا دیا کہ تمہارا نام میں نے سنا تھا۔ مگر اس کو لفظ فلاں سے تعبیر کیا ہے۔

Marfat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

باب 61: بخل اور کنجوسی کی ممانعت

بخیل کو مشقت میں مبتلا کر دینے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴾ (اللیل : 11-8)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جو شخص بخل کا مظاہرہ کرے اور بے نیازی ظاہر کرے اور اچھائی کو جھٹلا دے تو ہم اسے دشواری میں مبتلا کریں گے اور اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا جب وہ ہلاکت کا شکار ہوگا''۔

دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ ایک روز اسے بہر حال مرنا ہے اور وہ سب کچھ دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے جسے اس نے یہاں اپنے عیش کے لیے فراہم کیا تھا۔ اگر اپنی آخرت کے لیے کچھ کما کر وہ ساتھ نہ لے گیا تو یہ مال اس کے کس کام آئے گا؟ قبر میں تو وہ کوئی کوٹھی، کوئی موٹر، کوئی جائداد اور کوئی جمع پونجی لے کر نہیں جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت یہود مدینہ کے حق میں نازل ہوئی تھی، یہ لوگ بہت زیادہ مغرور تھے، انتہاء درجہ کے کنجوس تھے، مال خرچ کرنے میں بھی بخل کرتے تھے اور اس علم کو بھی چھپاتے تھے جو انہیں اپنی الہامی کتابوں سے حاصل ہوا تھا، ان کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت تھی اور آپ کی علامات کا بھی ذکر تھا، لیکن یہود نے ان سب کا یقین کر لینے کے بعد بھی بخل سے کام لیا، نہ خود اس علم کے تقاضے پر عمل کیا اور نہ دوسروں کو بتلایا کہ وہ عمل کرتے۔

آگے فرمایا کہ ایسے لوگ جو اللہ کے دیئے ہوئے مال و دولت میں بھی بخل کرتے ہیں اور علم و ایمان کے معاملہ میں بھی بخیل ہیں، ایسے لوگ نعمت خداوندی کے ناسپاس ہیں اور ان کے لئے اہانت آمیز عذاب تیار کر لیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہتا ہے اے اللہ! بھلائی کے راستہ میں خرچ کرنے والے کو اچھا عوض عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کو (مال و دولت کی) تباہی سے ہمکنار کر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی اللہ سے بھی قریب ہے جنت سے بھی قریب ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی پسندیدہ ہے، اور جہنم کی آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے بھی دور ہے جنت سے بھی دور ہے لوگوں سے بھی دور ہے اور آگ سے قریب ہے اور جاہل آدمی جو سخاوت کرتا ہو (اور فرائض کو ادا کرنے اور محرمات سے بچنے کا اہتمام کرتا ہو) اس کنجوس سے بہتر ہے جو عبادت گذار ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عادتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوتیں، بخل اور بداخلاقی۔

حرص ولالچ سے بچنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (التغابن : 16)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جس شخص کو لالچ سے بچالیا گیا وہ کامیابی حاصل کرنیوالوں میں ہے''۔

یعنی مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے لالچ سے بچادے۔اور حرص وبخل سے محفوظ رکھے۔

حرص" کا تعلق نیک آرزوؤں اور اچھے ارادوں سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔آیت (ان تحرص علی ہداہم) اور لفظ حرص کا اطلاق نفسانی خواہشات کے زیادتی اور دنیاوی چیزوں کے لالچ پر بھی ہوتا ہے جو ایک بری چیز ہے، چنانچہ قاموس میں لکھا ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ تم اپنا حصہ بھی حاصل کرلو اور غیر کے حصے کی بھی طمع رکھو۔

خواہشات دل کو ڈس لینے والی ہیں

جناب ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میں لسکام میں پہاڑ میں تھا۔وہاں میں نے انار دیکھے اور میرے دل میں انہیں کھانے کی خواہش ہوئی، چنانچہ میں نے ایک انار اٹھا کر اسے دو ٹکڑے کیا مگر وہ ترش نکلا لہذا میں نے اسے پھینک دیا اور چل پڑا چند قدم آگے جا کر میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس پر بھڑیں چمٹی ہوئی تھیں، میں نے اسے سلام کہا اور اس شخص نے میرا نام لیکر سلام کا جواب دیا میں نے حیرت سے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں؟ اس بندہ ءخدا نے جواب دیا جو اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔میں نے کہا تب تو تمہارا بارگاہ ایزدی میں بڑا مقام ہے، تم یہ دعاء کیوں نہیں کرتے کہ یہ جو تمہیں چمٹی ہوئی ہیں تم سے دور ہو جائیں۔اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ کے ہاں تمہارا بھی بڑا مقام ہے، تم نے یہ دعاء کیوں نہ مانگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے انار کھانے کی خواہش سے بچالیتا کیونکہ بھڑوں کی تکلیف دنیاوی عذاب ہے مگر انار کھانے کی پاداش اخروی عذاب ہے، یہ بھڑیں تو انسان کے جسم پر ڈستی ہیں مگر خواہشات انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں۔میں یہ نصیحت آموز گفتگو سن کر وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

شہوات، بادشاہوں کو فقیر اور صبر فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ نہیں پڑھا؟ یوسف علیہ السلام صبر کی بدولت مصر کے بادشاہ ہوئے اور زلیخا خواہشات کی وجہ سے عاجز اور رسوا ہوئی اور بصارت سے محروم عجوزہ (بڑھیا) بن گئی اس لئے کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر نہیں کیا تھا۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِّنْهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ .

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو اس بارے میں احادیث سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں۔

کنجوسی کے سبب ہلاکت کا بیان

(566) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اتَّقُوا الظُّلْمَ ؛ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ . وَاتَّقُوا الشُّحَّ ؛ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

566-اخرجه مسلم (2578)

Marfat.com

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا اور کنجوسی سے بچو کیونکہ کنجوسی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاکت کا شکار کیا اور اس نے انہیں (ایک دوسرے کا) خون بہانے پر ابھارا اور انہوں نے حرام چیزوں کو حلال قرار دیا۔ (صحیح مسلم)

شرح

ظلم کا اصل مفہوم ہے کسی چیز کو اس کی غیر جگہ استعمال کرنا مثلاً انسان کی تخلیق کا مقصد ہے اللہ کی عبادت واطاعت کرنا اور نیک راہ پر چلنا اب اگر انسان کا نفس امارہ اسے اس کی تخلیق کے اصل مقصد سے ہٹا کر اللہ سے بغاوت وسرکشی اور برائی کے راستے پر چلاتا ہے تو یہ ظلم کہلائے گا۔ لہذا ظلم کا مفہوم تمام گناہوں کو شامل ہے یعنی جو بھی گنہگار ہوگا۔ وہ ظالم کہلائے گا۔

ظلم اندھیروں کی شکل میں ہوگا، کے بارے میں علامہ طیبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے یعنی قیامت کے روز ظلم گناہ ظالم کے سامنے اندھیروں کی صورت میں ہوگا جس میں ظالم بھٹکتا پھرے گا اور ان کی وجہ سے نجات کا راستہ نہیں پائے گا جس طرح کہ مومن صالح کے بارے میں منقول ہے کہ وہ قیامت کے روز نجات کی راہ اس طرح پائیں گے کہ ان سب کی سعادت نیک بختی کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا جس کی روشنی میں جنت کی ابدی سعادتوں کا راستہ ان کے سامنے ہوگا اور وہ اس پر اطمینان وآسانی چل کر اپنے مولا کی خوشنودی اور رحمت کو پالیں گے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اندھیروں سے قیامت کے دن ہولناکیاں اور شدائد مراد ہوں یعنی ایک ظلم قیامت کی بہت سی ہولناکیوں اور شدائد کا باعث ہوگا۔

بخل سے بچنے کے لئے اس لئے فرمایا گیا ہے کہ بخل بھی نہ صرف یہ کہ ظلم ہی کی ایک قسم ہے بلکہ ظلم کی ایک بہت بڑی قسم ہے یہی وجہ ہے کہ ظلم سے بچنے کا حکم عمومی طور پر فرمانے کے بعد پھر بھی بعد میں بطور خاص بخل سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ بخل کو خونریزی اور حرام کو حلال جاننے کا باعث بتایا گیا ہے کیونکہ اپنے مال وزر کو دوسروں کی راحت بھلائی کے لئے خرچ کرنا اور اس طرح اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر گیری درحقیقت آپس کی محبت وملاپ کا ذریعہ اور سبب ہے اس کے برعکس بخل ترک ملاقات اور انقطاع تعلقات کا سبب ہے جس کا آخری نتیجہ آپس کی دشمنی اور مخاصمت ہے اور یہ بالکل ظاہری بات ہے کہ جب ایک دوسرے سے دشمنی اور مخاصمت ہوتی ہے تو پھر خونریزی بھی ہوتی ہے اسی دشمنی اور مخاصمت کا ایک دوسرا پہلو حرام باتوں کو مباح وحلال سمجھ لینا بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص ہو وہ دشمنی کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے دشمن کی عورتوں کو، اس کے مال وزر کو اور اس کی آبروریزی وغیرہ کو حلال جانتا ہے اسی لئے جہاں ایک طرف بخل کو خونریزی کا سبب بتایا گیا ہے وہیں دوسری طرف اسے حرام کو حلال سمجھ لینے کا باعث بھی فرمایا گیا ہے۔

بَابُ الْاِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

باب 62: ایثار اور غم خواری کا بیان

اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے والوں کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (الحشر: 9)

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں خود شدید ضرورت ہوتی ہے''۔

ایثار کے بے مثل واقعات کا بیان

امام قشیری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے ایک بزرگ کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا، اس بزرگ نے خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھلائی اور اس کے اہل وعیال ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں، یہ سر ان کے پاس بھیج دیا، اس دوسرے بزرگ کے پاس پہنچا تو اسی طرح انہوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا، یہاں تک کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد پھر پہلے بزرگ کے پاس واپس آ گیا، اس واقعہ پر آیات مذکورہ نازل ہوئیں، یہی واقعہ ثعلبی نے حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے۔

مؤطاء امام مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مسکین نے اس سے سوال کیا، ان کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی اور ان کا اس روز روزہ تھا، آپ نے اپنی خادمہ سے فرمایا کہ یہ روٹی اس کو دیدو خادمہ نے کہا کہ اگر یہ دے دی گئی تو شام کو آپ کے افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہ رہے گی، حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ پھر بھی دیدو، یہ خادمہ کہتی ہیں کہ جب شام ہوئی تو ایک ایسے شخص نے جس کی طرف سے ہدیہ دینے کی کوئی رسم نہ تھی ایک سالم بکری بھنی ہوئی اور اس کے اوپر آٹے میدے کا خول چڑھا ہوا پختہ، جو عرب میں سب سے بہترین کھانا سمجھا جاتا ہے، ان کے پاس بطور ہدیہ بھیج دیا، حضرت صدیقہ نے خادمہ کو بلایا کہ آؤ یہ کھاؤ یہ تمہاری اس روٹی سے بہتر ہے۔

اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمر کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ بیمار تھے اور انگور کو جی چاہا ان کے لئے ایک درہم میں ایک خوشہ انگور کا خرید کر لایا گیا اتفاق سے ایک مسکین آ گیا اور سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ خوشہ اس کو دیدو، حاضرین میں سے ایک شخص خفیہ طور پر اس کے پیچھے گیا اور خوشہ اس مسکین سے خرید کر پھر ابن عمر کو پیش کر دیا، مگر یہ سائل پھر آیا اور سوال کیا تو حضرت ابن عمر نے پھر اس کو دیدیا، پھر وں صاحب خفیہ طور پر گئے اور اس مسکین کو ایک درہم دے کر خوشہ خرید لائے اور حضرت ابن عمر کی خدمت میں پیش کر دیا، وہ سائل پھر آنا چاہتا تھا لوگوں نے منع کر دیا اور حضرت ابن عمر کو یہ اطلاع ہوتی کہ یہ وہی خوشہ ہے جو انہوں نے صدقہ میں دے دیا تھا، تو ہرگز نہ کھاتے، مگر ان کو یہ خیال ہوا کہ لانے والا بازار سے لایا ہے اس لئے استعمال فرمالیا۔

اور ابن مبارک نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم نے چار سو دینار ایک تھیلی میں بھر کر تھیلی غلام کے سپرد کی کہ ابوعبیدہ بن جراح کے پاس لے جاؤ کہ ہدیہ ہے قبول کر کے اپنی ضرورت میں صرف کریں اور غلام کو ہدایت کر دی کہ ہدیہ دینے کے بعد کچھ دیر گھر میں ٹھہر جانا اور یہ دیکھنا کہ ابوعبیدہ اس رقم کو کیا کرتے ہیں، غلام نے حسب ہدایت یہ تھیلی حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں پیش کر دی اور ذرا ٹھہر گیا، ابوعبیدہ نے تھیلی لے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو یعنی عمر بن خطاب کو اس کا صلہ دے اور ان پر رحمت فرمائے اور اسی وقت اپنی کنیز کو کہا کہ لو یہ سات فلاں شخص کو پانچ فلاں کو دے آؤ، یہاں تک کہ پورے چار سو دینار اسی وقت تقسیم کر دیئے۔

غلام نے واپس آ کر واقعہ بیان کر دیا، حضرت عمر بن خطاب نے اسی طرح چار سو دینار کی ایک دوسری تھیلی تیار کی ہوئی غلام کو

Marfat.com

دے کر ہدایت کی کہ معاذ بن جبل کو دے آؤ اور وہاں بھی دیکھو وہ کیا کرتے ہیں، یہ غلام لے گیا، انہوں نے تھیلی لے کر حضرت عمر کے حق میں دعا دی رحمہ اللہ وصلہ یعنی اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کو صلہ دے اور یہ بھی تھیلی لے کر فوراً تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئے اور اس کے بہت سے حصے کر کے مختلف گھروں میں بھیجتے رہے، حضرت معاذ کی بیوی یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھیں، آخر میں بولیں کہ ہم بھی تو بخدا مسکین ہی ہیں، ہمیں بھی کچھ ملنا چاہئے، اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے وہ ان کو دے دیے، غلام یہ دیکھنے کے بعد لوٹا اور حضرت عمر سے بیان کیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب بھائی بھائی ہیں سب کا مزاج ایک ہی ہے۔

اور حذیفہ عدوی فرماتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش شہداء کی لاشوں میں کرنے کے لئے نکلا اور کچھ پانی ساتھ لیا کہ اگر ان میں کچھ جان ہوئی تو پانی پلا دوں گا، ان کے پاس پہنچا تو کچھ رمق زندگی کی باقی تھی، میں نے کہا کہ کیا آپ کو پانی پلا دوں، اشارہ سے کہا ہاں، مگر فوراً ہی قریب سے ایک دوسرے شہید کی آواز آہ آہ کی آئی تو میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی ان کو دے دو، ان کے پاس پہنچا اور پانی دینا چاہا تو تیسرے آدمی کی آواز ان کے کان میں آئی، اس نے بھی اس تیسرے کو دینے کے لئے کہہ دیا، اسی طرح یکے بعد دیگرے سات شہیدوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، جب ساتویں شہید کے پاس پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے، یہاں سے اپنے بھائی کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ حشر، بیروت)

حضرات مہاجرین کے معاملہ میں حضرات انصار نے بڑے ایثار سے کام لیا، اپنے مکانوں، دکانوں، کاروبار، زمین اور زراعت میں ان کو شریک کر لیا، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مہاجرین کو وسعت عطا فرمائی تو انہوں نے بھی حضرات انصار کے احسانات کی مکافات میں کمی نہیں کی۔

قرطبی نے بحوالہ صحیحین حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ آئے تو ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا اور انصار مدینہ زمین و جائیداد والے تھے، انصار نے ان حضرات کو ہر چیز نصفا نصف تقسیم کر دی، اپنے باغات کے آدھے پھل سالانہ ان کو دینے لگے اور حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے اپنے چند درخت کھجور کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیے تھے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن کو عطا فرما دیئے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے جہاد سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو کر مدینہ طیبہ واپس آئے (اس غزوہ میں مسلمانوں کو اموال غنیمت کافی مقدار میں ہاتھ آئے) تو سب مہاجرین نے حضرات انصار کے سب عطایا کا حساب کر کے ان کو واپس کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ کے درخت ام ایمن سے لے کر ان کو واپس کر دیئے اور اس کی جگہ ام ایمن کو اپنے باغ میں سے درخت عطا فرمائے۔ (جامع البیان، حشر، بیروت)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴾ (الدھر : 8).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ اپنی خواہش ہونے کے باوجود غریب، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور واقعہ ایثار کا بیان

یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی، حسنین کریمین

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے، ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت دی، نذر کی وفا کا وقت آیا، سب صاحبوں نے روزے رکھے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو لائے، حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

(تفسیر خزائن العرفان، سورہ دہر، لاہور)

انصاری کی مہمان نوازی اور ایثار کا بیان

(567) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ، فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ، فَقَالَتْ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی، فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰی قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ: لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ یُّضِیْفُ هٰذَا اللَّیْلَةَ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ، فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ: اَكْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ: هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، اِلَّا قُوْتَ صِبْیَانِیْ. قَالَ: فَعَلِّلِیْهِمْ بِشَیْءٍ وَّاِذَا اَرَادُوا الْعَشَاءَ فَنَوِّمِیْهِمْ، وَاِذَا دَخَلَ ضَیْفُنَا فَاَطْفِئِی السِّرَاجَ، وَاَرِیْهِ اَنَّا نَاْكُلُ. فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّیْفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِیْعِكُمَا بِضَیْفِكُمَا اللَّیْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں بھوکا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو پیغام بھجوایا، انہوں نے کہا (یعنی جواباً پیغام بھجوایا) اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے، میرے پاس صرف پانی ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری (زوجہ محترمہ) کو پیغام بھجوایا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا: یہاں تک کہ ان تمام (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) نے یہی جواب دیا۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ میرے پاس صرف پانی موجود ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا، آج رات کون اسے اپنا مہمان بنائے گا؟ ایک انصاری نے عرض کی: میں! یارسول اللہ! وہ انصاری اس شخص کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلا گیا اس نے اپنی بیوی سے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی عزت افزائی کرنا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس نے اپنی بیوی سے یہ دریافت کیا، کیا تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے اس نے جواب دیا: نہیں، صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے، اس نے کہا تم انہیں بہلا لینا اور جب وہ کھانا چاہیں تو انہیں سلا دینا۔ جب

567- اخرجه البخاری (3798) و مسلم (2054) والنسائی (6/11582) والترمذی (3304) وابن حبان (5286) والواحدی (ص/281) والبیهقی (4/185)

ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں، جب وہ لوگ کھانے کے لئے بیٹھے تو مہمان نے کھانا کھالیا اور وہ دونوں رات بھر بھوکے رہے اگلے دن جب وہ انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نے جو گزشتہ رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔

ایثار و ہمدردی کا انوکھا واقعہ

ایثار و ہمدردی یعنی دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور دوسرے کے غم اور دکھ درد میں شریک ہونا اسلام کی معاشرتی تعلیمات میں سے ہے معاشرہ کے اجتماعی نظام کے استحکام اور بقاء میں اس کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے، اسلامی معاشرہ کی تاریخ میں اسلام کی تعلیم ایثار و ہمدردی کے بڑے عجیب واقعات ملتے ہیں ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ بغداد میں امام واقدی کے حالات میں لکھا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ فاقوں تک نوبت پہنچی گھر سے اطلاع آئی عید کی آمد آمد ہے اور گھر میں کچھ نہیں، بڑے تو صبر کرلیں گے لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گزاریں گے؟ یہ بات سن کر میں اپنے تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سربمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ میں تھما دی، میں گھر آیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا اس کے گھر بھی افلاس اور غربت نے ڈیرہ ڈالا تھا وہ قرض کی رقم چاہتا تھا میں نے گھر جا کر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا تھیلی کی رقم نصف تقسیم کرلیں گے۔

اس طرح دونوں کا کام چل جائے گا، کہنے لگی بڑی عجیب بات ہے ایک عام آدمی کے پاس گئے اس نے آپ کو بارہ سو درہم دیئے اور آپ اسے ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں آپ اسے پوری تھیلی دے دیں۔ چنانچہ میں نے تھیلی کھولے بغیر سربمہر اس کے حوالے کردی وہ تھیلی لے کر گھر پہنچا تو میرا تاجر دوست اس کے پاس گیا کہا عید کی آمد آمد ہے گھر میں کچھ نہیں، کچھ رقم قرض چاہیے، ہاشمی دوست نے وہی تھیلی سربمہر اس کے حوالے کردی، اپنی ہی تھیلی دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ تھیلی ہاشمی دوست کے ہاں چھوڑ کر میرے پاس آیا میں نے اسے پورا قصہ سنایا۔ درحقیقت تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا وہ سارا مجھے دے گیا تھا اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا۔

ہاشمی نے جب وہ حوالے کرنا چاہی تو راز کھل گیا۔ ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعے کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے کہنے لگے ان میں دو ہزار آپ اور دو ہزار ہاشمی دوست کے اور دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں کیونکہ وہ تو سب میں زیادہ قابل قدر اور لائق اعزاز ہے۔ یہ تھے وہ لوگ جن میں اسلام کی اخلاقی قدریں آباد تھیں اور جنہیں دیکھ کر غیر مسلم اسلام قبول کرنے پر خود بخود آمادہ ہوجاتے تھے۔

کھانے میں دوسروں کو شریک کرلینے کا بیان

(568) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

Marfat.com

وَفِی رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ، وَطَعَامُ الاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ یَکْفِی الثَّمَانِیَةَ".

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دوآدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔

شرح

حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کھانا دو آدمیوں کو سیر کر دیتا ہے وہ تین آدمیوں کو بھی سیر کر دیتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس کھانے کو دو آدمی سیر ہو کر کھاتے ہیں۔ وہ تین آدمیوں کے لئے بطور قناعت کافی ہو جاتا ہے کہ وہ تینوں کی بھوک ختم کر دیتا ہے ان کو عبادت وطاعت کی طاقت وقوت عطا کر دیتا ہے اور ان کے ضعف کو دور کر دیتا ہے اس پر مابعد کی عبارت "تین آدمیوں کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے" کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے، اصل میں حدیث کی غرض اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ اگر تمہیں اتنا کھانا میسر ہو جو تمہارا پیٹ پوری طرح بھر سکتا ہے تو اس کو محض اپنے پیٹ بھرنے میں صرف نہ کرو بلکہ درجہ قناعت اختیار کر کے اس میں سے اتنا ہی کھاؤ جو تمہاری غذائی ضرورت کے بقدر ہو، جو تمہاری ضرورت واقعی سے زائد ہو، اس کو کسی دوسرے محتاج کو کھلا دو۔

منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ قحط سالی کے دنوں میں فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ہر گھر والوں کے پاس ان کی تعداد کے بقدر آدمی بھیج دوں، کیونکہ آدمی آدھا پیٹ کھانے سے ہلاک نہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ اس قحط کے زمانہ میں بھی کچھ لوگوں کو اسباب معیشت میسر ہیں اور وہ دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں، جب کہ کتنے ہی بندگان اللہ ایسے ہیں جنہیں بقاء زندگی کے بقدر بھی خوارک میسر نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ جن گھروں کو اللہ نے پیٹ بھر کھانے کے بقدر رکھا ہے ان میں سے ہر گھر کے ذمہ اتنے محتاج نادار لوگوں کا کھانا کر دوں، جتنے خود گھر والے ہیں، مثلا جس گھر میں پانچ آدمی ہیں، اس گھر کے ذمہ پانچ ہی ناداروں کا کھانا کر دوں کہ وہ اپنے اتنے ہی کھانے میں کہ جو وہ تیار کرتے ہیں، ان پانچوں ناداروں کو بھی شریک کر لیں، اس طرح وہ اپنا آدھا پیٹ کاٹ کر ان ناداروں کی زندگی کی بقاء کا ذریعہ بن جائیں گے جن کو کچھ بھی کھانے کے لئے میسر نہیں تھا اور ظاہر ہے کہ آدھا پیٹ بھرنے سے جسم کی توانائی میں کچھ کمی بے شک آ جائے مگر اس کی وجہ سے آدمی ہلاک نہیں ہوتا۔ بہر حال ان احادیث وروایات کا اصل مقصد غرباء کی خبر گیری اور اپنی تئیں ایثار وقناعت کو اختیار کرنے کی طرف راغب کرنا ہے اور اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ نفس امارہ کا تقاضا تو ہو سکتا ہے کہ جو کچھ بھی میسر ہو وہ اپنے پیٹ میں ڈال لیا جائے لیکن انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے کہ اس میں ان لوگوں کو بھی شریک کرو، جنہیں کچھ بھی میسر نہیں ہو سکا ہے۔

568- بخاری' مسلم عن ابی هریره ' و مسلم و احمد و ترمذی' نسائی من جابر ... د 5/151006 ' ابن ماجه' ابن حبان 5237' ابن ابی شیبه 8/326

Marfat.com

سواری پر دوسروں کو سوار کر لینے کا بیان

(569) وَعَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ، فَجَعَلَ یَصْرِفُ بَصَرَهٗ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ، وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ، فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَیْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے ایک شخص اپنی سواری پر سوار آیا اس نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا (تاکہ کسی ضرورت مند کو اپنے پیچھے بٹھا لے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس اضافی سواری ہو وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس شخص کے پاس اضافی زادِراہ ہو وہ اسے دے جس کے پاس زادِراہ نہ ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مال کی مختلف اصناف کا تذکرہ کیا یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی اضافی چیز رکھنے کا حق نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا چادر عطا کرنے کا بیان

(570) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ امْرَاَةً جَآئَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ، فَقَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِیَدَیَّ لِاَكْسُوَكَهَا، فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا، فَخَرَجَ اِلَیْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ، فَقَالَ فُلَانٌ: اكْسُنِیْهَا مَا اَحْسَنَهَا! فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَیْهِ: فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا اَحْسَنْتَ! لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا، ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا یَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ: اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهَا، اِنَّمَا سَاَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ كَفَنِیْ. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهٗ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون بُنی ہوئی چادر لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے تاکہ اسے آپ کو پہننے کے لئے دوں، نبی اکرم ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی، آپ نے اسے لے لیا بعد میں آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اسے تہبند کے طور پر پہنا ہوا تھا، ایک شخص نے کہا یہ آپ مجھے دے دیں یہ کتنی اچھی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، آپ اس محفل میں تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر واپس تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس شخص کو بھجوا دیا، حاضرین نے اس سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا، نبی اکرم ﷺ نے اسے پہنا تھا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی تم نے پھر بھی آپ سے مانگ لی، تمہیں پتہ ہے' نبی اکرم ﷺ سائل کو رد نہیں کرتے، اس نے کہا اللہ کی قسم!

569- اخرجه مسلم (1728) وابو داؤد (1663)

570- اخرجه البخاری (1277) واحمد (8/22888)

Marfat.com

میں نے یہ آپ سے اس لئے نہیں مانگی کہ میں اسے پہن لوں میں نے یہ اس لئے مانگی ہے تا کہ یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ چادر اس شخص کا کفن بنی تھی۔

قبیلہ اشعر کی فضیلت کا بیان

(571) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ، اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَرْمَلُوْا": فَرَغَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ.

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اشعر قبیلے کے لوگوں کا جنگ میں زادِ راہ کم ہو جائے یا مدینہ منورہ میں ان کے گھر والوں کی خوراک کم ہو جائے تو یہ لوگ اپنے پاس موجود سب کچھ ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہیں اور پھر اسے ایک برتن میں (حساب لگا کر) آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

"ارملوا" کا مطلب ہے ان کا زادِ راہ ختم ہو گیا یا ختم ہونے کے قریب ہو گیا۔

بَابُ التَّنَافُسِ فِيْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْاِسْتِكْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِهٖ

باب 63: آخرت سے متعلق امور میں رغبت اختیار کرنا اور جن چیزوں سے برکت حاصل کی جاتی ہے انہیں بکثرت استعمال کرنا

جنت کی نعمتوں کی طرف رغبت کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ (المطففين: 26).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور اس بارے میں رغبت اختیار کرنیوالوں کو رغبت اختیار کرنا چاہئے"۔

تنافس کے معنے ہے چند آدمیوں کا کسی خاص مرغوب ومحبوب چیز کے حاصل کرنے کے لئے جھپٹا دوڑنا تا کہ دوسروں سے پہلے وہ اس کو حاصل کر لیں، یہاں جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے غفلت شعار انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ آج تم لوگ جن چیزوں کو مرغوب مطلوب سمجھ کر ان کے حاصل کرنے میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہو۔ یہ ناقص اور فانی نعمتیں اس قابل نہیں کہ ان کو مقصودِ زندگی سمجھ کر ان کے لئے مسابقت کرو بلکہ ان میں تو اگر قناعت وایثار سے کام لے کر یہ سمجھ لو کہ یہ چند روزہ راحت کا سامان ہاتھ سے نکل ہی گیا تو کچھ بڑے صدمے کی بات نہیں، ایسا خسارہ نہیں جس کی تلافی نہ ہو سکے، البتہ تنافس اور مسابقت کرنے کی چیز یہ جنت کی نعمتیں ہیں جو ہر حیثیت سے مکمل بھی ہیں

571- اخرجه البخاری (2486) و مسلم (2500)

Marfat.com

برکت واجر کے کاموں میں ایثار نہ ہونے کا بیان

(572) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا. فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"تَلَّهٗ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ: اَيْ وَضَعَهٗ. وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا، آپ نے اسے پی لیا، آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا موجود تھا اور بائیں طرف بڑی عمر کے افراد تھے، آپ نے لڑکے سے دریافت کیا، کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان لوگوں کو (پہلے) دے دوں؟ وہ لڑکا بولا: نہیں' اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے ملنے والے اپنے حصے کے بارے میں کسی کے لئے ایثار نہیں کروں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشروب اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"تلہ" میں "ت" ہے یعنی اسے رکھ دیا، وہ لڑکا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اور سونے کی بارش کا بیان

(573) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَا اَيُّوْبُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ، فَنَادَاهُ رَبُّهٗ - عَزَّوَجَلَّ -: يَا اَيُّوْبُ، اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟! قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ ہو کر غسل کر رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنی شروع ہوئیں، حضرت ایوب علیہ السلام نے انہیں اپنے کپڑے میں ڈالنا شروع کیا، ان کے پروردگار نے ان سے کہا، اے ایوب! تم جو دیکھ رہے ہو کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا، انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تیری عزت کی قسم! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

شرح

مروی ہے کہ آپ سے فرمایا گیا کہ تیری اہل سب جنت میں ہیں تم کہو تو میں ان سب کو یہاں دنیا میں لا دوں اور کہے تو وہیں رہنے دوں اور دنیا میں ان کا عوض دوں آپ نے دوسری بات پسند فرمائی۔ پس آخرت کا اجر اور دنیا کا بدلہ دونوں آپ کو ملا۔ یہ سب کچھ ہماری رحمت کا ظہور تھا۔ اور ہمارے سچے عابدوں کے لئے نصیحت وعبرت تھی، آپ اہل بلا کے پیشوا تھے۔ یہ سب اس لئے ہوا

572- بخاری فی اعظالم و الغصب و الشرب مسلم فی الاشربه و نسائی فی الاشربه' احمد 8/22887' ابن حبان 5335' طبرانی 5769' بیهقی 7/286

573- بخاری فی کتاب الانبیاء' احمد 3/8165' نسائی ابن حبان 6229' بیهقی فی الاسماء 306/ ص' طیالسی 2455

Marfat.com

کہ مصیبتوں میں پھنسے ہوئے لوگ اپنے لئے آپ کی ذات میں عبرت دیکھیں، بے صبری سے ناشکری نہ کرنے لگیں اور لوگ انہیں اللہ کے برے بندے نہ سمجھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام صبر کا پہاڑ ثابت قدمی کا نمونہ تھے اللہ کے لکھے پر، اس کے امتحان پر انسان کو صبر و برداشت کرنی چاہیے نہ جانیں قدرت در پردہ اپنی کیا کیا حکمتیں دکھارہی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ اَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَّجْهِهٖ وَصَرَفَهٗ فِیْ وُجُوْهِهِ الْمَاْمُوْرِ بِهَا

باب 64: شکر گزار مالدار شخص کی فضیلت یہ وہ شخص ہے جو اسے جائز طریقے سے حاصل کرے اور اس طریقے سے خرچ کرے جس کا اسے حکم دیا گیا

پرہیز گاری اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی﴾ (اللیل: 5-7)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ شخص جس نے دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھائی کی تصدیق کی تو ہم اسے آسانی فراہم کریں گے''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ يُؤْتِیْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ يَرْضٰی﴾ (اللیل: 17-21)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ شخص جہنم سے الگ رکھا جائے گا جو پرہیز گار ہے جو اپنا مال دیتا ہے اور اس کا تزکیہ کرتا ہے اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں ہے جس کی وہ جزا دی جائے وہ صرف اللہ کی رضا کا طلبگار ہے اور وہ عنقریب (اس سے) راضی ہو جائے گا''۔

اہل اطاعت کیلئے جنت ہونے کا بیان

فرمایا جو میری اطاعت کرے وہ جنت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا جہنم سے دوری اسے ہوگی جو تقویٰ شعار، پرہیز گار اور اللہ کے ڈر والا ہوگا جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دے تاکہ خود بھی پاک ہو جائے اور اپنی چیزوں کو بھی پاک کرلے اور دین دنیا میں پاکیزگی حاصل کرلے کیونکہ یہ شخص اس کے لیے کسی کے ساتھ سلوک نہیں کرتا کہ اس کا کوئی احسان اس پر ہے بلکہ اس لیے کہ آخرت میں جنت ملے اور وہاں اللہ کا دیدار نصیب ہو پھر فرماتا ہے کہ بہت جلد بالیقین ایسی پاک صفتوں والا شخص راضی ہو جائے گا۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہیں یہاں تک کہ بعض مفسرین نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے بیشک صدیق اکبر اس میں داخل ہیں اور اس کی عمومیت میں ساری امت سے پہلے ہیں گو الفاظ آیت کے عام ہیں لیکن آپ سے اول اس کے مصداق ہیں ان تمام اوصاف میں اور کل کی کل نیکیوں میں سب سے پہلے اور سب سے آگے اور

Marfat.com

سب سے بڑھے چڑھے ہوئے آپ ہی تھے آپ صدیق تھے پرہیز گار تھے بزرگ تھے سخی تھے۔ آپ مالوں کو اپنے مولا کی اطاعت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں دل کھول کر خرچ کرتے رہتے تھے ہر ایک کیساتھ احسان وسلوک کرتے اور کسی دنیوی فائدے کی چاہت پر نہیں کسی کے احسان کے بدلے نہیں بلکہ صرف اللہ کی مرضی کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے لیے جتنے لوگ تھے خواہ بڑے ہوں خواہ چھوٹے سب پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانات کے بار تھے یہاں تک کہ عروہ بن مسعود جو قبیلہ ثقیف کا سردار تھا صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جبکہ حضرت صدیق نے اسے ڈانٹا ڈپٹا اور دو باتیں سنائیں تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے احسان مجھ پر نہ ہوتے جس کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔

تو میں آپ کو ضرور جواب دیتا پس جبکہ عرب کے سردار اور قبائل عرب کے بادشاہ کے اوپر آپ کے اس قدر احسان تھے کہ وہ سر نہیں اٹھا سکتا تھا تو بھلا اور تو کہاں؟ اسی لیے یہاں بھی فرمایا گیا کہ کسی پر احسان کا بدلہ انہیں دینا نہیں بلکہ صرف دیدار اللہ کی خواہش ہے بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے جو شخص جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے اسے جنت کے داروغے پکاریں گے کہ اے اللہ کے بندے ادھر سے آ یہ سب سے اچھا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ضرورت تو ایسی نہیں لیکن فرمائیے تو کیا کوئی ایسا بھی ہے جو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ للیل، بیروت)

صدقہ دینے اور خفیہ صدقہ کرنے کی فضیلت کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (البقرة : 271)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم نیکی کو اعلانیہ طور پر دو یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اگر تم ان کو پوشیدہ رکھو اور غریبوں کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے بارے میں اتری۔ حضرت عمر اپنا آدھا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حضرت صدیق اکبر جو کچھ تھا لا کر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فاروق نے جواب دیا اتنا ہی، صدیق کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے اور چپکے سے سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر چکے تھے، لیکن جب ان سے پوچھا گیا تو کہنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کافی ہے۔ حضرت عمر فاروق یہ سن کر رو دیئے اور فرمانے لگے: اللہ کی قسم! جس کسی نیکی کے کام کی طرف ہم لپکے ہیں اس میں اے صدیق آپ کو آگے ہی آگے پاتے ہیں۔ آیت کے الفاظ عام ہیں صدقہ خواہ فرض ہو یا خواہ نفل زکوٰۃ ہو یا خیرات اس کی پوشیدگی اظہار سے افضل ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نفلی صدقہ تو پوشیدہ دینا ستر گنی فضیلت ہے لیکن فرضی زکوٰۃ کو علانیہ ادا کرنا پچیس گنی فضیلت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا صدقے کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں اور برائیوں کو دور کردے گا بالخصوص اس وقت جبکہ وہ چھپا

Marfat.com

کر دیا جائے، تمہیں بہت سی بھلائی ملے گی، درجات بڑھیں گے، گناہوں کا کفارہ ہوگا یکفر کو یکفر بھی پڑھا گیا ہے اس میں صورتا یہ جواب شرط کے محل پر عطف ہوگا جو فنعما ھی ہے، جیسے (آیت فاصدق واکون) میں واکن اللہ تعالیٰ پر تمہاری کوئی نیکی بدی سخاوت بخیلی پوشیدگی اور اظہار نیک نیتی اور دنیا طلبی پوشیدہ نہیں وہ پورا پورا بدلہ دے گا۔

سب سے زیادہ پیاری چیز کو صدقہ کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾

(آل عمران : 92)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نہ کرو جسے تم پسند کرتے ہو اور تم جو بھی چیز خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس چیز کا علم ہے''۔

حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں بر سے مراد جنت ہے، یعنی اگر تم اپنی پسند کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتے رہو گے تو تمہیں جنت ملے گی، مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ مالدار صحابی تھے مسجد کے سامنے ہی بیرحا نامی آپ کا ایک باغ تھا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں کا خوش ذائقہ پانی پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میرا تو سب سے زیادہ پیارا مال یہی باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لئے ذخیرہ کرے آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اسے تقسیم کر دیں آپ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو چنانچہ حضرت ابو طلحہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ مرغوب مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے میں اسے راہ اللہ دینا چاہتا ہوں فرمائیے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اسے وقف کر دو اصل روک لو اور پھل وغیرہ راہ اللہ کر دو۔

مسند بزاز میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس آیت کی تلاوت کر کے سوچا تو مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی۔ میں نے اس لونڈی کو راہ للہ آزاد کر دیا، اب تک بھی میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دے کر پھر لوٹا لینا جائز ہوتو میں کم از کم اس سے نکاح کر لیتا۔

وَالْاٰيَاتِ فِيْ فَضْلِ الْاِنْفَاقِ فِي الطَّاعَاتِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بارے میں بہت سی آیات موجود ہیں۔

مال خرچ کرنے والے پر حسد کے جواز کا بیان

(574) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''لَا

حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا ، فَسَلَّطَهُ عَلٰی هَلَکَتِهٖ فِی الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقضِی بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وتقدم شرحه قريبًا .

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حسد (یعنی رشک) صرف دو چیزوں میں ہوسکتا ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اسے حق کی راہ میں اس مال کو خرچ کرنے کی توفیق دی ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔

اس حدیث کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے۔

(575) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْاٰنَاءُ" : السَّاعَاتُ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صرف دو آدمیوں کے بارے میں رشک کیا جاسکتا ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو اور وہ رات بھر اور دن بھر اس کی تلاوت کرتا رہے، دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ رات بھر اور دن بھر اسے خرچ کرتا رہے۔ (متفق علیہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الاناء" کا مطلب گھڑیاں ہیں۔

ذکر و تسبیحات کے سبب ثواب کمانے کا بیان

(576) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا : ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوْا : يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّی، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا : سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ .

574-اخرجه احمد (2/3652) والبخاری (2417)

575-مسلم

576-بخاری' مسلم' نسائی' عمل الیوم واللیله 146' ابو عوانه 2/248' ابن حبان 2014' بیهقی 2/186

Marfat.com

"الدُّثُوْرُ" : اَلْاَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں غریب مہاجرین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی! مالدار لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت لے گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا وہ کیسے، انہوں نے عرض کی: وہ اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جیسے ہم لوگ ادا کرتے ہیں اور اسی طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم لوگ روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم لوگ صدقہ نہیں کرتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم لوگ غلام آزاد نہیں کرتے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کی تعلیم نہ دوں جس کے ذریعے تم اس شخص تک پہنچ جاؤ جو تم سے آگے چلا گیا ہو اور اس شخص سے آگے نکل جاؤ جو تم سے پیچھے ہے اور تم سے زیادہ فضیلت والا کوئی شخص نہیں ہوگا ماسوائے اس کے جو اسی طرح عمل کرے جو تم نے کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھا کرو۔

پھر غریب مہاجرین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے جو ہم عمل کرتے ہیں تو وہ بھی اسی کی مانند عمل کرنے لگے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے۔ یہ (روایت مسلم کی ہے۔)

لفظ "الدثور" کا مطلب بہت زیادہ مال ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

شرح

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں سبحان اللہ کہے تو وہ از روئے ثواب اس شخص کی مانند ہے جس نے سو نفل حج کئے ہوں جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں الحمد للہ کہے تو اس شخص کی مانند ہے جس نے سو آدمیوں کو اللہ کی راہ میں سو گھوڑوں پر سوار کرایا ہو جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں اللہ اکبر کہے تو اس دن یعنی قیامت کے دن کوئی شخص اس ثواب سے زائد ثواب لے کر نہیں آئے گا جو وہ لائے گا علاوہ اس شخص کے جس نے اس کی مانند یعنی اللہ اکبر مذکورہ تعداد میں کہا ہوگا تو یہ شخص درجہ ثواب کے اعتبار سے اس کے برابر ہوگا یا وہ شخص جس نے اس سے زائد کہا ہوگا (تو یہ اس سے بھی افضل ہوگا) امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث، 843)

اس شخص کی مانند ہے جس نے سو حج کئے ہوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آسان و سہل ذکر بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور کی کیفیت حاصل ہو ان عبادت شاقہ سے افضل ہے جس میں قلب حضور و اخلاص سے محروم اور غفلت میں گرفتار ہو! لیکن یہ بھی امکان ہے کہ جس طرح کسی کمتر درجہ کے عمل کی مانند قرار دیا جاتا ہے اسی طرح سبحان اللہ کی عظمت و فضیلت کو بطور مبالغہ بیان کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے کہ جو شخص صبح شام سو سو مرتبہ تسبیح پڑھتا ہے وہ نفل حج کرنے والے کی مانند ہوتا ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ تسبیح سبحان اللہ پڑھنے کی چونکہ بہت زیادہ فضیلت ہے اس لئے اس کا ثواب بڑھا کر نفل حج کے اصل ثواب کے برابر

Marfat.com

کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں سو گھوڑوں پر سوار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد کے لئے سو گھوڑے دے ڈالے ہوں یا عاریۃً دیئے ہوں! اس بات سے گو ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ کوئی شخص دنیا کی طرف التفات نہ کرے بلکہ وہ حضور مع اللہ کی سعادت عظمیٰ کے حصول میں اپنی پوری کوششیں اور توجہات صرف کرے کیونکہ عبادت خواہ بدنیہ ہوں یا مالیہ یا دونوں کا مجموعہ، سب کا مقصد اور حاصل ذکر اللہ ہے اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ مطلوب بہر صورت وسیلہ سے اولیٰ ہوتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلام آزاد کئے ہوں۔ اس میں درحقیقت ان ذاکرین کے لئے تسلی اور ترغیب ہے جو محتاج اور کم استطاعت ہونے کی وجہ سے ان عبادت مالیہ سے عاجز ہوں جنہیں اہل ثروت اور مالدار ادا کرتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے مراد اہل عرب ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتی ہونے کی وجہ سے افضل و اعلیٰ ہیں حدیث کے آخری جز سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر ان تمام تسبیحات میں جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں سب سے افضل ہے حالانکہ بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان تسبیحات میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ ہے۔ پھر الحمد للہ پھر اللہ اکبر، پھر سبحان اللہ لہٰذا اس کی تاویل یہ کی جائے گی کہ حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ اکبر ہر صبح وشام سو سو مرتبہ پڑھے گا قیامت کے دن لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کے علاوہ کوئی شخص اس ثواب سے زیادہ ثواب لے نہیں آئے گا جو یہ شخص لائے گا۔

بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْأَمَلِ

باب 65: موت کو یاد کرنا اور امید کا کم ہونا

زندگی اور موت کے مقام کا بیان

صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک روح سلطانی جس کا مقام دل ہے اسی سے زندگی قائم ہے۔ دوسری روح حیوانی ہے جس کا مقام دماغ ہے۔ جس سے ہوش وحواس برقرار ہیں۔

روح حیوانی اور سلطانی کا بیان

روح حیوانی سونے کی حالت میں نکل جاتی ہے اور روح سلطانی بروقت موت خارج ہوتی ہے یعنی روح حیوانی کے نکلنے کا نام نیند ہے اور روح سلطانی کے نکلنے کا نام موت ہے۔ پھر جیسے ہی نیند کی حالت میں روح حیوانی جسم سے نکل کر عالم کی سیر کرتی ہے۔ اسی سیر کا نام خواب ہے۔ مگر جسم سے پھر بھی اس کا تعلق ایسا رہتا ہے جیسا بجلی کے بٹن کا پاور ہاؤس سے۔ کہ جونہی کسی نے جسم کو ہاتھ لگایا یا پکارا فوراً ہی روح کو خبر ہوئی اور وہ "**آنا فانا**" آکر جسم میں داخل ہو گئی۔ اور سونے والا جاگ گیا۔ ایسے ہی موت کے بعد روح انسانی کا کچھ تعلق جسم سے باقی رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر فاتحہ کیلئے آئے۔ تو روح کو خبر ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت نہ تو روح کی فنا کا نام ہے اور نہ جسم کی۔ صرف روح کے تعلق ضعیف ہو جانے کا نام ہے۔ اب یہ روح اس کے جسم کی پرورش نہیں کرتی۔ اس لئے بعد موت جسم گل سڑ جاتا ہے۔ مگر چونکہ کچھ تعلق باقی رہتا ہے۔ اس لئے نیکوں کاروں کے جسم کو قبر میں راحت اور بدکاروں کے جسم کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اور روح اس کا احساس کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ قبر یا جنت کا باغ ہے یا دوزخ کی غار۔

Marfat.com

پھر یہ بھی خیال رہے کہ روح جسم لطیف نورانی ہے۔ جس کا خاص مقام دل یا دماغ ہے مگر وہ سارے جسم میں ایسے پھیلی ہوئی ہے جیسے کوئلہ میں آگ اور گلاب کے پھول میں عرق اور موت کی سرایت کے بعد یہ کیفیت نہیں رہتی۔ بلکہ جسم سے باہر رہ کر اس کا تعلق رہتا ہے۔ جیسے بادشاہ کا تعلق رعایا سے ہوتا ہے۔ جب یہ سمجھ لیا تو اب سمجھو کہ نبی علیہ السلام کی برزخی زندگی عام لوگوں کی زندگی سے بہت قوی ہے کہ ان کا جسم گلنے سے محفوظ اور ان کا مال اور ان کی بیویاں تقسیم اور نکاح کے قابل نہیں۔ اور ان کی ارواح دونوں جہانوں میں بلا تکلف سیر فرماتی ہیں۔ ہاں! اس زندگی کا عام لوگوں کا احساس نہیں ہوتا۔ اور ان پر شریعت کی تکالیف بظاہر جاری نہیں۔ یہ سب ظاہری گفتگو ہے۔

ورنہ حقیقت میں وہ حضرات نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور ذکر وفکر میں بھی مشغول رہتے ہیں شب معراج اگلے پیغمبروں علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ حجۃ الوداع میں گذشتہ پیغمبروں علیہم السلام نے بھی حج کیا۔ جس کی حضور ﷺ نے خبر دی۔

خیال رہے کہ دنیاوی زندگی برزخ کے مقابلے میں ایک خیال ہے اور برزخی زندگی محشر کے مقابلے میں ایک خیال وخواب کی طرح ہے۔ یعنی مرنے کے بعد دنیاوی واقعات ایک خواب کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور مردہ سمجھتا ہے کہ میں سو کر اٹھا اور محشر میں۔ برزخی حالات خواب اور دنیاوی حالات خواب کے اندر خواب معلوم ہوں گے۔ لہٰذا انبیاء، اولیاء اور شہداء کا بعد از وصال ہی جنت میں پہنچنا روحانی ہے نہ کہ جسمانی کہ اس جسم سے اور بعد حشر مع جسم ہوگا۔ اور پہلا داخلہ مثل خواب کے معلوم ہوگا۔ اور عوام حشر سے پہلے نہ جسماً وہاں پہنچیں گے نہ روحاً۔ بلکہ دور سے جنت کو دیکھتے ہیں پھر انبیاء اور شہداء کے اس داخلہ میں ایک بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ ان کے خوابوں میں فرق ہے۔ ہم لوگ اگر خواب میں کچھ کھائیں پئیں تو اس کی لذت تو محسوس کرتے ہیں مگر صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں اور پیغمبر خواب میں جو کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ اسکی لذت بھی پاتے ہیں اور صبح کو سیر اٹھتے ہیں۔ اس لئے حدیث پاک میں وارد ہے۔ "**یطعمنی ربی و یسقینی**" (بخاری) میرا رب مجھے کھلاتا، پلاتا ہے۔ حتی کہ بعض اولیاء بھی جو انبیاء کے قدم پر ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں کچھ کھایا۔ صبح کو اس کھانے کی خوشبو ان کے منہ میں تھی۔ اور شکم سیر تھے۔ مگر ان کیلئے یہ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ اور وہ بھی نبوی ﷺ وراثت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا شہداء کی زندگی اس معنی تو جسمانی بھی ہے کہ ان کا جسم گلنے سڑنے سے محفوظ اور پہلی وجوہ سے روحانی یہ بہت فرق خیال میں رہے۔

زندگی کی اقسام اور موت کی اقسام کا بیان

ہماری تحقیق یہ ہے کہ زندگی کی تین اقسام ہیں۔ اور اس کے مقابل موت کی بھی تین اقسام ہیں

1۔ ایک زندگی حسی جو محسوس ہو اور اس کے مقابل موت حسی جو بظاہر معلوم ہو۔ اسی لحاظ سے فرمایا "**انک میت و انھم میتون**" یہاں موت سے حسی موت مراد ہے۔ جو بظاہر دیکھنے میں آئے اور جسم بے حس وحرکت نظر آئے۔

2۔ زندگی حقیقی جیسے روح کی زندگی کہ وہ جسم سے جدا ہو کر بھی برقرار رہے۔ اس کے مقابل موت حقیقی ہے جیسے قیامت کے دن جانوروں کو آپس میں بدلہ دلا کر فنا کر دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا "**کونوا ترابا**" مٹی ہو جاؤ۔ اس دن ان کی روحیں فنا ہو جائیں گی۔

3۔ تیسری زندگی حکمی زندگی ہے جو دیکھنے میں نہ آئے۔ مگر اس پر زندگی کے بہت سے احکام جاری ہوں جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کہ اس پر بہت سے زندگی کے احکام جاری ہیں مثلاً میراث تقسیم نہ ہونا اور ان کی بیویوں کا اوروں سے نکاح نہ کرنا وغیرہ اور کچھ موت

Marfat.com

کے احکام بھی جاری ہیں جیسے کفن، دفن اور نماز جنازہ وغیرہ اور جیسے شہداء کی موت کہ جس پر بقائے جسم اور عطائے رزق وغیرہ کی زندگی کے احکام جاری ہیں اور دفن ونماز جنازہ وغیرہ موت کے احکام ہیں

اس کے مقابل موت حکمی ہے کہ وہ بظاہر زندہ ہو مگر اس پر موت کے احکام جاری ہوں جیسے مرتد کہ وہ چلتا پھرتا نظر آتا ہے مگر اس کا مال حکماً ملکیت سے نکل چکا اور بیوی نکاح سے خارج۔

خیال رہے کہ قبض روح موت نہیں بلکہ سبب موت ہے ہوسکتا ہے سبب پایا جائے اور موت نہ آئے۔ حیوۃ اس صفت کا نام ہے جس سے علم، ادراک وغیرہ قائم ہیں لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء مقبوض ہیں۔ میت نہیں (یعنی نہ وہ مردہ ہیں اور نہ ہی انہیں مردہ کہا جا سکتا ہے) اسی لئے بعدِ وفات ان کے جسم گلتے سڑتے نہیں۔ کہ روح کا تعلق ان کے ساتھ قائم ہے دیکھو کسی کا ہاتھ سوکھ جاتا ہے تو سڑتا گلتا نہیں کیونکہ روح کا کچھ تعلق اس سے قائم ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے ہماری نیند میں روح حیوانی نکل جاتی ہے مگر وہ غافل نہیں ہوتے اس لئے کہ ان کی نیند پر بعض احکام تو نیند کے طاری ہوتے ہیں جیسے تبلیغ نہ کرنا، نماز میں امام نہ بننا وغیرہ اور بعض احکام بیداری کے جاری ہوتے ہیں جیسے وضو کا نہ ٹوٹنا۔ خواب کا وحی الٰہی ہونا۔ حتیٰ کہ ان کے خواب سے احکام شرعیہ منسوخ ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب سے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ اسی طرح موت میں روح سلطانی جسم سے نکل جاتی ہے اور ہمارا جسم بے جان ہو کر سڑ گل جاتا ہے مگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات میں روح سلطانی جسم سے نکل تو جاتی ہے اسی لئے ان کا کفن، نماز جنازہ وغیرہ ہو جاتی ہے۔ مگر وہ جسم بے جان نہیں ہوتے۔ کیونکہ پرورش روح باقی رہتی ہے۔ اسی لئے ان کے اجسام سڑتے گلتے نہیں۔ اور ان پر بہت سے احکام زندگی جاری ہوتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۸۴، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

موت کی اقسام

حضرت حناطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ موت کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔ نفس کی موت جسے عضو کے کفن میں لپیٹ کر مغفرت کی خوشبو لگا کر اہل جنت کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ ۲۔ روح کی موت جسے فرقت کے کفن میں لپیٹ کر جدائی کی خوشبو سے معطر کر کے وحشت کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ ۳۔ قلب کی موت: جسے ملامت کے کفن میں لپیٹ کر، ندامت کی خوشبو لگا کر عقوبت کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔ پس جس شخص کا نفس مر جاتا ہے اس کی دنیا ختم ہو جاتی ہے اور جس کی روح مر جائے۔ اس کا مالک اسے نہیں ملتا اور جس کا قلب مر جاتا ہے اس کی آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۲۹، شبیر برادرز لاہور)

ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ (آل عمران: 185)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ہر شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تمہیں تمہارا اجر قیامت کے دن مکمل دیا جائے گا اور جس شخص کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے''۔

تمام مخلوق کو عام اطلاع ہے کہ ہر جاندار مرنے والا ہے جیسے فرمایا آیت (كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ 26 وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو

الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ، الرحمن 27-26:) یعنی اس زمین پر جتنے ہیں سب فانی ہیں صرف رب کا چہرہ باقی ہے جو بزرگی اور انعام والا ہے، پس صرف وہی اللہ وحدہ لاشریک ہمیشہ کی زندگی والا ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا، جن انسان کل کے کل مرنے والے ہیں اسی طرح فرشتے اور حاملان عرش بھی مرجائیں گے اور صرف اللہ وحدہ لاشریک دوام اور بقاء والا باقی رہ جائے گا پہلے بھی وہی تھا اور آخر بھی وہی رہے گا، جب سب مرجائیں گے مدت ختم ہوجائے گی صلب آدم سے جتنی اولاد ہونے والی تھی ہو چکی اور پھر سب موت کے گھاٹ اتر گئے مخلوقات کا خاتمہ ہوگیا اس وقت اللہ تعالیٰ قیامت قائم کرے گا اور مخلوق کو ان کے کل اعمال کے چھوٹے بڑے چھپے کھلے صغیرہ کبیرہ سب کی جزا سزا ملے گی کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا یہی اس کے بعد کے جملہ میں فرمایا جارہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ گویا کوئی آرہا ہے ہمیں پاؤں کی چاپ سنائی دیتی تھی لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا اس نے آکر کہا اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت، ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے تم سب کو تمہارے اعمال کا بدلہ پورا پورا قیامت کے دن دیا جائے گا۔ ہر مصیبت کی تلافی اللہ کے پاس ہے، ہر مرنے والے کا بدلہ ہے اور ہر فوت ہونے والے کا اپنی گم شدہ چیز کو پالینا ہے اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اسی سے بھلی امیدیں رکھو سمجھ لو کہ سچ مچ مصیبت زدہ وہ شخص جو ثواب سے محروم رہ جائے تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ آل عمران، بیروت)

حضرت علی کا خیال ہے کہ یہ خضر علیہ السلام تھے حقیقت یہ ہے کہ پورا کامیاب وہ انسان ہے جو جہنم سے نجات پالے اور جنت میں چلا جائے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ مل جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اگر تم چاہو تو پڑھو آیت ،فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ،آل عمران 185:) آخری ٹکڑے کے بغیر یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں بھی ہے اور کچھ زیادہ الفاظ کے ساتھ ابن ابی حاتم میں ہے اور ابن مردویہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کی خواہش آگ سے بچنے اور جنت میں داخل ہوجانے کی ہو اسے چاہئے کہ مرتے دم تک اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جسے خود اپنے پسند کرتا ہو۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ آل عمران، بیروت)

موت کس جگہ پر آنے والی ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان : 34)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی یہ نہیں جانتا کہ اسے کس جگہ پر موت آئے گی“۔

یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے خبر دیجئے مینہ کب آئے گا اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی، یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا، یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا، یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتائیے کہ کہاں مروں گا۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عزرائیل کے حاضر ہونے کا واقعہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ملک الموت آدمی کی صورت بن کر حاضر ہوا۔ ایک وزیر حضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ ملک الموت نے کئی بار وزیر کو دیکھا۔ جب ملک الموت چلے گئے۔ وزیر نے پوچھا۔ حضرت یہ کون تھا؟ فرمایا۔ عزرائیل۔ وزیر نے کہا۔ اس کے بار بار دیکھنے سے خوف پیدا ہوا۔ ابھی ہوا کو حکم دو کہ مجھے اپنے وطن بوماس جزیرہ میں پہنچادے۔ حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا آن کی آن میں خدا کی شان وزیر باتدبیر وطن پہنچا۔ ابھی گھر کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔ ملک الموت نے جان قبض کرلی۔ دوسری ملاقات میں سلیمانؑ کے دریافت فرمانے پر ملک الموت نے جواب دیا: میں حیران تھا کہ مجھے حکم ہوا کہ اس وزیر کی جان جزیرہ بوماس میں قبض کرنی ہے اور یہ یہاں آپ کے پاس تھا۔ مگر حکم پورا ہوگیا۔ مثل مشہور ہے۔ پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھی۔

علم غیب کی عطاء کا بیان

جس کو چاہے اپنے اولیا اور اپنے محبوبوں میں سے انھیں خبردار کرے۔ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انھیں کی نسبت سورہ جن میں ارشاد ہوا (عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ، الجن 26:) غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورہ جن میں دی ہے۔

خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے، یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور کہاں مَرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء وانبیاء نے دی ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھی اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ (خازن، بیضاوی، احمدی، روح البیان، خزائن العرفان، سورہ لقمان)

موت کے وقت میں لحہ بھر کا تقدم وتأخر نہ ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (النحل : 61)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”جب ان کی موت آجائے گی تو اس میں ایک گھڑی پیچھے نہیں ہوگی اور ایک گھڑی آگے نہیں ہوگی“۔

بادشاہ کو گھر جانے کی بھی مہلت عزرائیل نے نہ دی

حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا جس کا ارادہ اپنی مملکت کی زمین کی سیر اور حال دیکھنے کا ہوا۔ اس نے

Marfat.com

شاہانہ جوڑا منگایا۔ ایک جوڑا لایا گیا۔ وہ پسند نہ آیا۔ دوسرا منگایا وہ بھی پسند نہ آیا۔ غرض بار بار رد کرنے کے بعد نہایت پسندیدہ جوڑا پہن کر سواری منگائی گئی۔ ایک عمدہ گھوڑا لایا گیا۔ پسند نہ آیا۔ اس کو واپس کر دیا۔ دوسرا منگایا وہ بھی پسند نہ آیا۔ غرض سارے گھوڑے منگائے گئے۔ ان میں سے اپنی پسند کا گھوڑا لے کر سوار ہوا۔ شیطان مردود نے اور بھی نخوت اس کے ناک میں پھونک دی نہایت تکبر سے سوار ہوا، خدام، فوج پیادہ، بڑائی اور تکبر سے رعایا کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا۔ راستے میں چلتے چلتے ایک شخص نہایت سادہ خستہ حال ملا، سلام کیا۔ بادشاہ نے توجہ بھی نہ کی۔ خستہ حال نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے ڈانٹا۔ لگام چھوڑ۔ اتنی جرات کرتا ہے معلوم ہے میں کون ہوں؟ اس نے کہا مجھے تجھ سے کام ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا صبر کر۔ جب میں سواری سے اتروں گا۔ تب بات کر لینا۔ کہا نہیں۔ اب کام ہے۔ یہ کہہ کر زبردستی لگام چھین لیا۔ کہا میں ملک الموت ہوں اور تیری جان لینے آیا ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ فق ہو گیا۔ دماغ چکرا گیا۔ زبان لڑکھڑا گئی۔ کہنے لگا۔ اچھا مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں گھر جا کر اپنے سامان کا نظم کر لوں۔ فرمایا مہلت نہیں ہے یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی۔ وہ گھوڑے سے لکڑی کی طرح نیچے گر گیا۔ بغیر پوچھے بغیر اطلاع بغیر مرض وہ موت ہے۔

غفلت کے سبب موت کو بھلا رکھنے والوں کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (المنافقون: 9-11)،

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو ایسا کرے گا وہ خسارہ پانے والا ہو گا اور جو ہم نے تمہیں رزق عطا کیا ہے تو اسے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کو موت آ جائے اور وہ کہے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہیں دی تو میں بھی صدقہ کرتا اور میں بھی نیک لوگوں میں سے ہو جاتا جب کسی شخص کی موت آ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے“۔

موت کے بعض احوال کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس موت آئی تو اس نے کہا اے میرے پروردگار

Marfat.com

تو مجھے واپس کردے تاکہ میں نیک اعمال کروں اس چیز کے بارے میں جو میں نے چھوڑا ہے یہ صرف ایک بات ہے جو اس نے کہی ہے اور اس کے پیچھے برزخ ہے اور وہ اس دن تک وہاں رہے گا جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو ان کے درمیان اس دن کوئی نسبی تعلق نہیں ہوگا اور وہ ایک دوسرے سے مانگ نہیں سکیں گے، اور جس شخص کا نامہ اعمال وزنی ہوگا وہ کامیابی حاصل کرنے والوں میں ہوگا اور جس کا نامہ اعمال ہلکا ہوگا وہ جہنم میں ہوگا یہ ان لوگوں میں ہوگا جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے کا شکار کیا۔ یہ جہنم میں ہوں گے اور ہمیشہ وہاں رہیں گے ان کے منہ پر آگ کے شعلے نکلیں گے اور وہ اس میں منہ چڑاتے ہوئے ہوں گے کیا تمہارے سامنے میری آیات کی تلاوت نہیں کی گئی تھی اور تم نے انکو جھٹلایا تھا"۔

اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی :

﴿ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَادِّيْنَ قَالَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (المؤمنون: 115-99)۔

یہ آیت یہاں تک ہے "تم زمین میں کتنے برس تک رہے وہ جواب دیں گے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ تم گننے والوں سے سوال کرو! وہ کہے گا تم وہاں تھوڑا عرصہ رہے اگر تمہیں علم ہو' کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے"۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ ﴾ (الحديد : 16)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے لرز جائیں اور جو حق نازل ہوا ہے اس کی وجہ سے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی اور ان کی مدت دراز ہوگئی اور ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے اکثر گنہگار ہیں"۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اس بارے میں آیات بہت زیادہ ہیں۔

دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارنے کا بیان

(577) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" .

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ : اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

577- احمد 4467/2 بخاری' ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان 698' بیہقی 369/3

Marfat.com

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھے پکڑے اور فرمایا: دنیا میں یوں رہو جیسے تم اجنبی ہو یا مسافر ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے' جب شام ہو جائے تو صبح ہونے کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی بیماری سے پہلے صحت کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

وصیت کرنے کے استحباب کا بیان

(578) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيْهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "يَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ" قَالَ ابْن عمر : مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی مسلمان کو اس بات کا حق نہیں ہے' اگر کسی کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو تو دو دن گزر جائیں اور اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تین دن گزر جائیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے ہیں: میں نے جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کوئی ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

انسان کی موت کے قریب ہونے کا بیان

(579) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ: "هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچی اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے انسان اسی عالم میں رہتا ہے یہاں تک کہ قریب والی لکیر آ جاتی ہے۔

578-اخرجه مالك في موطه (1492) واحمد 2/4902' والبخاري 2738' و مسلم 1627' و ابو داؤد 2862' والترمذي 974' والنسائي 3618' وابن ماجه 26599' والطيالسي 1841' وابن حبان 6024' والبيهقي 271/6 272,

579-اخرجه البخاري 6418' واخرج احمد 12240' عن انس رضي الله عنه جمع اصابعه توضعها على الارض فقال "هذا ابن آدم" ثم رفعها خلف ذلك تليلًا وقال هذا اجله ثم رمى بيده امامه قال و ثم امله واخرجه الترمذي 2334' وابن حبان 2998' بلفظ تريب و اسناده توى

اس حدیث کوامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے مسجد شریف تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ گویا لوگ آپس میں کسی بات پر ہنس رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔خبردار تم پر کونسی غفلت طاری ہے کہ اس طرح بے فکری کے ساتھ ہنسنے میں مشغول ہوا گر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تم کو اس چیز یعنی زیادہ ہنسنے اور غافل لوگوں کی طرح کے کلام وگفتگو سے باز رکھے جس کو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ یعنی لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز موت ہے پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز یعنی موت کو بہت یاد کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ قبر پر ایسا کوئی دن (یعنی ایسا کوئی وقت اور زمانہ نہیں گزرتا جس میں وہ زبان قال یا زبان حال سے یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں (یعنی میں ایک ایسی دور دراز اور ویران وسنسان جگہ کی طرح ہوں جہاں جو بھی آجاتا ہے وہ اپنے عزیز واقارب اپنے متعلقین اور اپنے گھر والوں سے ناقابل عبور مسافت کی دوری پر جا پڑتا ہے۔لہذا اے انسان تجھ کو لازم ہے کہ تو دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کوئی مسافر اپنے عزیز واقارب اور گھر والوں سے دور مسافرت کی حالت میں ہوتا ہے۔ میں تنہائی کا گھر ہوں (یعنی ایک ایسا گھر ہوں جس میں تنہائی اور وحشت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا، ہاں جو لوگ اللہ رب العزت کی وحدانیت کا نور لے کر آتے ہیں وہ بے شک تنہائی محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہی نوران کا رفیق ودم ساز بن جاتا ہے) میں خاک کا گھر ہوں (یعنی میں اس مٹی کا گھروندہ ہوں جو ہر جاندار کی اصل اور بنیاد ہے پس جس کی اصل اور جس کا مرجع مٹی ہو اس کی شان یہی ہے کہ مسکین وخاک نشین رہے، تاکہ مٹی کے ساتھ اس کی مناسبت ہر وقت تازہ رہے) میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب کسی مومن بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو جس طرح کہ کوئی خوش اخلاق میزبان اپنے کسی عزیز مہمان کی آمد کے وقت کلمات ترحیب کے ذریعے اس کا استقبال کرتا ہے اسی طرح قبر بھی اس بندہ مومن کا استقبال کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ خوش آمدید تم ایک اچھی کشادہ آرام کی جگہ اور اپنے ہی مکان میں آئے ہو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے زیادہ پیارے تھے جو مجھ پر چلتے ہیں پس آج جب کہ میں تم پر حاکم وقادر بنائی گئی ہوں۔

اور تم میرے مجبور ومقہور ہوئے ہو تو تم عنقریب میرے اس نیک سلوک کو دیکھو گے۔ جو میں تمہارے ساتھ کروں گی یعنی میں تمہارے لئے کشادہ وفراخ ہو جاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد وہ قبر اس بندے کے لے کشادہ وفراخ ہو جاتی ہے اور وہ کشادگی وفراخی اس کو اپنی حد نظر تک معلوم ہوتی ہے اور پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے (جس میں سے وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھتا رہتا ہے اسی دروازے سے گزر کر اس تک ٹھنڈی اور مشکبار ہوائیں آتی ہیں اور وہ جنت کے مکانات، حوریں، نہریں میوے اور درخت اور دوسری روح افزا نعمتیں دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے اور جب کوئی بندہ فاسق یا کافر دفن کیا جاتا ہے تو جس طرح کوئی شخص اپنے یہاں آئے ہوئے ناآشنا وغیرہ عزیز اور بن بلائے مہمان کے ساتھ بے رخی اور بے مروتی کا برتا کرتا ہے اسی طرح قبر بھی اس کافر کو جھڑکتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ تو تیرا آنا مبارک اور نہ تو اچھی کشادہ آرام کی جگہ

Marfat.com

اور اپنے مکان میں آیا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے برا تھا جو مجھ پر چلتے ہیں پس آج جب کہ میں تجھ پر حاکم وقادر بنائی گئی ہوں اور تو میرا مجبور ومقہور ہوا ہے تو جلد ہی دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پھر قبر اس کو دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پسلیوں کی صورت حال دکھانے کے لئے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور بتایا کہ اس طرح قبر کے دبانے کی وجہ سے اس کافر کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کافر پر ستر اژدھا مسلط کر دیئے جاتے ہیں اور وہ ایسے اژدھا ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک اژدھا بھی زمین پر پھنکار مار دے تو وہ زمین جب تک کہ دنیا باقی ہے سبزہ اگانے کے قابل نہ رہے، وہ اژدھا اس کافر کو کاٹتے اور نوچتے ہیں۔اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ اس بندہ کو قیامت کے دن حساب کے لئے نہ لے جایا جائے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 1282)

لذت کو فنا کر دینے والی چیز کو بہت یاد کیا کرو" یہ درحقیقت غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے ایک بڑی اور مؤثر نصیحت ہے اور اس میں کوئی شبہ بھی نہیں کہ موت کو یاد کرنا غافل کے دل کو زندہ کرتا ہے۔

پیر کا مریدین کو موت کا سبق پڑھانے کا بیان

حضرت شیخ عارف باللہ مولانا نورالدین علی متقی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک تھیلی نما چیز بنا کر اپنے پاس رکھتے تھے جس پر "موت" کا لفظ لکھا ہوا ہوتا تھا، جب کوئی شخص ان کا مرید ہوتا تو وہ اس تھیلی کو اس مرید کی گردن میں لٹکا دیتے تھے تا کہ اس کے دل پر ہر وقت یہ احساس طاری رہے کہ موت بالکل قریب ہے، دور نہیں ہے۔حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ گویا اس طریقہ سے سالکین طریقت کی تربیت فرماتے تھے اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ کسی وقت غافل نہ ہوں اور بیداری کے ساتھ طاعت وعبادت اور ذکر اللہ میں لگے رہیں۔اسی طرح ایک بہت نیک اور اللہ ترس بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے اعیان سلطنت میں سے کسی ایک کو اس خدمت پر مامور رکھتے تھے کہ وہ ہر وقت ان کے پیچھے کھڑا رہے اور الموت الموت کہتا رہے تا کہ دل کو اللہ کی طرف سے غافل ہونے کا موقع ہی نہ ملے اور ہر طرح کی روحانی بیماری کا علاج ہوتا رہے۔فانہ لم یات الخ کے ذریعے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ موت کو بہت زیادہ یاد کرنا چاہئے "اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں" یعنی میں ایک ایسا مکان ہوں جس میں آنے والا انسان کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بن جاتا ہے، پس اے انسان، تیرے لئے یہ بات کیسے مناسب ہو سکتی ہے کہ تو کھانے پینے کی چیزوں کو لذت اور عمدگی کو جویا ہو اور تیری خواہش وارادہ ایک ایسے جسم کو اعلیٰ قسم کے طعام ومشروبات کے ذریعے بنانے اور لذت پہنچانے میں منہمک ہو جس کو آخر کار فنا ہو جانا ہے اور حقیر کیڑے مکوڑے کی خوراک بننا ہے ہاں جو چیز یہاں تیرے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہے وہ صرف نیک عمل ہے، اگر اچھے اعمال کا سرمایہ لے کر میری آغوش میں آئے گا تو یقیناً تجھے

Marfat.com

فائدہ پہنچے گا۔

اسی وجہ سے قبر کو اعمال کا صندوق کہا گیا ہے۔ بعض حضرات نے قبر میں پیدا ہونے والے کیڑوں کے بارے میں یہ تحقیق بیان کی ہے کہ جب جسم میں سڑاند پیدا ہوتی ہے تو اس سڑاند اور بدبو سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور اس جسم کو کھا کھا کر زندہ رہتے ہیں، پھر جب وہاں ہڈیوں کے ڈھانچہ کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہتا تو وہ کیڑے آپس میں ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ آخر میں ایک کیڑا باقی رہ جاتا ہے اور پھر وہ بھی بھوک کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ قبروں میں کیڑے مکوڑں کی خوراک بننے اور زمین کے کھانے سے انبیاء، شہداء اور اولیاء کے اجسام محفوظ رہتے ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث (ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء) اور شہداء کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آیت (**ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم**) رہی بات ان علماء باعمل کی جن کو اولیاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے تو جب شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے تو ان علماء کو بدرجہ اولیٰ حاصل ہوگی کیونکہ ان کے قلم کی سیاہی کی ایک بوند شہداء کے خون سے افضل ہے۔ "بندہ فاسق" سے فسق و فجور میں اکمل ترین فرد، یعنی کافر مراد ہے۔ اس کا قرینہ مقابلہ کا لفظ مومن ہے۔ نیز ایک قرینہ اس کے حق میں قبر کا یہ کہنا بھی ہے کہ تو میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے برا تھا جو مجھ پر چلتے ہیں۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں فاسق سے کافر مراد لیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے آیت (اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا) 32۔السجدہ:18) علاوہ ازیں یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہئے کہ قرآن وحدیث کا اسلوب اور معمول بھی یہی ہے کہ برزخ وآخرت کے بارے میں جب کوئی حکم وفیصلہ بیان کیا جاتا ہے تو اس کے دو ہی فریق ہوتے ہیں ایک تو مومن اور دوسرا کافر جہاں تک فاسق مومن کا تعلق ہے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا جاتا ہے اور یہ سکوت اختیار کرنا یا تو اس کی پردہ پوشی کے نقطہ نظر سے ہوتا ہے یا اس لئے کہ اس کو خوف ورجا کے درمیان رکھا جائے نہ کہ اس کا مقصد اس کو دونوں مرتبوں یعنی کفر وایمان کے درمیان ایک الگ تیسرے مرتبہ پر رکھنا ہے جیسا کہ معتزلہ نے غلط گمان کیا ہے۔ "اس کافر پر ستر اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں" میں "ستر" کا عدد یا تو تحدید کے لئے ہے کہ اس متعین تعداد میں اژدھے اس پر مسلط کئے جاتے ہیں یا اس عدد سے کثرت مراد ہے۔ جس کا مقصد اس مفہوم کو ادا کرنا ہے کہ اس پر بہت زیادہ اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت سے اس دوسرے احتمال کی تائید ہوتی ہے جو کہ قبر میں کافر پر عذاب کئے جانے کے سلسلے میں منقول ہے اور جس میں فرمایا گیا ہے کہ کافر پر اس کی قبر میں ایک کم سو اژدھے مسلط ہوں گے۔

موت کا انسان کو گھیرے ہوئے ہونے کا بیان

(580) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ، فَقَالَ: "هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطًا بِهِ - أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ

580-اخرجه احمد 2/3652، والبخاری 6318

Marfat.com

الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَإِنْ أَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا"

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَهٰذِهٖ صُوْرَتُهُ:

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل کی لکیر کھینچ دی اور پھر آپ نے درمیان میں مختلف لکیریں کھینچیں جو اس سے باہر نکل رہی تھیں، پھر آپ نے کچھ چھوٹی لکیریں کھینچی جو اس خط کی طرف جارہی تھیں جو درمیان میں ہے پھر آپ نے فرمایا یہ انسان ہے یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ چھوٹی لکیریں حادثات ہیں اگر ایک اس تک نہیں پہنچتا تو دوسرا پہنچ جاتا ہے۔ اگر یہ اس تک نہیں پہنچتا تو وہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کی شکل یوں ہوگی۔

شرح

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان وور دراز کی امیدیں اور آرزوئیں رکھتا ہے اور اس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کی وہ امیدیں اور آرزوئیں کبھی نہ کبھی پوری ہوں گی۔ حالانکہ حقیقت میں وہ ان امیدوں اور آرزوؤں سے بہت دور اور اپنی موت سے بہت قریب ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کی منزل تکمیل تک پہنچنے سے پہلے موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے۔

سات اعمال میں جلدی کرنے کا بیان

(581) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِيًا، اَوْ غِنًى مُّطْغِيًا، اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُّفَنِّدًا، اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ، فَشَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ؟!"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سات اعمال جلدی کرلو۔ کیا تم اس غربت کا انتظار کررہے ہو جو سب کچھ بھلادے یا اس خوشحالی کا انتظار کررہے ہو جو سرکش بنادے یا اس بیماری کا انتظار کررہے ہو جو خراب کردے یا اس بڑھاپے کا انتظار کررہے ہو جو اس ختم کردے یا اس موت کا انتظار کررہے ہو جو ساتھ لے جائے گی یا دجال کا انتظار کررہے ہو جو سب سے بُری غیر موجود چیز ہے جس کا انتظار کیا جارہا یا پھر قیامت کا انتظار کررہے ہو اور قیامت نہایت تکلیف دہ اور کڑوی ہے۔

581- اخرجه الترمذی 2313' و فی اسناده محرز بن هارون قال البخاری منکر الحدیث و کذا قال النسائی الکامل فی العضفاء لابن عدی 442/6' وذکر الذهبی فی المیزان 6/1' عن ابن القطان قوله قال البخاری کل من قلت فیه منکر الحدیث فلا تحل الروایة عنه اه- والحدیث اخرجه الحاکم 4/7906 باسناد فیه انقطاع

Marfat.com

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

دنیاوی لذتوں کوختم کردینے والی موت کو یاد کرنے کا بیان

(582) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" يَعْنِي: الْمَوْتَ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔لذات کوختم کردینے والی چیز کو یاد کرو'راوی بیان کرتے ہیں'اس سے مراد موت ہے۔

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

صحیح یہی ہے کہ لفظ "ہاذم" ذال کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں قطع کرنے والا، چنانچہ جن لوگوں نے دال کے ساتھ یعنی لفظ "ہادم" بمعنی ڈھالنے والا جونقل کیا ہے صحیح نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ اس بارہ میں کسی راوی سے چوک ہوگئی ہو۔ بہرحال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے کیونکہ موت کو یاد کرنے سے غفلت جونیک اعمال کے راستہ میں رکاوٹ بنتی ہے دور ہوتی ہے، موت کی یاد دنیا (کے برے کاموں) کی مشغولیت سے باز رکھتی ہے اور موت کو یاد کرنے والا طاعات وعبادات کی طرف متوجہ رہتا ہے جوتوشہ آخرت ہے۔نسائی نے اس روایت میں یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں۔ فانہ لایذکر فی کثیر الاق للہ ولا فی قلیل الاکثرہ (ترجمہ) جب مال کی زیادتی میں موت یاد آتی ہے تو وہ مال کو کم کردیتی ہے (یعنی موت یاد آجانے کی وجہ سے مال کی طرف کوئی رغبت نہیں رہتی اور مال کو فانی سمجھنے لگتا ہے اس لئے اس وقت زیادہ مال بھی نظروں میں حقیر ہوجانے کی وجہ سے کم ہی محسوس ہوتا ہے) اور جب مال کی کمی میں موت یاد آجاتی ہے تو وہ مال کو زیادہ کردیتی ہے (یعنی جب موت یاد آتی ہے تو دنیا کو فانی سمجھ کر کم مال پر قناعت کرتا ہے اس لئے تھوڑا مال بھی زیادہ معلوم ہونے لگتا ہے۔

ہروقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت کا بیان

(583) وَعَنْ اُبَيِّ بن كعب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ، فَقَالَ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ، فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ: "مَا شِئْتَ" قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَاِنْ

582-حسن الاسناد- اخرجه احمد 3/7930' والترمذی 2314' والنسائی 1823' وابن ماجه 4258' وابن حبان 2992' و 2994' والقضاعی فی مسند الشهاب 669' والحاکم فی الرقاق 4/7909

583-اخرجه احمد 8/21300 مختصراً والترمذی 2465' واللفظ له- واسناده حسن

Marfat.com

زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ"، قُلْتُ : فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ : اَجعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: "اِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے ہوئے فرماتے۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو قیامت آنے والی ہے اس کے پیچھے دوسرا جھٹکا ہوگا موت اپنی ہولنا کیوں سمیت آ رہی ہے"

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جتنا چاہو میں نے عرض کی: (اپنے وظائف کے اوقات میں سے) ایک چوتھائی بھیج دیا کروں۔ آپ نے فرمایا: جو تم چاہو لیکن اگر تم زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: (اپنے وظائف کا) نصف کرلوں۔ آپ نے فرمایا: جو تم چاہو اگر تم اور زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: دو تہائی کرلوں۔ آپ نے فرمایا: جو تم چاہو لیکن اگر تم زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: پھر میں اپنے تمام وقت میں آپ پر درود بھیجتا رہوں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس صورت میں یہ تمہاری ضروریات کے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں' یہ حدیث حسن ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُولُهُ الزَّائِرُ

باب 66: مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنے کا مستحب ہونا اور جا کر کیا دعا پڑھے

زیارت کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

عربی لغت میں ہر لفظ کا مادہ کم از کم سہ حرفی ہوتا ہے جس سے باقی الفاظ مشتق اور اخذ ہوتے ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے زیارت کا معنی دیکھیں تو یہ لفظ زَارَ، یَزُوْرُ، زَوْرًا سے بنا ہے۔ جس کے اندر ملنے، دیکھنے، نمایاں ہونے، رغبت اور جھکاؤ کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی کی ملاقات کے لئے جائے تو اس میں اس شخص یا مقام کی طرف رغبت، رجحان اور جھکاؤ بھی پایا جاتا ہے اور بوقت ملاقات رؤیت بھی ہوتی ہے اس لئے اس عمل کو زیارت بھی کہا جاتا ہے۔

ائمہ لغت نے زَور کے درج ذیل معانی بیان کیے ہیں, زَارَ یَزُوْرُ زَوْرًا کا معنی ہے, اس نے فلاں شخص سے ملاقات کی یا فلاں کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ (زبیدی، تاج العروس، 6,477)

زیارت کا معنی ہے کسی سے ملنے کے لئے آنا۔ یہ لفظ زَور سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے سینہ کی ہڈیوں کی ملنے کی جگہ یا میلان، رجحان اور رغبت۔ (بطرس بستانی، محیط المحیط، 384)

محیط المحیط (ص، 384) میں زیارت کا معنی یوں بھی لکھا ہے, لفظ زیارۃ مصدر بھی ہے اور اسم بھی۔ جس کا معنی کسی جگہ اہالیان سے ملنے کے لئے جانا جیسے دوست احباب کی ملاقات یا دوسرا معنی کسی جگہ موجود آثار سے حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقامات

Marfat.com

مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔

لغت کی معروف کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے، عرفِ عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب واحترام اوراس سے محبت کی بناء پراس کی ملاقات کے لئے جانا۔ (فیومی، المصباح المنیر فی غریب شرح الکبیر للرافعی، 260,1)

اسی سے مَزَار ہے۔ جس کا معنی ہے وہ جگہ جس کی زیارت کی جائے۔ ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں، مزار سے مراد زیارت کرنے کا مقام ہے۔ (ابن منظور افریقی، لسان العرب، 333,4)

اسی سے زَائِر بھی ہے جس کا معنی ہے، زیارت کے لئے جانے والا شخص یا ملاقاتی۔

زیارت کے شرعی معنی ومفہوم کا بیان

قرآن وحدیث کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ذواتِ عالیہ اور مقاماتِ مطہرہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نعمت ورحمت سے نوازا ہے اور اِن کو دیگر مخلوق پر ترجیح دی ہے۔ ان بابرکت ذوات اور اماکنِ مقدسہ پر حاضری کیلئے جانا مشروع، مسنون، مندوب اور مستحب عمل ہے، عرفِ عام میں اسی کو زیارت کہا جاتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے اہم مقصد یادِ آخرت کا بیان

(584) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّزُوْرَ الْقُبُوْرَ فَلْيَزُرْ ؛ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُنَا الْاٰخِرَةَ" .

✧✧ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو قبروں کی زیارت کرنا چاہتا ہو وہ ان کی زیارت کرے کیونکہ یہ آخرت کو یاد کرواتی ہیں۔

شرح

حدیث میں گویا قبروں پر جانے کی علت بیان فرمائی جارہی ہے کہ قبروں پر کیوں جانا چاہئے؟ چنانچہ فرمایا جارہا ہے کہ قبروں پر جانا درحقیقت انسان کے دل دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا کرتا ہے کہ جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا اور اپنی زندگی پر گھمنڈ کرنا بے کار ہے چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے کسی نے اپنی سلطنت وحکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا کسی نے طاقت ودولت کے نشہ میں اپنی برتری وسطوت کا مظاہرہ کیا، کسی نے سائنس وایجادات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کی ٹھانی اور کسی نے جاہ اقتدار کے بل بوتہ پر امن وسکون کے لالہ زاروں کو دہکتی ہوئی جہنم اور بہتے ہوئے خون کے دریا میں تبدیل کر دیا مگر انجام کیا ہوا کہ جب انہیں مٹی کے تودوں میں دبایا گیا تو کوئی نام لیوا نہ رہا جب ان کی لاشوں

584- اخرجه مسلم 977' باتم منه- واخرجه ابو داؤد 3235' والنسائی 2031 و 4441 و 5668 و 5669

Marfat.com

کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں کے ایک ہی تھپیڑے نے غرور نخوت کے مجسمہ کو دریائی جانوروں کے منہ میں پہنچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو بے چارگی و بے مائیگی بے اختیار مسکرا اٹھی۔ قبروں پر جانے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ آخرت کی یاد دلاتا ہے یعنی قبروں پر پہنچ کر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان پہنچ کر قبروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھا جائے اور موت کو یاد کیا جائے کہ موت کی یاد ہی درحقیقت دنیاوی لذتوں کے فریب کا پردہ چاک کرنے والی اور گناہوں و معصیت کی ہر کدورت کو صاف کرنے والی ہے۔

قبرستان جانے کے آداب کا بیان

مقصد کے اعتبار سے قبروں پر جانے کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) محض موت کو یاد کرنے اور آخرت کی طرف توجہ کے لئے اس مقصد کے تحت صرف قبروں کو دیکھ لینا ہی کافی ہے خواہ قبر کسی کی بھی ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ صاحب قبر کے بارہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون تھا اور کیسا تھا؟ (۲) دعاء مغفرت اور ایصال ثواب وغیرہ کے لئے یہ ہر مسلمان کے لئے مسنون ہے (۳) حصول برکت و سعادت کی خاطر اس مقصد کے تحت اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی جاتی ہے کیونکہ برزخ میں بزرگان دین اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کی برکتیں بے شمار ہیں۔ (۴) عزیز دوست کے ادائے حق کے لئے۔ یعنی کسی اپنے عزیز مثلاً والدین یا دوست کی قبر پر اس مقصد کے تحت جانا کہ وہاں پہنچ کر ان کے لئے دعاء مغفرت و ایصال ثواب کرنا اپنے اوپر ان کا حق ہے چنانچہ حدیث ابو نعیم میں منقول ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرے تو اس کا یہ فعل حج کے برابر ہوتا ہے۔ (۵) دینی اخوت و محبت اور انس مہربانی کے تحت جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھی مومن بھائی کی قبر پر گزرتا ہے اور وہاں سلام و دعاء مغفرت وغیرہ پیش کرتا ہے تو مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

قبرستان میں رات کے وقت جانے کا بیان

(585) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس رات ان کے ہاں ہوتے تھے آپ رات کے آخری حصے میں بقیع شریف لے جاتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے۔

585- اخرجه مسلم 974' والنسائی 2038' وفی عمل الیوم واللیله 1092' واحمد 9/3172' وابن ماجه 1546' وابن حبان 3172' واعبدالرزاق 6722' والبیهقی 79/4

''اے مسلمان قوم کی بستی والو! تم پر سلام ہو تم تک وہ چیز آ گئی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کل کا (یعنی قیامت کا) دن طے شدہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آملیں گے اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت کردے''۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات کو میں نے سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہیں پایا (جب میں نے تلاش کیا تو) یکایک کیا دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں موجود ہیں (مجھے دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیا تمہیں اس بات کا خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف ماہ شعبان کی رات (یعنی شعبان کی پندرھویں شب) کو آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب (کی بکریوں) کے ریوڑ کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں گناہ بخشتا ہے اور رزین نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ "مومنین میں سے) جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں انہیں بخشتا ہے۔" (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث، 1272)

"بقیع" مدینہ منورہ میں ایک قبرستان کا نام ہے اسی کو جنت البقیع بھی کہتے ہیں۔ یہاں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا ہے ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ اسی واقعہ کو ذرا تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ "جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو اپنی باری کے موقعہ پر بستر پر نہیں پایا تو میں نے اپنے بدن پر اپنے کپڑے لپیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم ڈھونڈتی ہوئی باہر نکل گئی اچانک میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں سجدے میں پڑے ہوئے اور سجدہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا دراز کیا کہ مجھے تو یہ شبہ ہوا کہ (خدانخواستہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بہت دیر کے بعد سجدے سے اٹھ کر سلام پھیر چکے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم ڈرتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ ظلم کا معاملہ کریں گے، یعنی تمہیں یہ خیال ہو گیا تھا کہ میں تمہاری باری چھوڑ کر کسی اور بیوی کے ہاں چلا گیا ہوں"؟ (اس جملے میں "اللہ" کا ذکر زینت اور حسن کلام کے لئے ہے) اس کے بعد حضرت عائشہ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ "یارسول اللہ! میں نے یہ گمان نہیں کیا (نعوذ باللہ) اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ظلم کا معاملہ کیا ہے بلکہ مجھے تو خیال ہو گیا تھا کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے یا اپنے ہی اجتہاد سے میرے پاس سے اٹھ کر کسی دوسری بیوی کے ہاں چلے گئے ہیں۔

حضرت علامہ ابن حجر حضرت عائشہ کے اس جواب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "خدانخواستہ اگر حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے جواب میں نعم (جی ہاں) فرمادیتیں تو معاملہ اتنا نازک تھا کہ حضرت عائشہ کا یہ جواب کفر شمار ہوتا مگر حضرت عائشہ اپنی فراست اور ذہانت سے صورت حال سمجھ گئیں اس لئے جواب انہوں نے اس پیرایہ سے دیا کہ اس کی پریشانی و حیرانی کا عذر بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے پاس سے اٹھ آنے کا عذر بیان کیا کہ "شعبان کی

Marfat.com

پندرہویں شب کو اللہ جل شانہ آسمان دنیا پر نزول جلال فرماتا ہے یعنی اس کی رحمت کاملہ کا فیضان اس بیکراں طور پر ہوتا ہے۔ کہ قبیلہ بنو قلب کے ریوڑ کے جتنے بال ہیں اس سے بھی زیادہ لوگوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ وقت چونکہ برکات ربانی اور تجلیات رحمانی کے اترنے کا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ ایسے بابرکت اور مقدس وقت میں اپنی امت کے لوگوں کلئے بخشش کی دعا کروں چنانچہ میں جنت البقیع میں پہنچ کر اپنے پروردگار کی مناجات اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو گیا۔

قبریں فوت شدہ لوگوں کے گھر ہیں

(586) وَعَنْ بريدة رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ تعلیم دیتے تھے' جب لوگ قبرستان جائیں تو یہ پڑھیں۔

"اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستی والو! تم پر سلام ہو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آملیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں"۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گھر اس لئے فرمایا ہے کہ جس طرح زندہ انسان اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہیں اسی طرح مردے اپنی اپنی قبروں میں رہتے ہیں۔ اہل الدیار من المومنین والمسلمین من المومنین اہل الدیار کا بیان اور اس کی وجاحت ہے اسی طرح والمسلمین من المومنین کی تاکید کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے۔

صاحب قبر کے احترام کا بیان

(587) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قبرستان کے پاس سے گزرے آپ نے اپنا

586-اخرجه احمد 9/23046 وابن ابی شیبه 340/3' و مسلم 975 والـلـفظ له- والنسائی 2039 و فی عمل اليوم والليله 1901' وابن ماجه 1547 وابن حبان 3173 وابن السنی فی عمل اليوم والليله 594 والبيهقی 79/4

587-اخرجه الترمذی 1055' و فی اسناده قابوس بن ابی طبيان و فيه لين لكن يشهد له ماتقدم من حديث السيدة عائشة رضی الله عنها و حديث ابی بريدة رضی الله عنه فهوس حسن بشواهده- والله تعالٰی اعلم

Marfat.com

رخ ان کی طرف کیا اور یہ دعا پڑھی:

"اے قبرستان والو! تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری مغفرت کرے تم ہم سے پہلے چلے گئے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں"۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

حدیث کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی طرف اپنا روئے مبارک کر کے متوجہ ہوئے، میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اہل قبور پر سلام پیش کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اس وقت اس کا منہ میت کے منہ کے سامنے ہو، اسی طرح جب دعاء مغفرت و فاتحہ خوانی وغیرہ کے لئے قبر پر کھڑا ہو تو اپنا منہ میت کے سامنے رکھے چنانچہ علماء و مجتہدین کا یہی مسلک ہے اور اسی کے مطابق تمام مسلمانوں کا عمل ہے۔

صرف علامہ ابن حجر اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ قبر پر حاضرت ہونے والا دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کے وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

مظہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی میت کی زیارت اس کی زندگی کی ملاقات کی طرح ہے لہٰذا جس طرح کسی شخص کی زندگی میں اس سے ملاقات کے وقت اپنا منہ اس کے منہ کی طرف متوجہ رکھا جاتا ہے اس طرح اس کے مرنے کے بعد اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی اپنا منہ اس کے منہ کے سامنے رکھا جائے پھر یہ کہ کسی بھی میت کے سامنے وہی طریقہ و آداب ملحوظ رہنے چاہئیں جو اس کی زندگی میں نشست و برخاست کے وقت ملحوظ ہوتے تھے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص کی ملاقات کے وقت جو اپنے کمالات و فضائل کی بنا پر عظیم المرتبت و رفیع القدر تھا ادب و احترام کے پیش نظر اس کے بالکل قریب نہیں بیٹھتا تھا بلکہ اس سے کچھ فاصلہ پر بیٹھتا تھا تو اب اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی وہ فاصلہ سے کھڑا رہے یا بیٹھے اور اگر اس کی زندگی میں بوقت ملاقات اس کے قریب بیٹھتا تھا کہ جب اس کی میت یا قبر کی زیارت کرے تو اس کے قریب ہی کھڑا ہو یا بیٹھے۔ جب کسی قبر کی زیارت کی جائے تو اس وقت سورت فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب میت کو بخش کر اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلَا بَأْسَ بِهٖ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّيْنِ

باب 67: کسی لاحق ہونیوالی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا منع ہے لیکن دین کے معاملے میں فتنے کے اندیشے کی وجہ سے اس میں کوئی حرج نہیں

تکالیف و مصائب سے پریشان ہو کر موت کی آرزو کرنے کا بیان

جسمانی تکلیف و مصیبت اور دنیاوی ضرر نقصان مثلاً مرض، تنگدستی اور دوسری بلاء و پریشانیوں کی وجہ سے موت کی آرزو کرنا

Marfat.com

مکروہ ہے کیونکہ یہ بے صبری اور تقدیر الٰہی پر راضی نہ ہونے کی علامت ہے۔ دیدار الٰہی کے شوق و محبت، اس سرائے فانی اور اس کی محبت سے نجات، دار البقاء پہنچنے کی خواہش اور وہاں کی نعمتوں کی تمنا میں موت کی آرزو ایمان اور کمال ایمان کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر و نقصان کے خوف سے بھی موت کی آرزو کرنا مکروہ نہیں ہے۔

"موت کو یاد رکھنا" دراصل کنایہ ہے اس بات سے کہ اللہ رب العزت کا خوف قلب میں جاگزین ہو اس کی رضاء و خوشنودی کا حصول اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہمہ وقت پیش نظر ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل ہو، توبہ و استغفار کا ورد ہو اور دنیاوی نفع نقصان پر آخرت کے نفع و نقصان کو مقدم رکھا جائے۔ ورنہ تو محض موت کو یاد رکھنا اور یاد کرنا اور عملی طور پر بے راہ روی اختیار کرنا چنداں فائدہ مند نہیں ہے بلکہ قساوت قلب کا سبب ہے جیسا کہ غفلت کے ساتھ اللہ رب العزت کو یاد کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ نسأل اللہ العافیۃ۔

موت کی آرزو کرنے کی ممانعت کا بیان

(588) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لا یَتَمَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ، اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ یَزْدَادُ، وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ یَتَمَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ، وَلا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهٗ ؛ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ، وَاِنَّهٗ لا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَیْرًا".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص موت کی آرزو ہرگز نہ کرے اگر وہ نیک ہوگا تو اس کی نیکی میں اضافہ ہوگا اور اگر گنہگار ہوگا تو شاید توبہ کرلے۔ متفق علیہ اور یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

مسلم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص موت کی آرزو ہرگز نہ کرے اور اس کے آنے سے پہلے اس کے بارے میں دعا نہ کرے کیونکہ جب وہ مرجائے گا تو اس کا عمل منقطع ہوجائے گا۔ مومن کی عمر اس کی بھلائی میں اضافہ کرتی ہے۔

تکالیف کے باوجود موت کی آرزو نہ کرنے کا بیان

(589) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "لا یَتَمَنَّیَنَّ

588- اخرجه البخاری 7235 من حدیث سعد بن عبید مولی عبد الرحمن بن ازهر رضی الله عنه ولیس من روایة ابی هریرة رضی الله عنه کما جاء فی نسخ ریاض الصالحین وغیره- فتنبه لذلک اخی الکریم رحمک الله تعالیٰ'

اخرجه مسلم 2682

589- اخرجه احمد 4/12015 والبخاری 2671 ومسلم 2680 والترمذی 971 والنسائی 1820' وابو داؤد 3108' وابن حبان 2966 والقضاعی فی مسند الشهاب 1937 والبیهقی 3/ بالفاظ متقاربة

Marfat.com

اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ، فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّىْ، وَتَوَفَّنِىْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّىْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی نازل ہونیوالی پریشانی کی وجہ سے موت کی آرزو کبھی نہ کرے۔ اگر اس نے ضرور ایسا کرنا ہو تو یہ ہے۔

''اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے مجھے زندہ رکھ۔ جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے موت دیدے''۔

(متفق علیہ)

شرح

امام نووی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ دینی فتنہ وفساد کے خوف سے موت کی آرزو کرنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت امام شافعی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ وغیرہما کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان حضرات نے دینی فتنہ وفساد کے خوف سے موت کی آرزو کی تھی اسی طرح کے راستہ میں شہادت کی آرزو کرنی بھی مستحب ہے اس لئے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ومنقول ہے بلکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تو یہاں تک منقول ہے کہ انہوں نے طاعون عمواس کے وقت موت کی آرزو کی تھی اس لئے معلوم ہوا کہ شہادت کی آرزو کرنا اگرچہ وہ از قسم طاعون وغیرہ ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے۔

مسلم میں یہ روایت منقول ہے کہ جس شخص نے صدق دل سے اور خلوص نیت کے ساتھ شہادت کی تمنا کی تو اسے شہادت کا ثواب دیا جاتا ہے (اگرچہ اسے شہادت حاصل نہ ہو سکے) مدینہ میں موت کی آرزو کرنا مستحب ہے کیونکہ بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی۔ "دعا (اللّٰهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك" (اے اللہ! اپنی راہ میں مجھے شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول کے شہر میں مجھے موت دے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک زندگی موت سے بہتر ہے جب تک کہ گناہ کے مقابلہ میں طاعات زیادہ ہوں اور زمانہ دینی فتنہ وفساد سے خالی ہو۔ ہاں جب صورت حال بالکل برعکس ہو۔ بایں طور کہ طاعات کے مقابلہ میں گناہ زیادہ ہوں اور زمانہ دینی فتنہ وفساد سے خالی نہ ہو تو پھر جینے سے مرجانا ہی بہتر ہے۔

موت کی آرزو کی ممانعت اور مٹی ملنے کا بیان

(590) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا، وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ . ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً

590- بخاری' مسلم' نسائی' ابن حبان 2999' طبرانی کبیر 3632/4' بیهقی 377/3' احمد 32234/7 ترمذی' مسند شهاب 1046' حاکم 5666/3

Marfat.com

اُخْرٰی وَھُوَ یَبْنِیْ حَائِطًا لَّهٗ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ لَیُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ یُنْفِقُهٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ یَجْعَلُهٗ فِیْ ھٰذَا التُّرَابِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،

وَھٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ۔

✧✧ حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان کی عیادت کرنے کے لئے، انہوں نے سات داغ لگوائے تھے۔انہوں نے فرمایا ہمارے کچھ ساتھی گزر چکے ہیں۔دنیا نے ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی اور ہمیں وہ چیزیں مل گئی ہیں جنہیں استعمال کرنے کے لئے صرف مٹی ملتی ہے۔اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کے لئے دعا کرتا۔

راوی بیان کرتے ہیں، پھر جب ہم دوسری مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اس وقت اپنی دیوار بنا رہے تھے۔انہوں نے فرمایا: مسلمان جو چیز خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر ملتا ہے ماسوائے اس کے جسے وہ اس مٹی میں ڈالتا ہے۔(یعنی جو تعمیرات کرتا ہے)

شرح

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں پہلے اسلام لانے والوں میں شمار کئے جاتے تھے یہی وہ مرد حق آگاہ ہیں جنہوں کفار کے ظلم و ستم کے اس خشمگین ماحول میں سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے انتہا تکلیف و سختیوں اور ظلم ستم میں مبتلا کئے گئے حضرت خباب بدر اور دوسرے جہادوں میں شریک ہوئے ہیں اور ۳۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ "بدن پر داغ لگوانے" اس زمانہ میں بہت سے امراض میں ایک معروف علاج تھا۔ایک موقع پر اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ یہ ممانعت اس لئے فرمائی گئی تھی کہ اس طریقہ علاج کو اختیار کرنے والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس سے شفا ہوتی ہے لہٰذا اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ اعتقاد یہ ہو کہ یہ طریقہ علاج تو صرف ایک ظاہر سبب کے درجہ میں ہے شفا دینے والا اللہ ہی ہے تو پھر اس طریقہ علاج کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا یہ کہا جائے گا کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ فی الواقع اس طریقہ علاج کی ضرورت و حاجت نہ ہو۔حضرت خباب کی طرف سے آرزوئے موت یا تو اس لئے تھی کہ وہ اس مرض کی شدت سے کہ جس کے لئے انہوں نے داغ لگوائے تھے بہت زیادہ بے قرار و بیتاب تھے یا پھر اس کی وجہ ان کی تونگر اور مالداری تھی کہ ان کا یہ احساس تھا کہ مال و زر یہ افراط و بہتات کہیں میرے پائے استقامت میں کوئی لغزش پیدا نہ کر دے جس کی وجہ سے میں آخرت کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤں اور یہی وجہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ ان کے یہ الفاظ ولقد رایتنی الخ اس پر دلالت کرتے ہیں۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے صاحبزادے اور آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، جنگ احد میں آپ نے شہادت پائی اور سید الشہداء کے لقب سے یاد فرمائے گئے۔ "اذخر" وہاں کی ایک گھاس کا نام ہے جو خوشبودار ہوتی ہے۔یہ گھاس چھت کے تختوں پر بچھائی جاتی ہے اور دوسری بہت سی ضروریات میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صبر کرنے والا مفلس و تنگ دست، شکر کرنے والے مالدار سے افضل ہے کیونکہ حضرت خباب جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنے حال پر کہ

انہیں مالداری وتونگری حاصل تھی اور ظاہر ہے کہ ان کے شاکر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں تھا۔تاسف کیا۔

حدیث کے آخری جزو کا مطلب یہ ہے کہ مکان وغیرہ کی تعمیر میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس پر کوئی اجر وثواب نہیں ملتا۔لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ تعمیر، وحاجت سے زائد ہو، ورنہ اپنی حاجت کے بقدر گھر بنانا، ضروریات زندگی میں شامل ہے اور اس کی تعمیر پر صرف کیا جانے والا روپیہ پیسہ ضائع نہیں ہوجاتا، اسی طرح ہی خیر وبھلائی کے مکانات جیسے مساجد ومدارس اور ان جیسی دوسری عمارتوں کا معاملہ بھی مذکورہ حکم سے مستثنیٰ ہے کہ ان کا بنانا مستحب ومستحسن ہے۔

راوی حدیث قیس بن ابوحازم کے احوال کا بیان

قیس بن ابوحازم: یہ بجلی احمسی ہیں۔ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔کوفہ کے رہنے والے تھے اکابر تابعین میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت کو پایا ہے یہ اسلام قبول کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن اس وقت نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین اور یعقوب بن شیبہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ان کا وصال 98 ہجری میں ہوا۔

بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

باب **68**: پرہیزگاری اور مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا

محض سنی سنائی باتیں کرنے سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴾ (النور : **15**)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور تم اسے ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے“۔

یعنی تم تو اس کو معمولی بات خیال کرتے تھے کہ ہم نے جیسا سنا ویسا دوسرے سے نقل کر دیا مگر وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا کہ بے دلیل اور بے تحقیق ایسی بات کو چلتا کر دیا جس سے دوسرے مسلمان کو سخت ایذا ہو، اس کی رسوائی ہو اور اس کے لئے زندگی دوبھر ہو جائے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴾ (الفجر : **14**) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”بے شک تمہارا پروردگار (ان کے اعمال) کا نگران ہے“۔

حلال وحرام ظاہر جبکہ مشتبہ سے پرہیز کرنے کا بیان

(591) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى

591- احمد 18402/6 بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه، دارمی 245/2 ابن حبان 721، بیهقی 264/5

الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُّتَقَارِبَةٍ.

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جس کے بارے میں بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے تو جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ جائے گا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کرلیا اور جو شخص مشتبہ میں مبتلا ہوا وہ حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا' اس چرواہے کی طرح جو سرکاری چراگاہ کے اردگرد بکریاں چراتا ہے تو ممکن ہے' اس کے جانور چراگاہ میں داخل ہو جائیں۔ ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخصوص چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں یاد رکھنا! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک رہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ یاد رکھنا وہ دل ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور دونوں حضرات نے اسے ایک دوسرے کے قریب الفاظ میں نقل کیا ہے۔

شرح

حلال ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جن کا حلال ہونا سب کو معلوم ہے نیک کلام اچھی باتیں وہ مباح چیزیں ہیں جن کو کرنا یا جن کی طرف دیکھنا درست ہے شادی بیاہ کرنا اور چلنا پھرنا وغیرہ وغیرہ اسی طرح حرام ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا حرام ہونا نص کے ذریعہ بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے جیسے شراب خنزیر مردار جانور، جاری خون زنا سود جھوٹ غیبت چغل خوری امرد اور اجنبی عورت کی طرف بہ نظر بد دیکھنا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کی حرمت یا حلت کے بارہ میں دلائل کے تعارض کی بناء پر کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہیں یا حلال ایسی کتنی ہی چیزیں ہیں جن کے حلال ہونے کی دلیلیں بھی ہیں اور حرام ہونے کی بھی اس صورت میں کوئی واضح فیصلہ کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی چیزوں کے بارے میں دونوں طرف کی دلیلوں میں سے کسی ایک طرف کی دلیل کو اپنی قوت اجتہاد اور بصیرت فکر و نظر کے ذریعہ راجح قرار دے کر کوئی واضح فیصلہ کر لیتے ہیں۔ بہر کیف مشتبہ چیز کے بارہ میں علماء کے تین قول ہیں۔

1- ایسی چیز کو نہ حلال سمجھا جائے نہ حرام اور نہ مباح یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ 2- ایسی چیز کو حرام سمجھا جائے 3- ایسی چیز کو مباح سمجھا جائے اب ان تینوں اقوال کو ذہن میں رکھ کر مشتبہ کو بطور مثال اس طرح سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ایک دوسری عورت نے آ کر کہا کہ میں نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے اس صورت میں وہ منکوحہ عورت اس شخص کے حق میں مشتبہ ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو عورت کا بیان ہے کہ میں نے چونکہ ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس لئے یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ رضاعی بھائی بہن کے

Marfat.com

درمیان نکاح درست نہیں ہوتا لہٰذا اس دلیل کا تو یہ تقاضا ہے کہ اس نکاح کو قطعاً ناجائز کہا جائے مگر دوسری طرف نکاح کے جائز رہنے کی یہ دلیل ہے کہ صرف یہ ایک عورت کی بات ہے جس پر کوئی شرعی گواہی نہیں ہے اس پر کیسے یقین کرلیا جائے کہ یہ عورت صحیح ہی کہہ رہی ہے ہوسکتا ہے کہ یہ محض بدنیتی کی وجہ سے یہ بات کہ کران دونوں کے درمیان افتراق کرانا چاہتی ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ نکاح جائز اور درست ہے دلائل کے اس تعارض کی وجہ سے لامحالہ یہی حکم ہوگا کہ یہ ایک مشتبہ مسئلہ ہوگیا ہے اس لئے اس شخص کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ وہ اس عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھے کیونکہ مشتبہ چیز سے اجتناب ہی اولی ہے مشتبہ چیز کی دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کے پاس کچھ روپے ہیں جن میں سے کچھ تو جائز آمدنی کے ہیں اور کچھ ناجائز آمدنی کے اس صورت میں وہ سب روپے اس شخص کے حق میں مشتبہ ہیں لہٰذا اس کو ان روپیوں سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے۔ ارشادگرامی میں حرام چیزوں کو ممنوعہ چراگاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی حاکم کسی خاص چراگاہ کو دوسروں کے لئے منوع قرار دے دیتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھیں اسی طرح جو چیزیں شریعت نے حرام قرار دی ہیں وہ لوگوں کے لئے ممنوع ہیں کہ ان کے ارتکاب سے اجتناب و پرہیز واجب وضروری ہے اور مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ (منڈیر) پر عام جانور چرانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح چرواہے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھ کر چرائے تاکہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں نہ گھس جائیں اور اگر وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ پر چرائے گا تو پھر اس بات کا ہر وقت احتمال رہے گا کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں گھس جائیں جس کے نتیجہ میں اسے مجرم قرار دے دیا جائے گا اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ مشتبہ چیزوں سے دور رہے تاکہ محرمات حارم چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا تشبیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جان لو کہ ہر بادشاہ کا ایک ایسا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں جانور چرانا جرم سمجھا جاتا ہے (یہ گویا زمانہ جاہلیت کے بادشاہوں اور حکام کے بارہ میں خبر دی ہے یا یہ کہ مسلمانوں میں سے ان بادشاہوں اور حکام کے بارے میں خبر دی ہے جو غیر عادل ہیں کیونکہ کسی علاقہ کی گھاس کو جانوروں کے چرنے سے روک کو ممنوعہ چراگاہ قرار دینا درست نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام چیزیں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونا لوگوں کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا جو کوئی اس ممنوعہ علاقہ میں داخل ہوگا یعنی حرام چیزوں کا ارتکاب کرے گا اسے مستوجب عذاب قرار دیا جائے گا اور پھر ان حرام چیزوں میں بھی بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کے مرتکب کی بخشش ہی نہیں ہوگی جیسے شرک اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہیں کہ چاہے ان کے مرتکب کو بخشے چاہے نہ بخشے البتہ سچے دل کے ساتھ توبہ استغفار سے ہر چیز بخشی جائے گی۔

حضرت شیخ علی متقی نے اس موقع پر یہ ترتیب ضروری مباح مکروہ حرام کفر قائم کر کے لکھا ہے کہ جب بندہ اپنی معاشی تمدنی اور سماجی زندگی کے تمام گوشوں میں اس قدر ضرورت پر اکتفاء کر لیتا ہے جس سے اس کا وجود اور اس کی عزت باقی رہے تو وہ اپنے دین میں ہر خطرہ سے سلامت رہتا ہے مگر جب حد ضرورت سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو حد مکروہات میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حرص وہوس حد مکروہات سے نکال کر محرمات کی مد میں داخل کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا اگلا قدم کفر میں پہنچ جاتا ہے

Marfat.com

نعوذ باللہ من ذلک۔ حدیث کے آخر میں انسانی جسم میں گوشت کے اس ٹکڑے کی اہمیت بیان کی گئی ہے جسے دل کہا جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ ٹکڑا بگڑ جاتا ہے یعنی انکار شک اور کفر کی وجہ سے اس پر ظلمت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ارتکاب گناہ ومصیبت کی وجہ سے پورا جسم بگڑ جاتا ہے لہٰذا ہر عاقل وبالغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی طرف متوجہ رہے اور اس کو خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے روکے تاکہ وہ آگے بڑھ کر مشتبہ چیزوں کی حد میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ جب دل خواہشات نفسانی کی طرف چل پڑتا ہے تو پھر اللہ کی پناہ وہ تمام حدوں کو پھلانگتا ہوا ظلمت کی آخری حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔ آخر میں یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بدن کی بھلائی و بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیونکہ حلال غذا سے دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور دل کی صفائی ہی سے تمام بدن اچھی حالت میں رہتا ہے بایں طور کہ اس کے ایک ایک عضو سے اچھے اعمال ہی صادر ہوتے ہیں اور تمام اعضاء کا برائی کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے۔ اور اب ایک بات یہ جان لیجئے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم ومسائل کے بڑے وسیع خزانے کی حامل ہے نیز جن حدیثوں پر اسلامی شرائع واحکام کا مدار ہے وہ تین ہیں ایک تو حدیث (انما الاعمال بالنیات) دوسری حدیث (من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ) اور تیسری یہ حدیث مذکورہ بالا ہے۔

پرہیز کرنے کا بیان

(592) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ: "لَوْلَا اَنِّي اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں ایک کھجور پائی تو فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوسکتی ہے تو میں اسے کھالیتا۔ (متفق علیہ)

شرح

اس حدیث سے کئی مسئلے مستنبط ہوتے ہیں۔ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوۃ کا مال کھانا حرام تھا چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مطلقاً صدقہ کا مال حرام تھا کہ خواہ صدقہ واجب (یعنی زکوۃ وغیرہ) کا مال ہو یا صدقہ نافلہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے تھے۔ (۲) بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ لینا اور اسے استعمال کرنا تو حرام ہے لیکن صدقہ نافلہ حرام نہیں ہے (۳) راستے میں پڑی ہوئی کسی ایسی چیز کو اٹھا کر کھالینا یا اسے اپنے استعمال میں لے آنا جائز ہے خواہ وہ مقدار و تعداد میں بہت تھوڑی ہو اور یہ گمان ہو کہ اس کا مالک اسے تلاش نہیں کرے گا۔ (۴) بندہ مومن کے لئے یہ بات اولیٰ اور افضل ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اجتناب و پرہیز کرے جس میں حرمت کا ذرا بھی شبہ ہو۔

من میں کھٹکنے والی مشتبہ چیز کا بیان

(593) وَعَنِ النَّوَّاسِ بن سمعان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ

592- احمد 4/12191' بخاری' مسلم' ابن ابی شیبه 214/2' بیهقی 195/6

593- مسلم' ترمذی' بخاری فی الادب المفرد' ابن حبان 397' دارمی 2789' احمد 6/1760' حاکم 2172' بیهقی 192/10

Marfat.com

الخُلُقِ، وَالاِثْمُ : مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالكَافِ : اَيْ تَرَدَّدَ فِيْهِ .

✧✧ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے من میں کھٹکے اور تمہیں یہ ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

"حاكَ" میں حاء مہملۃ اور کاف ہے۔ یعنی وہ اس کے دل میں تردد کے طور پر باقی رہے/ ایا کھٹکے۔

شرح

ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ شبہات میں پڑنے سے بچو اور جو چیزیں شبہات میں مبتلا کرنے والی ہوں ان سے اجتناب کرو بعض علماء کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ از قسم اقوال واعمال جس چیز کی حلت وحرمت کے بارے میں تمہارا ضمیر شک میں مبتلا ہو جائے تو اس چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرلو جس کے بارے میں تمہارا ضمیر کسی شک میں مبتلا نہ ہو کیونکہ انسان کا ضمیر چونکہ غلط راہنمائی نہیں کرتا اس لئے کسی چیز کے بارے میں ضمیر کا شک میں مبتلا ہونا اس چیز کے غلط اور باطل ہونے کی علامت ہے اور کسی چیز کے بارے میں ضمیر کا مطمئن ہو جانا اس چیز کے صحیح اور حق ہونے کی علامت ہے گویا کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے اور اس کے حلال یا حرام ہونے کی پہچان کے لئے یہ ایک قاعدہ اور کسوٹی ہے تاہم یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ یہ بات ہر شخص کو حلال نہیں ہوتی بلکہ یہ وصف خاص ان صالح انسانوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے ذہن وفکر اور جن کے دل ودماغ تقوی وایمان داری اور راستبازی وحق پسندی کے جوہر سے معمور ہوتے ہیں۔

گناہ سے ضمیر میں الجھن ہونے کا بیان

(594) وَعَنْ وَّابِصَةَ بن مَعبدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ : نَعَمْ، فَقَالَ: "اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، البِرُّ : مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالاِثْمُ : مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ وَاَفْتَوْكَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ احمد وَالدَّارِمِيُّ فِيْ مُسْنَدَيْهِمَا .

✧✧ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم نیکی کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے دل سے سوال کرو۔ نیکی وہ ہے جس سے تمہارا ضمیر مطمئن ہو اور تمہارا دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو تمہارے ضمیر میں کھٹکے اور تمہارے سینے میں اس کے بارے میں الجھن ہو اگرچہ لوگ اس کے بارے میں تمہیں جو بھی بتائیں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ اس کو امام احمد اور دارمی نے اپنی اپنی "مسند" میں نقل کیا ہے۔

594- احمد 18021' دارمی 2533' احمد 17757/6

Marfat.com

شرح

تردد پیدا کرے کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ایسا کام کرو جس پر تمہارے دل کو اطمینان نہ ہو بلکہ اس کی وجہ سے دل و دماغ میں ایک خلش پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ تمہارا وہ کام بہتر نہیں ہے بلکہ گناہ کا باعث ہے لیکن واضح رہے کہ اس بات کا تعلق اس شخص سے ہے جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کی دولت کے لئے کھول دیا ہے اور اس کا دل نور تقوی سے روشن ہو علاوہ ازیں کام سے مراد وہ اعمال نہیں ہیں جن کی برائی کو شریعت نے واضح کر دیا ہے اور جس کا گناہ ہونا کسی شک وشبہ سے بالاتر ہو بلکہ اس سے مراد کوئی ایسا فعل ہے جا م نوع ہونا شارع سے واضح طور پر منقول نہ ہو۔ اور اس کے متعلق علماء کے اختلافی اقوال ہوں اور تم اس بات کو پسند نہ کرو یہ گویا گناہ کی دوسری پہچان بیان فرمائی لیکن اس کا تعلق بھی انہی لوگوں سے ہے جو اچھے احوال کے ہوں۔

رضاعت کے سبب فسخ نکاح کا بیان

(595) وَعَنْ اَبِی سِرْوَعَةَ - بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِی اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ، فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ، فَقَالَتْ: اِنِّی قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِی قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا . فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِی وَلَا اَخْبَرْتِنِی، فَرَكِبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَسَاَلَهُ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ؟ وَقَدْ قِيْلَ" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"اِهَابٌ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَ"عَزِيْزٌ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبِزَایٍ مُكَرَّرَةٍ.

✧✧ حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی صاحب زادی کے ساتھ شادی کر لی۔ ایک خاتون ان کے پاس آئی اور بولی میں نے عقبہ کو اور جس کے ساتھ اس نے شادی کی ہے اس لڑکی کو دونوں کو دودھ پلایا ہوا ہے۔ عقبہ نے اس خاتون سے کہا مجھے تو یہ علم نہیں ہے' تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ ہی مجھے تم نے پہلے بتایا تھا۔ پھر وہ سوار ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب کیا ہو سکتا ہے جبکہ بات بتائی جا چکی ہے تو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے علیحدگی اختیار کی اور اس خاتون نے کہیں اور شادی کر لی۔

''اھاب'' میں ہمزہ کسرہ کے ساتھ ہے۔ اور ''عزیز'' میں ع فتحہ کے ساتھ اور زاء مکرر ہے۔

شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر شک والی چیز کو اپنانے کا بیان

(596) وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

595- بخاری فی العلم والبیوع والشھادات النکاح' ابو داؤد' ترمذی' نسائی' طبرانی کبیر 974/17' ابن حبان 4216' دارقطنی 177/4' حمیدی 579' بیہقی 463/7

596- ترمذی' احمد 1723/1' عبدالرزاق 4984' طبرانی کبیر 2711' ابو یعلیٰ 6762' ابن حبان 722' نسائی 5727' طیالسی 1178' حاکم 2169/2' دارمی 2532

Marfat.com

وَسَلَّمَ : "دَعْ مَا يرِيبُكَ اِلٰى مَا لا يَرِيبُكَ" رَوَاهُ التِرمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" .

مَعْنَاهُ : اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيهِ، وَخُذْ مَا لا تَشُكُّ فِيهِ .

✧ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رکھا ہے "جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کرے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے، تم اس چیز کو ترک کر دو جس کے بارے میں تمہیں شک ہو اور اس چیز کو اختیار کرو جس کے بارے میں تمہیں شک نہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کمال تقویٰ کا بیان

(597) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ لِاَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الخَرَاجَ، وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ، اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِيْ، فَاَعْطَانِيْ لِذٰلِكَ، هٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ، فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْخَرَاجُ" : شَيْءٌ يَجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلٰى عَبْدِهِ يُؤَدِّيْهِ كُلَّ يَوْمٍ، وَبَاقِيْ كَسْبِهِ يَكُوْنُ لِلْعَبْدِ .

✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کا ایک غلام تھا جو انہیں تاوان ادا کیا کرتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے تاوان میں سے خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا۔ غلام نے ان سے کہا آپ جانتے ہیں یہ کہاں سے آئی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہاں سے آئی ہے۔ اس نے جواب دیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کے لئے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت کرنی نہیں آتی۔ میں نے صرف اسے دھوکہ دیا تھا۔ اب وہ مجھے ملا تو اس نے اس کے جواب میں مجھے یہ ہدیہ دیا ہے جو آپ نے کھالیا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اندر داخل کیا اور پیٹ میں موجود ہر چیز قے کر دی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

"الخراج" رقم کا وہ حصہ جو آقا اپنے غلام پر یومیہ ادائیگی کیلئے مقرر کرتا ہے اور باقی ماندہ رقم غلام کی ہو جاتی ہے۔

(598) وَعَنْ نَافِعٍ : اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَفَرَضَ لِابْنِهِ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ، فَقِيْلَ لَهُ : هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ اَبُوْهُ . يَقُوْلُ : لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

597- اخرجه البخاری (3842)

598- اخرجه البخاری (3912)

Marfat.com

✧✧ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کے لئے چار ہزار کا وظیفہ مقرر کیا اوراپنے صاحب زادے کے لئے ساڑھے تین ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ ان سے دریافت کیا گیا یہ بھی تو مہاجرین میں شامل ہیں آپ انہیں کم ادائیگی کیوں کررہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے باپ نے اسے ہجرت کروائی تھی گویا وہ یہ کہنا چاہتے تھے' یہ اس شخص کی مانند نہیں ہے جس نے بذات خود ہجرت کی تھی۔

اس حدیث کوامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور کمال تقویٰ کا بیان

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے دودھ نوش فرمایا تو انہیں بہت اچھا لگا جس شخص نے انہیں دودھ پلایا تھا اس سے انہوں نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے؟ اس نے انہیں بتایا کہ ایک پانی پر یعنی نام لے کر بتایا کہ فلاں جگہ جہاں پانی تھا میں گیا۔

وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ زکوۃ کے بہت سے اونٹ موجود ہیں اور انہیں پانی پلایا جارہا ہے پھر اونٹ والوں نے اونٹوں کا تھوڑا سا دودھ نکالا اس میں سے تھوڑا سا دودھ میں بھی لے کر اپنی مشک میں ڈال لیا یہ وہی دودھ ہے یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور قے کر دی۔ (مالک، بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث،332)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل کمال تقویٰ اور انتہائی ورع کی بناء پر تھا ورنہ تو جہاں تک مسئلے کی بات ہے یہ تو بتایا جاچکا ہے کہ اگر مستحق زکوۃ کے مال کا مالک ہوجانے کے بعد اسے کسی غیر مستحق زکوۃ کو ہبہ کردے یا اسے تحفہ کے طور پر دے دے تو اسے استعمال میں لانا اور اسے کھانا جائز ہے چنانچہ ابھی گزشتہ صفحات میں بریرہ کا جو واقعہ گزرا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کے جواز ہی کو بیان فرمایا تھا۔

کوئی حرج نہ ہونے والی چیز کو نہ چھوڑنے کا بیان

(599) وَعَنْ عَطِيَّةَ بن عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ، حَذَرًا مِّمَّا بِهٖ بَاْسٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت عطیہ بن عروہ سعدی صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ اس وقت تک پرہیزگار لوگوں میں شامل نہیں ہوتا جب تک اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس چیز سے بچارہے جس میں حرج ہوتا ہے۔

اس حدیث کوامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

599- اخرجه الترمذي (2459) وابن ماجه (4215)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَوُقُوْعٍ فِي حَرَامٍ وَّشُبُهَاتٍ وَّنَحْوِهَا

باب 69: لوگوں اور زمانے کے فساد کے وقت یا دین کے بارے میں کسی آزمائش کے خوف کی وجہ سے یا حرام یا مشتبہ چیزوں وغیرہ میں مبتلا ہونے کے اندیشے کی وجہ سے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا مستحب ہونا

شیطان کے شر سے بچنے کیلئے اللہ کی بارگاہ میں پناہ لینے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (الذاریات: 50).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم اللہ تعالیٰ کی طرف آجاؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں''۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے بھاگو اللہ کی طرف توبہ کے ذریعہ، ابوبکر دراق اور جنید بغدادی نے فرمایا کہ نفس وشیطان معاصی کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور بہکانے والے ہیں، تم ان سے بھاگ کر اللہ کی طرف پناہ لو تو وہ تمہیں ان کے شر سے بچالے گا۔ (تفسیر قرطبی، سورہ ذاریات، بیروت)

متقی، غنی اور خفی کا بیان

(600) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَالْمُرَادُ ب "الْغَنِيِّ" غَنِيُّ النَّفْسِ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگار، بے نیاز (یعنی قناعت پسند)، پوشیدہ رہنے والے (یعنی اپنی حالت کو پوشیدہ رکھنے والے) بندے کو پسند کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں غنا سے مراد نفس کا غنا (یعنی قناعت پسندی) ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث یہ بات گزر چکی ہے۔

شرح

متقی "اس شخص کو کہتے ہیں جو ممنوع چیزوں سے اجتناب کرے یا یہاں "متقی" سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے مال وزر کو

600- اخرجه مسلم 2965 واحمد 1/1441 وابو يعلى 734 والبيهقى فى شعب الايمان 10370 وابو نعيم فى الحلية 1/24

Marfat.com

بڑے کاموں اور عیش وتفریح میں خرچ نہ کرے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ متقی سے مراد وہ شخص ہے جو حرام اور مشتبہ امور سے کلیۃً اجتناب کرے اور ان چیزوں سے بھی احتیاط وپرہیز کرے جن کا تعلق خواہشات نفس اور مباحات سے ہے۔

اور "غنی" سے مراد وہ شخص ہے جو مالدار ودولتمند ہو یا دل کا غنی ہو۔ لیکن اس حدیث کا یہاں اس باب میں نقل کرنا اس بات کو زیادہ ثابت کرتا ہے کہ "غنی" سے مراد وہ شخص ہے جو مالدار ودولتمند ہو یا دل کا غنی ہو! لیکن اس حدیث کا یہاں اس باب میں نقل کرنا اس بات کو زیادہ ثابت کرتا ہے کہ "غنی" سے مراد وہی شخص ہے جو مال ودولت رکھتا ہو اور یہ بات دل کے غنی ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ غناء کے باب میں وہی شخص اصل اور کامل ترین ہے جو ظاہری مال ودولت کے ساتھ دل کا غنا بھی رکھتا ہو اور جس کے ذریعہ ہاتھ کے غنا کا وہ تقاضا بھی پورا ہوتا ہے جو دنیا وآخرت میں مراتب ودرجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے اس صورت میں یہ بات بجا طور پر کہی جا سکتی ہے کہ یہاں غنی سے مراد اصل میں شکر گزار مالدار ہے! چنانچہ بعض حضرات نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ شکر گزار مالدار، صبر اختیار کرنے والے فقیر ومفلس سے افضل ہے۔

"خفی" سے مراد یا تو گوشہ نشین ہے، یعنی وہ شخص جو سب سے ترک تعلق کے ذریعہ یکسوئی اور تنہائی اختیار کر کے اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہے، یا یہ کہ پوشیدہ طور پر خیر وبھلائی کرنے والا مراد ہے، یعنی وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی کے لئے نیک کاموں اور اپنے مال کو خرچ کرنے میں اس طرح رازداری اختیار کرے، کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو، اس صورت میں "خفی" کا اطلاق مفلس ونادار شخص پر بھی ہو سکتا ہے اور یہ دوسری مراد زیادہ واضح ہے ویسے یہ لفظ حائے مہملہ کے ساتھ یعنی "حفی" بھی روایت کیا گیا ہے جس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو حق کے معاملہ میں نرمی ومہربانی اور احسان کرے، لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ لفظ "خفی" ہے۔ جس کی وضاحت پہلے کی گئی! واضح رہے کہ یہ حدیث ان لوگوں کی بھی دلیل ہے جو یہ کہتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کرنا، ان کے ساتھ میل جول اور ان کے درمیان رہن سہن رکھنے سے افضل ہے، لیکن جو حضرات، لوگوں کے ساتھ میل جول اور ان کے درمیان رہن کو ترک تعلق اور کنارہ کشی سے افضل قرار دیتے ہیں۔ انہوں یہ تاویل کی ہے کہ گوشہ نشینی کا افضل اور پسندیدہ ہونا اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کہ فتنوں کا زور ہو اور لوگوں کے ساتھ میل جول اور ان کے درمیان رہن سہن اختیار کرنے سے دین وآخرت کے معاملات پر برا اثر پڑتا ہو اور ایمان وعمل میں رخنہ اندازی ہوتی ہو۔

تنہائی میں عبادت کرنے کی فضیلت کا بیان

(601) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ مُّجَاھِدٌ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّہٗ".

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "یَتَّقِی اللّٰہَ، وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

601- اخرجه احمد 4/1322 والبخاری 2786 ومسلم 1888 واللفظ له والترمذی 2660 والنسائی 3105 وابو داؤد 2485 وابن ماجه 3978 وابن حبان 4599 والبیہقی 159/9

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔آپ نے فرمایا: وہ مومن شخص جو اپنی ذات اور مال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔اس نے دریافت کیا پھر کون سا شخص۔آپ نے فرمایا: وہ شخص ہے جو کسی گھاٹی میں الگ رہ کر اپنے پروردگار کی عبادت کرے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچالے (متفق علیہ)

شرح

اس حدیث کا مطلب بھی یہ تلقین کرنا ہے کہ جب ایسے فتنے رونما ہوں جن سے مسلمانوں میں باہمی افتراق وانتشار اور جنگ وجدل کی وبا پھیل جائے اور ایسا ماحول پیدا ہو جائے جس میں دین کو بچانا مشکل ہو تو اس وقت نجات کی راہ یہی ہوگی کہ گوشہ تنہائی اختیار کر لیا جائے اور جس قدر ممکن ہو سکے اپنے آپ کو دنیا والوں سے الگ تھلگ کر لے، چنانچہ فرمایا کہ ایسے میں سب سے بہتر صورت یہ ہوگی کہ ایک مسلمان بس چند بکریوں کا مالک ہو اور وہ ان بکریوں کو لے کر کہیں دور جنگل میں یا پہاڑ پر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں کوئی چراگاہ اور پانی ملنے کا ذریعہ ہو اور وہاں ان بکریوں کو چرا کر ان کے دودھ کی صورت میں بقدر حیات غذائی ضروریات پر قناعت کر کے اپنی زندگی کے دن گزارتا رہے، تاکہ نہ دنیا والوں کے ساتھ رہے اور نہ دین کو نقصان پہنچانے والے فتنہ میں مبتلا ہو۔

فتنوں سے بچنے کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا بیان

(602) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

و"شَعَفُ الْجِبَالِ" : اَعْلَاهَا .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب ایسا وقت آئے گا جب آدمی کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جنہیں ساتھ لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بارش نازل ہونے کے مقامات (یعنی جنگلات میں) چلا جائے گا وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگے گا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

"شعف الجبال" یعنی پہاڑوں کی چوٹیاں۔

شرح

علماء اسلام کے ہاں یہ ایک طویل بحث ہے کہ اگر افتراق وانتشار کا کوئی فتنہ ابھر آئے اور کچھ مسلمان دو فریق میں تقسیم ہو کر آپس میں جنگ وجدال کرنے لگیں تو اس وقت باقی مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟ اہل علم کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ افتراق وانتشار اور مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی کی صورت میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قتل وقتال میں شریک ہو، بلکہ

602- خرجه البخاری 19 ومالك فی موطه 1811 والنسائی 5051 وابن ماجه 3980 وابو داؤد 4267

Marfat.com

جب مسلمانوں کے دوفریق آپس میں جنگ وجدال کریں تو اس میں شامل ہونے سے احتراز کرنا اور دونوں فریق سے یکسوئی وغیرہ جانب داری اختیار کر کے گوشہ عافیت پکڑنا واجب ہے۔ ان حضرات کی دلیل مذکورہ بالا ارشاد گرامی اور اس طرح کی دوسری احادیث ہیں۔

مشہور صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ خونریزی کی ابتدا خود نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کوئی خونریزی کرے تو اس کا دفعیہ کرنا لازم ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلک یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی پھوٹ پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو کر قتل وقتال کرنے لگیں تو اس فریق کی حمایت کرنی چاہئے جو حق وانصاف پر ہو اور جو فریق ظلم وناانصافی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہو یا مسلمانوں کے امام وسردار سے بغاوت کر کے ملی افتراق وانتشار کا سبب بن رہا ہو اس کے خلاف قتال کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو جائے گا اور بغاوت وسرکشی کرنے والوں کی ہمت افزائی ہوگی۔ اس مسلک کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ آیت (وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا، الحجرات:9) چنانچہ آیت کریمہ اس امر کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو دو فریق باہمی قتل وقتال اور خونریزی میں مبتلا ہوں تو ان کے درمیان صلح وصفائی کرانی چاہئے اور دونوں فریق کو اس فتنہ وانتشار سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہے۔ لیکن اگر ان دونوں میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے تئیں حد سے تجاوز کرے اور اس فتنہ کو جاری رکھنے اور بھڑکانے میں مصروف رہے تو پھر اس فریق کے خلاف کہ جو حد سے متجاوز اور فتنہ کو بھڑکانے کا باعث بن رہا ہو تلوار اٹھا لینی چاہئے اور اس کے ساتھ قتال کرنا چاہئے تاکہ وہ راہ حق پر آ جائے۔ "اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا" کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے ایک گناہ تو اس کے اس عمل کا کہ اس نے حقیقت میں تمہیں مارا اور دوسرا تمہارا گناہ بایں اعتبار کہ اگر بالفرض تم اس کو مارتے اور اس کا گناہ تمہیں ہوتا تو گویا وہ گناہ بھی اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔ پس از راہ زجر وتوبیخ اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ اس فتنہ میں کسی ایسے مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ کہ جو اس جنگ سے بیزار ہو مگر مجبوراً اس میں شریک ہو گیا ہو الضاعف یعنی دو گناہ ہو کر سر پڑے گا۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے، ایک گناہ تو اس بغض وعداوت کا جو وہ مسلمانوں سے رکھتا تھا اور جس کے سبب تمہارا قتل ہوا اور دوسرا گناہ تمہارے قتل کا جو اس سے سرزد ہوا۔ "اور دوزخیوں میں شمار ہوگا" اس کے بعد دوسرا جملہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ اور تم جنتیوں میں سے ہو گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا جملہ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ مذکورہ پہلے جملہ سے یہ مفہوم خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

(603) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث کیا اس نے

603- اخرجه البخاری 2262 وابن ماجه 2149 والبغوی فی المشکوٰۃ 2983

Marfat.com

بکریاں چرائی ہیں۔آپ کے اصحاب نے دریافت کیا آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا: میں نے چند قیراط کے عوض میں اہل مکہ کے لئے بکریاں چرائی ہیں۔

فتنوں سے بچنے کیلئے گوشہ نشینی کی اہمیت کا بیان

(604) وَعَنْهُ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لهم رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَطِيرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ، اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ، اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ، اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"يَطِيْرُ" : اَيْ يُسْرِعُ . وَ"مَتْنُهٗ" : ظَهْرُهٗ . وَ"الْهَيْعَةُ" : الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ . وَ"الْفَزْعَةُ" : نَحْوَهٗ . وَ"مَظَانُّ الشَّيْءِ" : الْمَوَاضِعُ الَّتِيْ يُظَنُّ وُجُوْدُهٗ فِيْهَا . وَ"الْغُنَيْمَةُ" بِضَمِّ الْغَيْنِ : تَصْغِيْرُ الْغَنَمِ . وَ"الشَّعَفَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَالْعَيْنِ : هِيَ اَعْلَى الْجَبَلِ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں میں سب سے بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھام لیتا ہے۔ وہ جب بھی کسی ہیبت ناک یا خوفزدہ کرنے والی آواز کو سنتا ہے تو اس کی پشت پر سوار ہو کر پہنچ جاتا ہے۔ وہ اس پر سوار ہو کر جاتا ہے تاکہ جنگ میں حصہ لے اور موت کے مقامات تلاش کرتا ہے یا پھر وہ شخص ہے جو اپنی چند بکریوں کے ساتھ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جاتا ہے یا کسی وادی کے دامن میں آجاتا ہے وہ وہاں نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ یہ لوگ باقی لوگوں کے مقابلے میں بھلائی میں ہیں۔

''یطیر'' یعنی وہ تیزی کرتا ہے۔ ''متنہ'' یعنی اسکی پشت،'' والھیعۃ'' وہ پکار جو لڑائی کیلئے ہو۔'' والفزعۃ'' یعنی لڑائی کیلئے پکارنا۔ ''مظان الشئی'' وہ جگہ جہاں کسی شے کے ملنے کا گمان ہو۔ ''والغنیمۃ'' غ پر ضمہ کے ساتھ اس کا مطلب ہے تھوڑی بکریاں اور یہ غنم کی تصغیر ہے۔'' والشعفۃ'' شین پر فتحہ اور عین کے ساتھ اور اس سے مراد ہے پہاڑ کی چوٹی۔

604- اخرجه مسلم 1889 و ابن ماجه 3977

بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ، وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ، وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدِرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

باب 70: لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے ان کے اجتماعات میں اور جماعتوں میں شریک ہونے اور بھلائی کے موقعوں پر شریک ہونے ذکر کی محافل میں ان کے ساتھ شریک ہونے ان کے بیماروں کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے، ان کے محتاج لوگوں کی غم خواری کرنے، ان کے ناواقف لوگوں کی رہنمائی کرنے اور اس کے علاوہ انکے دیگر فوائد وغیرہ میں شریک ہونے کی فضیلت اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر قدرت رکھتا ہو اور اپنے آپ کو دوسروں کو ایذا پہنچانے سے روک سکتا ہو اور دوسروں کی اذیت پہنچانے پر صبر کرتا ہو۔

اِعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْتُهٗ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ، وَكَذٰلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَخْيَارِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ.

یہ بات یاد رکھیں لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے کی صورت جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ مختار ہے اور نبی اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام کا یہی معمول رہا ہے انکے بعد خلفائے راشدین اور ان کے بعد صحابہ و تابعین' ان کے بعد والے مسلمانوں کے علماء اور ان کے نیک لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اکثر تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کا یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر فقہاء نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدة: 2)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

پس اس ارشاد ربانی سے یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و تناصر نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ نہ کہ گناہ اور زیادتی کی بنیاد پر۔ پس جو کوئی نیکی اور پرہیز گاری کا کام کرتا ہو۔ اس کا ساتھ دیا جائے اور تعاون کیا جائے۔ اور گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کیا جائے۔ اس طرح باہمی تعاون و تناصر کی عظمت واہمیت کو بھی واضح فرما دیا گیا۔ اور اس کی حدود و قیود کو بھی متعین اور واضح فرما دیا گیا ہے۔

وَالْاٰيَاتُ فِيْ مَعْنٰى مَا ذَكَرْتُهٗ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

Marfat.com

جو مفہوم میں نے بیان کیا ہے۔اس کے بارے میں بہت سی آیات ہیں جو معلوم شدہ ہیں۔

بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

باب 71: عاجزی اختیار کرنا اور اہل ایمان کے لئے نرمی کے پروں کو بچھا دینا

اہل ایمان کے ساتھ عاجزی سے پیش آنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الشعراء: 215)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جو مومن تمہارے پیروکار ہیں ان کے لئے نرمی کے پروں کو بچھا دو“۔

جس نے ایمان لا کر میری اطاعت واتباع کی وہ اپنا۔خواہ کوئی بھی ہو اور کہیں کا بھی ہو۔حبشہ کا بلال رضی اللہ عنہ ہو یا روم کا صہیب رضی اللہ عنہ۔عرب کا خباب رضی اللہ عنہ ہو یا فارس کا سلمان رضی اللہ عنہ۔اور جس نے اس کے خلاف کیا وہ پرایا اور بیگانہ ہے۔خواہ وہ قریش کا سردار ابو جہل اور خود اپنا چچا ابولہب ہی کیوں نہ ہو۔

اہل ایمان آپس میں نرم جبکہ کفار کیلئے سخت ہوں گے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾ (المائدة: 54)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین کو چھوڑ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے نرم ہونگے اور کفار کے لئے سخت ہوں گے“۔(اس آیت کی تفسیر سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔محمد لیاقت علی رضوی)

اللہ کے نزدیک اہل تقویٰ کی فضیلت ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (الحجرات: ۱۳)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے لوگوں ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف قبیلے اور شاخیں بنائی ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کی بارگاہ میں تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو“۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے،اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا، پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہوگئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے،اس پر لوگوں نے کچھ کہا،اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے یعنی حضرت آدم سے ان ہی سے ان کی بیوی صاحبہ حضرت حوا کو پیدا کیا تھا اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی پھیلی۔ شعوب قبائل سے عام ہے مثال کے طور پر عرب تو شعوب میں داخل ہے پھر قریش غیر قریش پھر ان کی تقسیم میں یہ سب قبائل داخل ہے بعض کہتے ہیں شعوب سے مراد عجمی لوگ اور قبائل سے مراد عرب جماعتیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کو اسباط کہا گیا ہے میں نے ان تمام باتوں کو ایک علیحدہ مقدمہ میں لکھ دیا ہے جسے میں نے ابوعمر بن عبداللہ کی کتاب الانباہ اور کتاب القصد والامم فی معرفۃ انساب العرب والعجم سے جمع کیا ہے مقصد اس آیت مبارکہ کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جو مٹی سے پیدا ہوئے تھے ان کی طرف سے نسبت میں تو کل جہان کے آدمی ہم مرتبہ ہیں اب جو کچھ فضیلت جس کسی کو حاصل ہوگی وہ امر دینی اطاعت اللہ اور اتباع نبوی کی وجہ سے ہوگی یہی راز ہے جو اس آیت کو غیبت کی ممانعت اور ایک دوسرے کی توہین و تذلیل سے روکنے کے بعد وارد کی کہ سب لوگ اپنی پیدائشی نسبت کے لحاظ سے بالکل یکساں ہیں کنبے قبیلے برادریاں اور جماعتیں صرف پہچان کے لئے ہیں تا کہ جتھا بندی اور ہمدردی قائم رہے۔ فلاں بن فلاں قبیلے والا کہا جا سکے اور اس طرح ایک دوسرے کی پہچان آسان ہو جائے ورنہ بشریت کے اعتبار سے سب قومیں یکساں ہیں حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں قبیلہ حمیر اپنے حلفیوں کی طرف منسوب ہوتا تھا اور حجازی عرب اپنے قبیلوں کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے ترمذی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نسب کا علم حاصل کرو تا کہ صلہ رحمی کر سکو صلہ رحمی سے لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے تمہارے مال اور تمہاری زندگی میں اللہ برکت دے گا۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے پھر فرمایا حسب نسب اللہ کے ہاں نہیں چلتا وہاں تو فضیلت، تقویٰ اور پرہیز گاری سے ملتی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو لوگوں نے کہا ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے فرمایا پھر سب سے زیادہ بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے نبی زادے تھے دادا بھی نبی تھے پردادا تو خلیل اللہ تھے انہوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ فرمایا پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ حجرات، بیروت)

صاحب تقویٰ کے بہتر ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴾ (النجم : 32)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم اپنے آپ کو پاکیزہ قرار نہ دو وہ زیادہ بہتر جانتا ہے کون پرہیز گار ہے''۔ (اس آیت کی تفسیر سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی)

اصحاب اعراف کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴾ (الاعراف : 49-48)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اعراف میں رہنے والے لوگ دوسروں کو آواز دیں گے جنہیں وہ جانتے ہونگے جنہیں وہ انکے چہروں سے پہچانیں گے اور وہ کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کیا کام آئی وہ چیز جس پر تم تکبر کیا کرتے تھے کیا یہی وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں تم نے قسم کھائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان تک نہیں پہنچ سکے گی اب تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ اب تمہیں کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی تم غمگین ہو گے''۔

مقام اعراف اور اس کے مصداق کا بیان

جنتیوں اور دوزخیوں کی بات بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جنت دوزخ کے درمیان ایک اور حجاب حد فاصل اور دیوار ہے کہ دوزخیوں کو جنت سے فاصلے پر رکھے اسی دیوار کا ذکر آیت (فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ 13)-57 الحدید)، میں ہے یعنی ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے۔ اس کے اندر رحمت ہے اور باہر عذاب ہے۔ اسی کا نام اعراف ہے۔

اعراف یہ عرف کی جمع ہے ہر اونچی زمین کو عرب میں عرفہ کہتے ہیں اسی لئے مرغ کے سر کی کلنگ کو بھی عرب میں عرفُ الدیک کہا جاتا ہے کیونکہ اونچی جگہ ہوتا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں یہ ایک اونچی جگہ ہے جنت دوزخ کے درمیان جہاں کچھ لوگ روک دیئے جائیں گے۔ سدی فرماتے ہیں اس کا نام اعراف اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہاں کے لوگ اور لوگوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ یہاں کون لوگ ہوں گے؟ اس میں بہت سے اقوال ہیں سب کا حاصل یہ ہے کہ وہ یہ لوگ ہوں گے جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہوں گی بعض سلف سے بھی یہی منقول ہے۔

حضرت حذیفہ حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعود وغیرہ نے یہی فرمایا ہے۔ یہی بعد والے مفسرین کا قول ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ حضور سے جب ان لوگوں کی بابت جن کی نیکیاں بدیاں برابر ہوں اور جو اعراف والے ہیں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ نافرمان لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت بغیر پھر اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے اور روایت میں ہے کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اور اپنے والدین کے نافرمان تھے تو جنت میں جانے سے باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم میں جانے سے شہادت نے روک دیا۔ ابن ماجہ وغیرہ میں بھی یہ روایتیں ہیں۔

بہرصورت ان سے صحاب اعراف کا حال معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت حذیفہ سے جب ان کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں بدیاں برابر برابر تھیں۔ برائیوں کی وجہ سے جنت میں نہ جا سکے اور نیکیوں کی وجہ سے جہنم سے بچ گئے پس یہاں آڑ میں روک دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ ان کے بارے میں سرزد ہو اور آیت میں آپ سے مروی ہے کہ یہ دوزخیوں کو دیکھ کر ڈر رہے ہوں گے اور اللہ سے نجات طلب کر رہے ہوں گے کہ ناگاہ انکا رب ان کی طرف دیکھے گا اور فرمائے گا جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے تمہیں بخشا۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگوں کا حساب ہوگا ایک نیکی بھی اگر برائیوں سے بڑھ گئی تو داخل جنت ہوگا

Marfat.com

اور ایک برائی بھی اگر نیکیوں سے زیادہ ہوگئی تو دوزخ میں جائے گا پھر آپ نے آیت (فمن ثقلت موازینه) سے دو آیتوں تک تلاوت کیں اور فرمایا ایک رائی کے دانے کے برابر کی کمی زیادتی ہے میزان کا پلڑا ہلکا بھاری ہو جاتا ہے اور جن کی نیکیاں بدیاں برابر برابر ہوئیں یہ اعراف والے ہیں یہ ٹھہرا لئے جائیں گے اور جنتی دوزخی مشہور ہو جائیں گے یہ جب جنت کو دیکھیں گے تو اہل جنت پر سلام کریں گے اور جب جہنم کو دیکھیں گے تو اللہ سے پناہ طلب کریں گے۔ نیک لوگوں کو نور ملے گا جو ان کے آگے اور ان کے داہنے موجود رہے گا ہر انسان کو وہ مرد ہوں خواہ عورتیں ہوں ایک نور ملے گا لیکن پل صراط پر منافقوں کا نور چھین لیا جائے گا اس وقت سچے مومن اللہ سے اپنے نور کے باقی رہنے کی دعائیں کریں گے۔ اعراف والوں کا نور چھینا نہیں جائے گا وہ ان کے آگے آگے موجود ہو گا انہیں جنت میں جانے کی طمع ہوگی، لوگوں ایک نیکی دس گنی کر کے لکھی جاتی ہے اور برائی اتنی ہی لکھی جاتی ہے جتنی ہو، افسوس ان پر جن کی اکائیاں دہائیوں پر غالب آ جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اعراف ایک دیوار ہے جو جنت دوزخ کے درمیان ہے اصحاب اعراف وہیں ہوں گے۔ جب انہیں عافیت دینے کا اللہ کا ارادہ ہوگا تو حکم ملے گا انہیں ہر حیات کی طرف لے جاؤ اس کے دونوں کناروں پر سونے کے خیمے ہوں گے جو موتیوں سے مرصع ہوں گے اس کی مٹی مشک خالص ہوگی اس میں غوطہ لگاتے ہی ان کی رنگتیں نکھر جائیں گی اور ان کی گردنوں پر ایک سفید چمکیلا نشان ہو جائے گا جس سے وہ پہچان لئے جائیں یہ اللہ کے سامنے لائے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو چاہو مانگو یہ مانگیں گے یہاں تک کہ ان کی تمام تمنائیں اللہ تعالیٰ پوری کر دے گا پھر فرمائے گا ان جیسی ستر گنا اور نعمتیں بھی میں نے تمہیں دیں۔ پھر یہ جنت میں جائیں گے، وہ علامت ان پر موجود ہوگی جنت میں ان کا نام مساکین اہل جنت ہوگا، یہی روایت حضرت مجاہد کے اپنے قول سے بھی مروی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

ایک حسن سند کی مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراف والوں کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا فیصلہ سب سے آخر میں ہوگا، رب العالمین جب اپنے بندوں کے فیصلے کر چکے گا تو ان سے فرمائے گا کہ تم لوگوں کو تمہاری نیکیوں نے دوزخ سے تو محفوظ کر لیا لیکن تم جنت میں جانے کے حقدار ثابت نہیں ہوئے اب تم کو میں اپنی طرف سے آزاد کرتا ہوں جاؤ جنت میں رہو سہو اور جہاں چاہو کھاؤ پیو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ زنا کی اولاد ہیں۔ ابن عساکر میں فرمان نبی ہے کہ مومن جنوں کو ثواب ہے اور ان میں سے جو برے ہیں انہیں عذاب بھی ہوگا، ہم نے ان کے ثواب اور ان کے ایمانداروں کے بابت حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ اعراف میں ہوں گے جنت میں میری امت کے ساتھ نہ ہوں گے ہم نے پوچھا یا رسول اللہ اعراف کیا ہے؟ فرمایا جنت کا ایک باغ جہاں نہریں جاری ہیں اور پھل پک رہے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ صالح دیندار فقہاء علما لوگ ہوں گے ابو مجاز فرماتے ہیں یہ فرشتے ہیں جنت دوزخ والوں کو جانتے ہیں پھر آپ نے ان آیتوں کے تلاوت کی اور فرمایا سب جنتی جنت میں جانے لگیں گے تو کہا جائے گا کہ تم امن وامان کے ساتھ بیخوف وخطر ہو کر جنت میں جاؤ۔ اس کی سند گو ٹھیک ہے لیکن یہ قول بہت غریب ہے کیونکہ روانی عبارت بھی اس کے خلاف ہے اور جمہور کا قول ہی مقدم ہے کیونکہ آیت کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہے۔ حضرت مجاہد کا قول بھی جو اوپر بیان ہوا غرابت سے خالی نہیں۔

Marfat.com

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بارہ قول نقل کئے ہیں۔صلحاء، انبیاء، ملائیکہ وغیرہ۔ یہ جنتیوں کو ان کے چہرے کی رونق اور سفیدی سے اور دوزخیوں کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچان لیں گے یہ یہاں اسی لئے ہیں کہ ہر ایک کا امتیاز کرلیں اور سب کو پہچان لیں یہ جنتیوں سے سلام کریں گے جنتیوں کو دیکھ دیکھ کر اللہ کی پناہ چاہیں گے اور طمع رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں بھی بہشت بریں میں پہنچادے یہ طمع ان کے دل میں اللہ نے اسی لئے ڈالا ہے کہ اس کا ارادہ انہیں جنت میں لے جانے کا ہو چکا ہے۔ جب وہ اہل دوزخ کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پروردگار ہمیں ظالموں میں سے نہ کر۔ جب کوئی جماعت جہنم میں پہنچائی جاتی ہے تو یہ اپنے بچاؤ کی دعائیں کرنے لگتے ہیں جہنم سے ان کے چہرے کوئلے جیسے ہوجائیں گے لیکن جب جنت والوں کو دیکھیں گے تو یہ چیز چہروں سے دور ہوجائے گی جنتیوں کے چہروں کی پہچان نورانیت ہوگی اور دوزخیوں کے چہروں پر سیاہی اور آنکھوں میں بھینگا پن ہوگا۔ (تفسیر قرطبی، سورہ اعراف، بیروت)

عاجزی اختیار کرنے کے حکم وحی کا بیان

(605) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ، وَّلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

⟡⟡ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی کی ہے' تم عاجزی اختیار کرو۔ کوئی شخص دوسرے کے مقابلے میں فخر نہ کرے اور کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی نہ کرے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث عیاض بن حمار کے احوال کا بیان

عیاض بن حمار: یہ تمیمی مجاشعی ہیں، بصرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ صحابی رسول ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۰ احادیث روایت کی ہیں۔

عاجزی کی اہمیت کا بیان

(606) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

⟡⟡ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: صدقہ مال میں کوئی کمی نہیں کرتا اور معاف کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

605- اخرجه مسلم 64/2765

606- اخرجه مسلم 2588 واحمد 3/9018 والترمذی 2036 وابن حبان 3248 وابن خزيمة 2438 والبيهقی 4-187 والدارمی 396/1 والبغوی فی المشکوٰة 1889

اس حدیث کوامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

یہاں تین باتیں بتائی جارہی ہیں ایک تو یہ کہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اگرچہ ظاہری طور پر مال میں کمی ونقصان کا سبب ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں صدقہ وخیرات مال میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے بایں طور کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرمائی جاتی ہے وہ اور اس کا مال آفت وبلاء سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے بلکہ دنیا میں بھی اسے اس طرح نعم البدل عطا فرمایا جاتا ہے کہ اس کا مال بڑھتا رہتا ہے۔ دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جوشخص کسی دوسرے کا قصور لینے پر قادر ہونے کے باوجود معاف کردیتا ہے اور اس کی خطا سے درگزر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی عزت بڑھاتا ہے۔

چنانچہ ایک عارف کا قول منقول ہے کہ کوئی بھی انتقال عفو ودرگزر کے برابر نہیں ہے۔ تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جوشخص کسی غرض ومنفعت کی خاطر نہیں بلکہ صرف اللہ جل شانہ کی رضاء وخوشنودی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے جذبے سے تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

(607) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے وہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان بچوں کو سلام کیا اور فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا (متفق علیہ)

(608) وَعَنْهُ ، قَالَ: إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے: مدینہ منورہ کی کوئی بچی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر آپ کو جہاں چاہتی تھی ساتھ لے جاتی تھی۔

اس حدیث کوامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

گھر کے کام کاج خود کرنے کا بیان

(609) وَعَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

607-اخرجه البخاری 4247 و مسلم 2168 وابو داؤد 5202و 5203 والترمذی 2705 والنسائی فی عمل الیوم واللیلة 331 وابن ماجه 3700 والدارمی 276/2 وابن حبان 459 والزار 2007 وابو نعیم فی الحلیة 291/6

608-اخرجه البخاری فی الادب 6072تعلیقاً

Marfat.com

يَصْنَعُ فِي بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِي مِهْنَةِ اَهْلِهٖ- يعنِي : خِدمَةَ اَهلِه- فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج کررہے ہوتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث اسود بن یزید کے احوال کا بیان

اسود بن یزید: یہ اسود بن یزید بن قیس نخعی ہیں ان کی کنیت ابوعمرو ہے کوفہ کے رہنے والے تھے۔ تابعی ہیں امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں یہ بات فرمائی ہے: یہ نہایت عمدہ اور پختہ راوی ہیں' ان کے فقیہہ اور صاحب عظمت ہونے کے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ ان کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے 80 حج کئے ہیں' یہ دوراتوں میں ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۷۴ ہجری میں ہوا۔

دین کا علم سکھانے میں عاجزی اختیار کرلینے کا بیان

(610) وَعَنْ اَبِي رِفَاعَةَ تَمِيم بنِ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يخطب، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَآءَ يَسْاَلُ عَنْ دِيْنِهٖ لَا يَدْرِيْ مَا دِيْنُهٗ؟ فَاَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ، فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ. فَقَعَدَ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِيْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ایک اجنبی آدمی اپنے دین کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے آیا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے اپنا خطبہ ترک کردیا۔ میرے پاس آئے۔ ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے مجھے ان چیزوں کا علم دینا شروع کیا جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ پھر آپ خطبہ دینے کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے بقیہ حصے کو مکمل کیا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

609- اخرجه البخاری 676

610- اخرجه مسلم 876 والنسائی 5392

Marfat.com

راوی حدیث تمیم بن اُسید کے احوال کا بیان

تمیم بن اُسید: یہ تمیم بن اسید بن عبدالعزی ہیں بنوخزاعہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں حرم کی حدود کی تجدید کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے ان حدود کو پتھروں کے ذریعے، جو اکھڑ چکے تھے، نئے سرے سے گاڑھ کر درست کیا تھا یہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اٹھارہ احادیث نقل کی ہیں۔

لقمہ کو صاف کر کے کھا لینے کا بیان

(611) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ . قَالَ: وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِط عنها الْاَذى، ولِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰن" وَاَمرَ اَن تُسلَتَ الْقَصْعَةُ، قَالَ: "فِاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَة" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب بھی کوئی چیز کھاتے تھے تو آپ تین انگلیوں کو چاٹا کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس پر لگی ہوئی چیز کو صاف کرے اور اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے یہ حکم دیا ہے، پیالے کو اچھی طرح صاف کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں تم لوگ نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(612) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰه نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" قَالَ اَصْحَابُهُ : وَاَنْتَ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث کیا اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ کے اصحاب نے دریافت کیا آپ نے بھی۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے چند قیراط کے عوض میں اہل مکہ کے لئے بکریاں چرائی ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

چھوٹے تحائف کو بھی قبول کر لینے کا بیان

(613) وَعَنْهُ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ، وَلَوْ

611- اخرجه احمد 4/12815 و مسلم 2034 وابو داؤد 3845 والترمذی 1803 والنسائی فی الکبری 4/6865 وابن حبان 5249 وغیرهم

612- بخاری ابن ماجه بغوی فی المشکاة 2983

613- بخاری فی الهبة والنکاح، نسائی فی الولیمه احمد 3/10216، ابن حبان 5291، بیهقی 6/169 بغوی فی المشکاة 1827

اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ اَوْ کُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے (بکری کے) ایک پائے یا ایک دستی کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا اور اگر مجھے ایک پایہ یا دستی تحفے میں دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرام اور ادب نبوی ﷺ کا بیان

(**614**) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ، اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ، فَجَآءَ اَعْرَابِیٌّ عَلٰی قَعُوْدٍ لَّهٗ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی عَرَفَهٗ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَیْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی عضباء سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی اپنی اونٹنی پر آیا اور اس سے آگے نکل گیا۔ یہ بات مسلمانوں کو بہت بری لگی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پہچان لیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ لازم ہے' وہ دنیا میں جس کو سر بلند کرے اسے پست بھی کر دے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَالْاِعْجَابِ

باب 72: تکبر اور خود پسندی کا حرام ہونا

تکبر، اعتدال اور عاجزی کے مفہوم کا بیان

کبر" کے اصل معنی تو بڑائی کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد وہ کبر ہے جو عجب یعنی خود بینی و خود ستائی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ اپنے آپ کو اس طور پر سمجھنا اور بڑا ظاہر کرنا کہ جس کے سبب لوگوں پر اپنی فوقیت برتری جتانا مقصود ہو حق کو قبول کرنا اور حق کی فرمانبرداری سے انکار ہوتا ہو اور تمرد و سرکشی ظاہر ہوتی ہو تکبر اور استکبار کہلائے گا واضح رہے کہ کبر اور تکبر اس صورت میں مذموم ہیں کہ جب کہ وہ واقع کے خلاف ہوں یعنی اگر کوئی شخص اپنی ذات میں ایسے اوصاف و فضائل اور کمالات کا دعوی کرے جن سے حقیقت میں وہ خالی ہو اور مصنوعی طور پر اپنے آپ کو ان فضائل و کمالات سے متصف ظاہر کرتا ہو تو ایسا مذموم ہوگا اور اگر اس شخص کی ذات میں واقعتا ایسے فضائل و کمالات ہوں جنکی بنا پر وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر و بلند سمجھے اور یہ اس کو ظاہر کرتا ہو تو یہ مذموم نہیں ہوگا نیز یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ تکبر کے مقابلہ میں تواضع ہے جو کبر اور صغر کے درمیان توسط اور راہ اعتدال ہے۔

چنانچہ کبر تو یہ ہے کہ کوئی شخص ان اوصاف و فضائل سے بھی زیادہ کا دعوی کرے جو وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور صغر یہ ہے کہ اپنے اصل مقام سے بھی نیچے گر جائے اور وہ جس چیز کے دعوی کا حق رکھتا ہے کہ اس کو بھی ترک کر دے ان دونوں کے درمیان تواضع ہے

614- بخاری فی الجهاد' ابو داؤد' فی الجهاد' احمد 4/12010' نسائی 3590' ابن حبان 703' البزاز 3694' بیهقی 16/10' مسند شهاب 1009' ابو الشیخ 153

Marfat.com

جوتوسط اور اعتدال کا مقام ہے یعنی اپنے آپ کو نہ تو حد سے زیادہ بڑھایا جائے اور نہ حد سے نیچے گرایا جائے بلکہ بین بین رکھا جائے کیونکہ ہر چیز اور ہر حالت کی طرح اس معاملہ میں بھی اصل کمال توسط اور اعتدال ہی ہے اگرچہ مشائخ اور صوفیا قدس اللہ ارواحھم کا معمول یہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے نفس میں تکبر کا غلبہ دیکھتے تو اس کو زائل کرنے میں اتنا ہی مبالغہ کرتے کہ تواضع کے بجائے صغر کا مقام اختیار کرنے کی کوشش کرتے تاکہ نفس آخر الامر تواضع کے مقام پر رک جائے۔

تکبر اور فسادیوں کیلئے اچھا انجام نہ ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص : 83)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور فساد نہیں کرتے اور بہتر انجام پرہیزگار لوگوں کے لئے ہے“۔

جنت اور آخرت کی نعمت صرف انہی کو ملے گی جن کے دل خوفِ الٰہی سے بھرے ہوئے ہوں اور دنیا کی زندگی تواضع فروتنی عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزار دیں۔ کسی پر اپنے آپ کو اونچا اور بڑا نہ سمجھیں ادھر ادھر فساد نہ پھیلائیں سرکشی اور برائی نہ کریں۔ کسی کا مال ناحق نہ ماریں اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں نہ کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اپنے ساتھی کی جوتی کے تسمے سے اچھا ہو تو وہ بھی اسی آیت میں داخل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فخر غرور کرے۔ اگر صرف بطور زیبائش کے چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

علو سے مراد تکبر ہے یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا بنانے اور دوسروں کو حقیر کرنے کی فکر۔ اور فساد سے مراد لوگوں پر ظلم کرنا ہے (سفیان ثوری) اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر معصیت فساد فی الارض ہے کیونکہ گناہ کے وبال سے دنیا کی برکت میں کمی آتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تکبر اور ظلم کا یا مطلق معصیت کا ارادہ کریں ان کا آخرت میں حصہ نہیں۔

زمین پر تکبر سے چلنے کی ممانعت کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ (الاسراء : 37)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چلو“۔

حکم یہ ہے کہ زمین پر اترا کر نہ چلو یعنی ایسی چال نہ چلو جس سے تکبر اور فخر وغرور ظاہر ہوتا ہو کہ یہ احمقانہ فعل ہے گویا زمین پر چل کر وہ زمین کو پھاڑ دینا چاہتا ہے جو اس کے بس میں نہیں اور تن کر چلنے سے بہت اونچا ہونا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے پہاڑ اس سے بہت اونچے ہیں تکبر دراصل انسان کے دل سے متعلق شدید کبیرہ گناہ ہے انسان کے چال ڈھال میں جو چیزیں تکبر پر دلالت کرنے والی ہیں وہ بھی ناجائز ہیں متکبرانہ انداز سے چلنا خواہ زمین پر زور سے نہ چلے اور تن کر اونچا نہ بنے بہرحال ناجائز ہیں تکبر کے معنی اپنے آپ کو دوسروں سے افضل واعلیٰ سمجھنا اور دوسروں کو اپنے مقابلہ میں کمتر وحقیر سمجھنا ہے حدیث میں اس پر سخت وعیدیں مذکور ہیں۔

Marfat.com

امام مسلم نے بروایت حضرت عیاض بن عمار نقل کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بذریعہ وحی یہ حکم بھیجا ہے کہ تواضع اور پستی اختیار کرو کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی پر فخر اور اپنی بڑائی کا طرز اختیار نہ کرے اور کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ (تفسیر مظہری، سورہ الاسراء، لاہور)

تکبر اور رخسار ٹیڑھا کر کے چلنے والے کی مذمت کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (لقمان: 18)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اپنا رخسار لوگوں کے لئے ٹیڑھا نہ کرو اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو، بے شک اللہ کسی بھی تکبر کرنیوالے اور اترانے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

ومعنی ''تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ'': اَیْ تُمِیْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَیْهِمْ.

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے رخسار کو ٹیڑھا کرنے سے مراد یہ ہے، تم ان سے ہٹو نہیں اور تم ان سے اعراض نہ کرو ان پر تکبر کرنے کی وجہ سے

وَ''الْمَرَحُ'': التَّبَخْتُرُ.

المرح کا مطلب اکڑ کر چلنا ہے۔

صعر سے مشتق ہے جو اونٹ کی ایک بیماری ہے جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے، جیسے انسانوں میں لقوہ معروف بیماری ہے جس سے چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے، مراد اس سے رخ پھیر لینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات اور گفتگو میں ان سے منہ پھیر کر گفتگو نہ کرو جو ان سے اعراض کرنے اور تکبر کرنے کی علامت ہے اور اخلاق شریفانہ کے خلاف ہے۔

(آیت) ولا تمش فی الارض مرحاً، مرح اکڑ کر، اترا کر چلنا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ زمین کو اللہ تعالیٰ نے سارے عناصر سے پست افتادہ بنایا ہے تم اسی سے پیدا ہوئے اسی پر چلتے پھرتے ہو اپنی حقیقت کو پہچانو اترا کر نہ چلو جو متکبرین کا طریقہ ہے۔ اسی لئے اس کے بعد فرمایا (آیت) ان اللہ لا یحب کل مختال فخور، یعنی اللہ نہیں پسند کرتا کسی متکبر فخر کرنے والے کو۔

قارون کا خزانوں سمیت زمین میں دھنس جانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ﴾ (القصص: 76-81)، اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ الْاٰیَاتِ.

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک قارون کا تعلق موسیٰ کی قوم سے تھا اس نے ان لوگوں کے ساتھ زیادتی کی ہم نے اس کو اتنے خزانے عطا کئے تھے' ان کی چابیوں کو طاقتور لوگوں کی ایک جماعت اٹھاتی تھی جب اسکی قوم نے اس سے کہا کہ تم اکڑ کر نہ چلو بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ یہ آیت یہاں تک ہے ''تو ہم نے اسے زمین میں دھنسا دیا اس کے گھر

Marfat.com

سمیت" (اس آیت سے متعلق تفسیر سابقہ ابواب میں گزر چکی فہرست مضامین میں دیکھیں۔ محمد لیاقت علی رضوی)

رائی برابر تکبر رکھنے والے کا جنت میں داخل نہ ہو سکنے کا بیان

(615) وَعَنْ عبد الله بن مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ!" فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً؟ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهُ وَرَدُّهُ عَلَى قَائِلِهِ، وَ"غَمْطُ النَّاسِ": احْتِقَارُهُمْ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے دل میں ایک ذرّے کے وزن کے برابر بھی تکبر ہوگا' وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے سوال کیا' انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے' اس کا لباس عمدہ ہو اس کے جوتے بہترین ہوں' تو آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر یہ ہے' حق کا انکار کیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔

"بطر الحق" یعنی حق کو رد کرنا' "غمط الناس" یعنی لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

شرح

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہوسکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری

615- مسلم كتاب الايمان' ابو داؤد كتاب اللباس' ترمذي باب البر والصلة' نسائي ان تمام کی سند اعش عن ابراہیم الخعی ہے- (الاطراف للمزی) احمد 3789/2' ابو داؤد 4091' ابن ماجه 4173' طبرانی کبیر 92/10

Marfat.com

خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

تکبر کی سزا میں ہاتھ ٹیڑھا کروا بیٹھنے والے کا بیان

(616) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بشمالِه، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ ! قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ . قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھانے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے عرض کی: میں نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: تم کر بھی نہیں سکو گے اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں' وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ پھر منہ تک نہیں لے جا سکا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث حضرت سلمہ بن اکوع کے احوال کا بیان

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی ہیں۔ ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر یہ حدیبیہ کے مقام پر موجود تھے۔ یہ بہادر تیر انداز تھے۔ مہربانی کا سلوک کرنے والے تھے۔ فضیلت کے مالک تھے۔ انہوں نے سات غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شرکت کی ہے۔ دوڑنے میں ایسے تیز تھے کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے تھے۔ مدینہ منورہ میں 74 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۷۷ احادیث منقول ہیں۔

تکبر کرنے والے کیلئے جہنم کی وعید کا بیان

(617) وَعَنْ حارثة بن وهب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ :

616–مسلم باب الاطعمه' احمد 5/16499' ابن حبان 6516' طبرانی 6235' اصابه 153/1' دارمی 97/2' بیهقی 277/7' دلائل 238/6

Marfat.com

"اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ : کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِیْ بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

✧✧ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا میں تمہیں اہل جہنم کے بارے میں نہ بتاؤں۔ ہر بدزبان بددماغ متکبر شخص (جہنمی ہے) (متفق علیہ)

اس سے پہلے اس کی شرح کمزور مسلمانوں کے باب میں گزر چکی ہے۔

حارث بن وہب کے احوال کا بیان

حارث بن وہب خزاعی: یہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے والدہ کی طرف سے بھائی ہیں ان سے ابواسحاق نے احادیث نقل کی ہیں اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت نقل کی ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

جنت اور دوزخ کو بھر دینے کا بیان

(618) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ : فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ . وَقَالَتِ الْجَنَّةُ : فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاکِیْنُهُمْ، فَقَضَی اللّٰهُ بَیْنَهُمَا : اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت اور جہنم کے درمیان بحث ہوگئی۔ جہنم نے کہا میرے اندر صاحب حیثیت اور متکبر لوگ ہیں۔ جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور غریب لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا: اے جنت! تم میری رحمت ہو تمہارے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور جہنم تم میرا عذاب ہو۔ میں تمہارے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب کروں گا۔ تم دونوں کو بھرنا میرے ذمے لازم ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

جنت اور دوزخ کے درمیان بحث کا بیان

جنت ودوزخ نے آپس میں بحث وتکرار کی" کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نے گویا اپنے اپنے بارے میں ایک طرح کی بحث ہے کہ دوزخ کا کہنا اگر یہ تھا کہ سرکش وظالم لوگوں کے لئے مجھے ہی کیوں مخصوص کیا گیا تو جنت نے یہ کہا کہ میرا معاملہ بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے میرے اندر بھی تو انہی لوگوں کو داخل کیا جائے گا دنیا میں جن کی کوئی شان وشوکت نہیں ہے اور کمزور جسم لاغر بدن خستہ حال ومفلس اور لوگوں کی نظروں میں بے وقعت ہیں ان دونوں کا شکوہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح کیا کہ تم میں سے کسی کا بھی اس کے علاوہ کوئی معاملہ نہیں کہ تم دونوں کو محض میری مشیت اور مصلحت کے نتیجہ میں وجود میں لایا گیا ہے کہ میں نے ایک کو اپنی رحمت اور

617- بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجه

618- مسلم' احمد 11740/4

Marfat.com

لطف۔ وکرم کا اور دوسری کو اپنے قہر وغضب کا محل ومظہر بنایا پس مؤمن اور کافر کی طرح تم دونوں بھی، یعنی جنت ودوزخ دراصل خدائی جمال وجلال کے مظاہر کا نقطہ کمال ہو اور تم دونوں میں سے کسی کو بھی ایسی کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہے جس سے دوسرے کے مقابلہ پر اس کی فضیلت وبرتری ظاہر ہو اگرچہ اتنی بات ضرور ہے کہ دوزخ کے معاملات کا تعلق عدل وانصاف سے جڑا ہوا ہے اور جنت کے معاملات "فضل وکرم" سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے ہیں "یعنی وہ لوگ جو اگرچہ اپنے عقیدہ وعمل اور اخلاق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ومنزلت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں یعنی علماء وصلحاء اور ارباب باطن کی نظروں میں بھی انہیں قدر ومنزلت ہی حاصل ہوتی ہے لیکن ظاہری طور پر ان کے کمزور وضعیف خستہ حال اور غریب ونادار ہونے کی وجہ سے اکثر دنیا والے ان کو حقیر وکمتر اور ناقابل اعتناء سمجھتے ہیں نیز میرے اندر وہی لوگ داخل ہوں گے جو کمزور وضعیف ہیں میں جو مصر ہے اس سے مراد اکثر واغلب" ہے کہ جنت میں زیادہ تر لوگ اسی زمرہ کے ہوں گے، ورنہ جنت میں جانے والے تو انبیاء ورسول بھی ہوں گے اور سلاطین وامراء بھی! یا یہ کہا جائے کہ ضعفاء (ضعیف وکمزور) سے مراد وہ بندے ہیں جو پروردگار کے سامنے بھی ذلت وفروتنی ظاہر کرتے ہیں، مخلوق کے ساتھ بھی تو تواضع وانکساری کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور خود اپنی نظر میں بھی اپنے کو گرائے رکھتے ہیں۔

جو بھولے بھالے اور فریب میں آجانے والے ہیں۔" یعنی وہ لوگ فکر آخرت میں سرگرداں رہنے کی وجہ سے دنیاوی امور سے غافل اور دنیاوی معاملات میں ناتجربہ کار رہتے ہیں اس لئے دنیا ان کو بڑی آسانی کے ساتھ بیوقوف بنا دیتے ہیں اپنے مکر وفریب کے جال میں پھانس لیتے ہیں اسی اعتبار سے ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا ہے کہ اہل جنت کی اکثریت دنیاوی امور سے نابلند اور نادان) لوگوں پر مشتمل ہوگی ان کے مقابلہ پر کافر ومنافق دنیاوی معاملات میں بڑے چالاک اور مکار ہوتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کے معاملات کو سب کچھ سمجھ کر اپنے فکر وعمل کی پوری توانائی ادھر ہی لگائے رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وہم عن الاخرۃ ہم غافلون وہ دوزخ اس وقت تک نہیں بھرے گی۔۔۔۔۔۔ الخ۔ یعنی جتنے لوگوں کا دوزخ میں جانا مقدر ہوگا ان سب کے دوزخ میں پہنچ جانے کے بعد بھی جب دوزخ کا پیٹ نہیں بھرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے مزید دوزخیوں کا مطالبہ کرے گی۔

قرآن کریم میں ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلئت وتقول ہل من مزید لیکن اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھرنے کے لئے یہ نہیں کرے گا کہ بے گناہ لوگوں کو جہنم میں بھر دے یا جو گناہ گار بخشے جانے والے ہوں گے انہیں کو دوزخ کے سپرد کر دے یا نئے لوگ اس لئے پیدا کرے کہ ان کو دوزخ کا پیٹ بھرنے کے کام میں لایا جائے، بلکہ یہ کرے گا کہ اپنا پیر دوزخ پر رکھ دے گا جس سے دوزخ کے تمام اطراف ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گی اور دوزخ کا پیٹ سمٹ کر وہاں موجود لوگوں سے بھر جائے گا، یہ جو فرمایا گیا ہے کہ " اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ظلم نہیں کرے گا تو اس سے مراد یہ ہے کہ دوزخ کا پیٹ بھرنے کے لئے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرے گا جس کو صورتا ظلم سے تعبیر کیا جاسکتا ہو، ورنہ اصل بات یہ ہے اگر پروردگار بے گناہ لوگوں ہی کو دوزخ میں ڈال کر اس کا پیٹ بھرے تو حقیقت میں اس کو ظلم نہیں کہیں گے کیونکہ اپنی ملکیت میں کسی طرح کے بھی تصرف کو ظلم قرار نہیں دیا جاتا تا مگر اللہ تعالیٰ صورۃ ظلم بھی نہیں کرے گا اس

ضمن میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف "پاؤں" کی نسبت متشابہات میں سے ہے جیسا کہ اس کے لئے ہاتھ آنکھ اور چہرے کے ذکر کو متشابہات میں شمار کیا جاتا ہے اور متشابہات کے سلسلے میں قرآن وحدیث میں ہے وہ یہ ہے کہ بس یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اس سے جو کچھ مراد ہے وہی درست اور حق ہے اس کی حقیقت وکیفیت کی جستجو میں نہ پڑا جائے یہی سب سے بہتر راستہ ہے اور اسی کو سلف نے اختیار کیا ہے۔

تاہم متاخرین ارباب طویل میں سے بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے "پیر" سے مراد اس کی مخلوق میں سے کسی کا پیر ہے، اس کے علاوہ بعض لوگوں نے کچھ اور ایسی تاویلیں بھی کی ہیں جو ذات اقدس تعالیٰ کی شان کے مطابق ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔ جنت کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نئے لوگ پیدا کرے گا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جمع کر کے جنت میں داخل کر دے گا جنہوں نے کبھی کوئی عمل نہیں کیا ہوگا اور جنت کے مستحق نہیں ہوں گے پس یہ رب کریم کی شان رحمت کا اظہار ہوگا کہ وہ دوزخ کو بھرنے کے لئے بے گناہ لوگوں کو تو اس میں نہیں ڈالے گا لیکن بہشت کو بھرنے کے لئے بے عمل لوگوں کو اس میں داخل کر دے گا۔

تکبرانہ لباس پہننے والے کیلئے وعید کا بیان

(619) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو تکبر کے طور پر اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلے گا۔ (متفق علیہ)

قیامت کے دن تین بندوں سے ہم کلام نہ ہونے کا بیان

(620) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ، وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَّعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔
"اَلْعَائِلُ" : اَلْفَقِيْرُ ۔

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگوں کے ساتھ کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا (اور ایک روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں) ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور متکبر غریب۔

"العائل" یعنی فقیر۔

619-اخرجه احمد 4/9014 والبخاری 5791 و مسلم 2087 ومالک فی موطه 1697

620-مسلم کتاب الایمان، نسائی فی الرجم، طبرانی فی الکبیر 184/17، والصغیر 21/2، احمد 9600/3

Marfat.com

شرح

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل وعدل، غضب وناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کئے جائیں گے۔ "ولا یزکیھم" کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمہ میں بیان کئے گئے ہیں جب کہ اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکو کار بندوں کی تعریف وستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف وستائش سے خارج کر دیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے عفو و درگزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک وصاف نہیں کرے گا۔ لھم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے۔

اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض وخفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزا وتنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حیثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے۔

اور جب یہ فعل جوان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڈھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کہ کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مروی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل وشعور سے بیگانہ اور خوف الٰہی سے غافل کر دیتا ہے لہٰذا جو بڈھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی ، خبث طبیعت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشادہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح ومفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم ونسق پر اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

لہٰذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور وتکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال ودولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگرچہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر ومفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال ودولت رکھتا ہے اور نہ جاہ واقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا اور اس

Marfat.com

کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ خبث باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔

بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں لیکن اس کے باوجود از راہ تکبر صدقہ وزکوۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع وامداد کو ٹھکراتے ہوں اور اسی طرح وہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف وہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل واعتماد اور غیرت وخودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم وحیاء کرنا تو ایک الگ چیز ہے لیکن سخت احتیاج واضطرار کے باوجود کبر ونخوت اختیار کرنا اور از راہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔

شیخ زان" کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محصن شادی شدہ شخص بھی ہو سکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ والشیخة اذا زنیا ۔۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعا بھی اور عرفا بھی بالکل ظاہر بات ہے اسی لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا قلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی وخستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال وزر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کر سکتا ہے لہذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔

عائل مستکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء ومساکین کے ساتھ تکبر کرے فقراء ومسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب وکمائی اور محنت ومشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود از راہ رعونت کوئی کسب وکمائی محنت مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور ہٹے کٹے لوگ کام کاج کرنے اور محنت ومزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعونت و نخوت بیجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف وہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصا ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں۔

جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست وبازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاہج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما

Marfat.com

کر ان کے کاندھوں کا بار رہنا ہے۔

کبریائی کا شان الوہیت میں سے ہونے کا بیان

(621) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - : اَلْعِزُّ اِزَارِيْ، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، فَمَنْ يُّنَازِعُنِيْ فِيْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عزت میرا ازار ہے۔ کبریائی میری چادر ہے جوان میں سے کسی ایک معاملے میں بھی میرے ساتھ مقابلہ کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

میری چادر اور میرا تہبند ہے جیسے الفاظ حق تعالیٰ نے مثال کے طور پر فرمائے ہیں اور اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ یہ دونوں صفتیں یعنی کبرائی اور عظمت صرف میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں جن میں کوئی بھی میرا ساجھی شریک نہیں ہوسکتا جیسے کسی کے لباس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا چنانچہ حق تعالیٰ کی کچھ صفات تو ایسی ہیں کہ جن میں کچھ حصہ بندوں کو بھی دیا گیا ہے جو صرف حق تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور جن کے ساتھ کوئی بندہ اپنے آپ کو بطریق مجاز بھی موصوف نہیں کرسکتا۔ اسی حقیقت کو مثال کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص ان کپڑوں کو نہیں پہن سکتا جو کسی دوسرے شخص کے جسم پر ہوں اسی طرح کبریائی اور حقیقی عظمت بڑائی کا بھی کوئی بندہ دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ دونوں صفتیں صرف میری ذات کے لئے موزوں ہیں اور مخصوص ہیں۔

کبریاء اور عظمہ، یہ دونوں لفظ لغت میں ایک ہی معنی کے حامل ہیں یعنی بزرگی اور بڑا ہونا لیکن حدیث کے ظاہری اسلوب سے ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے کو تہمبد کے ساتھ لہٰذا اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ کبریا تو صفت ذاتی ہے یعنی اللہ کی ذات کبیر و متکبر ہے خواہ دوسری اس حقیقت کو جانے یا نہ جانے اور عظمت کا لفظ حق تعالیٰ کی اس برائی کو بیان کرتا ہے جس کا ظہور اس کے غیر پر بھی ہوتا ہے کہ ساری مخلوق جانتی ہے کہ وہ ایسا بڑا ہے پس یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہوئی اور ذاتی صفت کا اضافی صفت سے اعلیٰ ہونا ضروری ہوتا ہے لہٰذا کبریائی کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ چادر تہمبد سے اعلیٰ ہوتی ہے اور عظمت کو تہبند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

تکبر سے چلنے والے کو زمین میں دھنسا دینے کا بیان

(622) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ، مُرَجِّلٌ رَاْسَهٗ، يَخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ، اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ

621- مسلم في اللباس' ابو داؤد في الزهد' ابن ماجه في السنن' بزاز ملخصاً الاحاديث القدسيه للعلائی

622- اخرجه احمد 3/9075 والبخاری 5798 ومسلم 2088و 50/2088 وابن حبان 5684

Marfat.com

عَلَيْهِ .

"مُرَجِّلٌ رَأْسَهُ" : اَیْ مُمَشِّطُهُ، "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيمَيْنِ : اَیْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ ایک شخص اپنے حلّے میں اپنے اوپر تکبر کرتے ہوئے چل رہا تھا۔ اس نے اپنے بال سنوارے ہوئے تھے اور اس کی چال میں تکبر تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس وجہ سے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (متفق علیہ)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "مرجل راسہ" یعنی بالوں میں کنگھی کی ہوئی۔ "یتجلجل" دو جیموں کے ساتھ اس کا مطلب ہے وہ غوطہ کھائے گا اور اترتا جائے گا۔

خود پسندی میں مبتلا رہنے والے متکبر ہوتے ہیں

(623) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ، فَيُصِيبَهُ مَا اَصَابَهُمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ" اَیْ : يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ .

✧✧ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ خود پسندی میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے تکبر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور اسے بھی وہی عذاب لاحق ہوگا جو انہیں لاحق ہوگا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ" یعنی وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

باب 73: اچھے اخلاق کا بیان

حسن خلق کے معنی ومفہوم کا بیان

حسن خلق "یعنی خوش خلقی یا اچھے اخلاق کا سب سے واضح مطلب یہ ہے کہ اس چیز کی اتباع وپیروی کی جائے جس کو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے دنیا والوں کے سامنے پیش کیا ہے یعنی شریعت، آداب طریقت اور احوال حقیقت ومعرفت۔ چنانچہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اللہ نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ آیت (وانک لعلی خلق عظیم)۔ تو آپ کے وہ اخلاق کیا تھے جن کو خلق عظیم کہا گیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ کا خلق قرآن کریم ہے یعنی قرآن مجید میں اچھی خصلتیں اور اعلی اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (ن : 4)،

623-ترمذی فی البر والصلة فی اسناده ضعف

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک تم عظیم اخلاق کے مالک ہو''۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے کہ اللہ کے نزدیک اس دین اسلام سے زیادہ کوئی محبوب دین نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ آپ کا خلق خود قرآن ہی یعنی قرآن کریم جن اعلیٰ اعمال واخلاق کی تعلیم دیتا ہے آپ ان سب کا عملی نمونہ ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ین فرمایا کہ خلق عظیم سے مراد آداب القرآن ہیں یعنی وہ آداب جو قرآن نے سکھائے ہیں حاصل سب کا تقریباً ایک ہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود میں حق تعالیٰ نے تمام ہی اخلاق فاضلہ بدرجہ کمال جمع فرما دیئے تھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی مجھے اس کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔ (تفسیر ابوحیان، سورہ قلم، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بہترین تعریف حضرت عائشہ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ کان خلقہ القران۔ " قرآن آپ کا اخلاق تھا"۔ امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن جریر نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ ان کا یہ قول متعدد سندوں سے نقل کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ خود اس کا مجسم نمونہ بن کر دکھادیا تھا۔ جس چیز کا قرآن میں حکم دیا گیا آپ نے خود سب سے بڑھ کر اس پر عمل کیا، جس چیز سے اس میں روکا گیا آپ نے خود سب سے زیادہ اس سے اجتناب فرمایا، جن اخلاقی صفات کو اس میں فضیلت قرار دیا گیا سب سے بڑھ کر آپ کی ذات ان سے متصف تھی۔

اور جن صفات کو اس میں ناپسند ٹھیرایا گیا سب سے زیادہ آپ ان سے پاک تھے۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی خادم کو نہیں مارا کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا، جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، اپنی ذات کے لیے کبھی کسی ایسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا جو آپ کو پہنچائی گئی ہو الا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا ہو اور آپ نے اللہ کی خاطر اس کا بدلہ لیا ہو، اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو کاموں میں سے ایک کا آپ کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپ آسان تر کام کو پسند فرماتے تھے، الا کہ وہ گناہ ہو، اور اگر کوئی کام گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔ (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ آپ نے کبھی میری کسی بات پر اف تک نہ کی، کبھی میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا۔ (بخاری ومسلم، تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ قلم، بیروت)

غصے کے باوجود صبر اختیار کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾ (آل عمران: 134) اَلْاٰيَةَ.

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور غصے کو پی جانیوالے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے''۔

"غضب کے معنی ہیں غصہ ہونا اور حقیقت میں غضب یا غصہ اس طبعی کیفیت کو کہتے ہیں جو طبیعت و مزاج کے خلاف پیش آنے والی بات پر نفس کو برانگیختہ کرنا اور ناپسندیدہ چیز میں مغضوب علیہ کی طرف میلان کرتی ہے تاکہ اس سے انتقام لے سکے اور طبیعت کے خلاف پیش آنے والی صورت حال کو دور کر سکے اسی وجہ سے غصہ کی حالت میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور رگیں پھول جاتی ہیں اسی طرح خوشی کی حالت میں بھی روح باہر کی طرف میلان کرتی ہے تاکہ اس چیز کے سامنے آجائے جو خوشی کا باعث بنی ہے۔

چنانچہ غصہ یا خوشی کی زیادتی کے وقت ہلاکت کا خوف اس لئے ہوتا ہے کہ اسے موقع پر روح پوری طرح بالکل نکل آنا چاہتی ہے اس کے برخلاف غم یا خوف کی حالت میں روح اندر کی طرف چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے اور جسم کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اس حالت میں بھی ہلاکت کا خوف ہوتا ہے کیونکہ روح پوری طرح اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور مطلق سرد ہو جاتی ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف غضب و غصہ کی نسبت کرنا جیسا کہ ایک موقع پر فرمایا گیا ہے کہ من لم یسال اللہ یغضب علیہ۔ جو شخص اللہ کے سامنے دست دراز نہیں کرتا تو اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے۔ مجاز ہے اور اللہ کے غصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بندے سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو کوئی بادشاہ غصہ کے وقت اپنی رعایا کے ساتھ کرتا ہے یعنی سزا دیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے غضب کی ضد حلم ہے اور حلم دراصل نفس و طبیعت کے اس سکون و استقلال کو کہتے ہیں کہ جو محبوب ترین چیز کے قریب پہنچ جانے اور مقصود مراد کے بالکل سامنے ہونے کے وقت بھی انسان کو بے قرار نہیں ہونے دیتا جیسا کہ وفد عبدالقیس کے سردار حضرت منذر کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ جب وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے۔

تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس اضطراب بے قراری کا اظہار نہیں کیا جو ان کی قوم کے دوسرے لوگوں نے ظاہر کیا تھا اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلم و وقار کی خوبیوں سے موصوف قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ غضب غصہ کوئی ایسی خصلت نہیں ہے جس کو بذات خود برا کہا جائے بلکہ اس میں برائی اس وقت آتی ہے جب اس کی وجہ سے راہ حق چھوٹ جائے اور احکام شریعت کی پابندی ترک ہو جائے چنانچہ جو غضب حق کی خاطر ہو اور حق کی راہ میں ہو اس کو محمود و مستحسن کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ راہ طریقت و سلوک میں ریاضت و مجاہدہ کا مقصد مطلق غضب و غصہ کو ختم کر دینا نہیں بلکہ اس کو قابو میں رکھنا اور حق کے تابع کرنا ہوتا ہے۔

اور ویسے بھی قدرت نے غضب کو ایسی قوت بنایا ہے جو جسمانی نظام کو برقرار رکھنے کا ذریعہ اور بقاء حیات کا سبب ہے کیونکہ یہ قوت غضبیہ ایسی ہوتی ہے جو مضرات موذیات سے بچاتی ہے چنانچہ نباتات و جمادات کو نیست و نابود کرنے پر ہر کوئی اسی لئے قادر ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو قوت غضبیہ سے محروم رکھا ہے اس کے برخلاف حکمت کاملہ الٰہی نے حیوان میں نہ صرف یہ کہ قوت غضبیہ پیدا کی ہے بلکہ ان کے بعض جسمانی حصوں کو گویا ایسے آلات و ہتھیار کے طور پر بنایا جن سے وہ اپنے نقصان و ایذء سے اپنا دفاع کر سکیں جیسے سینگ اور دانت وغیرہ اور انسان میں اگرچہ اس طرح کی چیزیں پیدا نہیں کی ہیں لیکن اس کو وہ عقل و تدبیر دکھادی ہے جس کے ذریعہ وہ ضرورت و حالت کے مطابق ایسے آلات و ہتھیار بنا سکتا ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والے سے محفوظ

Marfat.com

رکھتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین اور معاف کرنے کا بیان

امام بیہقی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا امام زید العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے کہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علی ابن حسین رضی اللہ عنہما کے اوپر گرا، تمام کپڑے بھیگ گئے، غصہ آنا طبعی امر تھا، کنیز کو خطرہ ہوا، تو اس نے فوراً یہ آیت پڑھی والکاظمین الغیظ، یہ سنتے ہی خاندان نبوت کے اس بزرگ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، بالکل خاموش ہو گئے، اس کے بعد کنیز نے آیت کا دوسرا جملہ والعافین عن الناس پڑھ دیا، تو فرمایا کہ میں نے تجھے دل سے بھی معاف کر دیا، کنیز بھی ہوشیار تھی اس کے بعد اس نے تیسرا جملہ بھی سنا دیا، واللہ یحب المحسنین جس میں احسان اور حسن سلوک کی ہدایت ہے، حضرت علی بن حسین نے یہ سن کر فرمایا کہ جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ (تفسیر روح المعانی بحوالہ بیہقی، سورہ آل عمران، بیروت)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور درگزر کرنے کا بیان

امام ابوحنیفہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے بھرے بازار میں امام اعظم کی شان میں گستاخی کی اور گالیاں دیں، حضرت امام اعظم نے غصہ کو ضبط فرمایا، اور اس کو کچھ نہیں کہا، اور گھر پر واپس آنے کے بعد ایک خوان میں کافی درہم و دینار رکھ کر اس شخص کے گھر تشریف لے گئے، دروازے پر دستک دی، یہ شخص باہر آیا تو اشرفیوں کا یہ خوان اس کے سامنے یہ کہتے ہوئے پیش فرمایا کہ آج تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا، اپنی نیکیاں مجھے دیدیں، میں اس احسان کا بدلہ کرنے کے لئے یہ تحفہ پیش کر رہا ہوں، امام کے اس معاملہ کا اس کے قلب پر اثر ہونا ہی تھا، آئندہ کو اس بری فصلت سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا، حضرت امام سے معافی مانگی اور آپ کی خدمت اور صحبت میں علم حاصل کرنے لگا یہاں تک کہ آپ کے شاگردوں میں ایک بڑے عالم کی حیثیت اختیار کر لی۔ یہاں تک ان اوصاف کا بیان تھا جو انسانی حقوق سے متعلق ہیں، اس کے بعد حقوق اللہ سے متعلقہ صفات کا بیان اس طرح فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور کبھی بمقتضائے بشریت ان سے گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر استغفار کرتے ہیں، اور آئندہ اس گناہ سے باز آنے کا ارادہ پختہ کر لیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا اخلاق سب سے اچھا تھا

(624) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ (متفق علیہ)

624-اخرجه احمد 4/12200 والبخاری 6129 و فی الادب المفرد 269 واخرجه مسلم 2144 والترمذی 333 والنسائی فی عمل الیوم واللیلة 334 وابن حبان 2308 والبیهقی 2035 بالفاظ متاربة و بعضهم یزید علی بعض

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اچھے اخلاق کا بیان

حضرت شیخ مصلح الدین سید شرف الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "بوستان سعدی" میں فرماتے ہیں کہ روایت ہے ایک فقیر مدینہ منورہ کی ایک مبارک گلی میں بیٹھا تھا۔ اتفاقاً امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُس طرف گزرے اور بے توجہی میں فقیر کے پاؤں پر پاؤں پڑ گیا۔ فقیر ناراض ہو کر چلایا، "اے شخص! کیا تو اندھا ہے؟" حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے کمالِ مہربانی سے جواب دیا، "بھائی! اندھا تو نہیں ہوں لیکن مجھ سے قصور ضرور ہوا ہے، برائے مہربانی مجھے معاف کر دو۔"

یہ حکایت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سبحان اللہ! بزرگوں کا اخلاق کس قدر پاکیزہ تھا، مقابل کوئی کمزور ہوتا تھا تو اُن کے لہجے میں نرمی آ جاتی تھی سچ ہے کہ ہر بلند مرتبہ شخص منکسر المزاج اور دوسروں کی دلجوئی کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کی مثال تو اس درخت کی سی ہوتی ہت جس پر جتنے زیادہ پھل آتے ہیں اُس کی شاخیں اُسی قدر جھک جاتی ہیں۔ جو خوش نصیب کمزروں کے ساتھ نرمی اور مروت کا برتاؤ کرتے ہیں وہ قیامت کے دن شاداں وفرحاں ہونگے، لیکن مغروروں کو شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

انسان طاقت ور ہو، بااختیار ہو اور پھر کسی کمزور کی جھڑکی سہہ لے، یہی تو کمال کا حُسن اخلاق ہے۔ اور اسی لیے اس نیکی کا بہت زیادہ اجر ہے۔ اس حکایت میں حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عُمر کی بردباری اور تحمل کی عظمت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی عظمت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تمام سیرت نگاروں نے تسلیم کی ہے کہ آپ رضی اللہ علیہ کی طبیعت جلالی تھی، اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کسی کی معمولی سی بات بھی برداشت نہ کرتے تھے، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد طبیعت کی سختی میں نرمی اور خلیفہ بننے کے بعد زی حلیمی میں بدل گئی، جس کی جھلک اس حکایت میں نظر آتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے، ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداود)

حضرت انس اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بیان

(625) وَعَنْهُ، قَالَ: مَا مَسِسْتُ دِيبَاجًا وَّلاَ حَرِيرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاَ شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِي قَطُّ: أُفٍّ، وَّلاَ قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَه؟ وَلاَ لِشَيْءٍ لَّمْ أَفْعَلْهُ: أَلاَ فَعَلْتَ كَذَا؟ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کسی دیباج اور حریر کو نہیں چھوا اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ کسی خوشبو کو نہیں سونگھا۔ میں نے دس برس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپ نے کبھی بھی مجھے اف نہیں کہا اور نہ ہی کسی کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور نہ ہی کسی ایسے کام کے بارے میں جو

625- الرواية الاولى اخرجها البخاري 3561 ومسلم 2330 والرواية الثانية اخرجها احمد 4/13676 والبخاري 2768 ومسلم 2309 وابو داؤد 3/47 والترمذي 201' وابن حبان 2893 والدارمي 31/1 وعبد الرزاق 17946 والبخاري في الادب المفرد 277 وابن المبارك في الزهد 616 وغيرهم من ائمة الحديث الشريف بالفاظ متقاربة

Marfat.com

میں نے نہ کیا ہو، یہ فرمایا: تم نے یہ کیوں نہیں کیا۔ (متفق علیہ)

حالت احرام میں شکار کا گوشت نہ کھانے کا بیان

(626) وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَهْدَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ، قَالَ: "اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نیل گائے کا (گوشت) تحفے کے طور پر پیش کیا تو آپ نے اسے مجھے واپس کر دیا۔ جب آپ نے میرے چہرے پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا میں نے تمہیں یہ گوشت اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔ (متفق علیہ)

راوی حدیث صعب بن جثامہ کے احوال کا بیان

صعب بن جثامہ: یہ لیثی حجازی ہیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان کا انتقال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 13 احادیث نقل کی ہیں۔

اچھا اخلاق نیکی ہے

(627) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ، فَقَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکے اور تمہیں یہ ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث نواس بن سمعان کے احوال کا بیان

نواس بن سمعان: یہ نواس بن سمعان بن خالد بن عمرو عامری کلابی ہیں۔ یہ صحابی رسول ہیں شام سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام میں سے ایک ہیں۔ ان کے والد انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے لئے دعا کی تھی۔ حضرت نواس سے سترہ روایات منقول ہیں۔

626- بخاری و مسلم فی الحج والھبۃ' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ فی الحج' ابو داؤد' ابن حبان 136 عبد الرزاق 8322' الادب المفرد 277' ابن المبارک فی الزھد 616 طبرانی کبیر 7436' بیھقی 191/5 احمد 16637/5

627- مسلم فی البر والصلۃ' ترمذی الادب المفرد 295' ابن حبان 397' دارمی 2789' احمد 17650/6' حاکم 21/2' بیھقی 192/10

Marfat.com

(628) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُوْلُ: "اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدزبان اور بدمزاج نہیں تھے۔ آپ یہ فرمایا کرتے تھے تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو زیادہ اچھے اخلاق کا مالک ہو۔ (متفق علیہ)

میزان میں وزنی چیز اخلاق ہونے کا بیان

(629) وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

"الْبَذِيُّ": هُوَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِىءِ الْكَلَامِ.

✧✧ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندے کے نامہ اعمال میں قیامت کے دن اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بُرے اخلاق کے مالک بے ہودہ گفتگو کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"البذی" اس سے مراد وہ شخص ہے جو فحش اور بے کار گفتگو کرتا ہو۔

شرح

حضرت شیخ عبدالحق نے لفظ بذی کا ترجمہ بے ہودہ گو لیا لیکن ملا علی قاری نے کسی شارح سے اس لفظ کے معنی بدخلق نقل کئے ہیں اور لکھا ہے کہ یہی معنی موقع کے مناسب ہیں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث میں پہلے جملے کے مقابلہ پر جو دوسرا جملہ لایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن میزان اعمال میں بدخلقی بہت بے وزن چیز ہوگی۔

راوی حدیث عویمر بن عامر کے احوال کا بیان

عویمر بن عامر: ان کی کنیت ابودرداء ہے۔ یہ انصاری خزرجی ہیں یہ اپنے قبیلے سے کچھ دیر بعد اسلام لائے تھے بعد میں اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہہ تھے، عالم تھے، عقل مند تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا: "عویمر میری امت کا دانش ور ہے"۔ غزوۂ اُحد کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دمشق کے قاضی

628- بخاری باب الادب وصفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم' مسلم فی الفضائل' ترمذی فی البر' ابن حبان 477' طیالسی 2246' ابن ابی شیبہ 514/8

629- ترمذی فی البر والصلۃ' رواہ احمد 27587/10' ابو داود عن ابی الدرداء اس میں یہ لفظ زائد ہیں- وان صاحب الخلق الحسن لیبلغ بہ درجۃ صاحب الصوم والصلاۃ' ابن حبان 481

Marfat.com

رہے۔ ۳۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور ان سے ایک سو نواسی احادیث منقول ہیں۔

تقویٰ اور حسن اخلاق باعث جنت ہونے کا بیان

(630) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ"، وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: "الْفَمُ وَالْفَرْجُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سی چیز اکثر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق' آپ سے دریافت کیا گیا کون سی چیز اکثر لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی۔ آپ نے فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اچھے اخلاق والے کا سب سے بہتر ہونے کا بیان

(631) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو اور تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیویوں کے معاملے میں بہتر ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ تم میں سے وہ شخص میرے نزدیک بہت محبوب ہے جو اچھے طور و عادات رکھتا ہو اور بہترین خصلتوں کا حامل ہو بایں طور کہ اللہ کے حقوق بھی ادا کرتا ہو اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی تقصیر و کوتاہی نہ کرتا ہو۔

اچھے اخلاق کے ذریعے نفلی عبادت کا ثواب ملنے کا بیان

(632) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

630-ترمذی باب البر والصلة احمد 9107' ابن ماجه 4246' حاکم 324/2' ابن حبان 476

631-ترمذی' مستدرك' احمد 7406/3 ابو داؤد' ابن حبان 479' ابن ابی شیبه 515/8' الحاکم فی الافتتاح

632- ابو داؤد' ابن حبان 480 (جامع صغیر) احمد 24649/9' حاکم 199/1

Marfat.com

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور نوافل پڑھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ خوش خلقی کا سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کیا جائے انتقام لینے سے گریز کیا جائے اور یہ کہ نہ صرف ظالم کے ظلم سے درگزر کیا جائے بلکہ اس کے حق میں مغفرت و بخشش کی دعا کی جائے اور اس کے تئیں رحم وشفقت کو اختیار کیا جائے۔

اچھے اخلاق والے کیلئے جنت میں بلند گھر ہونے کا بیان

(633) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الباهلِيّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَّبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَّبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ" .

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

"الزَّعِيْمُ" : الضَّامِنُ .

✧✧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں اس شخص کو جنت کے اطراف میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود لڑائی کو ترک کر دے اور اس شخص کو جنت کے درمیان میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ کو ترک کر دے اگرچہ وہ مذاق کی صورت میں ہو اور اس شخص کو جنت کے بلند حصے میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس کا اخلاق اچھا ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

"الزَّعِیْمُ": اس سے مراد ضمانت دینے والا ہے۔

اچھے اخلاق والے کیلئے قیامت کے دن قرب نصیب ہونے کا بیان

(634) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَیَّ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا، وَّاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ،

633- اسناده صحيح اخرجه ابو داؤد 4800 و فی الباب عن انس رضی الله عنه الترمذی 1994 وابن ماجه 51

634- اخرجه الترمذی 2025 و اسناده حسن و فی الباب عن ابی ثعلبة الخشنی رضی الله عنه عند احمد 6/17758 وابن ابی شيبة 515/8 وابن حبان 482 و فی الباب ايضا عن ابی هريرة رضی الله عنه عند احمد 2/8830 باسناد حسن و فی الباب ايضا عن ابن مسعود رضی الله عنه عند الطبرانی فی الكبير 10423

Marfat.com

الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ"، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: "الْمُتَكَبِّرُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

وَ"الثَّرْثَارُ" : هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا . وَ"الْمُتَشَدِّقُ" : الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِمَلْءِ فِيْهِ تَفَاصُحًا وَتَعْظِيْمًا لِكَلَامِهِ، وَ"الْمُتَفَيْهِقُ" : اَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْاِمْتِلَاءُ، وَهُوَ الَّذِىْ يَمْلَاُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيْهِ، وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا، وَّاِظْهَارًا لِلْفَضِيْلَةِ عَلٰى غَيْرِهِ .

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ، قَالَ: "هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ، وَكَفُّ الْاَذٰى"

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہوگا اور قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوگا جو تکلف کے ساتھ منہ کھول کر کلام کرے اور تکبر کے طور پر بات کرے اور "وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! "اَلثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ" اس کا تو ہمیں پتہ چل گیا ہے "الْمُتَفَيْهِقُ" اس سے کیا مراد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تکبر کرنے والے لوگ۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

"الثرثار" اس سے مراد وہ شخص ہے جو بکثرت بناوٹی گفتگو کرتا ہو۔ "والمتشدق" یعنی وہ شخص ہے جو لوگوں کے ساتھ طویل گفتگو کرتا ہو اور اپنے کلام کو عظیم اور اہم سمجھتے ہوئے منہ بھر کر بات کرتا ہو۔ "وَالْمُتَفَيْهِقُ" یہ لفظ الفھق ہے جس کا مطلب کسی چیز کو بھر دینا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو کلام کے ذریعے اپنے منہ کو بھرا رکھے اور اس بارے میں منہ کو وسعت دے اور تکبر خودنمائی اور اپنی شخصیت کے اظہار کے طور پر عجیب وغریب باتیں کرے تاکہ اس کی دوسروں پر فضیلت ظاہر ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' اچھے اخلاق سے مراد خندہ پیشانی سے ملنا' نیکی کو پھیلانا اور کسی کو تکلیف پہنچانے سے بچنا ہے۔

بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاةِ وَالرِّفْقِ

باب 74: حلم' برداری اور نرمی کا بیان

نرمی مزاجی کے مفہوم کا بیان

'رفق اس کے معنی ہیں نرمی وملائمت اور فروتنی کا رویہ اختیار کرنا اپنے ساتھیوں کے حق میں مہربان نرم خو ہونا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا اور ہر کام اطمینان وخوش اسلوبی سے کرنا۔

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (آل عمران : 134)

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور غصے کو پی جانیوالے اور لوگوں سے درگزر کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے''۔(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (الاعراف : 199)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''تم معافی کو اختیار کرو بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو''

جمہور مفسرین نے جس کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ عفو کہا جاتا ہے ہر ایسے کام کو جو آسانی کے ساتھ بغیر کسی کلفت اور مشقت کے ہوسکے،تو معنی اس جملہ کے یہ ہوئے کہ آپ قبول کرلیا کریں اس چیز کو جو لوگ آسانی سے کرسکیں یعنی واجبات شرعیہ میں آپ لوگوں سے اعلیٰ معیار کا مطالبہ نہ کریں بلکہ وہ جس پیمانہ پر آسانی سے عمل پیرا ہوسکیں آپ اتنے ہی درجہ کو قبول کرلیا کریں،مثلاً نماز کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ ساری دنیا سے منقطع اور یکسو ہوکر اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے اس لئے کھڑا ہے کہ حمد وثنا کے ساتھ اپنے معروضات کو بلاواسطہ بارگاہ الٰہی میں خود پیش کررہا ہے گویا وہ اس وقت براہ راست حق تعالیٰ شانہ سے مخاطب ہے،اس کے جو آثار خشوع،خضوع ادب واحترام کے ہونا چاہئیں،ظاہر ہے کہ لاکھوں نمازیوں میں سے کسی کسی اللہ کے بندے کو نصیب ہوتے ہیں عام لوگ اس درجہ کو نہیں پاسکتے تو اس آیت نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعلیم دی کہ آپ ان لوگوں سے اس اعلیٰ معیار کا مطالبہ ہی نہ رکھیں،بلکہ جس درجہ کو وہ آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں وہ ہی قبول فرمالیں،اسی طرح دوسری عبادات زکوۃ،روزہ،حج اور عام معاملات ومعاشرت کے واجبات شرعیہ میں جو لوگ پورا پورا حق ادا نہیں کرسکتے ان سے سرسری اطاعت وفرمانبرداری ہی کو قبول کرلیا جائے۔

ائمہ تفسیر کی بڑی جماعت حضرت عبداللہ بن عمر،عبداللہ بن زبیر،صدیقہ عائشہ اور مجاہد رضوان اللہ علیھم اجمعین وغیرہ نے اس جملہ کے بھی یہی معنی قرار دیئے ہیں۔

دوسرے معنی عفو کے معافی اور درگزر کرنے کے بھی آتے ہیں،علماء تفسیر کی ایک جماعت نے اس جگہ یہی معنی مراد لے کر اس جملہ کا یہ مطلب قرار دیا ہے کہ آپ گناہگاروں خطا کاروں کے گناہ وقصور کو معاف کردیا کریں۔

امام تفسیر ابن جریر طبری نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے آیت کا مطلب پوچھا،جبریل امین نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنے کے بعد یہ مطلب بتلایا کہ اس آیت میں آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کریں اور جو آپ کو کچھ نہ دے آپ اس پر بخشش کریں اور جو آپ سے تعلق قطع کرے آپ اس سے بھی ملا کریں۔

اس جگہ ابن مردویہ نے بروایت سعد بن عبادہ نقل کیا ہے کہ غزوہ احد میں جب آنخضرت کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کیا گیا اور بڑی بے دردی سے ان کے اعضاء کاٹ کر لاش کی بے حرمتی کی گئی تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش کو اس ہیئت میں دیکھ کر فرمایا

Marfat.com

کہ جن لوگوں نے حمزہ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے میں ان کے ستر آدمیوں کے ساتھ ایسا معاملہ کر کے چھوڑوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو بتلایا گیا کہ آپ کا یہ مقام نہیں، آپ کے شایان شان یہ ہے کہ عفوودرگزر سے کام لیں۔

اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو امام احمد نے عقبہ بن عامر کی روایت سے نقل کی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکارم اخلاق کی تعلیم دی وہ وہی تھی کہ جو شخص تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو، جو تم سے قطع تعلق کردے تم اس سے ملا کرو، جو تمہیں محروم کردے تم اس کو بخشش دیا کرو۔

اور بیہقی نے بروایت علی مرتضیٰ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو اولین وآخرین کے اخلاق سے بہتر اخلاق کی تعلیم دیتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جو شخص تم کو محروم کرے تم اس پر بخشش کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کردو، جو تم سے تعلق قطع کرے تم اس سے بھی ملا کرو۔ (جامع البیان، سورہ اعراف، بیروت)

اچھائی اور برائی کے برابر نہ ہونے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَّمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ (فصلت: 35-34)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتے۔ تم اس کو اچھے طریقے سے دور کرو پھر وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ (تمہارے) گہرے دوست کی مانند ہو جائے گا۔ اور یہ (خوبی) صرف انہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور (ایسے شخص کو صرف یہ خوبی نہیں بلکہ) بڑا عظیم حصہ ملتا ہے۔''

یہاں سے دعوت الی اللہ کی خدمت انجام دینے والوں کو خاص ہدایات دی گئی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیں بلکہ صبر اور احسان سے کام لیں اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ یعنی داعیان حق کی خصلت یہ ہونی چاہئے کہ وہ لوگوں کو برائی کو طریق احسن سے دفع کریں۔ وہ یہ کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ لینا اور معاف کردینا تو عمل حسن ہے اور۔ احسن یہ ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برا سلوک کیا، تم اس کو معاف بھی کردو اور اس کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت میں حکم یہ ہے کہ جو شخص تم پر غصہ کا اظہار کرے، تم اس کے مقابلہ میں صبر سے کام لو۔ جو تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آوے تم اس کے ساتھ حلم وبردباری کا معاملہ کرو اور جس نے تمہیں ستایا اس کو معاف کردو۔

بعض روایات میں ہے کہ صدیق اکبر کو کسی شخص نے گالی دی یا برا کہا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم اپنے کلام میں سچے ہو کہ میں مجرم وخطاوار اور برا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے، اور اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ فصلت، بیروت)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (الشوری: 43)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو شخص صبر سے کام لے اور معاف کردے تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے''۔

(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزرچکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

Marfat.com

بردباری اور سمجھ کی اہمیت کا بیان

(635) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: "اِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: آپ نے عبدالقیس قبیلے کے وفد کے سربراہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"تمہارے اندر دو خصوصیات ہیں اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو پسند کرتا ہے' ایک بردباری اور دوسری سمجھ بوجھ۔"

(636) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

لوگوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے والے کیلئے جنت کا بیان

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگو (یعنی گزشتہ امتوں میں) سے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ جب اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے کوئی نیک کام کیا ہو اس سے پھر کہا گیا کہ اچھی طرح سوچ لے اس نے کہا کہ مجھے قطعا یاد نہیں آ رہا ہے ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میں دنیا میں جب لوگوں سے خرید و فروخت کے معاملات کیا کرتا تھا تو تقاضہ کے وقت یعنی مطالبات کی وصولی میں ان پر احسان کیا کرتا تھا بایں طور کہ مستطیع لوگوں کو تو مہلت دے دیتا تھا اور جو نادار ہوتے ان کو معاف کر دیتا تھا (یعنی اپنے مطالبات کا کوئی حصہ یا پورا مطالبہ ان کے لئے معاف کر دیتا تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی عمل سے خوش ہو کر اس کو جنت میں داخل کر دیا (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک اور روایت میں جو عقبہ ابن عامر اور ابو مسعود انصاری نے اسی کے مثل (یعنی کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ) نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ جب اس شخص نے اپنا یہ عمل بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا یعنی معاف کرنے کا حق تجھ سے زیادہ رکھتا ہوں اور پر فرشتوں سے کہا کہ میرے اس بندے سے درگزر کرو۔

(مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث، 34)

(اتاہ الملک) سے مرادی تو یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی اس کی روح قبض کرنے آئے تھے یا پھر یہ کہ ان فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ آیا ہوگا جو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مددگار و ماتحت ہیں لیکن اغلب یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی آئے ہوں گے کیونکہ قبض روح کے سلسلے میں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ ارواح قبض کرنے کا کام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی انجام دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ایت (قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم) کہہ دیجئے کہ تمہیں وہ ملک

635- اخرجه الترمذی 2012

الموت (عزرائیل علیہ السلام) مارتا ہے جوتم پر اس کام کے لئے متعین ہے چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جب روح قبض کر لیتے ہیں تو جو اچھی یعنی پاکباز روح ہوتی ہے اسے رحمت کے فرشتے لے لیتے ہیں اور جو بری روح ہوتی ہے وہ عذاب کے فرشتوں کی نگرانی (CUSTODY) میں چلی جاتی ہے لیکن اتنی بات ملحوظ رہے کہ ملک الموت (خواہ وہ عزرائیل ہوں یا کوئی اور فرشتہ) روح قبض کرنے کا صرف ایک ظاہری ذریعہ بنتا ہے ورنہ حقیقت میں تو روح قبض کرنے والا اور موت طاری کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خود اسی کا ارشاد ہے آیت (اللہ یتوفی الانفس حین موتہا) ہر نفس کو اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے فقیل لہ (تو اس سے پوچھا گیا) اس کے بارے میں بھی دونوں احتمال ہیں یا تو اس سے یہ سوال اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا یا فرشتوں نے یہ بات پوچھی نیز وقت سوال کے سلسلے میں زیادہ واضح بات تو یہ ہے کہ اس شخص سے یہ سوال روح قبض کرنے سے پہلے کیا گیا تھا جیسا کہ حدیث کے ابتدائی الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سوال روح قبض ہونے کے بعد قبر میں کیا گیا ہوگا جیسا کہ شیخ مظہر کا قول ہے۔

اور علامہ طیبی نے ایک یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ دراصل یہ سوال قیامت میں کیا جائے گا۔ بہر کیف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مطالبات کی وصولی میں مستطیع کو مہلت دینا اور نادار شخص کو معاف کر دینا بڑے ثواب کی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرنے والا ہے

(637) وَ عَنْهَا : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِى عَلَى الرِّفْقِ، مَا لَا يُعْطِى عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِى عَلٰى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کے نتیجے میں وہ ثواب عطا کرتا ہے۔ جو سختی یا نرمی کے علاوہ دیگر کسی چیز پر عطا نہیں کرتا۔

اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ نرم و مہربان ہے اور نرمی و مہربانی کو پسند کرتا ہے، کے ذریعے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کا نرمی و مہربانی کو پسند کرنا خود بندوں کے اس مفاد و مصالح کے پیش نظر ہے کہ آپس میں نرمی و مہربانی اور شفقت و مروت کے جذبات کو فروغ دینا ایک ایسی خوبی ہے جس کے ذریعہ معاشرہ کو مطمئن و پرسکون اور انسانی زندگیوں کو مختلف پریشانیوں اور بے چینیوں سے محفوظ رکھنا ہے چنانچہ جس معاشرہ کے افراد اپنے تمام امور میں ایک دوسرے سے نرم خوئی اور مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں ایک دوسرے کو سختیوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور باہمی معاملات کو سہولت و آسانی کی بنیاد پر استوار کرتے ہیں اور ان امور معاملات کا تعلق خواہ حصول معاش سے یا اس کے علاوہ معاشرتی زندگی کے کسی بھی پہلو سے ہو تو اس معاشرہ کا ہر فرد اپنے آپ کو

637-مسلم' احمد 241145' بخاری' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی 323/2' ابن حبان 6441' الادب المفرد 311' بیہقی 203/9

فلاح یاب محسوس کرتا ہے اور پورے معاشرہ پر حق تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت اور اس کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے چنانچہ، ویعطی علی الرفق۔ کے ذریعہ نہ صرف یہ ترغیب دلائی گئی کہ اپنے امور معاملات میں باہمی نرمی و مہربانی کو اختیار کرو تا کہ حصول مقصد کو پہنچ سکو بشارت بھی دی گئی ہے کہ جو لوگ سختی کے بجائے نرمی و مہربانی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ان کو حق تعالیٰ اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور مقاصد میں کامیاب و کامران کرتا ہے۔ "اور نرمی و مہربانی پر جو چیز عطا کرتا ہے" یہ جملہ ماقبل عبارت کے مفہوم کو ایک دوسرے انداز میں کررہا ہے یعنی پہلے تو نرمی و مہربانی کو سختی پر ترجیح دی گئی ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے اجر وثواب اور حصول مقصد کی جو نعمت نرمی و مہربانی اختیار کرنے پر ہوتی ہے وہ سختی اختیار کرنے پر نہیں ہوتی اور پھر آگے اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ فرمایا کہ نرمی و مہربانی اپنی ضد یعنی سختی ہی پر نہیں بلکہ حصول مقصد کے اور دوسرے اسباب و وسائل پر بھی ترجیح وفضیلت رکھتی ہے البتہ اس موقع پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اسباب وسائل از قسم نرمی ہوں تو ترجیح وفضیلت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر از قسم سختی ہوں تو نرمی و مہربانی کا سختی پر فضیلت وترجیح رکھنا ماقبل عبارت سے واضح ہو ہی چکا ہے اس کے بعد اسی مفہوم کو دوبارہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ دونوں جملوں کی عبارت میں ظاہری طور پر تفاوت ہے مگر حقیقت میں یہ دوسرا جملہ ماقبل عبارت کو مؤکد کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور دونوں جملوں کا مقصد اس بات کو زیادہ اہمیت دینا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے مقاصد جیسے حصول معاش وغیرہ کی طلب اور سعی اور جدوجہد میں ایسا رویہ اختیار کرے جو نرم خوئی مہربانی اور ایک دوسرے کے ساتھ لحاظ و مروت کا ہو کیونکہ انسان کو اس کی مطلوب چیز دینے والا حقیقت میں اللہ ہے اور چونکہ نرمی و مہربانی اس کے نزدیک محبوب ہے اس لئے وہ نرمی و مہربانی کا رویہ اختیار کرنے والے کو زیادہ عطا فرماتا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو اپنے مقاصد کے حصول میں سختی و درشتی اور عامیانہ انداز و رویہ اختیار کرتا ہے۔

نرمی انسانی اخلاق کیلئے سجاوٹ ہے

(638) وَعَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ انہی سے یہ حدیث بھی منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے آراستہ کردے گی اور جس چیز سے الگ کی جائے گی اسے بدنما کردے گی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

لوگوں کو آسانی فراہم کی جائے سختی نہ کی جائے

(639) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَالَ اَعْرَابِیٌّ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَامَ النَّاسُ اِلَیْهِ لِیَقَعُوْا فِیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْهُ وَاَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ، اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ، فَاِنَّمَا

638- اخرجه مسلم 2594، والبخاری فی الادب المفرد 469

639- اخرجه البخاری 220

بُعِثْتُم مُيَسِّرِينَ وَلَم تُبعَثُوا مُعَسِّرِينَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"السَّجلُ" بِفَتحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسكَانِ الْجِيمِ: وَهِيَ الدَّلو الْمُمتَلِئَةُ مَاءً، وَكَذٰلِكَ الذَّنُوبُ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اسے مارنے کے لئے اٹھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ تم لوگوں کو آسانی فراہم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تنگی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "السجل" میں سین مہملہ فتحہ کے ساتھ ہے اور جیم ساکن ہے اور اس کا معنی ہے پانی سے بھرا ہوا ڈول اور اسی طرح "الذنوب" کا بھی مطلب ہے۔

(640) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' آسانی فراہم کرو تنگی فراہم نہ کرو۔ خوشخبری سناؤ متنفر نہ کرو۔ (متفق علیہ)

نرمی سے محروم رہنے والے کا بھلائی سے محروم رہنے کا بیان

(641) وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ہر طرح کی بھلائی سے محروم رہا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

جامع صغیر کی روایت میں ہے کہ خیر کے ساتھ کلہ کا لفظ بھی ہے لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص نرمی و مہربانی کی خوبیوں سے عاری ہوتا ہے وہ تمام بھلائیوں سے محروم قرار پاتا ہے گویا اس ارشاد گرامی کا مقصد نرمی و مہربانی کے وصف کی فضیلت بیان کرنا اس عظیم وصف کو حاصل کرنے کی ترغیب دلانا اور سختی کی مذمت کرنا اور یہ بات واضح کرنا ہے کہ نرمی و مہربانی تمام بھلائیوں کے حاصل ہونے کا سبب ذریعہ ہے۔

640- اخرجه البخاري 69 و مسلم 1732

641- اخرجه احمد 7/19372 و مسلم 2582 و ابو داؤد 4809 واللفظ له واخرجه ابن ماجه 3687 والبخاري في الادب المفرد 463 وابن حبان 548 وابن ابي شيبة 510/8 والطبراني في الكبير 2449

Marfat.com

غضبناک ہونے کی ممانعت کا بیان

(642) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ. قَالَ: "لَا تَغْضَبْ"، فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم غضبناک نہ ہونا! اس نے چند مرتبہ یہ سوال دہریا تو آپ نے یہی فرمایا: تم غضبناک نہ ہونا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اچھے طریقے سے ذبح کرنے کا بیان

(643) وَعَنْ اَبِیْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَه، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے۔ اگر تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو (یعنی اذیت دے کر قتل نہ کرو) اور جب کسی کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کر لو اور اپنے ذبیحے کو آرام پہنچاؤ۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث شداد بن اوس کے احوال کا بیان

شداد بن اوس: یہ شداد بن اوس بن ثابت خزرجی انصاری ہیں ان کی کنیت ابویعلیٰ ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء میں سے ہیں یہ حمص کے گورنر رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ یہ بڑے فصیح' حوصلہ مند اور دانشور آدمی تھے۔ ۵۸ ہجری میں بیت المقدس میں ان کی وفات ہوئی۔ ان سے پچاس احادیث منقول ہیں۔

آسان طریقہ اختیار کرنے کا بیان

(644) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ

642- باب الصبر کے تحت گزر چکی

643- اخرجه احمد 6/17116 و مسلم 1955 و ابو داؤد 2815 والترمذی 1409 والنسائی 4418 وابن ماجه 3170

644- اخرجه مالك فی موطه 1671 و احمد 9/24089 والبخاری 3560 ومسلم 2327 وابو داؤد 4/85 والدارمی 147/2 وابن حبان 488 والترمذی فی الشمائل 341 والبیهقی 192/10

قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا، كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ۔ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کبھی دو معاملات کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا جبکہ وہ کوئی گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا تھا۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی کسی حرمت کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے انتقام لیا کرتے تھے۔

مہربانی اور آسانی اختیار کرنے والے کا بیان

(645) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ؟ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ، هَيِّنٍ، لَيِّنٍ، سَهْلٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کس شخص پر جہنم حرام ہوگی۔ جہنم ہر اس شخص پر حرام ہوگی جو نرمی کرنے والا آسانی اختیار کرنے والا ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ خوش خلقی کا سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کیا جائے انتقام لینے سے گریز کیا جائے اور یہ کہ نہ صرف ظالم کے ظلم سے درگزر کیا جائے بلکہ اس کے حق میں مغفرت و بخشش کی دعا کی جائے اور اس کے تئیں رحم و شفقت کو اختیار کیا جائے۔

بَابُ الْعَفْوِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

باب **75**: جاہلوں سے گریز کرنے اور عفو سے کام لینے کا بیان

جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (الاعراف **199**)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "تم معافی کو اختیار کرو، بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو"۔

(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

645- اخرجه احمد 2/3938 و الترمذی 2496 و فی اسناده عبد الله بن عمرو

Marfat.com

اچھے طریقے سے درگزر کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴾ (الحجر : 85)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اچھی طرح سے درگزر سے کام لو''۔

پھر اپنے نبی مکرم ﷺ سے فرماتا ہے کہ مشرکوں سے چشم پوشی کیجئے، ان کی ایزا اور جھٹلانا اور برا کہنا برداشت کر لیجئے۔ جیسے اور آیت میں ہے ان سے چشم پوشی کیجئے اور سلام کہہ دیجئے انہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا یہ آیت مکیہ ہے اور جہاد بعداز ہجرت مقرر اور شروع ہوا ہے۔

تیرا رب خالق ہے اور خالق مار ڈالنے کے بعد بھی پیدائش پر قادر ہے، اسے کسی چیز کی بار بار کی پیدائش عاجز نہیں کر سکتی۔ ریزوں کو جب بکھر جائیں وہ جمع کر کے جان ڈال سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ حجر، بیروت)

اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب سب کو ہونی چاہیے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (النور : 22)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں کیا یہ تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کر دے''۔

تم میں سے جو کشادہ روزی والے، صاحب مقدرت ہیں۔ صدقہ اور احسان کرنے والے ہیں انہیں اس بات کی قسم نہ کھانی چاہئے کہ وہ اپنے قرابت داروں، مسکینوں، مہاجروں کو کچھ دیں گے ہی نہیں۔ اس طرح انہیں متوجہ فرما کر پھر اور نرم کرنے کے لئے فرمایا کہ ان کی طرف سے کوئی قصور بھی سرزد ہو گیا ہو تو انہیں معاف کر دینا چاہئے۔ ان سے کوئی ایذاء یا برائی پہنچی ہو تو ان سے درگزر کر لینا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم اور لطف رحم ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔

یہ آیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہے جب کہ آپ نے حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی قسم کا سلوک کرنے کی قسم کھالی تھی کیونکہ بہتان صدیقہ میں یہ بھی شامل تھے۔ جیسے کہ پہلے کی آیتوں کی تفسیر میں یہ واقعہ گزر چکا ہے تو جب حقیقت اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دی، ام المومنین بری ہو گئیں، مسلمانوں کے دل روشن ہو گئے، مومنوں کی توبہ قبول ہو گئی، تہمت رکھنے والوں میں سے بعض کو حد شرعی لگ چکی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کو حضرت مسطح کی طرف متوجہ فرمایا جو آپ کی خالہ صاحبہ کے فرزند تھے اور مسکین شخص تھے۔ حضرت صدیق ہی ان کی پرورش کرتے رہتے تھے، یہ مہاجر تھے لیکن اس بارے میں اتفاقیہ زبان کھل گئی تھی۔ انہیں تہمت کی حد لگائی گئی تھی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت مشہور تھی۔ کیا اپنے کیا غیر سب کے ساتھ آپ کا حسن سلوک عام تھا۔ آیت کے یہ خصوصی الفاظ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کان میں پڑے کہ کیا تم بخشش الٰہی کے طالب نہیں ہو؟

آپ کی زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی ہماری تو عین چاہت ہے کہ اللہ ہمیں بخشے اور اسی وقت سے مسطح کو جو کچھ دیا کرتے تھے، جاری کر دیا۔ گویا ان آیتوں میں ہمیں تلقین ہوئی کہ جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ ہماری تقصیریں معاف

ہو جائیں۔ ہمیں چاہئے کہ دوسروں کی تقصیروں سے بھی درگزر کر لیا کریں۔ یہ بھی خیال میں رہے کہ جس طرح آپ نے پہلے یہ فرمایا تھا کہ واللہ میں اس کے ساتھ کبھی بھی سلوک نہ کروں گا۔ اب عہد کیا کہ واللہ میں اس سے کبھی بھی اس کا مقررہ روزینہ نہ روکوں گا۔ سچ ہے صدیق صدیق ہی تھے رضی اللہ عنہ۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ نور، بیروت)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (آل عمران : 134)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ (الشوریٰ : 43)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور جو صبر سے کام لے اور معاف کر دے تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وَالْاٰيَاتِ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں جو معلوم ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی رحمت کا بیان

(646) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ اَتٰی عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَّوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: "لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُّ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰی وَجْهِیْ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ، وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -، فَنَادَانِیْ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ . فَنَادَانِیْ مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَیَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبِّیْ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ، اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ" . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْاَخْشَبَانِ" : الْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ . وَالْاَخْشَبُ : هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کیا غزوہ احد سے زیادہ شدید دن بھی آپ پر آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہاری قوم کی طرف سے مجھے وہ دن بھی دیکھنا پڑا جو اس دن سے زیادہ شدید

646- اخرجه البخاری 3231 و مسلم 1795 وابن حبان 6561 وابو نعيم فی دلائل النبوة 213 وابن خزيمة ی التوحيد والبيهقی فی الاسماء والصفات

Marfat.com

تھا جو عقبہ کے دن مجھے ان کی طرف سے دیکھنا پڑا تھا۔ یہ اس دن کی بات ہے جب میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال کو دعوت دی اس نے میری پسند کے مطابق جواب نہیں دیا میں جا رہا تھا اور میرے چہرے پر غم کے آثار تھے ابھی میں قرن ثعالب ہی پہنچا تھا۔ میں نے سر اٹھایا تو وہاں ایک بادل تھا جس نے مجھ پہ سایہ کیا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا تو اس میں جبریل موجود تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور بولے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا آپ کو دیا جانے والا جواب سن لیا ہے جو انہوں نے آپ کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ اسے جو چاہیں ان لوگوں کے بارے میں حکم دے سکتے ہیں پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور مجھے سلام کیا اور بولا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا آپ کو دیا جانے والا جواب سن لیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں میرے پروردگار نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے معاملے میں مجھے کوئی حکم دیں جو آپ چاہیں اگر آپ چاہیں تو میں ان پر یہ پہاڑ الٹا دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الأخشبان" سے مراد ہے مکہ کے اردگرد کے دونوں پہاڑ، "والأخشب" یہ سخت اور بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا

(647) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ، وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا، اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ، اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ یہ بات بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ کے ذریعے نہیں مارا نہ کسی بیوی کو اور نہ ہی کسی خادم کو البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں حصہ لینے کے دوران (دشمنوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے) اور جب بھی آپ کو کوئی اذیت پہنچائی گئی تو آپ نے اذیت پہنچانے والے سے انتقام نہیں لیا البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرمت کی پامالی کی گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے انتقام لیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے درگزر کرنے کا بیان

(648) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ . فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ، فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

647- اخرجه احمد 9/24089 و مسلم 2328 و ابو داؤد 4786 والترمذی فی الشمائل 342

648- اخرجه البخاری 3149 و مسلم 1057 وابن ماجه 3553

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا ہوا جا رہا تھا۔ آپ نے موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا۔ اس نے آپ کی چادر کو زور سے کھینچا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کی جلد پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کا نشان پڑ گیا ہے۔ پھر وہ بولا اے محمد! اللہ تعالیٰ کا جو مال آپ کے پاس موجود ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور مسکرا دیئے پھر آپ نے اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔ (متفق علیہ)

نبی مکرم علیہ السلام چہرے سے خون صاف کرتے بھی قوم کیلئے دعا کرتے ہیں

(649) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ، وَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ؛ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا میں اس وقت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کے بارے میں یہ بات بیان کی جن کی قوم نے انہیں مارا تھا اور انہیں خون آلود کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے (کہ میرا مقام کیا ہے)۔

غصے پر قابو پانے والے کے بہادر ہونے کا بیان

(650) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: طاقتور وہ نہیں ہے جو (کسی کو) پچھاڑ دے طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔

شرح

اس ارشاد گرامی کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اصل میں اگر کوئی چیز انسان کی سب سے بڑی دشمن اور اس کے مقابلہ میں سب سے زیادہ طاقتور ہے تو وہ خود اس کا نفس ہے اگر کوئی شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑتا رہا اور اپنے آپ کو طاقتور ترین دشمن کو بھی زیر کرتا رہا مگر خود اپنے نفس پر غالب نہیں آسکا تو یہ کوئی کمال نہیں ہے اصل کمال تو یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو زیر کرے جو اس کا اصل دشمن ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے، "تمہارے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ واضح رہے کہ بدن کی قوت ظاہری اور جسمانی ہے جو زوال پذیر اور فنا ہو جانے والی ہے اس کے برخلاف جو قوت نفس کو زیر کرتی ہے وہ

649- اخرجه احمد 3/3611 والبخاری 3477 ومسلم 1792 وابن ماجه 4025 وابو يعلى 5205 وابن حبان 6576

650- اخرجه احمد 6/17064 والبخاری 90 ومسلم 466 وابن ماجه 984

Marfat.com

دینی اور روحانی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور ہمیشہ باقی رہتی ہے لہٰذا نفس امارہ کو مارنا وصف اور کمال کی بات ہے کہ جب کہ آدمی کو پچھاڑنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

بَابُ احْتِمَالِ الْأَذٰى

باب 76: (کسی کی طرف سے ملنے والی) اذیت برداشت کرنا

تکلیف برداشت کرتے ہوئے معاف کردینے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (آل عمران : 134)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور وہ غصے کو پینے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ (الشوری : 43)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو صبر سے کام لے اور معاف کردے تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وَفِى الْبَابِ : اَلْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِى الْبَابِ قَبْلَهُ .

اس باب میں وہ احادیث بھی ہوں گی جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔

رشتے داروں کی بدسلوکی پر صبر کرنے کا بیان

(651) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضى الله تعالى عنه: اَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِىْ قَرَابَةً اَصِلُهم وَيَقْطَعُوْنِىْ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَىَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَىَّ ! فَقَالَ: ''لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ''

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِىْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ رشتے دار ہیں میں ان کے ساتھ رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھتا ہوں اور وہ لاتعلقی اختیار کرتے ہیں میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بُرا سلوک کرتے ہیں میں ان کے ساتھ بردباری سے کام لیتا ہوں وہ میرے خلاف جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کہہ رہے ہو اگر ایسا ہی کرتے ہو تو گویا تم ان کے اوپر راکھ پھینکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا جب تک تم ایسا کرتے رہو گے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' اس سے پہلے رشتے داری کے حقوق کا پہلے باب میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

651- مسلم

بَابُ الْغَضَبِ إِذَا انْتُهِكَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْإِنْتِصَارِ لِدِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی

باب 77: جب شرعی احکام کی حرمت کو پامال کیا جائے تو غضب کا اظہار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا

حرمات اللہ کی تعظیم کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ﴾ (الحج: 30)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے قابل احترام قرار دی جانے والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے پروردگار کی بارگاہ میں اُس شخص کے لیے زیادہ بہتر ہوگا''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

اللہ کے دین کی مدد کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ (محمد: 7)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا''۔

اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً جہاد میں ان کی مدد فرمائے گا اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آنے دے گا۔ بندہ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اقامت دین کے لیے کمربستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ عَائِشَةَ السَّابِقِ فِيْ بَابِ الْعَفْوِ.

اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی ہے جو ''معاف کرنے'' کے باب میں گزر چکی ہے۔

نماز میں لوگوں کی رعایت کرنے کا بیان

(652) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فلان مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا! فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ؛ فَقَالَ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ، فَاَيُّكُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ؛ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو البدری بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں صبح کی نماز میں فلاں شخص کی وجہ سے شریک نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہمیں طویل نماز پڑھاتے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں میں

652- بخاری، مسلم، احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن الجارود، ابن حبان، طبرانی، اسماعیلی، ابو عوانہ، برقانی، ابو نعیم البیہقی (عمدۃ الاحکام تلقشندی)

Marfat.com

نے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اس دن نبی اکرم ﷺ کو جتنا غضبناک دیکھا ہے۔ اس سے زیادہ غضبناک کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کو متنفر کرتے ہیں جس شخص نے لوگوں کو نماز پڑھائی ہو وہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ اس کے پیچھے بڑی عمر کے لوگ بھی ہوتے ہیں، چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تصویروں کی ممانعت کا بیان

(653) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هتكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"السَّهْوَةُ": كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ. وَ"الْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ: سِتْرٌ رَقِيْقٌ، وَ"هَتَكَهُ": اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے، میں نے ایک پردہ لگایا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں نبی اکرم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا۔ آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "اسھوۃ" گھر کے درمیان میں واقع چبوترہ یا ڈیوڑھی، "القرام" قاف پر کسرہ کے ساتھ اس کا مطلب ہے باریک پردہ۔ "وھتکہ" اس میں تصویر تھی جسکو بگاڑ دیا۔

حدود میں سفارش نہ کرنے کا بیان

(654) وَعَنْهَا: اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ، فَقَالُوْا: مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا: مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟!" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ، لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت پریشان ہوئے جس نے چوری کر لی تھی، انہوں نے کہا اس عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کون بات کرے گا پھر ان میں سے بعض لوگوں نے کہا یہ جرأت

653- اخرجه البخاری 5954 و مسلم 92/2107 و النسائی 5371

654- اخرجه البخاری 3475 و مسلم 1688 و ابو داؤد 4373 و الترمذی 1430 و النسائی 4914 و ابن ماجه 2547 و ابن حبان 4402

صرف اسامہ بن زید کر سکتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ اسامہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ کی حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو، پھر آپ کھڑے ہوئے آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ ہلاکت کا شکار ہو گئے کیونکہ جب ان میں کوئی بڑے خاندان کا شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کمزور شخص چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔ (متفق علیہ)

شرح

حدیث میں جس عورت کا ذکر کیا گیا ہے اس کا نام فاطمہ بنت اسود ابن الاسد تھا اور وہ حضرت ابوسلمہ کے بھائی کی بیٹی تھی، چونکہ وہ بنی مخزوم سے تھی جو قریش کا ایک بڑا قبیلہ تھا۔ اس لئے قبیلہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو "مخزومیہ" کہا گیا ہے۔ اس حدیث کے بموجب علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جب حد کا کوئی قضیہ امام (حاکم) کے پاس پہنچ جائے تو اس کے بعد مجرم کے حق میں امام سے سفارش کرنا بھی حرام ہے اور کسی دوسرے سے سفارش کرانا بھی حرام۔ ہاں امام کے پاس قضیہ پہنچنے سے پہلے سفارش کرنے کرانے کی اکثر علماء نے اجازت دی ہے بشرطیکہ جس شخص کے حق میں سفارش کی جائے وہ شریف اور لوگوں کو ایذاء پہنچانے والا نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی ایسے جرم و گناہ کا ارتکاب کیا ہو جس میں حد جاری نہ ہوتی ہو بلکہ "تعزیر" نافذ ہوتی ہو تو اس کے حق میں سفارش کرنا اور سفارش کرانا بہر صورت جائز ہے خواہ اس کا قضیہ امام کے پاس پہنچ چکا ہو یا نہ پہنچا ہو کیونکہ ایسی صورت میں سفارش کرنا نہ صرف یہ کہ آسان ہے بلکہ مستحب بھی ہے بشرطیکہ جس شخص کے حق میں سفارش کی جائے وہ کوئی شریف اور لوگوں کو ایذاء پہنچانے والا نہ ہو۔ مسلم کی جو دوسری روایت نقل کی گئی ہے اس کے الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس جرم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا دی تھی کہ وہ لوگوں سے عاریۃً چیزیں لے کر مکر جاتی تھی حالانکہ یہ واقعہ کے بھی خلاف ہے اور شرعی مسئلہ کے بھی منافی ہے، چنانچہ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری روایت میں "انکار کا ذکر محض اس عورت کا حال بتانے کے لئے ہے کہ وہ عورت اس قسم کی تھی اور اس کو قطع ید کی جو سزا دی گئی اس کا تعلق اس کے چوری کے جرم سے تھا جیسا کہ پہلی روایت (جس کو بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے) میں بیان ہوا۔ گویا حاصل یہ نکلا کہ دوسری روایت لفظ وتجحدہ کے بعد لفظ فسرقت مقدر ہے، یعنی یہ لفظ "فسرقت" اگرچہ عبارت میں نہیں ہے مگر اس کے معنی مراد لئے جائیں گے۔ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص کسی سے عاریۃً کوئی چیز لے کر اس سے مر جائے اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی جب کہ حضرت امام احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایسے شخص کا بھی ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔

مسجد کے آداب کا بیان

(655) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَۃً فِی الْقِبْلَۃِ، فَشَقَّ

655- اخرجہ احمد 5/12809 والبخاری 241 و مسلم 551 و عبد الرزاق 1692 وابن حبان 2267 وابن ابی شیبۃ 364/2 والحمیدی 1219 والبیہقی 255/1

ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِىَ فِىْ وَجْهِهٖ ؛ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: "اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِىْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِىْ رَبَّهٗ، وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ، اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: "اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ هُوَ فِيْمَا اِذَا كَانَ فِىْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ، فَاَمَّا فِى الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ اِلَّا فِىْ ثَوْبِهٖ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی سمت میں مسجد کی دیوار پر تھوک لگا ہوا دیکھا یہ بات آپ کو بہت گراں گزری۔ یہاں تک کہ اس کا اثر آپ کے چہرے پر محسوس ہوا آپ اٹھے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے صاف کیا اور فرمایا: جب کوئی شخص نماز کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے تو کوئی بھی شخص قبلہ کی سمت میں ہرگز نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف تھوکے یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا پلو پکڑا اس میں تھوکا اور پھر اسے مل دیا اور پھر فرمایا: یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔ (متفق علیہ)

بَابُ اَمْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ بِالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْىِ عَنْ غَشِّهِمْ وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ وَاِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ

باب **78**: حکمرانوں کو اپنی رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور خیر خواہی رکھنے اور ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کرنے کا حکم اور انہیں دھوکہ دینے' ان پر سختی کرنے ان کی مصلحتوں میں کوتاہی کرنے اور ان کی ضروریات کے بارے میں غفلت کا شکار ہونے کی ممانعت

لوگوں سے نرمی و مہربانی سے پیش آنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الشعراء: 215)،

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور تم اپنے پروں کو ان کے لئے جھکا دو جو مومنین تمہاری پیروی کریں۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (النحل: 90)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ انصاف' احسان اور رشتے داروں کو ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور گناہ اور سرکشی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"۔

Marfat.com

ہر شخص کے نگران ہونے کا بیان

(656) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح

رعیت "اس چیز کو کہتے ہیں جو نگہبان کی حفاظت و نگرانی میں ہو چنانچہ کسی ملک کے باشندوں کو اس ملک کے حکمران کی رعیت اور رعایا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سب حکمران کی حفاظت و نگرانی میں ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر ہر شخص نگہبان ہے کہ مرد کے لئے گھر والے اس کی رعیت ہیں، عورت کے لئے خاوند کا گھر بار اور اس کے بچے اس کی رعیت ہیں اور غلام کے مالک کا مال اس کی رعیت ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے لکھا ہے کہ ہر شخص اپنے جسم کے اعضاء جو اس کا نگہبان ہے اور وہ اعضاء اس کی رعیت ہیں لہٰذا قیامت کے دن ہر شخص سے اس کے اعضاء حواس کے بارے میں بھی جواب طلب کیا جائے گا کہ تم نے ان اعضاء کو کہاں اور کس کس طرح استعمال کیا؟ اور اس کو حدیث میں اس لئے نقل نہیں کیا گیا کہ یہ بالکل ظاہر بات ہے۔

عوام سے دھوکہ کرنے والے حکمرانوں پر جنت حرام ہونے کا بیان

(657) وَعَنْ اَبِيْ يَعْلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ".

656- اخرجه احمد 2/4495 والبخاری 893 و مسلم 1829 و ابو داؤد 2928 والترمذی 1705 و ابن حبان 4489 والبیهقی 7/291

657- اخرجه البخاری 6150 و مسلم 142

Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَا مِنْ اَمِیرٍ یلی اَمور المُسْلِمِینَ، ثُمَّ لَا یَجْهَدُ لَهُمْ وَیَنْصَحُ لَهُمْ، اِلَّا لَمْ یَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ" .

✧✧ حضرت ابویعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ جس بھی بندے کو حکمران مقرر کرتا ہے اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دے گا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک نہیں کرتا تو وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو امیر مسلمانوں کے امور کا نگران بنے اور پھر ان کے لئے کوشش نہ کرے اور پھر ان کے لئے خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

راوی حدیث معقل بن یسار کے احوال کا بیان

معقل بن یسار بن عبداللہ مزنی: ان کی کنیت ابویعلیٰ ہے۔ حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے تھے صحابی رسول ہیں۔ "کندہ" سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جو شام کا علاقہ ہے۔ ان کا انتقال 87 ہجری میں ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 34 احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

سخت حکمرانوں کیلئے دنیا سخت ہو جانے کا بیان

(658) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ فِیْ بَیْتِیْ هٰذَا : "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَیْهِ، وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے میرے گھر میں فرمایا تھا اے اللہ! جو میری امت کے کسی معاملے کا نگران بنے اور ان پر سختی کرے تو' تو اس پر سختی کر اور جو میری امت کے کسی معاملے کا نگران بنے اور ان پر نرمی کرے تو' تو اس پر نرمی کر۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکمرانوں سے حکمرانی کا حساب لیا جانے کا بیان

(659) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ، وَاِنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ، وَسَیَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ

658-اخرجہ مسلم 1828

659-اخرجہ احمد 2/7965 والبخاری 3455 و مسلم 1842 وابن ماجہ 2871 وابن حبان 3555 والبیہقی 144/8

Marfat.com

فَيَكْثُرُونَ"، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: "أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، ثُمَّ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہے جب ایک نبی کا انتقال ہوتا تو اس کے پیچھے دوسرے نبی آ جاتے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ زیادہ بھی ہوں گے۔ (یعنی ایک وقت میں زیادہ لوگ خلافت کے دعویدار ہو سکتے ہیں) لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جس کی پہلے بیعت کی گئی ہو اس کی بیعت کو پورا کرو اور ان کا حق دو۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس چیز کا نگران مقرر کیا ہے اس کا ان سے حساب لے گا۔ (متفق علیہ)

ظالم حکمران سب سے بدترین حکمران ہوتا ہے

(660) وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ : أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : "إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ" فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے' وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس آئے اور ان سے کہا اے میرے بیٹے! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے برا حکمران' ظالم ہوگا تو تم اس بات سے بچو کہ تم ان میں شامل ہو جاؤ۔ (متفق علیہ)

راوی حدیث عائذ بن عمرو مزنی کے احوال کا بیان

عائذ بن عمرو مزنی: ان کی کنیت ابو ہبیرہ ہے۔ یہ ان افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے حدیبیہ کے دن بیعت کی تھی۔ انہوں نے بعد میں بصرہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہاں گھر بنایا تھا۔ عبید اللہ بن زیاد کے زمانہ حکومت میں ان کا انتقال ہوا یہ بلند آواز والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے۔

حکمران جیسا سلوک عوام سے کرے گا ویسا ہی سلوک قیامت کے دن اس سے ہوگا

(661) وَعَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَزْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : "مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ، فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، احْتَجَبَ اللّٰهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ .

660-مسلم في المغازي' احمد' مزی وسیوطی نے بخاری کا نام ذکر نہیں کیا' مختصر جامع الاصول میں دیبع نے مسلم کی طرف نسبت کی ہے۔ پس متفق علیہ نہ ہوئی۔ نووی سے قلم زد ہوگئی

661-صحيح الاسناد اخرجه ابو داؤد 2948 والترمذی 1332 والحاكم 4/7027 و في الباب عن معاذ رضي الله عنه عند احمد وغيره

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔

✧✧ حضرت ابومریم الازدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مسلمانوں کا حکمران بنے اور ان کی ضروریات اور مجبوریوں اور غربت سے پردے میں رہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضرورت' مجبوری اور غربت سے پردے میں رہے گا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث ربعی بن حراش کے احوال کا بیان

ربعی بن حراش: ان کی کنیت ابومریم کوفی ہے یہ جلیل القدر تابعین میں سے ایک ہیں۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عاجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ان کا انتقال ۱۰۰ ہجری میں ہوا۔

بَابُ الْوَالِیَ الْعَادِلِ

باب 79: عادل حکمران

عدل کے لغوی مفہوم کا بیان

عدل اس لفظ کے اصلی اور لغوی معنی برابر کرنے ہیں اسی کی مناسبت سے حکام کا لوگوں کے نزاعی مقدمات میں انصاف کے ساتھ فیصلہ عدل کہلاتا ہے قرآن کریم میں اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اسی معنی کے لئے آیا ہے اور اسی لحاظ سے لفظ عدل افراط تفریط کے درمیان اعتدال کو بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا حکم دینے والا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (النحل : 90) اَلْآیَة،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس سے عثمان بن مظعون گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکرائے آپ نے ان سے کہا کیا تم بیٹھتے نہیں ہو انہوں نے کہا کیوں نہیں اور پھر آپ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے اس دوران کہ آپ ان سے گفتگو کر رہے تھے اچانک آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، ایک گھڑی دیکھا پھر اپنی نظر کو نیچے کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ زمین میں وادی کے ایک موڑ پر اپنی نظر روک دی پھر اپنا رخ عثمان سے پھیر کر اسی طرف کر دیا جس طرح آپ نے اپنی نظر روکی تھی اور اپنے سر مبارک کو ہلانے لگے گویا کہ آپ کسی بات کو سمجھ رہے ہیں پھر آپ نے دوبارہ اپنی نظر پہلی مرتبہ کی طرح آسمان کی طرف بلند کی اور اپنی نظر کو کسی چیز کے پیچھے لگایا یہاں تک کہ وہ آسمان میں چھپ گئی اور اس کے بعد آپ دوبارہ پہلے کی طرح عثمان کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے

Marfat.com

کہااے محمد ﷺ میں نے پہلے آپ کے پاس بیٹھنے اور آنے کے دوران اسی طرح نہیں دیکھا جس طرح آپ نے آج کیا آپ نے پوچھاتم نے مجھے کیا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف بلند کی پھر اسے اپنے دائیں جانب (زمین پر) روکا پھر آپ مجھے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے سر کو اسی طرح ہلانے لگے گویا کہ آپ کوئی چیز سمجھ رہے ہوں آپ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اس بات کا ادراک کر لیا ہے؟ عثمان نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ابھی ابھی اللہ کے فرستادہ جبرائیل علیہ السلام آئے ہوئے تھے جبکہ تو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا عثمان نے پوچھا کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے مجھ سے کہا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ) خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نا معقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔

حضرت عثمان بن مظعون کہتے ہیں کہ یہی وہ موقع تھا جب میرے دل میں ایمان پختہ ہو گیا اور مجھے محمد سے محبت ہو گئی۔

(مسند احمد، 1۔318، در منثور 4۔128، مجمع الزوائد 7۔48)

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرنے والا ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاَقْسِطُوا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (الحجرات: 9).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''انصاف سے کام لو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تشریف لے جاتے تھے، انصار کی مجلس پر گزر ہوا، وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن اُبَی نے ناک بند کر لی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، حضور تو تشریف لے گئے، ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن، سورہ حجرات، بیروت)

عدل کرنے والے حکمران کیلئے سایہ رحمت ہونے کا بیان

(662) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَاَ فِىْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِى الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِى اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سات طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا خاص سایہ

662- اخرجه احمد 2/6502 و مسلم 1827 والنسائی 5394 والحمیدی 588 وابن حبان 4484 والحاكم 4/7006 والبيهقی فی الكبری 88/87/10 و فی الاسماء والصفات والآجری فی الشريعة

Marfat.com

رحمت عطا کرے گا۔ اس دن جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک عادل حکمران دوسرا وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہو۔ ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہتا ہو اور دو وہ افراد جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں اسی حالت میں اکٹھے ہوتے ہوں اور اسی حالت میں جدا ہوتے ہوں اور ایک وہ شخص جسے کوئی صاحب حیثیت اور خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جو صدقہ کرتے ہوئے اسے اتنا خفیہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

انصاف کرنے والوں کیلئے نورانی منبر ہونے کا بیان

(663) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ: الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کرنے والے لوگ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے عہدے اور اپنے گھر والوں اور جس چیز کے بھی وہ نگران ہوں گے ان سب میں انصاف سے کام لیتے ہوں گے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

داہنے ہاتھ کی طرف الخ "یہ اللہ کے نزدیک عادل حکمران کے مرتبہ عظیم اور جلالت قدر کا کنایۃ پیرایہ بیان ہے کیونکہ جو شخص عظیم قدر ہوتا ہے۔ وہ دائیں طرف کھڑا ہوتا یا بیٹھتا ہے۔ "اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں" یہ دفع توہم کے لئے فرمایا گیا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ داہنا ہاتھ، بائیں ہاتھ کے مقابل میں کہا گیا ہے کیونکہ بایاں نسبتاً کمزور ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی کمزوری اور نقصان سے پاک ومنزہ ہے واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ کی نسبت متشابہات میں سے ہے کہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تاہم ظاہری طور پر "ہاتھ" سے مراد قوت وغلبہ ہے۔ "حکام میں عدل وانصاف" کا مطلب یہ ہے کہ حکومت وامارت کے تعلق سے ان کے ذمے جو امور ہیں ان کی انجام دہی میں وہ انصاف، ایمان داری اور دیانت کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

اہل میں عدل وانصاف کا مطلب یہ ہے کہ ان کے زیر تسلط جو لوگ ہیں خواہ وہ ان کے اہل وعیال ہوں یا رعیت کے عام لوگ ہوں سب کے حقوق کی ادائیگی میں جو ان پر واجب ہیں پورا پورا انصاف کرتے ہیں۔ اسی طرح "زیر تصرف معالات میں عدل وانصاف" کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں ان کی ولایت ونگہبانی میں ہیں جیسے یتیم اور غربا کی پرورش اور وقف کے مال کی خبر گیری

663- اخرجه احمد 9/24036 و مسلم 1855 و ابن حبان 4589 و البيهقي 158/8

Marfat.com

وغیرہ، ان میں وہ پوری دیانت داری اور انصاف کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتی ہیں۔ایک مرد حق گو کا قول ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے بارے میں بھی عدل وانصاف کرے بایں طور کہ اپنے اوقات ایسی چیزوں میں ضائع نہ کرے جن میں اپنا وقت صرف کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے بلکہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی چیزوں اور مخلوق اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں مشغول رکھے اور حق تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور ممنوع چیزوں سے اجتناب پر مداومت اختیار کرے جیسا کہ اولیاء کرام اور اہل اللہ کا طریقہ ہے، یا اپنے وقت کا اکثر حصہ ان چیزوں میں مشغول رکھے جیسا کہ مؤمنین وصالحین کا معمول ہے۔

بہترین اور بدترین حکمران ہونے کا بیان

(664) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ. وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ!"، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ. لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ": تَدْعُوْنَ لَهُمْ.

✧✧ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔تمہارے سب سے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں تم ان کے لئے دعائے رحمت کرو اور وہ تمہارے لئے دعائے رحمت کریں اور تمہارے سب سے برے حکمران وہ ہوں گے جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں۔تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔راوی بیان کرتے ہیں ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم انہیں چھوڑ نہ دیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "تصلون علیھم" یعنی تم ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔

عوف بن مالک کے احوال کا بیان

عوف بن مالک طفیل: بن سنجر زروی ہیں۔یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ایک ہیں یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے "رضیع" ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی: یہ غطفانی ہے۔ان کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔صحابی رسول ہیں، فتح مکہ میں شریک ہوئے۔اپنی قوم کا جھنڈا انہوں نے ہی اٹھایا ہوا تھا بعد میں دمشق میں رہائش اختیار کی۔انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۷ احادیث نقل کی ہیں۔

تین قسم کے لوگوں کیلئے جنت کی بشارت کا بیان

(665) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

665- جزء من حديث طويل اخرجه مسلم 2865

Marfat.com

يَقُولُ: "اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اہل جنت تین طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک وہ حاکم جو انصاف کرنے والا ہو اور اُسے نیکی کی توفیق ملی ہو ایک وہ شخص جو مہربان ہو نرم دل کا مالک ہو ہر رشتے دار کے لئے اور ہر مسلمان کے لئے اور تیسرا وہ پاکدامن شخص جو صاحب عیال ہو اور مانگنے سے بچے۔

بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاَمْرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

باب 80: حاکم وقت کی فرمانبرداری کا واجب ہونا جبکہ وہ گناہ کے کام میں نہ ہو اور گناہ کے کام میں ان کی فرمانبرداری کا حرام ہونا

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء: 59).

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو' رسول کی اطاعت کرو اور اپنے "اولی الامر" (حکمرانوں) کی اطاعت کرو"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں روایت ہے۔ کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں بھیجا۔ (بخاری 4308، مسلم 1834)

اور حضرت بن عباس ایک روایت میں اس بات کی خبر بھی دیتے ہیں کہ رسول اللہ نے عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کی طرف ایک سریہ میں حضرت خالد بن ولید کو بھیجا اس لشکر میں ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی تھے حضرت خالد چلتے رہے یہاں تک کہ جب قوم کے قریب پہنچے تو پڑاؤ ڈال لیا کہ صبح ان پر حملہ کریں گے اس قوم کے پاس ان کا ایک ڈرانے والا آیا پس وہ سوائے ایک آدمی کے سب بھاگ گئے جو اسلام لے آیا تھا اس شخص نے بھی اپنے گھر والوں کو کہا کہ سفر کے لیے تیاری کرو پھر وہ چلا یہاں تک کہ خالد رضی الہ عنہ کے لشکر کے پاس پہنچ گیا اور وہاں حضرت عمار کے پاس آیا اور کہا اے ابو الیقان بے شک میں تمہیں میں سے ہوں جب میری قوم نے تمہارے متعلق سنا تو میرے سوا بھاگ گئے اور میں اپنے اسلام کی وجہ سے ٹھہرا رہا کیا یہ مجھے نفع دے گا یا میں بھی اپنی قوم کی طرح بھاگ جاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ ٹھہرے رہو یہ تمہیں نفع دے گا چنانچہ وہ شخص واپس لوٹ گیا اور اپنے گھر والوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا صبح حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو اس شخص کے سوا کسی کو نہ پایا آپ نے اس پر اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا آپ کے پاس عمار آئے اور کہا کہ اس شخص کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مسلمان ہے اور میں نے اسے امان دیا ہے اور میں نے ہی اس کو پناہ دی ہے اگرچہ آپ امیر ہیں اس موقع پر ان دونوں کے درمیان کچھ سخت کلامی ہوئی یہ واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے تو اس شخص کا قصہ بیان کیا نبی نے ابھی اسے امان دیدی اور حضرت عمار کے امان کو برقرار رکھا اور آئندہ امیر کے ہوتے ہوئے امیر کی

Marfat.com

اجازت کے بغیر امان دینے سے منع فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت عمار اور خالد رضی اللہ عنہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے سامنے کافی سخت کلامی ہوئی حضرت عمار خالد سے بہت سختی سے پیش آئے تو خالد رضی اللہ عنہ کو آ گیا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اس غلام کو مجھے گالی دینے کے لیے چھوڑتے ہیں اگر آپ موجود نہ ہوتے تو یہ مجھے کبھی گالی نہ دیتا یہ عمار ہاشم بن مغیرہ کے آزاد کردہ غلام تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خالد عمار سے باز رہ کیونکہ جو شخص عمار کو برا بھلا کہے گا اللہ اسے برا بھلا کہے گا جو عمار سے بغض رکھے گا اللہ اسے مبغوض رکھے گا اس پر عمار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور چل دیے حضرت خالد ان کے پیچھے پیچھے گئے اور ان کا کپڑا ان سے درخواست کی کہ مجھ سے راضی ہو جایئے تو آپ حضرت خالد سے راضی ہو گئے اس موقع پر اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم فرمایا۔ (نیسابوری 136، طبری 5۔94)

گناہ کے کاموں میں کوئی اطاعت نہ ہونے کا بیان

(666) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا اَحَبَّ وكَرِهَ، اِلَّا اَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، مسلمان شخص پر اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے اس معاملے میں جو اسے پسند ہو یا ناپسند ہو ماسوائے اس کے کہ اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو کوئی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں ہوگی۔ (متفق علیہ)

خلیفہ کی اطاعت طاقت کے مطابق کرنے کا بیان

(667) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُوْلُ لَنَا: "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے، جب ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ نے ہم سے فرمایا اپنی گنجائش کے مطابق (تم اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے) (متفق علیہ)

جاہلیت کی موت پر مرنے والے کا بیان

(668) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ

666- اخرجه البخاری 7144 و مسلم 1839 و ابو داؤد 2626، والترمذی 1713 والنسائی فی الکبری 5/8720 و ابن ماجه 2864

667- بخاری فی الاحکام، مسلم فی المغازی، عن عبد اللہ بن دینار، ترمذی فی السیر، نسائی فی السیر والبیعة (اطراف مزی)

668- اخرجه البخاری 7202و مسلم 1867 والترمذی 1593 والنسائی 4198

Marfat.com

لَقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ، مَّاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّـهُ : "وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِّلْجَمَاعَةِ، فَاِنَّهٗ یَمُوْتُ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً" .

"اَلْمِیْتَةُ" بِكَسْرِ الْمِیْمِ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ زمانہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو شخص اس حالت میں مَرے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو تو وہ زمانہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

حکمرانوں کے حکم کو ماننے کا بیان

(669) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا، وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ، كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اطاعت و فرمانبرداری سے کام لو۔ اگرچہ تم پر ایک حبشی شخص کو حاکم مقرر کیا جائے جس کا سر انگور کی مانند (چھوٹا) ہو۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(670) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "عَلَیْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِیْ عُسْرِكَ وَیُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَاَثَرَةٍ عَلَیْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم پر اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے۔ تنگی اور آسانی کے عالم میں' پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے عالم میں اور اپنے ساتھ ترجیحی سلوک کے عالم میں (ہر حالت میں لازم ہے)۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

نیک حاکم کی اطاعت کرنے کا بیان

(671) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كنا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ یُّصْلِحُ خِبَائَهٗ، وَمِنَّا مَنْ یَّنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِیْ جَشَرِهٖ، اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ

669-بخاری کتاب الصلاۃ والاحکام' ابن ماجہ فی الجھاد

670-اخرجہ مسلم 1836 والنسائی 4166

671-اخرجہ مسلم 1844 و ابو داؤد 4248 والنسائی 4202 وابن ماجہ 3956

Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً ۔ فَاجْتَمَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَّبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ ۔ وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا، وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَاءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا، وَتَجِيْءُ فِتْنَةٌ يُّرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَّتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهٖ هٰذِهٖ ۔ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ ۔ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ، فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ، فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهٗ : "يَنْتَضِلُ" اَيْ : يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ ۔ وَ"الْجَشَرُ" : بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّاءِ، وَهِيَ : الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَرْعٰى وَتَبِيْتُ مَكَانَهَا ۔ وَقَوْلُهٗ : "يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا" اَيْ : يُصَيِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِيْقًا : اَيْ خَفِيْفًا لِّعِظَمِ مَا بَعْدَهٗ، فَالثَّانِيْ يُرَقِّقُ الْاَوَّلَ ۔ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ يُشَوِّقُ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ بِتَحْسِيْنِهَا وَتَسْوِيْلِهَا، وَقِيْلَ : يُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے۔ ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا ہم میں سے کسی نے اپنا خیمہ درست کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے تیر ٹھیک کرنا شروع کر دیئے کسی نے اپنے جانور چرانے شروع کر دیئے۔ اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ نماز کھڑی ہونیوالی ہے۔ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے جو بھی نبی گزرا اس پر یہ لازم تھا کہ وہ اپنی امت کی ہر اس بھلائی کے بارے میں رہنمائی کرے جو وہ ان کے لئے جانتا ہے۔ انہیں ہر اس چیز کے شر سے ڈرائے جو وہ ان کے بارے میں جانتا ہے اور تمہاری یہ امت اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے اور اس کے آخری حصے میں آزمائش ہو گی اور وہ امور ہوں گے جو تمہیں برے لگیں ایک فتنہ آئے گا جس کے پیچھے دوسرا فتنہ ہو گا۔ ایک فتنہ آئے گا تو بندہ مومن یہ کہے گا یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر دوسرا فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا یہ اور یہ تو جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے جہنم سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو جب اس کی موت آئے تو وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جس کی اسے خواہش ہو کہ لوگ اس کے ساتھ وہ سلوک کریں اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اپنا ہاتھ اس کو دیدے اور اپنا دل بھی اسے دیدے تو اسے اس حاکم کی اطاعت کرنی چاہیے جہاں تک اس کے لئے ممکن ہو اور اگر کوئی دوسرا شخص آ کر اس حاکم کا مقابلہ کرے تو دوسرے شخص کی گردن اڑا دو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہ قول "ینتضل" یعنی تیراندازی میں مقابلہ کرنا۔ "والجشر" میں جیم پر فتحہ اور شین معجمہ اور راء ہے اور اس کا معنی ہے جانوروں کو چرانا اور ان کے لئے راستہ بنانا۔ یرقق بعضھا بعضاً یعنی بعد میں آنے والا فتنہ پہلے

Marfat.com

آنے والے فتنے سے ہلکا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہے کہ ایک فتنہ دوسرے کا شوق پیدا کردے گا اور اس کے لئے دلوں کی تزئین کرے گا اور بعض نے کہا ہے کہ ہر فتنہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا۔

عوام کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا بیان

(672) وَعَنْ اَبِیْ هُنَیْدَةَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلَ سَلَمَةُ بن یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَاءُ یَسْاَلُوْنَا حَقَّهُم، وَیَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عنه، ثُمَّ سَاَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَاَطِیْعُوْا، فَاِنَّمَا عَلَیْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَیْکُمْ مَا حملتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوھنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور بولے اے اللہ کے نبی! آپ کے خیال میں اگر ہمارے اوپر ایسے حکمران آجائیں جو ہم سے اپنے حق کا سوال کریں لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو آپ ہمیں کیا حکم دیں گے۔ انہوں نے پھر یہی سوال کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اطاعت وفرمانبرداری سے کام لو کیونکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے پابند ہیں اور تم اپنی ذمہ داریوں کے پابند ہو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث وائل بن حجر کے احوال کا بیان

وائل بن حجر: ان کی کنیت ابوہنیدہ ہے یہ حضرمی۔ "حضرموت" کے سرداروں میں سے ایک تھے۔ ان کے والد وہاں کے حکمران تھے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنی چادر ان کے لئے بچھادی اور ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر یہ دعا دی۔

"اے اللہ! وائل اور اس کی اولاد میں برکت فرما"

آپ نے "حضرموت" کے سرداروں کا نگران انہیں مقرر کیا تھا اور انہیں زمین کا ایک بڑا ٹکڑا بھی عنایت کیا تھا یہ فتوحات میں شریک ہوئے بعد میں کوفہ میں رہائش اختیار کی اور پچاس ہجری میں وہیں انتقال پایا۔ ان سے ۷۱ روایات منقول ہیں۔

(673) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّهَا سَتَکُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنْکِرُوْنَهَا!" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، کَیْفَ تَاْمُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ: "تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَیْکُمْ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے بعد (تمہارے ساتھ) ترجیحی سلوک کیا جائے گا اور کچھ ایسے معاملات ہونگے جو تمہیں برے لگیں گے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے جو شخص

672- اخرجه مسلم 1846 والترمذی 2199

673- بخاری فی علامات فی النبوة' مسلم فی المغازی' ترمذی فی الفتن

Marfat.com

اسے پالے تو آپ اسے کیا حکم دیں گے۔ آپ نے فرمایا: تم اس حق کو ادا کرو جو تمہارے ذمے لازم ہے اور اپنے حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ (متفق علیہ)

(674) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ، وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

امیر کی اطاعت پر صبر کرنے کا بیان

(675) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِیْرِهٖ شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَّاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اپنے امیر کی کوئی بات بری لگی ہو تو وہ صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص سلطان سے ایک بالشت الگ ہو گا وہ زمانہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

سلطان کو رسوا کرنے والے کیلئے رسوائی کا بیان

(676) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ اَهَانَ السُّلْطَانَ اَهَانَهُ اللّٰهُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ كَثِیْرَةٌ فِی الصَّحِیْحِ. وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِیْ اَبْوَابٍ.

✧✧ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص سلطان کو رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں جو مستند ہیں۔ ان میں سے کچھ اس سے پہلے کے ابواب میں نقل کی جا چکی ہیں۔

674- اخرجه احمد 3/8513' والبخاری 7137 و مسلم 1835 و ابو داؤد 2624 والترمذی 1762 والنسائی 4204 والطیالسی 2577 وابن حبان 4556 وابن ابی شیبة 212/12 و عبدالرزاق 20679 وابو عوانة 109/2 والبیهقی 155/8 وابن ماجه 3

675- اخرجه البخاری 7053 و مسلم 1849

676- اخرجه احمد 7/20577 والترمذی 2231 واللفظ له- واسناده حسن

Marfat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوَلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ إِلَيْهِ

باب 81: حکومت کی طلب کی ممانعت اور جب کسی شخص کو اس پر متعین نہ کیا گیا ہو یا کوئی شخص اس کا ضرورت مند ہو تو حکومت کو ترک کر دینا

ظالموں کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص: 83).

"یہ آخرت کا گھر ہے جو ہم ان لوگوں کو دیں گے کہ جو غلو نہیں کرتے اور زمین میں فساد نہیں پھیلاتے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے"۔

اس آیت میں دار آخرت کی نجات و فلاح کو صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص فرمایا گیا ہے جو زمین میں علو اور فساد کا ارادہ نہ کریں۔ علو سے مراد تکبر ہے یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا بنانے اور دوسروں کو حقیر کرنے کی فکر۔ اور فساد سے مراد لوگوں پر ظلم کرنا ہے (سفیان ثوری)

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر معصیت فساد فی الارض ہے کیونکہ گناہ کے وبال سے دنیا کی برکت میں کمی آتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تکبر اور ظلم کا یا مطلق معصیت کا ارادہ کریں ان کا آخرت میں حصہ نہیں۔

حکومت طلب کرنے کی ممانعت کا بیان

(677) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ؛ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧ حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! تم حکومت نہ مانگنا کیونکہ اگر یہ تمہیں مانگے بغیر دی گئی تو اس معاملے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے کے نتیجے میں دی گئی تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور اس کے برعکس کام کو بہتر سمجھو تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ (متفق علیہ)

677- بخاری فی الایمان والاحکام، مسلم فی الایمان والنذور، ابو داؤد فی الاخراج مختصراً- ترمذی فی النذور والایمان، نسائی فی اقضاء والسیر والایمان والنذور

Marfat.com

شرح

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں دیکھ رہا ہوں) تم آنے والے زمانے میں حکومت وسیادت کی حرص میں مبتلا ہو گے حالانکہ وہ حکومت وسیادت (جو حرص وطلب کے ساتھ ملے) قیامت کے دن پشیمانی کا موجب ہے (یادرکھو) حکومت وسیادت دودھ چھڑانے والی عورت کی طرح بری لگتی ہے لہٰذا یہ بات مردِ دانا کے لائق نہیں ہے کہ وہ ایسی لذت کے حصول کی خواہش وکوشش کرے جس کا انجام حسرت وغم ہے۔اور حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (کسی جگہ کا) عامل (حاکم) کیوں نہیں بنادیتے؟ حضرت ابوذر کا بیان ہے (میری یہ بات سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازراہ لطف وشفقت) میرے مونڈھے پر اپناہاتھ مارااور پھر فرمایا کہ "ابوذر! تم ناتواں ہواور یہ سرداری (خدا کی طرف سے) ایک امانت ہے) جس کے ساتھ بندوں کے حقوق متعلق ہیں اوراس میں خیانت نہیں کرنی چاہئے) اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) سرداری قیامت کے دن رسوائی وپشیمانی کا باعث ہوگی الا یہ کہ جس شخص نے اس (سرداری کو حق کے ساتھ حاصل کیا اور اس حق کو ادا کیا جو اس سرداری کے تئیں اس پر ہے (یعنی جو شخص مستحق ہونے کی وجہ سے سردار بنایا گیا اور پھر اس نے اپنے زمانہ میں حکومت میں عدل وانصاف کا نام روشن کیا اور رعایا کے ساتھ احسان وخیر خواہی کا برتاؤ کیا تو وہ سرداری اس کے لئے رسوائی اور وبال کا باعث نہیں ہوگی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوذر! میں تمہیں ناتواں دیکھتا ہوں (کہ سرداری کا بار برداشت نہیں کرسکو گے) اور میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جو میں اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں کا بھی سردار وعامل نہ بننا اور کسی یتیم کے بھی مال کی کارپردازی ونگرانی نہ کرنا۔(مسلم)

جو میں اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں تمہاری طرح ضعیف وناتواں ہوتا تو میں اس سرداری وحاکمیت کے بوجھ کو نہ اٹھاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت بھی دی ہے اور پھر تحمل بھی عطا کیا ہے، اگر حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو تحمل عطا نہ ہوتا تو میں ہرگز اس بار کو برداشت نہیں کرسکتا تھا۔امام نووی فرماتے ہیں کہ حکومت وسیادت سے پرہیز کرنے کے بارے میں یہ حدیث اصل میں عظیم اور سب سے بڑی رہنما ہے بطور خاص اس شخص کے لئے جو اس منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو۔

راوی حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ کے احوال کا بیان

عبدالرحمٰن بن سمرہ: یہ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس القرشی ہیں۔ان کی کنیت ابوسعید ہے قائدین امراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔جنگ موتہ میں شریک ہوئے۔بصرہ میں رہائش اختیار کی بحستان اور افغانستان کے علاقے انہوں نے ہی فتح کیے۔یہ بحستان کے گورنر بھی رہے ہیں۔انہوں نے خراسان کی تمام لڑائیوں میں شرکت کی۔۵۰ ہجری میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا ان سے چودہ روایات منقول ہیں۔

Marfat.com

لوگوں پر نگرانی سے اجتناب کرنے کا بیان

(678) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَبَا ذَرٍّ، اِنِّیْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا، وَّاِنِّیْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ. لَا تَاَمَّرَنَّ عَلٰى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تمہیں کمزور سمجھتا ہوں اور میں تمہارے لیے وہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تم دو آدمیوں پر بھی امیر ہرگز نہ بننا اور یتیم کے مال کا نگران نہ بننا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکمرانی ایک امانت ہونے کا بیان

(679) وَعَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ؟ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِیْ، ثُمَّ قَالَ: "يَا اَبَا ذَرٍّ، اِنَّكَ ضَعِيْفٌ، وَّاِنَّهَا اَمَانَةٌ، وَّاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْیٌ وَّنَدَامَةٌ، اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَاَدَّى الَّذِیْ عَلَيْهِ فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے سرکاری اہلکار کیوں نہیں مقرر کرتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذر تم کمزور ہو اور یہ امانت ہے اور یہ قیامت میں رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی۔ البتہ جو شخص اس کے حق کے ہمراہ اسے حاصل کرے اور اس بارے میں اس پر جو لازم ہے اسے ادا کرے۔ (وہ رسوا نہیں ہوگا)

حکومت کا لالچ کرنے والے حکمرانوں کیلئے ندامت کا بیان

(680) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب تم حکومت کا لالچ کرو گے اور یہ بات تمہارے لئے قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

678-اخرجه مسلم 1826 وابو داؤد 2868 والنسائی 3669 وابن حبان 5564 والبيهقی 129/3

679-اخرجه مسلم 1825

680-الحديث بتمامه اخرجه البخاری 7148 وكذا اخرجه احمد 3/9798 والنسائی 4222 وابن حبان 4482 والبيهقی 129/3

Marfat.com

بَابُ حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُلَاةِ الْأُمُورِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيرٍ صَالِحٍ وَتَحْذِيرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوءِ وَالْقَبُولِ مِنْهُمْ

باب 82: سلطان اور قاضی اور دیگر حضرات کو اس بات کی ترغیب دینا کہ وہ سرکاری اہل کار ایسے لوگوں کو مقرر کریں جو اس لائق ہو اور انہیں برے ہم نشینوں سے بچانا اور ان کی بات ماننے سے بچنے کی تلقین

قیامت کے دن دوستوں کا بھی دشمن بن جانے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ (الزخرف: 67).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے البتہ پرہیز گار لوگ ایسے نہیں ہونگے''۔

حضرت علی کا یہ ارشاد مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ دو دوست مومن تھے اور دو کافر، مومن دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوا اور اسے جنت کی خوشخبری سنائی گئی تو اسے اپنا دوست یاد آیا۔ اس نے دعا کی کہ یا اللہ، میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے رسول کی اطاعت کی تاکید کرتا، بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا تھا اور یہ یاد دلاتا رہتا تھا کہ مجھے ایک دن آپ کے پاس حاضر ہونا ہے، لہٰذا یا اللہ، اس کو میرے بعد گمراہ نہ کیجئے گا تاکہ وہ بھی (جنت کے) وہ مناظر دیکھ سکے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں، اور آپ جس طرح مجھ سے راضی ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی راضی ہو جائیں۔ اس دعا کے جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ، اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے تمہارے اس دوست کے لئے کیا اجر و ثواب رکھا ہے تو تم روؤ کم اور ہنسو زیادہ۔

اس کے بعد جب دوسرے دوست کی وفات ہو چکے گی تو دونوں کی ارواح جمع ہوں گی، باری تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم میں سے ہر شخص دوسرے کی تعریف کرے، تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں یہ کہے گا کہ وہ بہترین بھائی، بہترین ساتھی اور بہترین دوست ہے۔

اس کے برخلاف جب دو کافر دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوگا اور اسے بتایا جائے گا کہ اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اسے بھی اپنا دوست یاد آئے گا اس وقت وہ یہ دعا کرے گا کہ یا اللہ، میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے رسول کی نافرمانی کرنے کا حکم دیتا تھا، برائی کی تاکید کرتا اور بھلائی سے روکتا تھا، اور مجھ سے کہا کرتا تھا کہ میں کبھی آپ کے حضور حاضر نہ ہوں گا، لہٰذا یا اللہ، اس کو میرے بعد ہدایت نہ دیجئے گا، تاکہ وہ بھی (دوزخ کے) وہ مناظر دیکھے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں، اور آپ جس طرح مجھ سے ناراض ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی ناراض ہوں۔

اس کے بعد دوسرے دوست کا بھی انتقال ہو جائے گا تو دونوں کی روحیں جمع کی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی تعریف کرے، تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں کہے گا کہ یہ بدترین بھائی، بدترین ساتھی

Marfat.com

اور بدترین دوست ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ زخرف، بیروت)

اسی لئے دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے بہترین دوستی وہ ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ جن دو مسلمانوں میں صرف اللہ کے لئے محبت ہو ان کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میدان حشر میں یہ لوگ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ اور اللہ کے لئے محبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے سے اس بنا پر تعلق ہو کہ وہ اللہ کے دین کا سچا پیرو ہے۔ چنانچہ علوم دین کے استاذ، شیخ و مرشد، علماء اور اہل اللہ سے نیز عالم اسلام کے تمام مسلمانوں سے بے لوث محبت اس میں داخل ہے۔

اچھائی اور برائی کی طرف بلانے والے دوستوں کا بیان

(681) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ، وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ : بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث کیا یا جس بھی شخص کو خلیفہ مقرر کیا اس کے ساتھ دو ساتھی ہوتے ہیں ایک ساتھی اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور اس کی ترغیب دیتا ہے اور دوسرا ساتھی اسے برائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی ترغیب دیتا ہے اور وہ شخص محفوظ رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

نیک حکمرانوں کے ہمنوا اچھے ہونے کا بیان

(682) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا، جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ، اِنْ نَّسِیَ ذَكَّرَهٗ، وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ، اِنْ نَّسِیَ لَمْ یُذَكِّرْهُ، وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ یُعِنْهُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے بارے میں

681- اخرجه البخاری 6611 واحمد 4/11342 والنسائی 4213، وابن حبان 6192 وابو یعلی 1228، والبیهقی 111/10 واخرجه فی الادب المفرد 256 ضمن حدیث طویل- واخرجه الترمذی 2369 وابن حبان 6191 بلفظ ما من نبی الاوله بطانتان بطانة تامره بالمعروف و تنهاه عن المنكر و بطانة لا تالوه خبالاً نمن و فی شرها نقد و قی و معنی لا تالوه خبالاً ای لا تقصر فی افساد امره و هو اقتباس من قوله تعالٰی لا تتخذوا بطانة من دونكم لا یالونكم خبالاً والله تعالٰی اعلم

682- صحیح الاسناد اخرجه ابو داؤد 2932 والنسائی 4215 مختصراً

Marfat.com

بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے بہترین وزیر عطا کر دیتا ہے۔ وہ امیر اگر بھول جائے تو وہ وزیر اسے یاد کروا دیتا ہے۔ اگر اسے یاد ہو تو وہ کام کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کے برعکس ارادہ کرتا ہے تو اسے برا وزیر دے دیتا ہے۔ وہ امیر اگر بھول جائے تو وہ وزیر اسے یاد نہیں کرواتا اور اگر اس امیر کو یاد ہو تو یہ اس کی مدد نہیں کرتا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اچھی اسناد کے ہمراہ نقل کیا ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط کے مطابق ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَّضَ بِهَا

باب 83: حکومت اور قضاء اور دیگر عہدوں پر ایسے شخص کو نگران مقرر کرنا منع ہے جو اس کا طلبگار ہو یا اس کا لالچ رکھتا ہو اور خود کو اس کام کے لئے پیش کرے

حکومت کا لالچ کرنے والے کو حکومت نہ دینے کا بیان

(683) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَمِّرْنَا عَلٰی بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -، وقال الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّیْ هٰذَا الْعَمَلَ اَحَدًا سَاَلَهٗ، اَوْ اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں اور میرے ساتھ میرے دو چچازاد بھائی تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمیں امیر مقرر کر دیں دوسرے نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! ہم اس کام کا نگران کسی ایسے شخص کو نہیں بنائیں گے جو اس کا مطالبہ کرے یا کسی بھی ایسے شخص کو نہیں کریں گے جو اس کا لالچ رکھے۔

683- اخرجه البخاری 7149 و مسلم 1733

Marfat.com

کِتَابُ الْاَدَبِ

یہ کتاب ادب کے بیان میں ہے

ادب کے معنی ومفہوم کا بیان

ادب کے معنی ہیں وہ قول وفعل جس کو اچھا اور قابل تعریف کہا جائے یا ادب کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات کو درستی واچھائی کے ساتھ اچھے موقع پر کہا جائے اور ہر کام کو احتیاط اور دوراندیشی کے ساتھ انجام دیا جائے۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ ادب کا مطلب یہ ہے کہ نیکی، بھلائی کی راہ کو اختیار کیا جائے اور گناہ وبرائی کے راستہ سے اجتناب کیا جائے۔

بعض حضرات کے نزدیک ادب کے معنی یہ ہیں کہ اپنے بڑے بزرگ کی عزت وتوقیر کی جائے اور اپنے سے چھوٹے کے ساتھ شفقت ومحبت اور نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ ادب اپنے وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے چونکہ انسانی زندگی اور تہذیب ومعاشرت کے مختلف پہلوؤں سے متعلق احادیث نقل کی جائے گی۔

بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهٖ وَالْحِثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهٖ

باب 84: حیاء اس کی فضیلت اور حیا کو اختیار کرنے کی ترغیب

حیاء کے معنی ومفہوم کا بیان

حیاء" سے مراد شرمندہ اور محجوب ہونا اور حیاء دراصل اس کیفیت کا نام ہے جو کسی انسان پر عیب برائی کے خوف وندامت کے وقت طاری ہو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہترین حیاء وہی ہے جو نفس کو اس چیز میں مبتلا ہونے سے روکے جس کو شریعت نے برا قرار دیا ہے۔

حضرت جنید کا یہ قول کہ حیاء اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ کی نعمتوں کے حاصل ہونے اور ان نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنے کی وجہ سے وحشت کے ساتھ دل میں پائی جائے اور حضرت رقاق کا قول یہ ہے کہ حیاء اس کیفیت کا نام ہے جو آقا کے سامنے درخواست وطلب سے باز رکھتی ہے۔

Marfat.com

حیاء ایمان کا حصہ ہے

(684) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "دَعْهُ، فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں سمجھا رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

حیاء ایک مکمل بھلائی ہے

(685) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ" اَوْ قَالَ: "اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ" .

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، حیاء صرف بھلائی لاتی ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: حیاء مکمل طور پر بھلائی ہے۔

راوی کو شک ہے یا یہ الفاظ ہیں: حیاء پوری کی پوری بھلائی ہے۔

شرح

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ حیاء کی تمام صورتیں بہتر ہیں۔ یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بسا اوقات حیاء بعض حقوق کی ادائیگی جیسے امر بالمعروف میں مخل ہوتی ہے تو اس اعتبار سے حیاء کی تمام صورتیں کو بہتر قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو حیاء اظہار حقیقت اور حق کی ادائیگی سے باز رکھے اس کو حیاء کہا جاتا ہی نہیں ہے بلکہ اس کو عجز اور بزدلی کہیں گے جو ایک طرح کی خرابی اور نقصان ہے اور اگر اس کو حیاء کہا بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ مجازاً کہا جا سکتا ہے کیونکہ شریعت کی نظر میں حقیقی حیاء وہی ہے کہ جو برائی کو ترک کرنے کا باعث بنے علاوہ ازیں یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ حیاء کے زیادہ صحیح معنی نفس کا برائی سے رک جانا خواہ وہ برائی طبعی ہو یا شرعی۔

اور شریعت میں جس حیاء کو بہتر اور قابل تعریف کہا گیا ہے اس کی صحیح پہچان یہ ہے کہ نفس اس چیز کو اختیار کرنے سے باز رہے

684- اخرجه مالك فى موطا 1679 واحمد 2/4554 والبخارى 24 ومسلم 36 و ابو داؤد 4795 والترمذى 2615 وابن ماجه 58 وابن حبان 610 والحميدى 625 والنسائى 5048 وابن منده فى الايمان 174 وغيرهم من ائمة الحديث الشريف

685- اخرجه البخارى 6117 ومسلم 37 وابو داؤد 4796

جس کو شریعت نے برائی قرار دیا ہے خواہ وہ حرام ہو یا مکروہ یا ترک اولی لہٰذا مذکورہ بالا اشکال کا زیادہ واضح جواب یہ ہے کہ یہ کلیہ حیاء خیر کلہ، حیاء کی ان صورتوں کے ساتھ خاص ہے جو حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے مطابق ہوں۔

حیاء شعبہ ایمان ہے

(686) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً: فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا: وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ.

وَ"الشُّعْبَةُ": اَلْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ. وَ"الْاِمَاطَةُ": اَلْاِزَالَةُ. وَ"الْاَذٰى": مَا يُؤْذِیْ كَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ وَّطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ اس میں سے سب سے زیادہ فضیلت والی شاخ اس بات کا اعتراف کرنا ہے اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور سب سے کم تر (شاخ) راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "البضع" میں باء کسرہ کے ساتھ ہے اور فتحہ کے ساتھ بھی ٹھیک ہے اس کا معنی ہے تین سے دس تک کے اعداد۔ "والشعبة" یعنی ٹکڑا، عادت۔ "الاماطة" یعنی ازالہ۔ "والأذی" تکلیف دہ چیزیں یعنی کانٹا، پتھر، مٹی، راکھ، گندگی اور اسی قسم کی اور چیزیں۔

(687) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا، فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیا والے تھے۔ جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی تھی تو ہمیں آپ کے چہرے سے اندازہ ہو جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَّبْعَثُ عَلٰى تَرْكِ الْقَبِيْحِ، وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِیْ حَقِّ ذِی الْحَقِّ. وَرَوَيْنَا عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: اَلْحَيَاءُ: رُؤْيَةُ الْآلَاءِ - اَیِ النِّعَمِ - وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ، فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

علماء فرماتے ہیں، حیاء کی حقیقت ایسے اخلاق ہیں جو قبیح چیز کو ترک کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور حق دار کے حق میں کسی کوتاہی کے ارتکاب سے روکتے ہیں۔ ہم نے امام ابوالقاسم جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ایک نعمتوں کا جائزہ لینا ہے۔ اور ایک کوتاہیوں کا جائزہ لینا ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے حیاء کہتے ہیں۔

686- بخاری، مسلم

687- اخرجه البخاری 3562 و مسلم 2320 و ابن ماجه 4180

Marfat.com

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ
باب 85: راز کی حفاظت کرنا

عہد کے بارے میں پوچھا جانے کا بیان

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ (الاسراء: 34)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں حساب ہوگا''۔

عہد دو طرح کے ہیں ایک وہ جو بندہ اور اللہ کے درمیان ہیں جیسے ازل میں بندہ کا یہ عہد کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اس عہد کا لازمی اثر اس کے احکام کی اطاعت اور اس کی رضا جوئی ہوتا ہے یہ عہد تو ہر انسان نے ازل میں کیا ہے خواہ دنیا میں وہ مومن ہو یا کافر دوسرا عہد مومن کا ہے جو شہادت ان لا الہ الا اللہ کے ذریعہ کیا گیا ہے جس کا حاصل احکام الٰہیہ کا مکمل اتباع اور اس کی رضا جوئی ہے۔

دوسری قسم عہد کی وہ ہے جو انسان کسی انسان سے کرتا ہے جس میں تمام معاہدات سیاسی تجارتی معاملاتی شامل ہیں جو افراد یا جماعتوں کے درمیان دنیا میں ہوتے ہیں۔

پہلی قسم کے تمام معاہدات کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے اور دوسری قسم میں جو معاہدات خلاف شرع نہ ہوں ان کا پورا کرنا واجب اور جو خلاف شرع ہوں ان کا فریق ثانی کو اطلاع کر کے ختم کر دینا واجب ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے اگر کوئی پورا نہ کرے تو دوسرے کو حق ہے کہ عدالت میں مرافعہ کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کرے معاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہو اور جو کوئی شخص کسی سے یک طرفہ وعدہ کر لیتا ہے کہ میں آپ کو فلاں چیز دوں گا یا فلاں وقت آپ سے ملوں گا یا آپ کا فلاں کام کر دوں گا اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے اور بعض حضرات نے اس کو بھی عہد کے اس مفہوم میں داخل کیا ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ کہ معاہدہ فریقین کی صورت میں اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو دوسرا فریق اس کو بذریعہ عدالت تکمیل معاہدہ پر مجبور کر سکتا ہے مگر یک طرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کرا سکتا ہاں بلا عذر شرعی کے کسی سے وعدہ کر کے جو خلاف ورزی کرے گا وہ شرعاً گناہگار ہو گا حدیث میں اس کو عملی نفاق قرار دیا گیا ہے۔

اس آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا یعنی قیامت میں جیسے اور فرائض و واجبات اور احکام الٰہیہ کے پورا کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہوگا ایسا ہی باہمی معاہدات کے متعلق بھی سوال ہوگا یہاں صرف اتنا کہہ کر چھوڑ دیا گیا کہ اس کا ہوگا آگے سوال کے بعد کیا ہونا ہے اس کو مبہم رکھنے میں خطرہ کے عظیم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

راز کا امانت کی طرح ہونے کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص کوئی ایسی بات کہے جس کا وہ اخفاء چاہتا ہوں اور پھر وہ چلا جائے تو اس کی وہ بات امانت ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 990)

مطلب یہ ہے کہ اس کی وہ بات سننے والوں کے لئے ایک امانت کا حکم رکھتی ہے ان کو چاہیے کہ وہ اس امانت میں خیانت نہ

Marfat.com

کریں یعنی اس کو ظاہر نہ کریں۔

راز کو ظاہر کرنے سبب برا ہو جانے کا بیان

(688) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلَ يُفْضِىْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِىْ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت کے اعتبار سے سب سے برا وہ شخص ہوگا جو کسی عورت کے پاس جائے اور وہ عورت اپنا آپ اس کے حوالے کر دے اور پھر وہ اس عورت کے راز کو ظاہر کر دے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راز کو ظاہر نہ کرنے کا بیان

(689) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ، قَالَ: لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ. فَلَبِثْتُ لَيَالِیَ ثُمَّ لَقِيَنِیْ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِیْ هٰذَا. فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَیَّ شَيْئًا! فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ، فَلَبِثَ لَيَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ. فَلَقِيَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَبِلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"تَاَيَّمَتْ" اَیْ: صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّیَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. "وَجَدْتَ": غَضِبْتَ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان کی صاحبزادی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے انہیں حفصہ سے شادی کرنے کی پیشکش کی۔ میں نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا میں اس معاملے کا جائزہ لوں گا۔ کچھ دن گزر گئے وہ پھر مجھ سے ملے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے ابھی یہ مناسب لگ رہا ہے، میں ابھی شادی نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں حضرت

688-اخرجه مسلم 1437 و ابو داؤد 4870 وفی اسناده بن حمزة العمری متكلم فيه

689-اخرجه البخاری 5122

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دیتا ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دن گزر گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہ کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا: تم نے جب مجھے حفصہ کے بارے میں پیشکش کی تھی تو تمہیں مجھ پر غصہ آیا تھا کیونکہ میں نے تمہیں جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: میں نے تمہیں اس لیے جواب نہیں دیا کیونکہ جب تم نے مجھے پیشکش کی تھی تو میں یہ جانتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارادہ ہے تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "تایمت" یعنی بیوہ ہو جانا اور ان کے شوہر وفات پا چکے تھے۔ "وجدت" تم ناراض ہو گئے۔

(690) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا، وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ"، ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهٖ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ، لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ، اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ، وَاَنَّهٗ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ، وَاِنِّيْ لَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ، فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ، اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟" فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِيْ رَاَيْتِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن آپ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کی چال بالکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کے مشابہہ تھی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا میری بیٹی کو خوش آمدید۔ پھر آپ نے انہیں دائیں یا شاید بائیں طرف بٹھالیا اور پھر ان سے آہستہ آواز میں کوئی بات کی تو وہ بہت زیادہ روئیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روتے دیکھا تو پھر آہستہ آواز میں کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگی۔ میں نے ان سے دریافت کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بطور خاص راز کی بات بتائی' اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کی موجودگی میں تو پھر آپ رونے لگیں پھر

690-بخاری باب علامات النبوت' مسلم باب الفضائل' نسائی فی الوفات' ابن ماجه فی الجنائز

جب نبی اکرم ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے ان سے دریافت کیا' نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا کہا تھا۔ تو جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا تو میں نے ان سے کہا میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ پر جو میرا حق ہے آپ مجھے بتائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا کہا تھا۔ انہوں نے فرمایا اب میں بتا سکتی ہوں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے پہلی مرتبہ آہستہ آواز میں بات کہی تھی تو آپ نے مجھے بتایا تھا جبرائیل ہر سال ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا ورد کرتے تھے۔ اس مرتبہ انہوں نے دو مرتبہ ورد کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے' میری موت کا وقت قریب آچکا ہے تم اللہ سے ڈرنا اور صبر سے کام لینا کیونکہ میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے لگی جو آپ نے بھی دیکھا' جب نبی اکرم نے میرے رونے کی طرف دیکھا تو آپ نے دوسری مرتبہ آہستہ آواز میں کہا اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن خواتین کی سردار بن جاؤ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس امت کی تمام خواتین کی سردار بن جاؤ تو میں ہنس پڑی جب آپ نے مجھے ہنستے ہوئے دیکھا۔

راز کو نہ بتانے کا بیان

(691) وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَیْنَا، فَبَعَثَنِیْ اِلٰی حَاجَةٍ، فَاَبْطَاْتُ عَلٰی اُمِّیْ . فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ : بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهٗ؟ قُلْتُ : اِنَّهَا سِرٌّ . قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا، قَالَ اَنَسٌ : وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَّحَدَّثْتُكَ بِهٖ یَا ثَابِتُ .

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ مُخْتَصَرًا .

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کیا۔ پھر آپ نے مجھے کام سے بھیج دیا۔ میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا جب میں آیا تو انہوں نے فرمایا تم دیر سے کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا مجھے نبی اکرم ﷺ نے کسی کام سے بھیج دیا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ کو کیا کام تھا۔ میں نے جواب دیا: یہ ایک راز کی بات ہے۔ انہوں نے کہا تم نبی اکرم ﷺ کے راز کے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میں نے وہ راز کسی کو بتانا ہوتا تو اے ثابت! تمہیں بتا دیتا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بعض حصہ مختصر طور پر روایت کیا ہے۔

بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

باب 86: عہد کو پورا کرنا اور وعدے کو پورا کرنا

وعدے کو پورا کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾ (الاسراء: 34)،

691- اخرجه البخاری 6289 و مسلم 2482 واللفظ له

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں حساب ہوگا''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ ﴾ (النحل : 91)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ (المائدة : 1)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ (الصف : 3-2)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم پورا نہیں کرتے' اللہ کی بارگاہ میں یہ بات بہت ناپسندیدہ ہے' تم وہ بات کہو جو تم نہیں کرتے''۔

وعدہ خلافی کرنا علامت منافقت ہونے کا بیان

(692) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : ''وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ'' .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

(693) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: چار خصلتیں جس میں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی خصلت ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔ جب بولے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ جب لڑائی

692-اخرجه احمد 3/9169 والبخاری 33 و مسلم 59 والترمذی 2631 والنسائی 5036 وابن حبان 257 وابن منده فی الایمان 527 والبیهقی 288/6

693-اخرجه احمد 2/6782 والبخاری 34 و مسلم 58 والترمذی 2632 والنسائی 2035 وابن حبان 254 وابن مندة فی الایمان 522 وابو عوانة 20/1 والبیهقی 230/9

Marfat.com

کرے تو بدزبانی کا مظاہرہ کرے۔

(694) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِيءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاتِنَا، فَاَتَيْتُهُ وَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَثٰى لِي حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا، فَاِذَا هِيَ خَمْسُمِئَةٍ، فَقَالَ لِي: خُذْ مِثْلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین سے مال آیا تو میں تمہیں اتنا اور اتنا اور اتنا دوں گا پھر بحرین سے مال آنے سے پہلے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی وعدہ ہو یا اس نے آپ سے قرض لینا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جب بحرین سے مال آئے گا تو میں تمہیں اتنا' اتنا اور اتنا دوں گا تو انہوں نے دونوں لب بھر کر مجھے دیئے۔ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم اس کے دوگنا اور لے لو۔

بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

باب **87**: جس کام کو بھلائی سمجھ کر کیا جارہا ہو اس کی پابندی کرنا

قوم کا خود اپنی حالت کو تبدیل کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد: **11**)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو تبدیل نہیں کرتے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا۔ جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اس وقت کام دیتی ہے۔ یہاں قوموں کے عروج وزوال کا قانون بنایا ہے، اشخاص وافراد کا نہیں۔ قوم کی اچھی بری حالت متعین کرنے میں اکثریت اور غلبہ کا لحاظ ہوتا ہے۔

سوت کاتنے والی عورت سے مثال سمجھانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ (النحل: **92**).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو سوت کاتے' محنت سے اور پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے"۔

694- اخرجه البخاری 2296 ومسلم 2314

وَ"الْاَنْكَاثُ" : جَمْعُ نِكْثٍ، وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ .

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' الانکاث یہ نکث کی جمع ہے اور اس سے مراد ٹوٹا ہوا سوت ہے۔

مکہ مکرمہ میں ریطہ بنت عمرو ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ دوپہر تک محنت کر کے سُوت کاتا کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کتواتی اور دوپہر کے وقت اس کاتے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑواتی، یہی اس کا معمول تھا۔ معنی یہ ہیں کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بیوقوف نہ بنو۔

مجاہد کا قول ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے جو حلف کئے تھے توڑ دیتے اور اب دوسرے سے حلف کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا اور عہد کے وفا کرنے کا حکم دیا۔

پہلے زمانے کے بدعہد لوگوں کی طرح نہ ہوجانے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (الحدید : 16)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان کی مدت لمبی ہوگئی اور ان کے دل سخت ہو گئے"۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ﴾ (الحدید : 27)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور انہوں نے اسے اس طرح نہیں نبھایا جیسے اس کا حق تھا"۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی طرح نہ ہونے کا بیان

(695) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ فلاں شخص کی مانند نہ ہو جانا جو رات کے وقت نفل پڑھا کرتا تھا پھر اس نے رات کے وقت نفل پڑھنے ترک کر دیے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

باب 88: اچھی گفتگو اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے کا استحباب

اہل ایمان کا ادب کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الحجر : 88)

695-اخرجه البخاری (1152) و مسلم (185/1159) والنسائی (1762) وابن ماجه (1331)

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اپنے پروں کو اہل ایمان کے لئے جھکائے رکھو''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

مہربانی وحسن سلوک اختیار کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: 159)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اگر تم سخت مزاج اور تنگ دل ہوتے تو وہ تمہارے ارد گرد اکٹھے نہ ہوتے''۔

اے نبی مکرم ﷺ کے ماننے والو اور ان کی نافرمانی سے بچنے والو ہم نے تمہارے کے لئے نبی کریم ﷺ کے دل کو نرم کر دیا ہے اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو اتنی نرمی اور آسانی نہ ہوتی۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ماصلہ ہے جو معرفہ کے ساتھ عرب ملا دیا کرتے ہیں جیسے آیت (فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ)، النسآء 155:) میں اور نکرہ کے ساتھ بھی ملا دیتے ہیں جیسے آیت (عما قلیل) میں اسی طرح یہاں ہے، یعنی اللہ کی رحمت سے تو ان کے لئے نرم دل ہوا ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ہیں جن پر آپ کی بعثت ہوئی ہے یہ آیت ٹھیک اس آیت جیسی ہے آیت (لقد جاءکم) الخ، یعنی تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے جو تمہاری بھلائی کے حریص ہیں جو مومنوں پر شفقت اور رحم کرنے والے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوامامہ باہلی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے ابوامامہ بعض مومن وہ ہیں جن کے لئے میرا دل تڑپ اٹھتا ہے، (فظا) سے مراد یہاں سخت کلام ہے۔ کیونکہ اس کے بعد (غلیظ القلب) کا لفظ ہے، یعنی سخت دل، فرمان ہے کہ نبی اکرم تم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے اور تمہیں چھوڑ دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کے جاں نثار وشیدا بنا دیا ہے اور آپ کو بھی ان کے لئے محبت اور نرمی عطا فرمائی، اور تاکہ ان کے دل آپ سے لگے رہیں حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفوں کو اگلی کتابوں میں بھی پاتا ہوں کہ آپ سخت کلام سخت دل بازاروں میں شور مچانے والے اور برائی کا بدلہ لینے والے نہیں بلکہ درگذر کرنے والے اور معافی دینے والے ہیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ آل عمران، بیروت)

اچھا کلام بھی صدقہ کی طرح ہوتا ہے

(696) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی ہو اور جس شخص کو یہ بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات کے ذریعے بچنے کی کوشش کرے۔

696- اخرجه البخاری (94) والترمذی (2723) والحاکم (7716)

(697) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهُوَ بعض حدیث تقدم بطوله .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اچھی بات صدقہ ہے۔

یہ اس حدیث کا بعض حصہ ہے جو پہلے پوری گزر چکی ہے۔

کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جاننے کا بیان

(698) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو۔ خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا ہو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ بَیَانِ الْکَلَامِ وَاِیْضَاحِهٖ لِلْمُخَاطِبِ وَتَکْرِیْرِهٖ لِیُفْهَمَ اِذَا لَمْ یُفْهَمْ اِلَّا بِذٰلِكَ

باب 89: کلام کو بیان کرنا، مخاطب کے لئے اسے واضح کرنے کا استحباب اور اس کو دہرانا تاکہ اس کی سمجھ آجائے جب کہ کسی شخص کو اس کے بغیر سمجھ نہ آتی ہو

بات کو اچھی طرح سمجھانے کا بیان

(699) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ ثَلَاثًا . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تھے تو اپنے الفاظ تین مرتبہ دہرایا کرتے یہاں تک کہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور جب آپ لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے تو انہیں تین مرتبہ سلام کرتے تھے۔

(700) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ کَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلَامًا فَصْلًا یَفْهَمُهٗ کُلُّ مَنْ یَّسْمَعُهٗ . (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام واضح ہوتا تھا آپ کی بات سننے والا ہر شخص اسے سمجھ لیتا تھا

697- اخرجه ابو داؤد (4839)

698- مسلم

699- اخرجه البخاری (94) والترمذی (2723) والحاکم (4/7716)

700- اخرجه البخاری (121) ومسلم (65) والنسائی (4142) وابن ماجه (3942)

Marfat.com

اس حدیث کوامام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِيْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِيْ مَجْلِسِهٖ

باب 90: اپنے ساتھی کی بات کو غور سے سننا جبکہ حرام نہ ہو ہر عالم شخص یا وعظ کہنے والے کا مجلس میں موجود لوگوں کو خاموش ہونے کے لئے کہنا

محافل واجتماع میں وعظ کے وقت لوگوں کو خاموش کرانے کا بیان

(701) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے فرمایا۔لوگوں کو خاموش کرواؤ۔ پھر آپ نے فرمایا: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا۔

بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادِ فِيْهِ

باب 91: وعظ کرنا اور اس بارے میں میانہ روی اختیار کرنا

حکمت واچھے طریقے سے نصیحت کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل: 125)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ذریعے دعوت دو"۔(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

وعظ ونصیحت میں لوگوں کی تھکاوٹ کا خیال رکھنے کا بیان

(702) وَعَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُذَكِّرُنَا فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ، وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"يَتَخَوَّلُنَا": يَتَعَهَّدُنَا.

✧✧ حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن ہمیں وعظ کیا کرتے

702-اخرجه احمد (2/4060) والبخاری (68) ومسلم (2821) والترمذی (2855) وابن حبان (2524)

Marfat.com

تھے۔ ایک دن ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمن! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ کیا کریں۔ انہوں نے فرمایا میں اس وجہ سے ایسا نہیں کرتا کیونکہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں اکتاہٹ کا شکار کردوں اور میں وعظ کے بارے میں تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح نبی اکرم ﷺ وعظ کے بارے میں ہمارا خیال رکھا کرتے تھے' کہیں ہم اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔

نماز طویل اور خطبہ مختصر پڑھنے کا بیان

(703) وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ، مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ، فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"مَئِنَّةٌ" بِمِیْمٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُّشَدَّدَةٍ، اَیْ: عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰی فِقْهِهٖ.

✧✧ حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آدمی کا طویل نماز ادا کرنا اور مختصر خطبہ دینا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے اس لیے تم نماز طویل پڑھا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "مئنة" میم مفتوحہ کے ساتھ اور ہمزہ مکسورہ کے ساتھ پھر نون مشددہ کے ساتھ اور اس سے مراد ہے ایسی علامت جو اسکی سمجھداری پر دلالت کرے۔

راوی حدیث عمار بن یاسر کے احوال کا بیان

عمار بن یاسر: یہ عمار بن یاسر بن عامر کنانی' قحطانی ہیں ان کی کنیت ابوالیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے تھے بہادر تھے، حاکم تھے۔ سابقین اسلام میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سید عمار اور سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہما کے ہمراہ اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اس کے بعد غزوہ احد، غزوہ بدر اور غزوہ خندق میں اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ پھر جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے ۳۷ ہجری میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ۱۶۲ احادیث نقل کی ہیں۔

نماز کے احکام کو پورا کرنے کا بیان

(704) وَعَنْ مُّعَاوِیَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَیْنَا اَنَا اُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَرَمَانِی الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّیَاهُ، مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَیَّ؟! فَجَعَلُوْا یَضْرِبُوْنَ بِاَیْدِیْهِمْ عَلٰی اَفْخَاذِهِمْ! فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ یُصَمِّتُوْنَنِیْ لٰكِنِّیْ سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَبِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ، مَا رَاَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ

703- مسلم' جامع صغیر میں اس روایت کے ساتھ ان من البیان لسحرا کا اضافہ ہے۔ احمد

704- اخرجه مسلم (537) و ابو داؤد (930)

Marfat.com

اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ، فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ، وَلَا ضَرَبَنِيْ، وَلَا شَتَمَنِيْ ۔ قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ، وَقِرَائَةُ الْقُرْاٰنِ"، اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَّقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ، وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ: "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: "ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الثُّكْلُ" بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : الْمُصِيْبَةُ وَالْفَجِيْعَةُ ۔ "مَا كَهَرَنِيْ" اَيْ : مَا نَهَرَنِيْ ۔

✧✧ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص کو چھینک آ گئی۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ کچھ لوگوں نے میری طرف غور سے دیکھا۔ میں نے کہا تمہاری ماں تمہیں روئے تم اس طرح مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے زانوں پر مارنے شروع کر دیئے' جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو میں خاموش ہو گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے زیادہ اچھا تعلیم دینے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ نے مجھے ڈانٹا' نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ آپ نے فرمایا: یہ نماز ہے اس میں لوگوں کے کلام کی طرح بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے' تکبیر ہوتی ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے یا جیسے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں زمانہ جاہلیت کے قریب ہوں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت عطا کی ہے۔ ہم میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے دریافت کیا ہم میں سے بعض لوگ ہیں جو فال نکالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے' جس کے بارے میں ان کے ذہن میں کچھ خیال ہے لیکن یہ چیز انہیں تقدیر کے لکھے سے نہیں ہٹا سکتی۔ یہ حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الثکل" ثاء مثلثہ' ضمہ کے ساتھ۔ اس کا مطلب ہے ناگہانی آفت۔ "ما کھرنی" یعنی مجھے نہیں ڈانٹا۔

راوی حدیث معاویہ بن حکم کے احوال کا بیان

معاویہ بن حکم سلمی: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے کیونکہ یہ عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی تھی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 13 احادیث نقل کی تھیں۔ ایک روایت میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

وعظ کے ذریعے آنسو جاری ہو جانے کا بیان

(705) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً

705-باب فی الامر بالمحافظة علی السنة وآدابها میں گزر چکی

وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ . . . وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِيْ بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ، وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ، قَالَ: "اِنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ دریافت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ کیا ایسا وعظ جس کے ذریعے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے حدیث ذکر کی ہے جو اس سے پہلے ''سنت پر مخالفت کے حکم'' کے باب میں مکمل نقل کی جا چکی ہے ہم نے یہ بات ذکر کی ہے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی حدیث عرباض بن ساریہ کے احوال کا بیان

عرباض بن ساریہ سلمی: ان کی کنیت ابونجیم ہے۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ اور خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے شام میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ۷۵ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

باب 92: وقار اور سکینت کا بیان

زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ﴾ (الفرقان: 63)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور رحمان کے بندے وہ ہیں جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں مخاطب کرتے ہیں تو وہ یہ جواب دیتے ہیں سلام ہو''۔

(اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

زور زور نہ ہنسنے کا بیان

(706) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ، اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اللَّهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاةٍ : وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ فِيْ اَقْصٰى سَقْفِ الْفَمِ .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی منہ پھاڑ کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا کوا نظر آ جائے۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔

لفظ ''اللَّهَوَاتُ'' لفظ لَهَاةٍ کی جمع ہے یہ اس گوشت کو کہتے ہیں جو منہ کے آخری کنارے میں ہوتا ہے۔

706- اخرجه البخاری (4828) و مسلم (16/899) و ابو داؤد (5098)

Marfat.com

بَابُ النَّدْبِ اِلٰى اِتْيَانِ الصَّلَاةِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ

باب 93: نماز، علم اور اس جیسی دیگر عبادات کے لئے سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آنے کا مستحب ہونا

شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں کا تقویٰ حاصل ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج : 32) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے''۔ (اس آیت کی تفسیر گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ)

سکون سے چل کر نماز میں شامل ہونے کا بیان

(707) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : ''اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ، فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

زَادَ مُسْلِمٌ فِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : ''فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِىْ صَلَاةٍ'' .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب نماز قائم ہو جائے تو تم دوڑتے ہوئے اس کے پاس نہ آؤ بلکہ چلتے ہوئے اس کی طرف آؤ اور سکون سے آؤ اور جو نماز ملے اسے ادا کرلو اور جو گزر چکی ہے اسے بعد میں ادا کرلو۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کوئی شخص نماز کی طرف جائے تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے۔

عرفہ سے اطمینان سے چل کر جانے کا بیان

(708) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِّلْاِبِلِ، فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ، وَقَالَ: ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ، فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ''

رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ .

''الْبِرُّ'' : الطَّاعَةُ . وَ''الْاِيْضَاعُ'' بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا يَاءٌ وَّهَمْزَةٌ مَّكْسُوْرَةٌ، وَّهُوَ : الْاِسْرَاعُ .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، وہ عرفہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

707- بخاری و مسلم ' وقار کا لفظ صراحۃً صرف بخاری میں آیا ہے۔ احمد

708- اخرجه البخاری (1671) و مسلم (1282) والنسائی (3019)

Marfat.com

اپنے پیچھے اونٹوں کو ڈانٹنے، مارنے اور اونٹوں کی آواز سنی تو آپ نے اپنی چھڑی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اطمینان سے چلو کیونکہ تیز چلنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "البر" یعنی نیکی، اور "الایضاع" میں ضاد معجمۃ ہے اور اس سے پہلے یاء ہے اور ہمزہ کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے، تیزی۔

بَابُ اِكْرَامِ الضَّيْفِ

باب 94: مہمان کی تکریم کا بیان

مہمان کی عزت واکرام کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ فَقَرَّبَهٗ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ (الذاریات : 27-24)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی اطلاع آئی ہے جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے تمہیں سلام ہو اس نے کہا سلام ہو تم لوگ اجنبی محسوس ہو رہے ہو پھر وہ اپنے گھر کی طرف بڑھے اور ایک موٹا بچھڑا لے کر آئے۔ انہوں نے ان کے آگے کیا پھر بولے کیا تم کھاتے نہیں ہو"۔

فرشتوں کی دعوت کے واقعہ کا بیان

یہ فرشتے حضرت جبرائیل حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام تھے۔ جو خوبصورت نوجوان انسانوں کی شکل میں آئے تھے ان کے چہروں پر ہیبت وجلال تھا حضرت ابراہیم اب ان کے لئے کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور چپ چاپ بہت جلد اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ذرا سی دیر میں تیار بچھڑے کا گوشت بھنا بھنایا ہوا لے آئے اور انکے سامنے رکھ دیا اور فرمایا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ اس سے ضیافت کے آداب معلوم ہوئے کہ مہمان سے پوچھے بغیر ہی ان پر شروع سے احسان رکھنے سے پہلے آپ چپ چاپ انہیں خبر کئے بغیر ہی چلے گئے اور بہ عجلت بہتر سے بہتر جو چیز پائی اسے تیار کر کے لے آئے۔ تیار فربہ کم عمر بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور کہیں اور رکھ کر مہمان کی کھینچ تان نہ کی بلکہ ان کے سامنے ان کے پاس لا کر رکھا۔ پھر انہیں یوں نہیں کہتے کہ کھاؤ کیونکہ اس میں بھی ایک حکم پایا جاتا ہے۔

بلکہ نہایت تواضع اور پیار سے فرماتے ہیں آپ تناول فرمانا شروع کیوں نہیں کرتے؟ جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ اگر آپ فضل وکرم احسان وسلوک کرنا چاہیں تو کیجئے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ خلیل اللہ اپنے دل میں ان سے خوفزدہ ہو گئے جیسے کہ اور آیت میں ہے آیت (فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ،ھود 70:)، یعنی آپ نے جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھتے نہیں تو دہشت زدہ ہو گئے اور دل میں خوف کھانے لگے اس پر مہمانوں نے کہا ڈرو مت ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو قوم لوط کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں آپ کی بیوی صاحبہ

Marfat.com

جوکھڑی ہوئی سن رہی تھیں وہ سن کر ہنس دیں تو فرشتوں نے انہیں خوشخبری سنائی کہ تمہارے ہاں حضرت اسحاق پیدا ہوں گے اور ان کے ہاں حضرت یعقوب اس پر بیوی صاحبہ کو تعجب ہوا اور کہا ہائے افسوس اب میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ میں تو بڑھیا پھوس ہوگئی ہوں اور میرے شوہر بھی بالکل بوڑھے ہوگئے۔ یہ سخت تر تعجب کی چیز ہے فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کے کاموں سے تعجب کرتی ہو؟ خصوصاً تم جیسی ایسی پاک گھرانے کی عورت؟ تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تعریفوں کے لائق اور بڑی بزرگی اور اعلیٰ شان والا ہے۔

یہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ بشارت حضرت ابراہیم کو دی گئی کیونکہ بچے کا ہونا دونوں کی خوشی کا موجب ہے۔ پھر فرماتا ہے یہ بشارت سن کر آپ کی اہلیہ صاحبہ کے منہ سے زور کی آواز نکل گئی اور اپنے تیئں دو ہتڑ مار کر ایسی عجیب وغریب خبر کو سن کر حیرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھ رہی اب میاں بیوی دونوں بوڑھے ہوگئے تو مجھے حمل ٹھہرے گا؟ اس کے جواب میں فرشتوں نے کہا کہ یہ خوشخبری کچھ ہم اپنی طرف سے نہیں دے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ ہم تمہیں یہ خبر پہنچائیں۔ وہ حکمت والا اور علم والا ہے۔ تم جس عزت وکرامت کے مستحق ہو وہ خوب جانتا ہے اور اس کا فرمان ہے کہ تمہارے ہاں اس عمر میں بچہ ہوگا اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں نہ اس کا کوئی فرمان حکمت سے خالی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، سورہ ذاریات، بیروت)

میزبان کا مہمانوں کی عزت کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴾ (هود : 78)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور ان کے پاس ان کی قوم کے افراد دوڑتے ہوئے آئے اور وہ اس سے پہلے ہی اس طرح کے بُرے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوائی کا شکار نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی نہیں ہے“۔

مہمان کی عزت اور ایمان کا بیان

(709) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت افزائی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

709-اخرجه حق الجار والوصية به کے تحت گزر چکی

مہمان کی مہمان نوازی صدقہ کرنے کی طرح ہونے کا بیان

(**710**) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ"

قَالُوْا: وَمَا جَائِزَتُهٗ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "یَوْمُهٗ وَلَیْلَتُهٗ، وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّقِیْمَ عِنْدَ اَخِیْهِ حَتّٰی یُؤْثِمَهٗ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَیْفَ یُؤْثِمُهٗ؟ قَالَ: "یُقِیْمُ عِنْدَهٗ وَلَا شَیْءَ لَهٗ یَقْرِیْهِ بِهٖ"۔

✧✧ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی جائزہ (کے طور پر) مہمان نوازی کرے۔ لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ! جائزہ سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات (اہتمام کے ساتھ دعوت کرنا) اور تین دن عام مہمان نوازی کرنا۔ اس کے بعد (اگر وہ مہمان نوازی کرے) تو یہ اس کی طرف سے اُس (مہمان) کے لئے صدقہ ہوگا۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا عرصہ رہے کہ اسے گنہگار کردے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اسے گنہگار کیسے کرے گا۔ آپ نے فرمایا وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اس میزبان کے پاس کوئی ایسی چیز نہ رہے کہ جو اس کے سامنے پیش کر سکے۔

راوی حدیث خویلد بن عمرو کے احوال کا بیان

خویلد بن عمرو خزاعی: ان کی کنیت ابوشریح ہے ان کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے خویلد بن عمرو بیان کیا ہے جبکہ بعض نے عمرو بن خویلد بیان کیا ہے بعض نے کعب بن عمرو اور بعض نے ہانی بن عمرو لکھا ہے۔ یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ فتح مکہ کے دن بنوکعب خزاعہ کا جھنڈا انہوں نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ دانشور لوگوں میں سے ایک تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِیْرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَیْرِ

باب 95: خوشخبری دینے اور نیکی کے کام میں مبارک باد دینے کا مستحب ہونا

دین حق کی اتباع کرنے والوں کا مبارک دینے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (الزمر: 18-17)۔

710- بخاری فی الادب' ابو داؤد فی الاطعمہ' ترمذی فی البر' نسائی فی الرقاق' ابن ماجہ فی الادب (اطراف مزی)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور تم میرے اُن بندوں کو بشارت دو جو قول (قرآن) کو غور سے سنتے ہیں اور اس کی اچھائی کی پیروی کرتے ہیں''۔

جنت ورضوان کی مبارک دینے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴾ (التوبة : 21)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ان کے پروردگار نے انہیں اپنی طرف سے (ملنے والی) رحمت، رضا مندی اور ان جنتوں کی خوشخبری دی جن میں دائمی نعمتیں ہوں گی''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ (فصلت : 30)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم خوشخبری حاصل کرو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔

میلادِ انبیاء علیہم السلام پر مبارک دینے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴾ (الصافات : 101)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم نے انہیں سمجھدار بیٹے کی بشارت دی''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرٰى ﴾ (هود : 69)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ہمارے فرشتے خوشخبری کے ہمراہ حضرت ابراہیم کے پاس آئے''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَامْرَاَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ ﴾ (هود : 71)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اس کی بیوی کھڑی ہوئی تھی وہ ہنس پڑی ہم نے اسے اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى ﴾ (آل عمران : 39)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تو فرشتوں نے اسے پکارا وہ اس وقت محراب میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ ﴾ (آل عمران : 45) اَلْاٰیَة،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی طرف سے آنے والے کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح ہوگا''۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو بےموسم میوہ دیتا ہے جاڑوں میں گرمیوں کے پھل اور

Marfat.com

گرمی میں جاڑوں کے میوے ان کے پاس رکھے رہتے ہیں تو باوجود اپنے پورے بڑھاپے کے اور باوجود اپنی بیوی کے بانجھ ہونے کے علم کے آپ بھی بیموسم میوہ یعنی نیک اولاد طلب کرنے لگے، اور چونکہ یہ طلب بظاہر ایک ناممکن چیز کی طلب تھی اس لئے نہایت پوشیدگی سے یہ دعا مانگی جیسے اور جگہ ہے نداءً خفیا یہ اپنے عبادت خانے میں ہی تھے جو فرشتوں نے انہیں آواز دی اور انہیں سنا کر کہا کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جس کا نام یحییٰ رکھنا، ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ یہ بشارت ہماری طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یحییٰ نام کی وجہ سے یہ ہے کہ ان کی حیاۃ ایمان کے ساتھ ہوگی۔

وہ اللہ کے کلمہ کے یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم کی تصدیق کریں گے، حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی نبوت کو تسلیم کرنے والے بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں، جو حضرت عیسیٰ کی روش اور آپ کے طریق پر تھے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت مریم سے اکثر ذکر کیا کرتی تھیں کہ میں اپنے پیٹ کی چیز کو تیرے پیٹ کی چیز کو سجدہ کرتی ہوئی پاتی ہوں، یہ تھی حضرت یحییٰ کی تصدیق دنیا میں آنے سے پیشتر سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی سچائی کو انہوں نے ہی پہچانا یہ حضرت عیسیٰ سے عمر میں بڑے تھے، سید کے معنی حلیم، بردبار، علم وعبادت میں بڑھا ہوا، متقی، پرہیزگار، فقیہ، عالم، خلق ودین میں سب سے افضل جسے غصہ اور غضب مغلوب نہ کرسکے، شریف اور کریم کے ہیں، حضور کے معنی ہیں جو عورتوں کے پاس نہ آسکے جس کے ہاں نہ اولاد ہو نہ جس میں شہوت کا پانی ہو، اس معنی کی ایک مرفوع حدیث بھی ابن ابی حاتم میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ تلاوت کرکے زمین سے کچھ اٹھا کر فرمایا اس کا عضو اس جیسا تھا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ساری مخلوق میں صرف حضرت یحییٰ ہی اللہ سے بیگناہ ملیں گے پھر آپ نے یہ الفاظ پڑھے اور زمین سے کچھ اٹھایا اور فرمایا حضور اسے کہتے ہیں جس کا عضو اس جیسا ہو، اور حضرت یحییٰ بن سعید قطان نے اپنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا۔

یہ روایت جو مرفوع بیان ہوئی ہے اس کی حوالے سے اس موقوف کی سند زیادہ صحیح ہے، اور مرفوع روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کے پھندے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ایسا تھا، اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے زمین سے ایک مرجھایا ہوا تنکا اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کرکے یہی فرمایا، اس کے بعد حضرت زکریا کو دوسری بشارت دی جاتی ہے کہ تمہارا لڑکا نبی ہوگا یہ بشارت پہلی خوشخبری سے بھی بڑھ گئی۔

جب بشارت آچکی تب حضرت زکریا کو خیال پیدا ہوا کہ بظاہر اسباب سے تو اس کا ہونا محال ہے تو کہنے لگے اللہ میری ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں بوڑھا ہوں میری بیوی بالکل بانجھ، فرشتے نے اسی وقت جواب دیا کہ اللہ کا امر سب سے بڑا ہے اس کے پاس کوئی چیز ان ہونی نہیں، نہ اسے کوئی کام کرنا مشکل نہ وہ کسی کام سے عاجز، اس کا ارادہ ہو چکا وہ اسی طرح کرے گا، اب حضرت زکریا اللہ سے اس کی علامت طلب کرنے لگے تو ذات باری سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ نشان یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے بات نہ کرسکے گا، رہے گا تندرست صحیح سالم لیکن زبان سے لوگوں سے بات چیت نہ کی جائے گی صرف اشاروں سے کام لینا پڑے گا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ آل عمران، بیروت)

Marfat.com

وَالْاٰيَاتِ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ .

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ، مِنْهَا :

اس بارے میں احادیث بھی بہت سی ہے ان میں سے کچھ مشہور صحیح احادیث یہ ہیں۔

جنت کے گھر کی خوشخبری دینے کا بیان

(711) عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ، وَيُقَالُ : اَبُوْ مُحَمَّدٍ، وَيُقَالُ : اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ، وَلَا نَصَبَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْقَصَبُ" : هُنَا اللُّؤْلُؤُ الْمُجَوَّفُ . وَ"الصَّخَبُ" : الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ . وَ"النَّصَبُ" : التَّعَبُ .

✧✧ حضرت ابو براہیم ایک قول کے مطابق ابومحمد ایک قول کے مطابق ابومعاویہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے ایک گھر کی بشارت دی تھی جس میں کوئی شور شرابا نہیں ہوگا۔ "اَلْقَصَبُ" سے یہاں مراد اندر سے کھوکھلا موتی ہے۔ وَ"الصَّخَبُ" چیخ و پکار، وَ"النَّصَبُ" پریشانی۔

آزمائش کے بعد جنت کی خوشخبری کا بیان

(712) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهُ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ، فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا وَجَّهَ هَاهُنَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ عَلٰى اَثَرِهِ اَسْاَلُ عَنْهُ، حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّاَ، فَقُمْتُ اِلَيْهِ، فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ : لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ : ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ، فَقُلْتُ : اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ - يُرِيْدُ اَخَاهُ - خَيْرًا يَّاْتِ بِهِ .

711- بخاری فی فضل خدیجه، مسلم فی الفضائل، نسائی فی المناقب

712- بخاری فی الفضائل و الفتن، مسلم فی الفضائل، نسائی فی المناقب

Marfat.com

فَـإِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بن الخَطَّابِ، فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاذِنُ؟ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ : اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ : اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يَعْنِيْ اَخَاهُ - يَاْتِ بِهٖ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ . فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بن عَفَّانَ . فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهُ" فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ، فجلس وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ . قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ : فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ : وَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ الْبَابِ . وَفِيْهَا : اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهُ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ .

وَقَوْلُهُ : "وَجَّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ . اَيْ : تَوَجَّهَ . وَقَوْلُهُ : "بِئْر اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمَّ سِيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوْفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهُ، وَ"الْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ : وَهُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ . وَقَوْلُهُ : "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّاءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَقِيْلَ : بِفَتْحِهَا، اَيْ : ارْفُقْ .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر باہر نکلے اور بولے آج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا۔ آج کا دن میں آپ کے ساتھ گزاروں گا پھر وہ مسجد میں آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ کے پیچھے چل پڑا تاکہ آپ کو ڈھونڈوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "بئر اریس" میں تشریف لے گئے۔ میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت مکمل کر لی تو آپ "بئر اریس" کے ایک کنارے پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ اس کے منڈیر پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ پھر میں واپس آ گیا پھر میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور سوچا آج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان کے فرائض سرانجام دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دریافت کیا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر میں نے کہا آپ یہیں ٹھہریں۔ میں گیا اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو۔ میں واپس آیا اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اور آپ اندر آ جائیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف آپ کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے

Marfat.com

اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑا تھا۔ اس نے مجھ سے آ کر ملنا تھا۔ میں نے سوچا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص (ان سے مراد ان کا بھائی تھا) کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کیا تو اسے بھی لے آئے گا۔ اسی دوران کسی نے دروازے کو حرکت دی۔ میں نے دریافت کیا کون ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطاب۔ میں نے کہا آپ یہی ٹھہریں۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا اور عرض کی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو اسے جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے ان سے واپس آ کر کہا آپ اندر آ جائیں اور نبی اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ وہ اندر آئے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کیا۔ ان کی مراد ان کے بھائی تھے، تو اسے بھی لے آئے گا۔ پھر ایک شخص آیا اس نے دروازے کو حرکت دی۔ میں نے دریافت کیا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: عثمان بن عفان۔ میں نے ان سے کہا آپ یہی ٹھہریں۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو۔ اس ایک آزمائش کے ساتھ جو اسے لاحق ہو گی۔ میں نے واپس آ کر کہا آپ اندر آ جائیں نبی اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ایک آزمائش کے ساتھ جو آپ کو لاحق ہو گی۔ وہ اندر آئے۔ انہوں نے منڈیر کو دیکھا تو وہ بھر چکا تھا۔ وہ ان حضرات کے مقابلے میں دوسری طرف بیٹھ گئے۔ حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں میں نے اس کی "تاویل" ان کی قبروں سے کی ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انہوں نے بشارت دی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پھر بولے: اللہ ہی سے مدد مل سکتی ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ قول کہ "وجہ" اس میں واؤ پر فتحہ اور جیم پر شد ہے اس کا معنی ہے متوجہ ہوئے اور یہ قول کہ "بیئر اریس" اس میں ہمزہ پر فتحہ اور راء پر کسرہ اور اس کے بعد یاء مثناۃ ہے۔ پھر سین مہملۃ ہے اور بعض اسے منصرف اور بعض غیر منصرف کہتے ہیں اور یہ مدینہ منورہ کے ایک کنویں کا نام ہے۔ "والقف" میں قاف پر ضمہ اور فاء پر شد اور یہ کنویں کے اردگرد کی دیوار کو کہتے ہیں۔ اور یہ قول کہ "علی رسلك" اس میں راء کسرہ کے ساتھ ہے اور یہی مشہور ہے البتہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ راء فتحہ کے ساتھ ہے اور اس سے مراد ہے "ذرا رک جاؤ"۔

حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کیلئے جنت کی بشارت کا بیان

(713) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَا عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

713-اخرجه مسلم (31)

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا للانصارِ لِبنى النَّجارِ، فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ! فَاِذَا رَبِيعٌ يَدْخلُ فِىْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَهٗ - وَالرَّبِيعُ : الْجَدْوَلُ الصَّغِيْرُ - فَاحْتَفَرْتُ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَبُوْ هُرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ : نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "مَا شَانُكَ؟" قُلْتُ : كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَرْتُ كَمَا يَحْتَفِرُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ مِنْ وَّرَائِىْ . فَقَالَ: "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ" وَاَعْطَانِىْ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: "اذْهَبْ بِنَعْلَىَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَّقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ . . ." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلرَّبِيعُ" : النَّهْرُ الصَّغِيْرُ، وَهُوَ الْجَدْوَلُ - بِفَتْحِ الْجِيْمِ - كَمَا فَسَّرَهٗ فِى الْحَدِيْثِ . وَقَوْلُهٗ : "احْتَفَرْتُ" رُوِىَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّا، وَمَعْنَاهُ بِالزَّاىِ : تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى اَمْكَنَنِى الدُّخُوْلُ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' حاضرین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' اچانک نبی اکرم ﷺ اُٹھے اور ہمارے درمیان سے تشریف لے گئے' کافی دیر تک جب آپ واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید آپ ﷺ کسی تکلیف کا شکار ہو گئے ہیں اسی اندیشے کے پیشِ نظر ہم سب وہاں سے اُٹھے' میں سب سے پہلے گھبراہٹ کا شکار ہو کر آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا اور بنونجار سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری کے باغ تک آ پہنچا' میں نے پورے باغ کے گرد چکر لگایا لیکن مجھے داخلے کا دروازہ نظر نہیں آیا اچانک میری نظر ایک نالے پر پڑی جو باغ کے باہر موجود ایک کنویں سے نکل کر باغ میں جا رہا تھا' میں لومڑی کی طرح خود کو گھسیٹ کر (اس نالے کے ذریعے) اندر داخل ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے سامنے خود کو پایا' آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کی: جی یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی' آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور پھر تشریف لے گئے جب خاصی دیر تک آپ ﷺ واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا' آپ ﷺ کسی تکلیف کا شکار ہو گئے ہیں یہی سوچ کر میں وہاں سے اُٹھا اور اس باغ تک آ پہنچا اور پھر لومڑی کی طرح خود کو گھسیٹ کر میں اس کے اندر پہنچا ہوں دیگر حضرات بھی آپ ﷺ کی تلاش میں مصروف ہیں۔ آپ نے اپنے نعلین شریفین مجھے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ سے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے جو پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو' اسے جنت کی خوش خبری دے دو۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الربیع" چھوٹی نہر یا نالی جیسا کہ اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔ "احتفزت" راء اور زاء دونوں کے ساتھ مروی ہے اور اس کا معنی ہے "میں سمٹ گیا یہاں تک کہ گزرنے یا داخل ہونے کے قابل ہو گیا"۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن عاص اور لمحات وصال کا بیان

(714) وَعَنْ اَبِیْ شِمَاسَةَ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بنَ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ، فَبَكٰی طَوِیلًا، وَّحَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَی الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ، یَقُوْلُ: یَا اَبَتَاهُ، اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ كُنْتُ عَلٰی اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدُّ بُغْضًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ، وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ، فَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ یَمِیْنَكَ فَلْاُبَایِعْكَ، فَبَسَطَ یَمِیْنَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ، فَقَالَ: "مَا لَكَ یَا عَمْرُو؟" قُلْتُ: اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ، قَالَ: "تَشْتَرِطُ مَاذَا؟" قُلْتُ: اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ، قَالَ: "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ؟" وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَیْنِیْ مِنْهُ؛ اِجْلَالًا لَّهٗ، وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ، لِاَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَیْنِیْ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِیْنَا اَشْیَاءَ مَا اَدْرِیْ مَا حَالِیْ فِیْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّیْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ، فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ، وَّیُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ، وَاَنْظُرَ مَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ: "شُنُّوْا" رُوِیَ بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُهْمَلَةِ، اَیْ: صُبُّوْهُ قَلِیْلًا قَلِیْلًا، وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ.

✧✧ ابن شماسہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرض الموت کا شکار ہوئے تو ایک دن ہم ان کی عیادت کے لیے گئے' آپ دیوار کی طرف رُخ کر کے خاصی دیر روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کی' ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف رُخ کر کے کہا' ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل' اللہ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔ میری زندگی تین بڑے ادوار پر مشتمل ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب مجھے سب سے زیادہ نفرت (معاذ اللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں کسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شہید کر دوں' اگر میں اسی حالت میں مرجاتا تو جہنمی ہوتا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی' تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں اسلام قبول کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے پوچھا: اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے کہا' میں کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا شرائط طے کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی' میرے گناہ معاف ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں

714- اخرجه احمد (6/17792) و مسلم (121) وابو عوانة (7/1) والبيهقي (98/9)

Marfat.com

جانتے، اسلام سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت بھی سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، حج بھی سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

(حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس وقت کوئی بھی شخص میرے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا اور میری نظر میں کوئی شخص آپ سے زیادہ معزز نہیں تھا، اگر مجھ سے آپ (کے چہرۂ مبارک) کی تعریف کے لیے کہا جائے تو میں ایسا نہیں کر سکوں گا، کیونکہ میں کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا، اگر میں اسی حالت میں انتقال کر جاتا تو مجھے امید ہے، میں جنتی ہوتا۔ پھر اس کے بعد مجھے بعض (ریاستی اور سرکاری) امور کا نگران مقرر کیا، اب مجھے اندازہ نہیں ہے اس بارے میں میرا انجام کیا ہوگا؟ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ہمراہ آگ یا نوحہ کرنے والی عورتیں نہ لے جانا اور جب مجھے دفن کرنے کے بعد تم میرے اوپر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ، تو اتنی دیر تک میری قبر کے پاس رُکے رہنا، جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ تمہاری وجہ سے میری انسیت برقرار رہے اور میں اپنے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتوں کے سوالات کا جواب دے سکوں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ قول کہ "شنوا" شین معجمۃ کے ساتھ ہے اور مھملۃ ہے۔ یعنی تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو، واللہ اعلم۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ کے احوال کا بیان

عبدالرحمٰن بن شماسہ: یہ مہری ہیں، ان کی کنیت ابوعمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی ہیں ان کو علامہ عجلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن بکیر کہتے ہیں ان کا انتقال سو سال کے بعد ہوا تھا۔

بَابُ وِدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهِ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْهُ

باب 96: اپنے ساتھی کو رخصت کرنا اور سفر کی وجہ سے اس کی جدائی کے وقت اسے نیکی کی تلقین کرنا اس کے لئے دعا کرنا اور اسے دعا کے لئے کہنا

کسی کو رخصت کرنے پر دین اسلام پر استقامت کی دعا کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة: 133-132)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی اسی بات کی نصیحت کی اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کر لیا ہے جب مرو تو مسلمان ہی رہنا، کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے پاس موت آئی اس

Marfat.com

نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم تو آپ کی اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے پروردگار کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں"۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا :

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

قرآن اور اہل بیت کو تھام رکھنے کا بیان

(715) حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - الَّذِيْ سَبَقَ فِيْ بَابِ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا خَطِيْبًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ، اَوَّلُهُمَا : كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ"، فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ .

✧✧ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت واحترام کے باب میں گزر چکی ہے۔ وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر آپ نے فرمایا: امابعد اے لوگوں میں انسان ہوں۔ عنقریب میرے رب کا فرشتہ میرے پاس آجائے گا اور مجھے اس کی بات کو قبول کرنا ہوگا۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے اس کتاب کو حاصل کر لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی ترغیب دی اور اس بارے میں ابھارا۔ پھر آپ نے فرمایا: اور میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے مکمل طور پر گزر چکی ہے۔

راوی حدیث زید بن ارقم کے احوال کا بیان

زید بن ارقم خزرجی بن انصاری رضی اللہ عنہ: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سترہ غزوات میں شرکت کی ہے جبکہ جنگ "صفین" میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ ۶۸ ہجری میں انہوں نے کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ستر روایات منقول ہیں۔

گھر والوں کے پاس رہنے کے حقوق کا بیان

(716) وَعَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ، فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا

715- باب فی اکرام اهل بیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی

Marfat.com

رَّفِيقًا، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا، فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا، فَاَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: "ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ، فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ، وَصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا، وَصَلُّوْا كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

زَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ : "وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ" .

وَقَوْلُه : "رَحِيْمًا رَّفِيْقًا" رُوِيَ بِفَاءٍ وَقَافٍ، وَّرُوِيَ بِقَافَيْنِ .

✧✧ حضرت ابوسلیمان مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نوجوان تھے اور ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس دن ٹھہرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان اور نرم دل تھے۔ آپ نے یہ گمان کیا کہ ہمیں اپنے گھر والوں سے دوری شاق گزر رہی ہے تو آپ نے ہم سے دریافت کیا کہ تم نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلے جاؤ اور وہیں قیام کرو اور انہیں تعلیم دو اور حکم دو اور نماز ادا کرو۔ اس وقت میں جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور جو شخص تم میں عمر رسیدہ ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

بخاری کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں اسی طرح نماز ادا کرو جیسے تم نے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ قول "رحیما رفیقا" فاء کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے اور دو قاف کے ساتھ بھی۔ لیکن دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

راوی حدیث مالک بن حویرث کے احوال کا بیان

مالک بن حویرث: ان کو ابن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابوسلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے ایک ہیں۔ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کا طریقہ سکھایا تھا۔ ۹۴ ہجری میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا اور ان سے پندرہ روایات منقول ہیں۔

دوسروں کو دعا کیلئے کہنے کا بیان

(717) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَانَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا .

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ"

716-اخرجه احمد (5/15601) والبخاری (628) ومسلم (674) وابو داؤد (589) والترمذی (205) والنسائی (633) وابن ماجه (979)

717-اخرجه احمد (2/4524) والترمذی (3442) والنسائی (506) وابن ماجه (2826) وابن حبان (2693) و ابو داؤد (2600) والبیهقی (173/9)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے بھائی! تم اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولنا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات ارشاد فرمائی کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے' اس کے عوض میں مجھے ساری دنیا مل جائے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی! مجھے اپنی دعا میں شامل رکھنا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

الوداع کرنے کے طریقے کا بیان

(718) وَعَنْ سالم بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَراً: اُدْنُ مِنِّیْ حَتّٰی اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا، فَيَقُوْلُ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ ابوسالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص کو' جس نے سفر کا ارادہ کیا ہو' یہ کہا کرتے تھے' تم میرے قریب آ جاؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح الوداع کروں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا کرتے تھے اور فرمایا: کرتے تھے میں تمہارے دین' سلامتی' امانت اور اختتامی اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حسن صحیح ہے۔

الوداعی دعا کا بیان

(719) وعن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ، قَالَ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ، وَاَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ"

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو الوداع کہتے تھے تو فرمایا کرتے تھے میں تمہارے دین' امانت اور اختتامی اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ حدیث صحیح ہے اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے صحیح اسناد کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

تقویٰ کا زادِ راہ ہونے کا بیان

(720) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا

718-اخرجه احمد

719-اخرجه ابو داؤد (2601) وابن السنی (504)

رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ اُرِیْدُ سَفَرًا، فَزَوِّدْنِیْ، فَقَالَ: "زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی" قَالَ: زِدْنِیْ قَالَ: "وَغَفَرَ ذَنْبَکَ" قَالَ: زِدْنِیْ، قَالَ: "وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا کُنْتَ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں آپ مجھے زادِراہ عنایت کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہیں تقویٰ کا زادِراہ دیا ہے اس نے عرض کی: آپ مجھے مزید عنایت کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ اس نے عرض کی: مزید عطا کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ تمہیں بھلائی نصیب کرے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

بَابُ الْاِسْتِخَارَۃِ وَالْمُشَاوَرَۃِ

باب 97: استخارہ کرنا اور مشورہ کرنا

استخارہ کی تعریف کا بیان

استخارہ کا مطلب خیر کی طلب کرنا ہوتا ہے. شریعت کے پابند لوگوں کے درمیان یہ رسم بن چکی ہے کہ جب ایک انسان کسی کام کو انجام دینے کے بارے میں، اس شعبہ سے متعلق افراد سے مشورت کرنے کے بعد اور تمام مثبت اور منفی جوانب کو مدنظر رکھ کر کے بھی ابھی، اس کام کو انجام دینے کے بارے میں تحیر کا شکار رہو اور اس کام کو انجام دینے یا اس کو ترک کرنے کے بارے میں مردد ہو تو استخارے کے ذریعہ جو ایک قسم کا اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینا ہوتا ہے، اپنے اس کام کے بارے میں اپنے تحیر اور تردید کو ختم کرتا ہے.

استخارے کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے سب سے زیادہ معتبر استخارہ ذات الرقاع ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ (آل عمران: 159)،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور معاملے میں ان سے مشورہ کرلیا کرو"۔

بھلائی کا مشورہ دینے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ﴾ (الشوری: 38)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور ان کا کام ان کے درمیان مشورے کے نتیجے میں ہوتا ہے"۔

اَیْ: یَتَشَاوَرُوْنَ بَیْنَھُمْ فِیْہِ.

اس سے مراد یہ ہے' وہ کام کے معاملے میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ سے

720- اخرجہ الترمذی (3444) والحاکم (2/2477) والبزار (3201)

Marfat.com

پھا کہ تمہارے پاس کوئی خادم ہے انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب ہمارے پاس کہیں سے غلام آئیں تو تم آ جانا میں تمہیں ایک غلام دے دوں گا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو غلام آئے تو ابوالہیثم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ دو غلام ہیں ان دونوں میں سے کسی کو اپنے لئے پسند کرلو۔ ابوالہیثم نے عرض کیا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی میرے لئے کوئی غلام پسند فرمادیں حضور نے فرمایا جس شخص سے مشورہ لیا جائے اس کو امین ہونا چاہیے یعنی مشیر کو چاہیے کہ مشورہ چاہنے والے کی بھلائی کو بہر صورت ملحوظ رکھنا چاہیے اور وہی مشورہ دے جو اس کے حق میں بہتر ہو گویا حضور نے اس ارشاد کے ذریعہ ابوالہیثم پر واضح کردیا جب تم نے حق کا انتخاب میرے سپرد کردیا ہے اور مجھ سے مشورہ چاہتے ہو تو میں تمہیں وہی غلام دوں گا جو تمہارے لئے بہتر ہو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اس غلام کو لے جاؤ کیونکہ میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور بھلائی اختیار کرنے کی میری وصیت پر ہمیشہ عمل کرنا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 991)

ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت ابوالہیثم اس غلام کو گھر لے کر آئے اور اہلیہ سے فرمایا کہ سرکار نے مجھ کو یہ غلام دیا ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی تو ان کی بیوی نے کہا اس وصیت پر عمل پیرا ہونے کا حق شاید پوری طرح ادا نہ ہو سکے اس کے لئے اس کے ساتھ حسن سلوک یہی ہے کہ اس کو آزاد کردیا جائے۔

استخارے کی تعلیم دیئے جانے کا بیان

(721) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا کَالسُّوْرَۃِ مِنَ الْقُرْاٰنِ، یَقُوْلُ: "اِذَا ھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ، فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَۃِ، ثُمَّ لِیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ، وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ، فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ. وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ؛ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ، وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ،

وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ" قَالَ: "وَیُسَمِّیْ حَاجَتَہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارے کی اسی طرح تعلیم دیا کرتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔ پھر یہ دعا کرے "اے اللہ! میں تیرے علم کے مطابق تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے مطابق تیری مدد طلب

721- بخاری ابواب صلاۃ اللیل والدعوات' ابو داؤد فی الصلاۃ' ترمذی فی الصلاۃ' نسائی فی النکاح والتقوت فی الیوم واللیلۃ (اطراف)

Marfat.com

کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں تو قدرت رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیب کا علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے' یہ معاملہ میرے حق میں' میرے دین میں' میری زندگی میں اور میری آخرت میں بہتر ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اس کو میرے مقدر میں کردے اور اسے میرے لیے آسان کردے اور اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور اگر تو جانتا ہے' یہ میرے حق میں' میرے دین میں' میری زندگی میں اور میرے انجام کے حق میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے معاملے کے جلد یا بدیر انجام میں برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور مجھے بھلائی نصیب کر' وہ جہاں کہیں بھی ہو اور مجھے اس سے راضی کردے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ، وَّالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

باب 98: عید کے لئے' بیمار کی عیادت کے لئے' حج کے لئے' جنگ کے لئے' جنازے کے لئے اور اس جیسے دیگر کاموں کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا تا کہ عبادت کے مقامات زیادہ ہو جائیں مستحب ہے

عید گاہ جانے کیلئے ایک راستہ آنے کیلئے دوسرا راستہ اپنانے کا بیان

(722) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَوْلُهُ : "خَالَفَ الطَّرِيْقَ" يَعْنِىْ : ذَهَبَ فِىْ طَرِيْقٍ، وَّرَجَعَ فِىْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن دوسرے راستے سے واپس آیا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ قول "خالف الطریق" یعنی ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔

(723) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ ، وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ، دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے راستے سے اندر داخل ہوئے۔ جب آپ مکہ میں

722- اخرجه البخاری (986)

723- اخرجه البخاری (1575) و مسلم (1257) و ابو داؤد (1868)

Marfat.com

داخل ہوئے تو آپ اوپر والی گھاٹی کی طرف سے داخل ہوئے اور جب آپ مکہ سے باہر نکلے تو نیچے والی گھاٹی کی طرف سے باہر نکلے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ فِيْ كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ

باب 99: ہر معزز کام میں دائیں حصے کو پہلے کرنا مستحب ہے

نیک ومباح کاموں میں دائیں جانب کو ترجیح دینے کا بیان

كَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ، وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيْلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ، وَالسِّوَاكِ، وَالْاِكْتِحَالِ، وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ، وَنَتْفِ الْاِبْطِ، وَحَلْقِ الرَّأْسِ، وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ، وَالْاَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْمُصَافَحَةِ، وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ، وَالْاَخْذِ وَالْاِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِيْ مَعْنَاهُ. وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِيْ ضِدِّ ذٰلِكَ، كَالْاِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ، وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ، وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ.

جیسے وضو، غسل، تیمم، کپڑے پہننا، جوتے پہننا، موزے پہننا، شلوار پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، سر منڈوانا، نماز کے بعد سلام پھیرنا، کھانا، پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، بیت الخلاء سے باہر آنا، کچھ دینا اور لینا اس جیسے دیگر کام جو اسی حیثیت کے مالک ہوں۔

اور جو کام ان کے برعکس ہوں ان میں بائیں سمت کو پہلے کرنا مستحب ہے جیسے ناک صاف کرنا، بائیں طرف تھوکنا، بیت الخلاء میں داخل ہونا، مسجد سے باہر آنا، موزے اتارنا، جوتے اتارنا، شلوار اتارنا، کپڑے اتارنا، استنجاء کرنا اور آلودگی سے متعلق وہ تمام کام جو اس سے مشابہت رکھتے ہوں۔

اہل جنت کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ﴾ (الحاقة: 19) الْاٰيَاتِ،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جس شخص کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا گیا تو وہ کہے گا آؤ اور اس کتاب کو پڑھ لو''۔

دائیں ہاتھ اور نامہ اعمال

یہاں بیان ہو رہا ہے کہ جو خوش نصیب لوگ قیامت کے دن اپنا نامہ اعمال اپنے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ سعادت مند حضرات بیحد خوش ہوں گے اور جوش مسرت میں بیساختہ ہر ایک سے کہتے پھریں گے کہ میرا نامہ اعمال تو پڑھو اور یہ اس لئے کہ جو گناہ بتقاضائے بشریت ان سے ہو گئے وہ بھی ان کی توبہ سے نامہ اعمال میں سے مٹا دیئے گئے ہیں اور نہ صرف مٹا دیئے گئے ہیں بلکہ ان کے بجائے نیکیاں لکھ دی گئی ہیں، پس یہ سراسر نیکیوں کا نامہ اعمال ایک ایک کو پورے سرور اور سچی خوشی سے دکھاتے پھرتے

Marfat.com

ہیں، عبدالرحمٰن بن زید فرماتے ہیں (حا) کے بعد لفظ (وٓم) زیادہ ہے لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ (حاوٓم) معنی میں (حاکم) کے ہے۔

حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ چپکے سے حجاب میں مومن کو اس کا نامہ اعمال دیا جاتا ہے جس میں اس کے گناہ لکھے ہوئے ہوتے ہیں یہ اسے پڑھتا ہے اور ہر ایک گناہ پر اس کے ہوش اڑ اڑ جاتے ہیں چہرے کی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے اتنے میں اب اس کی نگاہ اپنی نیکیوں پر پڑتی ہے جب انہیں پڑھنے لگتا ہے تب ذرا چین پڑتا ہے ہوش وحواس درست ہوتے ہیں اور چہرہ کھل جاتا ہے پھر نظریں جما کر پڑھتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کی برائیاں بھی بھلائیوں سے بدل دی گئی ہیں ہر برائی کی جگہ بھلائی لکھی ہوئی ہے، اب تو اس کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور خوشی خوشی نکل کھڑا ہوتا ہے اور جو ملتا ہے اس سے کہتا ہے ذرا میرا نامہ اعمال تو پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ جنہیں فرشتوں نے ان کی شہادت کے بعد غسل دیا تھا ان کے لڑکے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قیامت والے دن اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور اس کی برائیاں اس کے نامہ اعمال کی پشت پر لکھی ہوئی ہوں گی جو اس پر ظاہر کی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ بتا کیا تو نے یہ اعمال کئے ہیں؟ وہ اقرار کرے گا کہ ہاں بیشک اللہ یہ برائیاں مجھ سے ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھ میں نے دنیا میں بھی تجھے رسوا نہیں کیا نہ فضیحت کیا اب یہاں بھی میں تجھ سے درگزر کرتا ہوں اور تیرے تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، جب یہ اس سے فارغ ہوگا تب اپنا نامہ اعمال لے کر خوشی سے ایک ایک کو دکھاتا پھرے گا۔

حضرت ابن عمر والی صحیح حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے کو اپنے پاس بلائے گا اور اس سے اس کے گناہوں کی بابت پوچھے گا کہ فلاں گناہ کیا ہے؟ فلاں گناہ کیا؟ یہ اقرار کرے گا یہاں تک کہ سمجھ لے گا کہ اب ہلاک ہوا اس وقت جناب باری عزاسمہ فرمائے گا اے میرے بندے دنیا میں میں نے تیری ان برائیوں پر پردہ ڈال رکھا تھا اب آج تجھے کیا رسوا کروں جا میں نے تجھے بخشا پھر اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاتا ہے جس میں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوتی ہیں لیکن کافروں اور منافقوں کے بارے میں تو گواہ پکار اٹھتے ہیں کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کے بارے میں جھوٹ کہا لوگو سنو! ان ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ داہنے ہاتھ کے نامہ اعمال والا کہتا ہے کہ مجھے تو دنیا میں ہی یقین کامل تھا کہ یہ حساب کا دن قطعاً آنے والا ہے، جیسے اور جگہ فرمایا آیت (اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ، البقرۃ:249) یعنی انہیں یقین تھا کہ یہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔ فرمایا ان کی جزا یہ ہے کہ یہ پسندیدہ اور دل خوش کن زندگی پائیں گے اور بلند وبالا بہشت میں رہیں گے، جس کے محلات اونچے اونچے ہوں گے جن میں حوریں قبول صورت اور نیک سیرت ہونگی جو گھر نعمتوں کے بھرپور خزانے ہوں گے اور یہ تمام نعمتیں نہ ٹلنے والی نہ ختم ہونے والی بلکہ کمی سے بھی محفوظ ہوں گی۔

ایک شیخ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اونچے نیچے مرتبے والے جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ملاقاتیں بھی کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بلند مرتبہ لوگ کم مرتبہ لوگوں کے پاس ملاقات کے لئے

Marfat.com

اتر آئیں گے اور خوب محبت واخلاص سے سلام مصافحے اور آؤ بھگت ہوگی ہاں البتہ نیچے والے بہ سبب اپنے اعمال کی کمی کے اوپر نہ چڑھیں گے، ایک اور صحیح حدیث میں ہے جنت میں ایک سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان میں۔ پھر فرماتا ہے اس کے پھل نیچے نیچے ہوں گے۔

حضرت براء بن عازب وغیرہ فرماتے ہیں اس قدر جھکے ہوئے ہوں گے کہ جنتی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹے ہی لیٹے ان میووں کو توڑ لیا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر جنتی کو اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا پروانہ ملے گا جس میں لکھا ہوا ہوگا۔ حدیث (بسم الله الرحمن الرحیم هذا کتاب من الله لفلان ابن فلان ادخلوه جنته عالیته قطوفها دانیته) یعنی اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع یہ پروانہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاں شخص کے لئے جو فلاں کا بیٹا ہے اسے بلند و بالا جھکی ہوئی شاخوں اور لدے پھندے ہوئے خوشوں والی خوشگوار جنت میں جانے دو (طبرانی)

بعض روایتوں میں ہے یہ پروانہ پل صراط پر حوالے کر دیا جائے گا۔ پھر فرمایا نہیں بطور احسان اور مزید لطف و کرم کے زبانی بھی کھانے پینے کی رخصت مرحمت ہوگی اور کہا جائے گا کہ یہ تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے۔ اعمال کا بدلہ کہنا صرف بطور لطف کے ہے۔ ورنہ صحیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمل کرتے جاؤ سیدھے اور قریب قریب رہو اور جان رکھو کہ صرف اعمال جنت میں لے جانے کے لئے کافی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ حاقہ، بیروت)

اہل جہنم کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿فَاَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ وَاَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ﴾ (الواقعة: 8-9)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور دائیں طرف والے لوگ، دائیں طرف والے لوگ کون ہیں؟ بائیں طرف والے لوگ، بائیں طرف والے لوگ کون ہیں؟''۔

شمال بمعنی بایاں ہاتھ بھی، بائیں جانب بھی اور بد بخت بھی۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا انہیں اللہ کی بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا۔ اور یہ بد بخت اہل دوزخ ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

وضو، کنگھی اور جوتا پہننے کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان

(724) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُهُ التَّیَمُّنُ فِیْ شَاْنِهٖ کُلِّهٖ : فِیْ طُهُوْرِهٖ، وَتَرَجُّلِهٖ، وَتَنَعُّلِهٖ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ :

✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام دائیں طرف سے کرنا پسند تھا۔ آپ وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔ (دائیں طرف سے آغاز کو پسند کرتے تھے)

724- اخرجه احمد (9/25602) والبخاری (168) ومسلم (628) وابو داؤد (4140) والترمذی (608) وابن ماجه (401) وابن حبان (5456)

Marfat.com

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کا بیان

(725) وَ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ، وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى.

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

❖❖ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے' نبی اکرم ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو کرنے اور کھانے کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت کے لئے اور گندگی والی چیزوں کے لئے تھا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور دیگر محدثین نے بھی دیگر اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

دائیں ہاتھ سے غسل دینے کا بیان

(726) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: "اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

❖❖ سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والی خواتین سے یہ فرمایا تھا دائیں طرف سے آغاز کرو اور اعضاء وضو سے آغاز کرو۔

راویہ حدیث نسیبہ بنت کعب کے احوال کا بیان

نسیبہ بنت کعب انصاریہ: ان کا نام "نسیبہ" تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے اس کا وزن فعلیہ قرار دیا ہے یہ مدینہ منورہ کی رہنے والی تھیں بعد میں انہوں نے بصرہ میں رہائش اختیار کی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں خواتین کو غسل دیا کرتی تھیں۔ سیّدہ اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا اور ان کا نسب ایک ہی ہے یہ اُمّ عطیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان سے چالیس روایات منقول ہیں۔

جوتے پہننے اور اتارنے کے طریقے کا بیان

(727) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ، وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

❖❖ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے آغاز کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے آغاز کرے۔ دایاں پاؤں پہنتے وقت پہلے ہو اور اتارتے وقت بعد میں ہو۔

726-اخرجه البخاری (167) و مسلم (42/939) وابن حبان (3032) وابو داؤد (4146)

727-اخرجه مالك (1701) واحمد (3/7353) والبخاری (5856) ومسلم (2097) وابو داؤد (4139) والترمذی (1779) وابن حبان (5455) والبیهقی (432/2)

دائیں ہاتھ کو طعام ولباس کیلئے استعمال کرنے کا بیان

(728) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يجعل يَمِيْنَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

✧✧ حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور پہننے کے لئے استعمال کرتے تھے اور بائیں ہاتھ کو دیگر امور کے لئے استعمال کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

راویہ حدیث سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے احوال کا بیان

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر: ان، کا تعلق قبیلہ بنوعدی سے ہے ان کی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ' زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ مہاجر خواتین میں سے ایک ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے یہ خنیس بن حذافہ کی اہلیہ تھیں جو غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہجری میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا تھا۔ ان کا انتقال ۴۱ ہجری میں ہوا۔ انہوں نے ۶۰ احادیث نقل کی ہیں۔

لباس پہننے کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان

(729) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا لَبِسْتُمْ، وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ، فَابْدَاُوا بِمَيَامِنِكُمْ"

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم لباس پہنو اور جب وضو کرو تو دائیں طرف سے آغاز کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

حجامت کا آغاز دائیں جانب سے کرنے کا بیان

(730) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى، فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنحر، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ : "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ الْاَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ

728-ابو داؤد' ترمذی' احمد کے حوالے سے جامع صغیر نے ذرا الفاظ کے اختلاف سے روایت نقل کی

729-اخرجہ احمد (3/8660) و ابو داؤد (4141) و ابن حبان (1090) و ابن خزیمۃ (176) و ابن ماجہ (402)

730-اخرجہ البخاری (170) و مسلم (1305) و ابو داؤد (1981) و الترمذی (912)

Marfat.com

يُعْطِيهِ النَّاسَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِي رِوَايَةٍ : لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ، وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ، نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ، فَقَالَ : "اِحْلِقْ"، فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ: "اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ" ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لائے پھر آپ جمرہ تشریف لائے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کنکریاں ماریں۔ پھر آپ منیٰ میں اپنی جگہ پر تشریف لائے اور وہاں آپ نے قربانی کی۔ پھر آپ نے حجام سے کہا۔ ''اتارو!'' آپ نے اپنے دائیں طرف اشارہ کیا پھر آپ نے بائیں طرف کیا پھر انہوں نے وہ بال لوگوں کو عطا کر دیئے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب آپ نے شیطان کو کنکریاں ماری اور اپنی قربانی کو قربان کر لیا اور سر منڈوانے لگے تو حجام آپ کے دائیں پہلو کی طرف بڑھا اور اس کو مونڈ دیا۔ پھر آپ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ بال عطا کیا پھر آپ نے بائیں طرف سر کیا اور فرمایا: اسے مونڈ دو۔ حجام نے اسے مونڈ دیا تو آپ نے وہ بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیے اور فرمایا: ''اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو''۔

Marfat.com

2- کِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ

کھانے کے آداب کا بیان

بَابُ التَّسْمِيَةِ فِيْ اَوَّلِهِ وَالْحَمْدُ فِيْ اٰخِرِهٖ

باب 100: کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا اور آخر میں الحمدللہ پڑھنا

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے کا بیان

(731) وَعَنْ عُمَرَ بنِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اللہ کا نام لو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

راوی حدیث عمر بن ابی سلمہ کے احوال کا بیان

عمر بن ابی سلمٰی: یہ عمر بن ابوسلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد القرشی مخزومی ہیں ان کی کنیت ابوحفص ہے۔ ان کی والدہ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اُمّ المومنین ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین اور فارس کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ۸۳ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے بارہ روایات منقول ہیں۔

کھانے کے درمیان بسم یاد آجانے کا بیان

(732) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى، فَاِنْ نَسِىَ اَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى فِىْ اَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

731- اخرجه احمد (10/26148) و ابو داؤد (3767) والترمذی (1858) والنسائی (6/10112) وابن حبان (5214) والطيالسی (1566) والحاكم (4/7087) والبيهقی (276/7)

732- اخرجه احمد (5/14735) و مسلم (2018) وابو داؤد (3765) وابن ماجه (3887)

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کچھ کھائے تو اللہ کا نام لے اگر وہ شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو درمیان میں بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں اس کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی) پڑھ لے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ کے ذکر کے سبب شیطان سے محفوظ رہنے کا بیان

(733) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ، وَعِنْدَ طَعَامِهٖ، قَالَ الشَّيْطٰنُ لِاَصْحَابِهٖ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ، قَالَ الشَّيْطٰنُ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ؛ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهٖ، قَالَ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرے اور کھاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے۔ اس گھر میں نہ تمہیں رہنے کے لئے جگہ ملے گی اور نہ ہی کھانا ملے گا اور جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان یہ کہتا ہے' تمہیں اس گھر میں رہنے کے لئے جگہ مل گئی ہے اور کھانا بھی مل گیا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بسم اللہ کے بغیر کھانا شیطان کیلئے حلال ہوجاتا ہے

(734) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهٗ، وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَائَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ، فَاَخَذَ بِيَدِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ، وَاِنَّهٗ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ، فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا" ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی کھانے میں شریک ہوتے تھے تو ہم اس وقت تک ہاتھ کھانے میں نہیں ڈالتے تھے جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا آغاز نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ

733-مسلم فی الاطعمہ' ابو داؤد' ترمذی' نسائی عن ابی جریج عن ابی الزبیر عن جابر

734-اخرجہ مسلم (2017) وابو داؤد (3766)

Marfat.com

ایک کھانے میں شریک ہوئے۔ ایک بچی بہت تیزی سے آئی۔ وہ آئی اور اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر ایک دیہاتی شخص بہت تیزی سے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی تھام لیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شیطان کے لئے کھانا حلال ہو جاتا ہے اگر کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ یہ بچی آئی تھی تا کہ کھانے کو اس پر حلال کر دے تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر یہ دیہاتی آیا تا کہ اس کے لئے کھانے کو حلال کر دے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی تھام لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ ان دونوں کے ہاتھ کے ہمراہ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اللہ کا نام لیا اور کھانا شروع کیا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بسم اللہ کی برکت سے شیطان کے پیٹ کھانا باہر نکلوانے کا بیان

(735) وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَّرَجُلٌ يَّاْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطٰنُ يَاْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

✧✧ حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ نے جو صحابی رسول ہیں بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اس نے شروع میں اللہ کا نام نہیں لیا تھا جب ایک لقمہ باقی رہ گیا اس نے وہ منہ کی طرف لے جانے کی طرف اٹھایا تو بولا "اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں اس کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی"۔

نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا لیکن جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان کے پیٹ میں جو تھا وہ اس نے قے کر دیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث امیہ بن مخشی کے احوال کا بیان

امیہ بن مخشی: ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا تعلق بنوخزاعہ سے ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بسم اللہ کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے وہ روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔

بسم اللہ کی برکت سے کھانا کافی ہو جانے کا بیان

(736) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ طَعَامًا

735-اخرجه ابو داؤد (3768) والحاكم (4/7089)

736-اخرجه الترمذى (1858) وابن ماجه (3264) وابن حبان (5214)

فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ، فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ، فَاَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ کھانا کھارہے تھے ایک دیہاتی آیا اور اس نے دونوالوں میں کھانا کھالیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے "بسم اللہ" پڑھ لی ہوتی تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہوتا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کی دعا کا بیان

(737) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ، قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھالیا جاتا یعنی جب آپ کھانا کھالیتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے "ہر طرح کی حمد اللہ کے لئے مخصوص ہے جو حمد بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو اور (وہ حمد ایسی نہ ہو) جو کفایت نہ کرے، اور نہ ہی اسے (اُس کے حال پر) چھوڑا گیا ہو اور نہ ہی ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اختیار کرے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کی دعا کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

(738) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَكَلَ طَعَامًا، فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھائے تو یہ دعا پڑھے۔

"ہر طرح کی حمد اللہ کے لئے مخصوص ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہے اور میری کسی ذاتی کوشش اور طاقت کے باوجود یہ رزق عطا کیا ہے"۔

تو اس کے گزشتہ تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

راوی حدیث معاذ بن انس کے احوال کا بیان

معاذ بن انس: یہ جہنی ہیں۔ صحابی رسول ہیں۔ انہوں نے مصر میں رہائش اختیار کی۔ ان کے صاحبزادے سہل نے روایات

737- اخرجه احمد (8/22364) والبخاری (5458) وابو داؤد (3849) والترمذی (3456)

738- اخرجه الترمذی (3458) والحاكم (4/7409) وابن ماجه (3285) واخرجه ابو داؤد (4023)

Marfat.com

نقل کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ان کی روایات نقل کی ہیں جبکہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان سے تیس احادیث منقول ہیں۔

بَابُ لَا يَعِيبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهِ

باب 101: کھانے میں عیب نہ نکالنا اور اس کی تعریف کرنا مستحب ہے

کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت کا بیان

(739) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ، وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا جو آپ کو ناپسند ہوتا تھا آپ اسے چھوڑ دیتے تھے۔

سرکہ بہترین سالن ہونے کا بیان

(740) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ، فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهٖ، فَجَعَلَ يَاْكُلُ، وَيَقُوْلُ: "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں سے سالن مانگا تو انہوں نے کہا ہمارے پاس صرف سرکہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منگوایا آپ نے اسے کھانا شروع کیا اور فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ سرکہ بہترین سالن ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

باب 102: جس شخص کے سامنے کھانا پیش کیا جائے اور وہ روزہ دار ہو اور اس نے روزہ نہ توڑنا ہو تو وہ کیا کہے

روزہ دار دعوت والے کیلئے دعا کرنے کا بیان

(741) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ": فَلْيَدْعُ، وَمَعْنٰى "فَلْيَطْعَمْ": فَلْيَاْكُلْ.

739-اخرجه البخاری (3563) و مسلم (2064) وابو داؤد (3763) والترمذی (2031) وابن ماجه (3259) وابن حبان (6436)

740-اخرجه احمد (5/14229) ومسلم (2052) وابو داؤد (3821) والترمذی (1839) وابن ماجه (3317)

741-اخرجه مسلم (1431)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرلے۔ اگر وہ روزہ دار ہو تو دعا کردے اور اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہو تو کھالے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) علماء نے فرمایا ہے "فلیصل" کا معنی ہے دعا کرنا اور "فلیطعم" کا معنی ہے کہ اسے چاہئے کہ کھالے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ

باب 103: جس شخص کو کھانے کیلئے بلایا جائے اور اس کے ساتھ دوسرا شخص بھی چلا جائے تو وہ کیا کہے

بن بلائے مہمان کی اجازت میں اباحت وعدم اباحت کا بیان

(742) عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَعَا رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا، فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهُ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ: بَلْ اٰذَنُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی دعوت کی۔ وہ کھانا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ لوگوں کے لئے تیار کیا۔ ایک اور شخص بھی ساتھ چلا گیا۔ جب آپ دروازے پر پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہمارے پیچھے آ گیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دو اور اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے تو اس نے کہا عرض کی' نہیں !یارسول اللہ! میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَوَعْظِهٖ وَتَاْدِيْبِهٖ مَنْ يُّسِيْءُ اَكْلَهُ

باب 104: اپنے آگے سے کھانا اس بارے میں نصیحت کرنا اور جو شخص صحیح طریقے سے کھانا نہ کھاتا ہو تو اسے ادب سکھانا

کھانا اپنے سامنے سے کھانے کا بیان

(743) عن عمر بن اَبِی سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ: "تَطِيْشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ، مَعْنَاهُ: تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

742- اخرجه مسلم (1431)

743- بخاری و مسلم

Marfat.com

✧✧ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت لڑکا تھا۔ میرے ہاتھ پیالے میں گردش کر رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھاؤ' دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

(امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) ان کا یہ فرمانا "تطیش" اس میں طاء پر کسرہ ہے اور اسکے بعد یاء مثناۃ ہے۔ اس کا مطلب ہے: برتن کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک گھومنا۔

بائیں ہاتھ سے ازراہ تکبر کھانے والے کیلئے وعید کا بیان

(744) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ . قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" ! مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا میں نہیں کھا سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کر بھی نہیں سکو گے۔ (راوی کہتے ہیں) اس نے صرف تکبر کی وجہ سے انکار کیا تھا تو اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک کبھی نہیں لے جا سکا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهٖ

باب 105: دو کھجوریں اور اس طرح کی دیگر چیزیں اکٹھی کھانے کی ممانعت، جبکہ لوگ مل جل کر کھا رہے ہوں البتہ اگر اپنے ساتھیوں سے اجازت لی جائے (تو ایسا کرنا جائز ہے)

کھجوریں ملا کر کھانے کا بیان

(745) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ: اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ ؛ فَرُزِقْنَا تَمْرًا ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ، فَيَقُوْلُ : لَا تُقَارِنُوْا، فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ، ثُمَّ يَقُوْلُ : اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک سال ہمیں قحط سالی لاحق ہوگئی۔ یہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی بات ہے تو ہمیں کھجوریں کھانے کے لئے ملا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے۔ اس وقت ہم کھجوریں کھا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملا کر کھانے سے منع کیا ہے اور

744- مسلم فی الاشربہ

745- بخاری و مسلم فی الاطعمہ' فی بخاری فی المظالم والشرکہ' ابو داؤد' ترمذی' نسائی فی الولیمہ' ابن ماجہ فی الاطعمہ' ترمذی

Marfat.com

فرمایا: ہے البتہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے اجازت لے (تو وہ دو کھجوریں ایک ساتھ کھا سکتا ہے)۔

راوی حدیث جبلہ بن سحیم کے احوال کا بیان

جبلہ بن سحیم: یہ تیمی اور کوفی ہیں تابعین میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے احادیث نقل کی ہیں جبکہ شعبہ اور ثوری نے ان سے احادیث روایت کی ہیں یحیٰی بن سید القطان، یحیٰی بن معین، ابوحاتم نسائی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۵ ہجری میں ہوا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَّاكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

باب 106: جو شخص کھانے کے باوجود سیر نہ ہوتا ہوا سے کیا پڑھنا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے

اکھٹے ہو کر کھانے میں برکت ہونے کا بیان

(746) عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَصحابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّا نَاكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: "فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ" قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: "فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

✧✧ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو۔ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

راوی حدیث وحشی بن حرب کے احوال کا بیان

وحشی بن حرب: یہ حبشی ہیں۔ ان کی کنیت "ابوسمہ" ہے۔ بنو نوفل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں رہنے والے سیاہ فام افراد میں سے ایک تھے۔ انہوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ طائف کے وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ بعد میں یہ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے میں بھی شریک ہوئے۔ جنگ یرموک میں بھی شرکت کی۔ بعد میں حمص میں رہائش اختیار کی۔ 25 ہجری میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پینتالیس احادیث نقل کی ہیں۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ مِنْ وَسَطِهَا

باب 107: پیالے کے ایک طرف سے کھانا کھانے کا حکم اور درمیان میں سے کھانے کی ممانعت

فِيْهِ: قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ.

746- اخرجه احمد (5/6078) و ابو داؤد (3764) و ابن ماجه (3268) و ابن حبان (5224)

Marfat.com

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد موجود ہے آپ نے فرمایا: ''اپنے آگے سے کھاؤ''۔ (متفق علیہ) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

درمیان سے کھانا نہ کھانے کا بیان

(747) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ ؛ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ''

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ''حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ'' .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' برکت کھانے کی چیز کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔اس لئے تم اسے کناروں کی طرف سے کھاؤ۔درمیان میں سے نہ کھاؤ۔

اس حدیث کوامام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اردگرد سے کھانا کھانے کا بیان

(748) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا : الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ ؛ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ ؛ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ : مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا، وَّلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا''، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا'' رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

''ذِرْوَتُهَا'' : اَعْلَاهَا بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا .

✧✧ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کا ایک پیالہ تھا جس کا نام ''غراء'' تھا اس کو چار آدمی اٹھایا کرتے تھے۔جب چاشت کا وقت ہوجاتا اور لوگ چاشت کی نماز ادا کر لیتے تو اس پیالے کو لایا جاتا تھا۔اس میں ''ثرید'' تیار کیا گیا ہوتا تھا۔لوگ اس کے اردگرد بیٹھ جایا کرتے تھے۔جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوجاتی تھی تو نبی اکرم ﷺ گھٹنے موڑ کر بیٹھ جاتے۔ ایک دیہاتی بولا یہ بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان شخص بنایا ہے۔مجھے سرکش اور جبار نہیں بنایا۔پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو اردگرد سے کھاؤ اور اس کے درمیان والے حصے کو رہنے دو اس میں برکت ہوگی۔

اس حدیث کوامام ابوداؤد نے جید اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

747-اخرجه احمد (1/2439) وابو داؤد (3772) والترمذی (1805) وابن ماجه (3277) وابن حبان (5245) الحاكم (4/7118) والحميدی (529) والبيهقی (632)

748-اخرجه ابو داؤد (3773) وابن ماجه (3663) والبيهقی (283/7)

Marfat.com

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "ذروتها" ذال کسرہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ ٹھیک ہے اس کا مطلب ہے اسکی چوٹی۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

باب 108: ٹیک لگا کر کھانا کھانے کی کراہت

ٹیک لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان

(749) عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بن عبد الله رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ: اَلْمُتَّكِءُ هاهُنَا: هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى وِطَاءٍ تحته، قَالَ: وَاَرَادَ اَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُرِيْدُ الْإِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ، بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِئًا، وَيَاْكُلُ بُلْغَةً. هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ، وَاَشَارَ غَيْرُهُ اِلٰى اَنَّ الْمُتَّكِءَ هُوَ الْمَائِلُ عَلٰى جَنْبِه، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

امام خطابی فرماتے ہیں: "المتکئی" سے مراد وہ شخص ہے جو نیچے بچھے ہوئے گدے پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ اس سے مراد یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ یا گدا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے جس طرح کہ زیادہ کھانے والے بیٹھتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمٹ کر بیٹھتے۔ گدے پر ٹیک نہ لگاتے اور بقدر ضرورت کھاتے، یہ خطابی نے فرمایا ہے اور دیگر علماء فرماتے ہیں: "المتکی" کا معنی ہے: ایک پہلو کی طرف جھک جانا۔ واللہ اعلم

(750) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلْمُقْعِي": هُوَ الَّذِيْ يُلْصِقُ اَلْيَتَيْهِ بِالْاَرْضِ، وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے "المقعی" اس کا مطلب سرین کو زمین پر رکھ کر دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔

749- اخرجه احمد (6/18779) والبخاری (5398) و ابو داؤد (3769) والترمذی (1830) وابن ماجه (3262) والحمیدی (891) والدارمی (106/2) وابن حبان (5240) وابو یعلی (888) والبیهقی (49/7)

750- اخرجه مسلم (2044) وابو داؤد (3771)

Marfat.com

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْاَصَابِعِ، وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَكْلِهَا وَمَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

باب 109: تین انگلیوں کے ساتھ کھانا مستحب ہے' انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے' انہیں چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنا مکروہ ہے پیالے کو چاٹنا مستحب ہے اور جو لقمہ گر گیا ہوا سے اٹھا کر کھالینا مستحب ہے اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پاؤں یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے پونچھ لینا جائز ہے

چاٹ کر انگلیوں کو صاف کرنے کا بیان

(751) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنی انگلیوں کو صاف نہ کرے جب تک انہیں چاٹ نہ لے یا پھر کسی سے چٹوا نہ لے۔

(752) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ، فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا ہے' جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے انہیں چاٹ لیا۔

(753) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا حکم دیا ہے۔
آپ نے فرمایا: تم نہیں جانتے تمہارے کھانے میں کس جگہ میں برکت ہے۔

گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانے کا بیان

(754) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ، فَلْيَاْخُذْهَا

751-اخرجه البخاری (5456) و مسلم (2031) و ابن ماجه (3269) و احمد (1/1924)

752-مسلم فی الاطعمه' ابو داؤد' ترمذی فی المسائل' نسائی فی الولیمه

753-اخرجه احمد (5/14943) و مسلم (2033/) والترمذی (1802) و ابن ماجه (3279) و ابن حبان (5253) و ابن ابی شیبة (8/297)

Marfat.com

فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، وَّلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھالے اور اس پر جو کچھ لگا ہوا سے صاف کر لے اور اسے کھالے اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال سے اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ کھانے میں کس جگہ میں برکت ہے۔

(755) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَىْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ، حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: شیطان تم میں سے ہر شخص کے ہر کام میں شریک ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے کھانے میں بھی اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے جب کسی کا لقمہ نیچے گر جائے تو وہ اسے اٹھالے اور اس پر جو لگا ہوا سے صاف کر لے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب وہ فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے میں کس جگہ برکت ہے۔

(756) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا، وَلْيُمِطْ عنها الْاَذٰى، وَلْيَاْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَّسْلُتَ الْقَصْعَةَ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِىْ اَىِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھالیتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے وہ اسے اٹھالے اس پر جو لگا ہوا سے صاف کرے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ آپ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ پیالے کو بھی صاف کیا جائے۔

آپ فرماتے ہیں تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے میں کس جگہ برکت ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

754-مسلم فی الاطعمه' ابن ماجه فی الاطعمه بغیر ذلر اللحق

755-اخرجه مسلم (135/2033)

756-اخرجه احمد (4/12815) و مسلم (2034) والترمذی (1803) وابو داؤد (3845) وابن حبان (5249) والدارمی (2/96) والنسائی (4/7865)

Marfat.com

کھانا کھانے کے سبب وضو نہ ٹوٹنے کا بیان

(757) وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ : اَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيلًا، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ اِلَّا اَكُفَّنَا، وَسَوَاعِدَنَا، وَاَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت سعید بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمیں اس طرح کا کھانا بہت کم ملا کرتا تھا اور جب ہم اسے پا لیتے تھے تو ہمارے پاس رومال نہیں ہوتے تھے۔ صرف ہماری ہتھیلیاں ہوتی تھیں یا کلائیاں ہوتی تھی یا پاؤں ہوتے تھے۔ پھر ہم نماز ادا کیا کرتے تھے اور (از سر نو) وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

راوی حدیث سعید بن حارث کے احوال کا بیان

سعید بن حارث: یہ سعید بن حارث بن ابوسعید بن المعلی الانصاری ہیں یہ مدینہ منورہ کے قاضی تھے اور جلیل القدر تابعین میں سے ایک تھے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی ہیں جبکہ عمرو بن حارث اور فلیح بن سلیمان نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں لفظ ''مشہور'' استعمال کیا ہے۔

بَابُ تَكْثِيْرِ الْاَيْدِيْ عَلَى الطَّعَامِ

باب 110: زیادہ ہاتھوں کا کھانے پر ہونا (زیادہ افراد کا مل کر کھانا)

زیادہ افراد کا مل کر کھانا کھانے سے برکت ہونے کا بیان

(758) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(759) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "طَعَامُ

757-اخرجه البخاری (5457)

758-اخرجه مالك (1726) والبخاری (5392) ومسلم (2058)

759-اخرجه احمد (5/15106) ومسلم (2059) والترمذی (1820) والدارمی (100/2) وابن ماجه (3254) وابن حبان (5237) وابن ابی شیبة (322/8)

Marfat.com

الْوَاحِدِ يَكْفِي الاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔

بَابُ أَدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِيْنَاء وَاسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْأَيْمَنِ فَالْأَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِىءِ

باب 111: پینے کے آداب، برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینا مستحب ہے برتن کے اندر سانس لینا مکروہ ہے اور برتن کو دائیں طرف والے لوگوں کو پہلے دینا مستحب ہے

پیتے ہوئے تین بار سانس لینے کا بیان

(760) عن أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

يَعْنِيْ : يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْإِنَاءِ . یعنی برتن سے باہر سانس لیتے تھے۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

شرح

تین مرتبہ سانس لیتے تھے" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی تین سانس میں پیتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات اکثر کے اعتبار سے بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اسی طرح پانی پیتے تھے اور بعض روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دو سانس میں بھی پینے کا ذکر آیا ہے بہرحال تین یا دو سانس میں پینے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ برتن کو منہ سے جدا کر لیتے تھے۔

ایک یا دو سانسوں میں پانی پینے کا بیان

(761) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ، وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ، وَسَمُّوْا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوْا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو بلکہ ایک

760- اخرجه احمد (4/121194) والبخاری (5631) ومسلم (2028) والترمذی (1891) وابو داؤد (3727) وابن ماجه (3416) وابن حبان (5329) والبیهقی (284/7)

761- ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ مصنف سے حسن کا لفظ سہواً لکھا گیا ہے۔ (کذا قال الحافظ فی الفتح)

Marfat.com

یا دو سانسوں میں پیو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو جب تم پی لو تو الحمد للہ پڑھا کرو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

برتن میں سانس لینے سے ممانعت کا بیان

(762) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

یَعْنِیْ : یَتَنَفَّسُ فِیْ نَفْسِ الْاِنَاءِ .

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یعنی ''برتن میں سانس لینا''۔

لوگوں کو دائیں جانب سے پلانے کا آغاز کرنے کا بیان

(763) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلَبَنٍ قَدْ شِیْبَ بماءٍ، وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ اَعْرَابِیٌّ، وَّعَنْ یَّسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ اَعْطَی الْاَعْرَابِیَّ، وَقَالَ: ''الْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنَ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

قَوْلُهٗ : ''شِیْبَ'' اَیْ : خُلِطَ . ''شِیْبَ'' کا مطلب ہے ''مل گیا''۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ کے دائیں طرف ایک دیہاتی موجود تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے اسے پی لیا اور پھر دیہاتی کو دیا اور پھر فرمایا دائیں طرف والے کا حق پہلے ہے۔

نیکی کے کاموں میں ایثار نہ ہونے کا بیان

(764) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشرابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ غُلَامٌ، وَّعَنْ یَّسَارِهٖ اَشْیَاخٌ، فَقَالَ للغُلَامِ : ''اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰؤُلَاءِ؟'' فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا . فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

762- اخرجه احمد (8/22710) وعبدالرزاق (19584) والبخاری (153) ومسلم (267) والترمذی (1889) والنسائی (47) وابن حبان (4228) وابن ابی شیبة (8) والبیهقی (5)

763- اخرجه مالك فی موطه (1723) واحمد (4/12122) والبخاری (2571) ومسلم (2029) وابو داؤد (3726) والترمذی (1893) وابن ماجه (3425) وابن حبان (5333) والبیهقی (285/7)

764- اخرجه احمد (4/11642) والبخاری (5625) ومسلم (2023) وابو داؤد (3720) والترمذی (1890) وعبدالرزاق (19599) وابن حبان (5317) والبیهقی (285/7)

Marfat.com

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑی عمر کے لوگ موجود تھے۔ آپ نے دائیں طرف والے لڑکے سے کہا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں پہلے ان لوگوں کو دے دوں۔ اس لڑکے نے عرض کی' نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے آنیوالے حصے میں کسی کے لئے ایثار نہیں کروں گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

قَوْلُهُ : "تَلَّهُ" اَیْ وَضَعَهُ . وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

"تَلَّهُ" یعنی اسے رکھ (پکڑا) دیا' وہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانِ اَنَّهُ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ لَا حَرَامٌ

باب 112: مشکیزے کے منہ سے یا اس طرح کی کسی اور چیز کے منہ سے پینا مکروہ ہے اس بات کی وضاحت کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے

مشکیزے کو منہ لگا کر پینے سے ممانعت کا بیان

(765) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَةِ . یَعْنِیْ : اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا، وَیُشْرَبَ مِنْهَا . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کو منہ لگانے سے منع کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے' اس کے منہ کو توڑ دیا جائے اور اس سے منہ لگا کر پی لیا جائے۔

شرح

مشک یا اس جیسی دوسری چیزوں (جیسے ہینڈ پمپ یا گھڑے وغیرہ) کے دہانہ (منہ) سے پانی پینے کی ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس طریقہ سے اول تو پانی ضرورت سے زائد صرف ہوتا ہے، دوسرے وہ پانی کپڑوں وغیرہ پر گر کران کو خراب کرتا ہے تیسرے یہ کہ اس طرح پانی پینا کہ زیادہ مقدار میں دفعتا پیٹ میں جائے معدہ کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اور چوتھے یہ کہ پانی پینے کا جو مسنون طریقہ ہے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

(766) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّشْرَبَ مِنْ فِیِّ السِّقَاءِ اَوِ الْقِرْبَةِ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کو منہ لگا کر پینے سے منع کیا ہے۔

765-اخرجه البخاری (2463) و مسلم (1609) واحمد (3/7706) وابو داؤد (3634) والترمذی (1353) وابن ماجه (2335) وابن حبان (515) والبیهقی (6)

766-اخرجه احمد (10/27518) والحمیدی (54) والترمذی (1399) وابن ماجه (3423) والطبرانی (8/25)

Marfat.com

(767) وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُّعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

وَاِنَّمَا قَطَعَتْهَا: لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَتَبَرَّكَ بِهٖ، وَتَصُوْنَهٗ عَنِ الْاِبْتِذَالِ. وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بيان الْجواز، وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

✧✧ سیّدہ اُمّ ثابت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا' جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا میں اٹھ کر اس مشکیزے کی طرف بڑھی اور میں نے اس کے اس حصے کو کاٹ دیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس خاتون نے اس کو اس لئے کاٹ دیا تھا تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ لگنے کی جگہ کو محفوظ کر لے اور اسے عام استعمال سے بچا لے یہ حدیث اس معنے پر مذکور ہوگی تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اس سے پہلے جو حدیثیں گزری ہیں وہ زیادہ فضیلت اور زیادہ کامل ہونے کے مفہوم کے بارے میں ہیں باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

شرح

اس ممانعت کی وجہ سے بھی وہی ہے کہ جو اوپر ذکر کی گئی، مشک کا منہ موڑ کر پانی پینے کی صورت میں ایک خدشہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مشک میں کوئی کیڑا پتنگا ہو، یا کوئی زہریلا جانور اندر بیٹھا ہو اور وہ یکبارگی منہ کے اندر چلا جائے اور کوئی ضرر پہنچائے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے منہ سے پانی پیا ہے، یہ روایت دوسری فصل میں آئے گی اس سے مشک کے منہ سے پانی پینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، چنانچہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جن روایتوں سے ممانعت ثابت ہوتی ہے ان کا تعلق بڑی مشک سے ہے جن کا منہ زیادہ فراخ ہوتا ہے اور جہاں تک آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا تعلق ہے تو وہ چھوٹی مشک پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی مشک کے منہ سے پانی پیا ہوگا جو چھوٹی ہوگی اور اس کا دہانہ تنگ ہوگا، بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ممانعت کا تعلق دوام اور عادت سے ہے یعنی مشک کے منہ سے پانی پینے کی عادت نہ ڈالنی چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے مشک کے منہ سے رفتہ رفتہ بدبو پیدا ہونے لگے گی اور اگر گاہ بگاہ مشک کے منہ سے پانی پی لیا جائے تو یہ ممنوع نہیں ہوگا یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اباحت کا تعلق ضرورت و احتیاج سے ہے کہ اگر فرض کیجئے پانی پینے کی ضرورت ہو اور اس وقت کوئی ایسا برتن موجود نہ ہو جس میں پانی انڈیل کر پیا جا سکتا ہو تو پھر اس صورت میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ مشک یا گھڑے کے منہ سے پانی پی لیا

767- اخرجه مالك (1718) واحمد (4/11654) والترمذي (1894) وابن حبان (5326) والحاكم (4/7208) والدارمي (2121) وابن ابي شيبة (8/220)

Marfat.com

جائے، ہاں بغیر ضرورت واحتیاج کے اس طرح پانی پینا ممنوع ہوگا کیونکہ اس طریقہ سے پانی پینے میں مذکورہ بالا مضرات کا خدشہ ہو سکتا ہے خاص طور پر مشک کے اندر کسی زہریلے جانور کی موجودگی کے خطرہ کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے (مشک کے) دہانہ سے پانی پیا، تو اس کے اندر سے ایک سانپ نکل آیا۔ اور آخر میں ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ اس طرح پانی پینا پہلے مباح تھا مگر بعد میں اس ممانعت کے ذریعہ اس اباحت کو منسوخ قرار دے دیا گیا۔

راویہ حدیث کبشہ بنت ثابت کے احوال کا بیان

کبشہ بنت ثابت: یہ اُمّ ثابت ہیں۔ یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں انہوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شاعری کی ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے ان سے ابوعبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے دو احادیث نقل کی ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

باب 113: پینے کی چیز میں پھونک مارنا مکروہ ہے

پینے کی چیزوں میں پھونک مارنے کی ممانعت کا بیان

(768) عَنْ اَبِی سَعِیدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِی الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ: "اَهْرِقْهَا". قَالَ: اِنِّی لَا اَرْوٰی مِنْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ؟ قَالَ: "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِیْكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے ایک شخص نے عرض کی: اگر برتن میں تنکا وغیرہ نظر آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو بہا دو! وہ شخص بولا میں ایک گھونٹ کے ذریعے سیراب نہیں ہوتا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پیالہ اپنے منہ سے دور کرلیا کرو۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

پیتے وقت برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ پیے جانے والے پانی وغیرہ میں تھوک نہ گر جائے اور دوسرے شخص کو اس سے کراہت محسوس نہ ہو، نیز بسا اوقات منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور اس صورت میں اگر برتن میں سانس لیا جائے گا یا پھونک ماری جائے گی تو ہوسکتا ہے کہ اس پی جانے والی چیز میں بدبو پہنچ جائے، علاوہ ازیں پانی میں سانس لینا اصل میں چوپایوں کا طریقہ ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اگر اس پی جانے والی چیز کو ٹھنڈا کرنے کیلئے پھونک مارنے کی

768-اخرجه الترمذی (1895) وابو داؤد (3728) واحمد (1/1907) والحمیدی (525) والدارمی (2134) وابن ابی شیبة (8) وابن ماجه (3429) وابو یعلی (2402) والبیهقی (7/284) فی شعب الایمان (2004)

Marfat.com

ضروت ہوتو اس صورت میں بھی پھونک نہ ماری جائے بلکہ اس وقت تک پینے میں صبر کیا جائے جب تک کہ وہ ٹھنڈی نہ ہو جائے نیز اگر پانی میں کوئی تنکا وغیرہ پڑ جائے تو اس کو کسی تنکے وغیرہ سے نکالا جائے، انگلی سے یا پھونک مار کر نہ نکالا جائے کیونکہ اس سے طبیعت نفرت و کراہت محسوس کرتی ہے۔

(769) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نھی اَن یُتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْ یُنْفَخَ فِیْہِ .

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، برتن میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ بَیَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَّبَیَانِ اَنَّ الْاَکْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا فِیْہِ حَدِیْثُ کَبْشَۃَ السَّابِقُ

باب 114: کھڑے ہو کر پینا جائز ہے اس بات کی وضاحت کہ زیادہ کامل اور افضل طریقہ بیٹھ کر پینا ہے، اس بارے میں حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے

آب زم زم کھڑے ہو کر پینے کا بیان

(770) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: سَقَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَھُوَ قَائِمٌ . مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آب زم زم پلایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔

کبھی کبھار چلتے پھرتے کھانا یا کھڑے ہو کر پی لینے کا بیان

(771) وَعَنِ النَّزَّالِ بن سَبْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اَتٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَابَ الرَّحْبَۃِ، فَشَرِبَ

769-اخرجه احمد (1/1838) والبخاری (1637) و مسلم (2027) والترمذی (1889) والنسائی (2964) وابن ماجه (3422) وابن حبان (3838) وابو یعلی (2406) والبیهقی (147/5)

770-اخرجه البخاری (5619) واحمد (1/583) والترمذی (210) وابو داؤد (3718) وابن حبان (1057) والبیهقی (75/1) والنسائی (130)

771-اخرجه البخاری (5619)

Marfat.com

قائِمًا، وَقَالَ: اِنِّى رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ فَعَلْتُ . رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ .

✧✧ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھلے میدان میں تشریف لائے۔آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے جو تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(772) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِىْ، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ .

رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ چلتے پھرتے ہوئے کھا لیا کرتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

(773) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وقَاعِدًا .

رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیتے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کا بیان

(774) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا . قَالَ قَتَادَةُ : فَقُلْنَا لِاَنَسٍ : فَالْاَكْلُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ اَشَرُّ - اَوْ اَخْبَثُ -

رَوَاهُ مُسْلِمٌ . وَفِىْ رِوَايَةٍ لَهٗ : اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کھانے کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا یہ زیادہ بڑا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) زیادہ خبیث ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

772-اخرجه احمد (2/5879) والترمذی (1887) وابن ماجه (2301) وابن حبان (5322) وابن ابی شيبة (8) والدارمی (120/2)

773-اخرجه الترمذی (1890) وابن ماجه (2301)

774-اخرجه احمد (4/12186) ومسلم (2024) والترمذی (1886) وابو داؤد (3717) وابن ماجه (3424) والدارمی (120/2) وابن حبان (5321) والبيهقی (281/7)

Marfat.com

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے پر ڈانٹا ہے۔

بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کیلئے قئے کرنے کا بیان

(775) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِیَ فَلْيَسْتَقِیْءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کھڑا ہو کر ہرگز نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کرے وہ قے کردے۔

شرح

حدیث میں قے کر ڈالنے کا جو امر (حکم) بیان کیا گیا ہے وہ وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ بطریق استحباب ہے، چنانچہ اس حدیث کی صراحت کے مطابق اگر کسی شخص نے بھول سے کھڑے ہو کر پانی پیا ہے تو اس کے لئے یہ مستحب ہے وہ قے کر ڈالے۔ قاضی نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی یہ ممانعت اصل میں اولی و بہتر طریقہ (یعنی بیٹھ کر پانی پینے) کی تلقین اور اس کے خلاف پر تادیب وتنبیہ کے طور پر ہے نہ کہ یہ ممانعت نہی تحریمی کے طور پر ہے حاصل یہ کہ اس ارشاد سے یہ نہ سمجھا جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے اس اعتبار سے یہ حدیث اس روایت کے منافی نہیں ہوگی جس میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو مرتبہ اس کے برخلاف عمل کیا ہے۔

ہمارے خیال میں کھڑے ہو کر پینے کی اباحت والی روایات عذر پر محمول ہیں۔ (محمد لیاقت علی رضوی)

بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرَهُمْ شُرْبًا

باب 115: پلانے والے کا سب سے آخر میں خود پینا مستحب ہے

لوگوں کو پلانے والے کا سب سے آخر میں پینے کا بیان

(776) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوگا' یعنی سب سے آخر میں پیئے گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

775- اخرجه مسلم (2026)

776- اخرجه احمد (8/22640) و مسلم (681) والترمذی (1901) وابو داؤد (3725) والنسائی (4/6867) وابن حبان (5338) وابن ماجه (3434) وابن ابی شیبة (231/8)

Marfat.com

بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيعِ الْاَوَانِیْ الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكَرْعِ - وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِنَاءٍ وَّلَا يَدٍ - وَتَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِی الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

باب 116: سونے اور چاندی کے علاوہ ہر طرح کے برتن میں پینا جائز ہے

نہروغیرہ میں ہاتھ ڈالے بغیر منہ لگا کر پینا جائز ہے جبکہ کوئی برتن استعمال نہ کیا گیا ہو اور ہاتھ کو استعمال نہ کیا گیا ہو۔

سونے اور چاندی کے برتن پینے، کھانے، طہارت اور ہر طرح کے استعمال کے لئے حرام ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک کے چشمے سے 80 لوگوں کے وضو کرنے کا بیان

(777) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰی اَهْلِهٖ، وَبَقِیَ قَوْمٌ، فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ . قَالُوْا : كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِيْنَ وزيادة . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِیِّ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِمُسْلِمٍ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ، فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ . قَالَ اَنَسٌ : فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَی الثَّمَانِيْنَ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نماز کا وقت ہو گیا جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ اپنے گھر چلے گئے کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک پیالہ پیش کیا گیا وہ پیالہ چھوٹا تھا۔ آپ کی ہتھیلی اس میں نہیں آ سکتی تھی (آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا) تو تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ لوگوں نے دریافت کیا آپ لوگ کتنے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: 80 سے کچھ زیادہ تھے۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹتے ہوئے دیکھا تو میں نے وضو کرنے والوں کی گنتی کی تو وہ ستر سے اسّی کے درمیان تھے۔

پیتل کے برتن والے پانی سے وضو کرنے کا بیان

(778) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجْنَا لَهٗ مَاءً فِیْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

777- اخرجه البخاری (169) و مسلم (2279) والترمذی (3631) والنسائی (76)

778- اخرجه البخاری (197)

Marfat.com

"الصُّفْرُ": بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوْزُ كَسْرُهَا، وَهُوَ النُّحَاسُ، وَ"التَّوْرُ": كَالْقَدَحِ، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ.

✧✧ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپ کی خدمت میں پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا تو آپ نے وضو کیا۔

"الصفر" اس میں ص پر پیش پڑھی جائے گی اور زیر پڑھنا بھی درست ہے۔ یہ پیتل کو کہتے ہیں۔ "السّور" پیالے کو کہتے ہیں۔

راوی حدیث عبداللہ بن زید کے احوال کا بیان

عبداللہ بن زید: یہ عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری مدنی ہیں۔ یہ صحابی رسول ہیں، غزوہ احد اور اس کے بعد پیش آنے والے تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ انہوں نے مسیلمہ کذاب کو جنگ یمامہ کے دن قتل کیا تھا۔ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: انہوں نے اور "وحشی" دونوں نے مل کر اسے قتل کیا تھا یہ خود "حرہ" کے دن شہید ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

(779) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلشَّنُّ": اَلْقِرْبَةُ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ایک ساتھی بھی ۔۔ بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس ایسا پانی موجود ہو جو مشکیزے میں موجود ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم (منہ لگا کر) پی لیتے ہیں۔

"الشن" کا مطلب ہے "مشکیزہ"۔

ریشم، دیباج اور سونے چاندی کے برتنوں سے پینا منع ہے

(780) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ

779- اخرجه احمد (5/14526) والبخاری (5613) وابوداؤد (3724) وابن ماجه (3432) والدارمی (120/2) وابن حبان (5314) وابن ابی شیبة (8) والبیهقی (284/7)

780- اخرجه احمد (9/3424) والدارمی (121/2) والبخاری (5426) ومسلم (2067) وابو داؤد (3723) والترمذی (1878) وابن حبان (5339) وعبدالرزاق (19928)

Marfat.com

عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم' دیباج پہننے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع کیا ہے۔آپ نے فرمایا یہ ان کفار کیلئے دنیا میں ہیں' اور تمہارے لیے آخرت میں ہوں گے۔

شرح

تمام علماء اور ائمہ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے اسی طرح ان کے برتنوں میں پانی بھر کر وضو کرنے یا ان میں عطر رکھ کر ان سے عطر لگانے اور یا ان میں حقہ رکھ کر حقہ پینے وغیرہ جیسے کاموں میں استعمال کرنا بھی حرام ہے اگر کسی چاندی یا سونے کے برتن میں کھانے پینے کی چیز رکھی ہو تو اس کو پہلے اس میں سے نکال کر کسی دوسرے برتن میں رکھ لیا جائے اور پھر اس کو کھایا جائے، اسی طرح تیل یا عطر وغیرہ ہو تو پہلے اس تیل یا عطر کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر نکال لیا جائے اور پھر اس کو دائیں ہاتھ سے لگایا جائے اور اگر یہ صورت اختیار کی گئی کہ اس تیل یا عطر وغیرہ کو اس چاندی یا سونے کے برتن میں سے کسی ہاتھ کی ہتھیلی پر نکالا گیا اور پھر اسی ہتھیلی سے لگایا گیا تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ مفضض برتن میں پانی پینا جائز ہے بشرطیکہ منہ لگانے کی جگہ چاندی نہ ہو، اسی طرح سونے یا چاندی کے مضبب پیالہ میں بھی پانی پینا جائز ہے کیوں کہ پیالہ پر ضباب کا ہونا (یعنی اس پر سونے پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا ہونا) اس پیالہ کی مظبوطی کے لئے ہونا ہے نہ زینت و آرائش کے مقصد سے

چاندی کے برتن سے پینے والے کیلئے وعید کا بیان

(781) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلَّذِیْ يَشْرَبُ فِیْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "اِنَّ الَّذِیْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِیْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ، فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ" .

✧✧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص چاندی کے برتن میں پیے گا وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالے گا۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' "بے شک وہ شخص جو چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا ہے یا پیتا ہے"۔

مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کچھ پیئے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔

781-اخرجه مالك فی موطه (1717) واحمد (26630) والبخاری (5634) ومسلم (2065) والطیالسی (1601) والدارمی (121/2) وابن ماجه (4313) والطبرانی (23) وابن حبان (5341) والبیهقی (27/1)

Marfat.com

(3) کتابُ اللّبَاسِ

لباس کا بیان

لباس کے معنی ومفہوم کا بیان

لباس "اصل میں تو مصدر ہے، لیکن استعمال "ملبوس" کے معنی میں ہوتا ہے، جیسا کہ " کتاب " کا لفظ مصدر ہونے کے باوجود " مکتوب " کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے "لباس" کے ماضی اور مضارع کے صیغے باب علم یعلم سے آتے ہیں، ویسے اس کا مصدر لبس (لام کے پیش کے ساتھ) بھی آتا ہے! اور لبس جو لام کے زبر کے ساتھ آتا ہے اس کے معنی التباس وخلط کے ہیں جس کا باب ضرب یضرب ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ ، وَجَوَازِ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَسْوَدِ وَجَوَازِهٖ مِنْ قُطْنٍ وَّكَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

باب **117**: سفید کپڑے کو پہننا مستحب ہے اور سرخ، سبز (زرد) یا سیاہ کپڑے کو پہننا جائز ہے اونی، کتان کے، بالوں سے بنے یا اس طرح کے اور کسی کپڑے کو پہننا جائز ہے البتہ ریشم کو پہننا جائز نہیں ہے

لباس پہننے کے اہم مقاصد کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ (الاعراف : **26**).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور تمہاری آرائش کے لئے ہے اور پرہیزگاری کا لباس زیادہ بہتر ہے"۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ﴾ (النحل : **81**)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور اس نے تمہارے لئے پہناوے بنائے ہیں تاکہ تم گرمی سے بچو اور کچھ پہناوے بنائے ہیں تاکہ تم اپنی حفاظت کرو"۔

Marfat.com

اس میں لباس کے دو فائدے بتلائے گئے، ایک ستر پوشی، دوسرے سردی گرمی سے حفاظت اور آرائش بدن اور پہلے فائدہ کو مقدم کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ انسانی لباس کا اصل مقصد ستر پوشی ہے، اور یہی اس کا عام جانوروں سے امتیاز ہے، کہ جانوروں کا لباس جو قدرتی طور پر ان کے بدن کا جزء بنا دیا گیا ہے اس کا کام صرف سردی گرمی سے حفاظت یا زینت ہے، ستر پوشی کا اس میں اتنا اہتمام نہیں، البتہ اعضائے مخصوصہ کی وضع ان کے بدن میں اس طرح رکھ دی کہ بالکل کھلے نہ رہیں، کہیں ان پر دُم کا پردہ کہیں دوسری طرح کا۔

اور حضرت آدم وحواء اور اغواء شیطانی کا واقعہ بیان کرنے کے بعد لباس کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کے لئے ننگا ہونا اور قابل شرم اعضاء کا دوسروں کے سامنے کھلنا انتہائی ذلت ورسوائی اور بے حیائی کی علامت اور طرح طرح کے شر وفساد کا مقدمہ ہے۔

انسان پر شیطان کا پہلا حملہ اس کو ننگا کرنے کی صورت میں ہوا آج بھی نئی شیطانی تہذیب انسان کو برہنہ یا نیم برہنہ کرنے میں لگی ہوئی ہے

اور یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے پہلا حملہ انسان کے خلاف اسی راہ سے ہوا کہ اس کا لباس اُتر گیا، اور آج بھی شیطان اپنے شاگردوں کے ذریعے جب انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو تہذیب وشائستگی کا نام لے کر سب سے پہلے اس کو برہنہ یا نیم برہنہ کر کے عام سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا کر دیتا ہے اور شیطان نے جس کا نام ترقی رکھ دیا ہے وہ عورت کو شرم وحیاء سے محروم کر کے منظر عام پر نیم برہنہ حالت میں لے آنے کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتی۔

ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی ہے۔

شیطان نے انسان کے اس کمزور پہلو کو بھانپ کر پہلا حملہ انسان کی ستر پوشی پر کیا، تو شریعت اسلام جو انسان کی ہر صلاح و فلاح کی کفیل ہے، اس نے ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا، نماز، روزہ وغیرہ سب اس کے بعد ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ اعراف، بیروت)

سفید کپڑے پہننے کی اہمیت کا بیان

(782) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ؛ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

782- اخرجه احمد (1/2219) وعبد الرزاق (6200) وابو داؤد (3878) والترمذی (994) وابن ماجه (1472) وابن حبان (5423) والبيهقی (245/3)

Marfat.com

اس حدیث کوامام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سفید کپڑوں میں میت کوکفن دینے کا بیان

(783) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْبَسُوْا الْبَيَاضَ؛ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ"

رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کوکفن دو۔

اس حدیث کوامام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاکم نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

(784) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعاً، وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مالک تھے۔ میں نے آپ کوسرخ حلے میں دیکھا ہے میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔

سرخ حلہ پہننے کا بیان

(785) وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَّهُ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهِ، فَمِنْ نَّاضِحٍ وَّنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعليه حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، يَقُوْلُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يُمْنَعُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ: نَحْوُ الْعُكَّازَةِ.

✧✧ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "ابطح" کے مقام پر چمڑے کے بنے ہوئے سرخ خیمے میں موجود تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر آئے کسی کو وہ پانی مل گیا کسی کو اس کی چھینٹیں ملیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ نے سرخ حلہ پہنا ہوا تھا۔ آپ کی پنڈلیوں کی

783-اخرجه احمد (7/20221) والترمذی (2819) والنسائی (1895) وابن ماجه (3567) والحاكم (1/1309)

784-بخاری باب اللباس' مسلم فی فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم' ابو داؤد' ترمذی' نسائی

785-اخرجه احمد (6/18787) والبخاری (187) ومسلم (503) وابو داؤد (520) والترمذی (197) والنسائی (3953) وابن حبان (2394) وابن خزيمة (387) والحاكم (1/725) وعبدالرزاق (1806)

Marfat.com

سفیدی کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔ آپ نے وضو کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو انہوں نے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہتے ہوئے اپنے منہ کو دائیں اور بائیں طرف گھمایا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیزہ گاڑ دیا گیا۔ آپ آگے بڑھے تو اس نیزے کے دوسری طرف سے کتے اور گدھے گزر رہے تھے۔ انہیں روکا نہیں جا رہا تھا۔

"العنزۃ" اس میں ن پر زبر پڑھی جائے گی۔ یہ چھوٹے نیزے کو کہتے ہیں۔

راوی حدیث وہب بن عبداللہ کے احوال کا بیان

وہب بن عبداللہ سوائی: ان کی کنیت ابوجحیفہ ہے۔ یہ کمسن صحابہ کرام میں سے ایک ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت یہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بیت المال کا نگران مقرر کیا تھا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک ہیں۔ ۷۴ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۵ احادیث نقل کی ہیں۔

سبز لباس پہننے کا بیان

(786) وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّیْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

✧✧ حضرت ابورمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سبز لباس پہن رکھا تھا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

راوی حدیث رفاعہ تیمی کے احوال کا بیان

رفاعہ تیمی: یہ تیم بن عبد مناہ بن عدو یہ تیم الرباب کہلاتے ہیں ان کی کنیت ابورمثہ تھی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں: ان کا انتقال افریقہ میں ہوا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

سیاہ عمامہ پہننے کا بیان

(787) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

786- اخرجه احمد (2/7131) وابو داؤد (4206) والترمذی (2821) والنسائی (1571) وابن حبان (5995) وابن الجارود (770) والدارمی (2/199) والطبرانی (22) والبیهقی (27/8)

787- اخرجه احمد (5/14910) ومسلم (1358) وابو داؤد (4076) والترمذی (1685) والنسائی (5360) وابن ماجه (3822) وابن حبان (3722) وابن ابی شیبة (322/8) وابن ابی شیبة (422/8) والبیهقی (177/5)

Marfat.com

(788) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْهَا بَیْنَ كَتِفَیْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

✧✧ حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا میں اس وقت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اور اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

اس کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

تین سوتی کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

(789) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ، لَیْسَ فِیْهَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

"اَلسَّحُوْلِیَّةُ" بِفَتْحِ السِّیْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَتَیْنِ : ثِیَابٌ تُنْسَبُ اِلٰی سَحُوْلٍ : قَرْیَةٌ بِالْیَمَنِ "وَالْكُرْسُفُ" : اَلْقُطْنُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روئی سے بنے ہوئے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھا۔

"السحولية" اس میں "س" پر زبر اور پیش دونوں پڑھے جاسکتے ہیں۔ جبکہ "ح" پر پیش پڑھی جائے گی۔ یہ وہ کپڑا ہے جسے "یمن" کی ایک بستی "سحول" کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

"الکرسف" کا مطلب روئی ہے۔

سیاہ رنگ کی چادر اوڑھنے کا بیان

(790) وَعَنْهَا، قَالَتْ: خرج رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ، وَّعَلَیْهِ مِرْطٌ مرَحَّلٌ مِّنْ شَعرٍ اَسْوَد . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِیْمِ : وَهُوَ كساءٌ وَّ "الْمُرَحَّلُ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ : هُوَ الَّذِیْ فِیْهِ صُوْرَةُ رِحَالِ الْاِبِلِ، وَهِیَ الْاَكْوَارُ .

788-اخرجه احمد (6/18759) و مسلم (1359) وابو داؤد (4077) والنسائی (5361)

789-اخرجه احمد (10/26008) والبخاری (1264) ومسلم (941) و ابو داؤد (3151) والترمذی (996) والنسائی (1898) وابن ماجه (1469) وابن حبان (3037) والطیالسی (1435) وابو یعلی (4495) و عبد الرزاق (6171) والبیهقی (3)

790-اخرجه احمد (9/20350) ومسلم (2081) وابو داؤد (4032) والترمذی (2813)

Marfat.com

انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے سیاہ رنگ کی ڈیزائن والی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

"المرط" میں "م" پر زبر پڑھی جائے گی یہ چادر کو کہتے ہیں۔

"المرحل" اس میں "ح" ہے اور یہ اس چیز کو کہتے ہیں جس میں اونٹوں کے پالان کی شکل بنی ہوئی ہو۔ یعنی ڈیزائن بنا ہوا ہو۔

جبہ پہننے کا بیان

(791) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرٍ، فَقَالَ لِيْ: "اَمَعَكَ مَاءٌ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ، ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: "دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ هٰذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ.

✧✧ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک رات سفر میں شریک تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ اپنی سواری سے اترے اور چلے گئے۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں چھپ گئے۔ آپ واپس آئے۔ میں نے برتن میں سے آپ پر پانی انڈیلا۔ آپ نے اپنے چہرے کو دھویا۔ آپ نے اونی جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ اپنی کلائیاں اس میں سے باہر نہیں نکال سکے۔ آپ نے اپنے جبے کے نیچے سے اسے باہر نکالا پھر آپ نے اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا اور سر کا مسح کیا۔ میں آگے بڑھا تاکہ آپ کے موزے اتاروں۔ آپ نے فرمایا انہیں رہنے دو کیونکہ میں نے انہیں وضو کی حالت میں ان موزوں میں داخل کیا تھا۔ پھر آپ نے ان دونوں موزوں پر مسح کر لیا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں آپ نے شامی جبہ پہن رکھا تھا جس کی آستین تنگ تھی۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے۔

791- اخرجه احمد (6/18214) والبخاری (182) ومسلم (274) وابو داؤد (151) والنسائی (82) وابن ماجه (389)

Marfat.com

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ
باب 118: قمیص پہننا مستحب ہے

قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان

(792) عن اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصُ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس میں سب سے زیادہ قمیص پسند تھی۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

کُرتے کی پسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس کے پہننے سے جسم کے اعضاء اچھی طرح ڈھک جاتے ہیں اور دوسرے وہ بہت ہلکا اور جسم کے لئے آرام دہ ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ کرتا پہننے سے آدمی متواضع ومنکسر معلوم ہوتا ہے اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدہ ومرغوب رہی ہوگی اس میں یقیناً وہ اسرار وانوار ہوں گے جو اس کے علاوہ کسی چیز میں نہیں ہونگے جیسا کہ تمام مستحبات کا حکم ہے۔

بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْاِزَارِ وَطَرَفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ اِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهٖ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ
باب 119: قمیص کی لمبائی کا بیان، اس کی آستین، تہبند، عمامے کے کنارے کا بیان
ان میں سے کسی بھی چیز کو تکبر کے طور پر لٹکانا حرام ہے اور تکبر کے بغیر لٹکانا مکروہ ہے

قمیص کی آستین کلائی تک ہونے کا بیان

(793) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّسْغِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

792-اخرجه ابو داؤد (4025) والترمذی (1762)

793-باب فضل الجوع و خشونة العيش میں گزرچکی

Marfat.com

✧✧ سیّدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستینیں کلائی تک تھیں۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

بعض روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستینوں کا ہاتھ کی انگلیوں کے سر تک کی ہونا بھی منقول ہے، اسی طرح بعض روایتوں میں یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا لمبائی میں ٹخنوں سے اونچا تھا۔

تکبر کے طور پر کپڑے ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانے پر وعید کا بیان

(794) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ یَّفْعَلُهٗ خُیَلَاءَ"

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوٰی مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا تہبند بھی لٹک جاتا ہے اگر میں اس کا خاص خیال رکھوں (تو ہی اس سے بچا جا سکتا ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

شرح

غرور و تکبر کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص غرور و تکبر کے بغیر اپنے پائجامے یا تہبند کو ٹخنوں سے لٹکائے تو یہ حرام نہیں، تاہم مکروہ تنزیہی یہ بھی ہے۔ اور کسی عذر کے سبب جیسے سردی یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے پائجامہ و تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔

تکبر کرنے والے کا نظر رحمت سے محروم رہنے کا بیان

(795) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

794-اخرجه احمد (2/5377) والبخاری (3665) ومسلم (2058) وابو داؤد (4085) والترمذی (1783) والنسائی (5342) وابن ماجه (3572) وابن حبان (5444) والبیهقی (243/2)

795-اخرجه احمد (3/9014) والبخاری (5788) ومسلم (2087)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنے تہبند کو تکبر کے طور پر لٹکائے گا۔

(796) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ٹخنوں سے نیچے جو کپڑا ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔

(797) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا! مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ".

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا' تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یہ تو بڑے بدقسمت لوگ ہیں' یہ کون ہیں؟ یارسول اللہ! آپ نے جواب دیا: (تکبر کے طور پر کپڑا) لٹکانے والا' احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم اُٹھا کر مال فروخت کرنے والا۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اپنے تہبند کو لٹکانے والا۔

ہر کپڑے میں اسبال کی کراہت کا بیان

(798) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ، وَالْقَمِيْصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اسبال' تہبند اور شلوار سب میں ہوتا ہے اور جو شخص تکبر کے طور پر اسے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا۔

796-اخرجه احمد (3/39941) والبخاری (5787)

797-اخرجه احمد (8/21376) ومسلم (106) وابو داؤد (4087) والترمذی (1211) والنسائی (2526) وابن حبان (4907) والدارمی (267/2) والطیالسی (467) وابو عوانة (40/1)

798-اخرجه ابو داؤد (4094) والنسائی (5349) وابن ماجه (3576)

Marfat.com

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

اسبال یعنی کپڑے کو شرعی مقدار سے زائد لٹکانے کی جو حرمت و کراہت منقول ہے اس کا تعلق محض ازار یعنی تہبند و پائجامہ ہی سے نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں بلکہ کرتے اور پگڑی میں کپڑے کا اسراف کرنا اور ان کو شرعی مقدار سے زائد لٹکانا حرام و مکروہ ہے۔

(799) وَعَنْ اَبِی جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَّاْیِهٖ، لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – مرّتین – قَالَ: "لَا تَقُلْ: عَلَیْكَ السَّلَامُ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَوْتٰی، قُلْ: السَّلَامُ عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ، وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ، فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ اِلَیَّ. قَالَ: "لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا بَعِیْرًا، وَّلَا شَاةً، "وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْهِ وَجْهُكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَاِلَی الْكَعْبَیْنِ، وَاِیَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ. وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ؛ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَیَّرَكَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْهِ، فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

✧✧ حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے مطابق عمل کرتے تھے وہ شخص جو بھی بات کہتا تھا لوگ اس کے مطابق عمل کرتے تھے میں نے دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں' انہوں نے بتایا یہ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علیک السلام یہ بات میں نے دو مرتبہ کہی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیک السلام نہ کہا کرو یہ مردوں کو سلام کرنے کا طریقہ ہے تم السلام علیکم کہا کرو وہ صاحب بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس اللہ کا کہ جب تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تم اس سے دعا کرو تو وہ اس کو ختم کردے گا اور جب تمہیں قحط سالی لاحق ہو تم اس سے دعا کرو تو وہ اسے ختم کردے گا اور جب تم بے آب و گیاہ جگہ پر ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے تو تم اس سے دعا کرو وہ تمہاری سواری تمہارے پاس واپس لے آئے گا وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کسی کو برا نہ کہنا۔ راوی بیان کرتے ہیں' اس کے بعد میں نے کسی آزاد یا غلام کو کسی بکری یا اونٹ کو برا نہیں کہا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت کی)

799- اخرجه احمد (20657) و ابو داؤد (4084) والترمذی (2721)

Marfat.com

تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا اور اپنے بھائی کیساتھ یوں بات کرنا کہ تمہارا چہرہ اس کی طرف کھلا ہوا ہو یہ بات نیکی کا حصہ ہے اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک رکھنا اگر یہ نہ کر سکو تو ٹخنوں تک رکھنا اور کپڑے کو لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اگر کوئی شخص تمہیں برا کہے یا اس چیز کے ہمراہ عار دلائے جس کا اسے علم ہے تو جو چیز تمہیں معلوم ہے اُس کے بارے میں اسے عار نہ دلانا کیوں کہ اس کا وبال اُسی پر ہوگا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی حدیث حضرت جابر بن سلیم کے احوال کا بیان

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: یہ جابر بن سلیم ہجیمی ہیں ان کی نسبت ہجیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے ان کی کنیت ابوجری ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں البتہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔

(800) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّصَلِّی مسبلٌ اِزَارَهٗ، قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّاَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ: "اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا اس نے اپنے تہبند کو لٹکایا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاؤ اور وضو کرو وہ شخص گیا اور اس نے وضو کیا پھر وہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ وضو کرو۔ ایک دوسرے شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضو کا حکم دیا ہے پھر آپ خاموش بھی رہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تہبند لٹکا کر نماز ادا کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو (تکبر کے طور پر تہبند) لٹکا کر نماز پڑھتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہیں۔

تکبرانہ انداز ناپسندیدہ ہونے کا بیان

(801) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ - وَكَانَ جَلِيْسًا لِّاَبِی الدَّرْدَاءِ - قَالَ: كَانَ بِدَمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، اِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَّتَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَاْتِیَ اَهْلَهٗ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِی الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ . قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

800-اخرجه ابو داؤد (638)

801-اخرجه احمد (17634) وابو داؤد (4089)

سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي، وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ. فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللهِ؟ لَا بَأْسَ أَنْ يُّؤْجَرَ وَيُحْمَدَ" فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ: ءَأَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ، كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا"، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ! لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ!" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجَّلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلٰى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ؛ فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، إِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوا فِي تَوْثِيقِهِ وَتَضْعِيفِهِ، وَقَدْ رَوٰى لَهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت قیس بن بشر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس تھے۔ وہ فرماتے ہیں دمشق میں ایک صحابی رسول موجود تھے ان کا نام سہل بن حنظلیہ تھا۔ وہ تنہا رہنا پسند کرتے تھے اور بہت کم لوگوں سے ملا جلا کرتے تھے۔ وہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہو جاتے تو تسبیح پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ ہمارے پاس سے گزرے ہم اس وقت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابودرداء نے کہا آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور اس سے آپ کو کوئی نقصان نہ ہو۔

تو انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی جب وہ واپس آئی تو ان میں سے ایک شخص آیا اور اس محفل میں بیٹھ گیا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس نے اپنے ساتھ موجود دوسرے شخص سے کہا آپ نے سنا جب ہمارا اور دشمن کا سامنا ہوا تو فلاں شخص نے نیزہ اٹھایا اور دشمن کو زخمی کر دیا اور بولا: اسے میری طرف سے سنبھالو میں غفاری لڑکا ہوں۔ آپ اس کے اس قول کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو دوسرے نے کہا میرے خیال میں اس کا اجر ضائع ہو گیا ہے۔ یہی بات ایک اور صاحب نے سنی تو انہوں نے کہا میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان دونوں کے درمیان بحث چھڑ گئی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس شخص کو اجر دیا جائے اور اس کی تعریف کی جائے۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اپنا سر ان کی طرف بڑھا

Marfat.com

دیا اور دریافت کیا' کیا آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ مسلسل ان سے یہی بات پوچھتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ سوچا کہ کہیں یہ ان کے گھٹنوں پر سوار نہ ہو جائیں۔

وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہی صحابی ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا۔ گھوڑے پر خرچ کرنے والا شخص اپنے ہاتھ کو صدقہ کی طرف بڑھانے کے مانند ہے جو ہاتھ کو پیچھے نہیں کھینچتا۔ پھر ایک مرتبہ وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتایئے جو ہمیں فائدہ دے اور آپ کو کوئی نقصان نہ دے تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین آدمی خریم الأسدی ہے۔ اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور اس کا تہبند لٹکا ہوا نہ ہو اس بات کی اطلاع حضرت خریم رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے چھری پکڑی اور اس کے ذریعے اپنے بال کاٹ کر کانوں تک کر لیے اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔

ایک مرتبہ پھر وہی صحابی ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کو کوئی نقصان نہ ہو تو انہوں نے بتایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس جا رہے ہو۔ تم اپنی سواریوں کو درست کر لو اور اپنے لباس کو درست کر لو۔ یہاں تک کہ تم لوگوں کے درمیان یوں ہو جیسے تل ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بدتمیزی کو پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے البتہ اس میں قیس بن بشر نامی راوی کے مستند یا غیر مستند ہونے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

راوی حدیث قیس بن بشر کے احوال کا بیان

قیس بن بشر تغلبی: یہ شام کے رہنے والے ہیں ابن حجر تقریب میں بیان کرتے ہیں' یہ مقبول ہیں کم سن تابعین کے ہم عصر ہیں۔ ان سے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوحاتم بیان کرتے ہیں' وہ ان سے روایات نقل کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔

(802) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِزْرَۃُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - اَوْ لَا جُنَاحَ - فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ، فَمَا کَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَھُوَ فِی النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا لَّمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: مسلمان کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہوتا ہے اور نصف پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک کوئی حرج نہیں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا اور جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا اللہ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔

802- اخرجہ مالک (1699) واحمد (4/11028) وابو داؤد (4093) وابن ماجہ (3573) والطیالسی (2228)

Marfat.com

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

(803) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اِسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اِرْفَعْ إِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "زِدْ" فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِلٰى أَيْنَ؟ فَقَالَ: إِلٰى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا میرا تہبند لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنے تہبند کو اوپر کرو۔ میں نے اسے اوپر کیا آپ نے فرمایا: اور کرو! میں نے اور کیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا آپ نے کہاں تک اس کو اوپر کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: نصف پنڈلیوں تک۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(804) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ: "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ. قَالَ: "فَيُرْخِيْنَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: خواتین اپنے دامن کے بارے میں کیا کریں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکا سکتی ہیں' سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس صورت میں ان کے قدم ظاہر ہو جائیں گے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک بالشت تک لٹکا سکتی ہیں لیکن زیادہ نہ کریں۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

باب 120: لباس میں تواضع اختیار کرتے ہوئے عمدگی کو ترک کرنا مستحب ہے

قَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ.

اس سے پہلے بھوک کی فضیلت سے متعلق باب میں تعیشات زندگی کو ترک کرنے کی فضیلت سے متعلق کچھ چیزیں گزری ہیں جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں

803- اخرجه مسلم (2086)

804- اخرجه مالك (11700) واحمد (10/26594) وابو داؤد (4117) والترمذی (1737) والنسائی (5351) وابن حبان (5451) والطبرانی (23)

Marfat.com

لباس میں عاجزی اپنانے کی فضیلت کا بیان

(805) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی خاطر اچھا لباس ترک کرے گا حالانکہ وہ اسے پہن سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ سب لوگوں کی موجودگی میں اسے بلائے گا' وہ اختیار دے گا۔ وہ ایمان کا جو بھی حلہ چاہے اسے پہن سکتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

ابَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى مَا يُزْرِيْ بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

باب 121: درمیانے درجے کے لباس پہننا مستحب ہے اور اس بارے میں ایسے لباس کو نہیں پہننا چاہئے جس کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی شریعت میں اس کی اجازت ہو

نعمت کو ظاہر کرنے کا بیان

(806) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ" .

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ قول نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے' اس نے اپنے بندے پر جو نعمت کی ہے اس کا اثر دکھائی دے۔

اس حدیث کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

805-اخرجه احمد (5/15621) والترمذی (2489) والحاکم (7372)

806-اخرجه الترمذی (2828)

Marfat.com

بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ، وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهِ لِلنِّسَاءِ

باب 122: ریشمی لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اس پر بیٹھنا بھی حرام ہے اور اس کے ساتھ ٹیک لگانا بھی حرام ہے جبکہ خواتین کے لئے اسے پہننا جائز ہے

ریشم پہننے کی ممانعت کا بیان

(807) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لاَ تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ؛ فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ریشم نہ پہنو کیونکہ جو شخص دنیا میں اسے پہنے گا آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔

(808) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ".

قَوْلُهُ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" اَيْ: لاَ نَصِيْبَ لَهُ

✧✧ انہی سے یہ روایت منقول ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص ریشم (دنیا میں) پہن لے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اسے دنیا میں وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آخرت میں کوئی خلاق نہ ہونے کا مطلب کوئی حصہ نہ ہونا ہے۔

(809) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص دنیا میں ریشم پہن لے گا وہ اسے

807-اخرجه البخاری (5828) و مسلم (2069) و الترمذی (2826) و النسائی (5320)

808-اخرجه البخاری (5835) و مسلم (2068) و احمد (2/4713) و ابو داؤد (4040) و ابن ماجه (3591) و ابن حبان (5439) و عبد الرزاق (19929) و البیهقی (422/2)

809-اخرجه البخاری (5832) و مسلم (2073) و احمد (4/13994) و ابو یعلی (3930) و ابن ابی شیبه (345/8) و ابن حبان (5429) و ابن ماجه (3588) و البیهقی (422/2)

Marfat.com

آخرت میں نہیں پہنے گا۔

(810) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا، فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ، وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے ریشمی کپڑا پکڑا اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا لے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

(811) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ، وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ریشمی کپڑا پہننا اور سونا پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(812) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَاَنْ نَاْكُلَ فِيْهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ، وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے، ہم سونے یا چاندی کے برتنوں میں پی لیں اور ان میں کھائیں اور آپ نے ہمیں ریشم اور دیباج پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

810- اخرجه احمد (1/935) وابو داؤد (4057) والنسائی (5159) وابن ماجه (3595) وابن حبان (5434) وابن ابی شیبة (3561/8)

811- اخرجه احمد (7/19664) والترمذی (1762) والنسائی (5163) والطیالسی (506) والطحاوی (251/4) والبیهقی (275/3)

812- اخرجه البخاری (5426)

Marfat.com

بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

باب 123: جس شخص کو خارش ہو اس شخص کو ریشم پہننا جائز ہے

عذر کے سبب ریشم پہننے کی اباحت کا بیان

(813) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی کیونکہ ان دونوں حضرات کو خارش تھی۔ (متفق علیہ)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا

باب 124: چیتے وغیرہ کے چمڑے پر بیٹھنا یا اس پر سوار ہونے کی ممانعت

چیتے کے چمڑے پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

(814) عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ"

حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا ہے: ریشمی کپڑے اور چیتے کے چمڑے کے اوپر سوار نہ ہو۔

یہ حدیث حسن ہے اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر علماء نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ خز اور چیتے کی کھال کے زین پوش پر سوار نہ ہوا کرو۔ (ابوداؤد و نسائی)

خز: پچھلے زمانہ میں اس کپڑے کو کہتے تھے جو اون اور ریشم ملا کر بنا جاتا تھا اور ایک طرح کے خالص ریشمی کپڑے کو بھی خز کہتے ہیں چنانچہ اگر خز سے وہ کپڑا مراد ہو جس میں اون اور ریشم دونوں ہوتے تھے تو ان عجمیوں کی مشابہت کی بنیاد پر جواز راہ تکبر خز کو زین

813- اخرجه احمد (4/12863) والبخاري (2919) ومسلم (2073) وابو داؤد (4056) والترمذي (1722) والنسائي (5325) وابن ماجه(3588) وابن حبان (5430) وابن ابي شيبة (345/8) والطيالسي (1972) وابو يعلى (3930) والبيهقي (627/3)

814- اخرجه ابو داؤد (4129) وابن ماجه (3656)

پڑ ڈالتے تھے نہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہوگی کیونکہ اس خز کا پہننا مباح ہے چنانچہ صحابہ اور تابعین اس کو پہنا کرتے تھے اور اگر خز سے مراد خالص ریشمی کپڑا ہو تب یہ ممانعت نہی تحریمی یعنی حرمت کے طور پر ہوگی۔ واضح رہے کہ ایک دوسری روایت میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو خز اور حریر (ریشمی لباس) کو حلال جانیں گے تو اس میں "خز" سے وہی خالص ریشمی کپڑا مراد ہے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ زمانہ نبوت میں اس کپڑے (یعنی وہ خز جو خالص ریشم کا ہوتا ہے) کا وجود نہیں تھا اس صورت میں یہ ارشاد گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ پر محمول ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے کپڑے کے بارے میں آگاہ کیا جو بہت بعد کے زمانہ میں وجود پزیر ہونے والا تھا۔

(815) وَعَنْ اَبِی الْمَلِيحِ، عَنْ اَبِيهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنِّسَائِیُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ: نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ.

✧✧ حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں (پر بیٹھنے یا لباس) کے طور پر پہننے سے منع کیا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

ترمذی شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے، درندوں کے چمڑوں کو بچھونے کے طور پر استعمال کریں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا اَوْ نَعْلًا اَوْ نَحْوَهُ

باب 125: جب کوئی شخص نیا لباس یا نیا جوتا پہنے یا کوئی اور نئی چیز پہنے تو کیا پڑھے

نیا لباس پہننے کی دعا کا بیان

(816) عَنْ اَبِی سَعِيدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ - عِمَامَةً، اَوْ قَمِيْصًا، اَوْ رِدَاءً - يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْاَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تھے تو اس کا نام لے کر عمامہ، قمیض یا چادر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

815-اخرجه ابو داؤد (4132) والترمذی (1777)

816-اخرجه احمد (12248) وابو داؤد (4020) والترمذی (1773) والحاکم (7408) وابن حبان (5420)

Marfat.com

''اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے تو نے ہی مجھے یہ پہننے کے لئے دیا ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لئے اس کو بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر اور جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَاءِ بِالْيَمِيْنِ فِي اللِّبَاسِ

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهُ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ.

باب 126: لباس میں دائیں طرف سے آغاز کرنا مستحب ہے

اس باب کا مقصود پہلے گزر چکا ہے اور ہم نے اس میں صحیح احادیث ذکر کردی ہیں

Marfat.com

4- کتَابُ آدَابِ النَّوْمِ

وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

سونے' لیٹنے' بیٹھنے' ہم نشینی اور خواب سے متعلق آداب

بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

باب 127: سوتے وقت کیا پڑھے؟

سونے کے وقت دعا پڑھنے کا بیان

(817) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ"

رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِىْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ .

✧✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو دائیں پہلو کی طرف لیٹتے تھے اور یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ! میں اپنی ذات تیرے سپرد کرتا ہوں اور میں نے اپنا رخ تیری طرف کرلیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تیری طرف تکیہ کرلیا (تیری رحمت کی طرف) رغبت کرتے ہوئے اور تیری (بے نیازی) سے ڈرتے ہوئے۔ تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے مبعوث کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو انہی الفاظ میں کتاب "الادب" میں نقل کیا ہے۔

باوضو ہو کر ایک پہلو پر سونے کا بیان

(818) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، وَقُلْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ، وَفِيْهِ: "وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ"

817-اخرجه احمد (6/8611) والبخارى (427) ومسلم (2710) وابو داؤد (5046) والترمذى (3394) والنسائى (773) وابن ماجه (3876) وابو يعلى (1668) وابن حبان (5527)

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو وضو کرو جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہو۔ پھر دائیں پہلو کے بل لیٹو اور پھر یہ دعا پڑھو (راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا دعا نقل کی) اور اس میں یہ الفاظ ہیں: ''تم ان کلمات کو اپنی آخری بات بنالو''۔ (متفق علیہ)

(819) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعات ادا کیا کرتے تھے۔ جب صبح صادق ہو جاتی تو دو مختصر رکعات ادا کیا کرتے تھے پھر دائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ موذن آتا اور آپ کو بلاتا۔

(820) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت اپنے بستر پر آتے تھے تو اپنا دایاں دست مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے مرتا (سوتا) اور زندہ ہوتا (بیدار ہوتا) ہوں۔

جب آپ بیدار ہوا کرتے تھے تو یہ پڑھا کرتے تھے ''ہر طرح کی حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد ہمیں زندگی دی ہے (یعنی نیند کے بعد بیدار کیا) اور اس کی بارگاہ میں اکٹھے ہونا ہے''۔

پیٹ کے بدل سونے کی ممانعت کا بیان

(821) وَعَنْ يَعِيْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ اَبِيْ : بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بَطْنِيْ إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِيْ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ"، قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَإِذَا

819-اخرجه احمد (9/25063) والبخاری (626) ومسلم (736) والدارمی (337/1) وابو داؤد (1335) والترمذی (440) والنسائی (1761) ومالك فی موطه (264) وابن حبان (2467) والبیهقی (44/3)

820-بخاری فی الدعوات' سنن الاربعه' ابو داؤد' فی الادب والترمذی فی الدعوات والشمائل' نسائی فی الیوم واللیله' ابن ماجه فی الدعاء

821-اخرجه احمد (15543) وابو داؤد (5040) وابن ماجه (3722) وقد اخرجه احمد (3/7867) والترمذی (2777) والحاکم (4/7709) وابن حبان (5549)

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

✧✧ حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد نے یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کسی شخص نے اپنے پاؤں کے ذریعے مجھے حرکت دی اور بولا: یہ لیٹنے کا طریقہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

راوی حدیث یعیش بن طخفہ کے احوال کا بیان

یعیش بن طخفہ : یہ غفاری ہیں' ان کی نسبت بنوغفار کی طرف ہے جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ یہ تابعی ہیں انہوں نے اپنے والد طخفہ سے "پیٹ کے بل سونے کی ممانعت" والی حدیث نقل کی ہے۔

لیٹے ہوئے بھی اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

(822) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

"اَلتِّرَةُ" : بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَهِیَ : النَّقْصُ، وَقِيْلَ : التَّبِعَةُ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو شخص کسی محفل میں بیٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اس کے لئے گناہ ہوگا اور جو شخص لیٹ جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اس میں اس کے لئے گناہ ہوگا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' "الترة" اس میں ت پر زیر پڑھی جائے گی۔ اس کا مطلب کسی چیز کا کم ہونا ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا مطلب گناہ ہے۔

بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

باب **128**: گدی کے بل چت لیٹنا اور دو پاؤں میں ایک کو دوسرے پر رکھنا جبکہ شرمگاہ کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور چوکڑی مار کر یا اکڑوں بیٹھنے کا جواز

822- اخرجه الحمیدی (1158) وابو داؤد (4865) واخرج احمد (3/9850)

Marfat.com

پاؤں ایک دوسرے پر رکھ کر لیٹنے کا بیان

(823) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے آپ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

چوکڑی مار کر بیٹھنے کا بیان

(824) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ ۔ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ ۔

✧✧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو اپنی محفل میں چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا تھا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

گھٹنوں کے بل بیٹھنے کا بیان

(825) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا، وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے صحن میں دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اس طرح ''احتباء'' کیا ہوا تھا اس کے بعد انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے ''احتباء'' کر کے دکھایا۔ (راوی کہتے ہیں) اس سے مراد گھٹنوں کے بل بیٹھنا ہے۔

(826) وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ ۔

823- بخاری فی الصلاة (475) مسلم فی اللباس (2100) ابو داؤد فی الادب (4866) ترمذی فی الاستیذان (2765) نسائی فی الصلاة (720) وابن حبان (5552) والدارمی (282/2) والحمیدی (414)

824- اخرجه ابو داؤد (4850) و مسلم (680)

825- اخرجه البخاری (6272)

826- اخرجه ابو داؤد (4847) وابو داؤد (3070) والترمذی (2833)

Marfat.com

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ .

✧✧ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھنے کے دوران اتنی عاجزی سے دیکھا تو میں خوف سے کانپ اٹھی۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(827) وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ، وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِي، فَقَالَ: "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟!"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

✧✧ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اس طرح سے بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی پشت پر رکھا ہوا تھا اور اپنے ہاتھ کے ذریعے اپنی پیٹھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کے طریقے سے بیٹھے ہوئے ہو جن پر غضب نازل ہوا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

بَابُ فِي اٰدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ

باب 129: محفل اور ہم نشینی کے آداب

مجلس میں کشادگی اختیار کرنے کا بیان

(828) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ، وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ يَجْلِسْ فِيْهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ سے خود وہاں نہ بیٹھ جائے بلکہ تم وسعت اور کشادگی اختیار کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے' جب کوئی شخص ان کے لئے اپنی جگہ سے اٹھتا تھا تو آپ وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔

(متفق علیہ)

827-اخرجه ابو داؤد (4848) والحاكم (4/7703)

828-اخرجه احمد (2/5629) والبخاری (911) ومسلم (2177) والترمذی (2750) وعبدالرزاق (19806) وابن حبان (586) وابن ابی شیبة (584/8) والدارمی (281/2) والبخاری (1140) والبیهقی (150/6)

Marfat.com

مجلس میں کسی شخص کواس کی جگہ سے نہ اٹھانے کا بیان

(829) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّجْلِسٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی جگہ سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانے کا بیان

(830) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا اِذَا اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسَ اَحَدُنَا حَیْثُ یَنْتَهِیْ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے تو جس شخص کو جہاں جگہ ملتی تھی وہاں بیٹھ جاتا تھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

نماز جمعہ کے آداب اور بیٹھنے کا بیان

(831) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَّوْمَ الْجُمُعَةِ، وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ، اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیبِ بَیْتِهٖ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ، اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

✧✧ حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جو بھی شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ممکن ہو اچھی طرح سے پاکیزگی حاصل کرے اور تیل لگائے اور اپنے گھر میں موجود خوشبو لگائے اور پھر نکلے اور

829- اخرجه احمد (3/8517) والدارمی (282/2) ومسلم (2179) وعبد الرزاق (19792) وابوداؤد (4853) وابن حبان (588) وابن ماجه (3717) والبیهقی (233/3)

830- اخرجه احمد (7/20983) والطیالسی (780) بخاری (1141) وابو داؤد (4825) والترمذی (2734) وابن حبان (6433) والبیهقی (231/3)

831- اخرجه احمد (7/23786) والبخاری (883) والدارمی (362/1) وابن ماجه (1097) وابن حبان (2776) وابن خزیمة (1763)

Marfat.com

دو آدمیوں کے درمیان علیحدگی کروا کے (درمیان میں نہ بیٹھے) اور پھر (نفل) نماز ادا کرے جو اس کے نصیب میں ہو۔ پھر وہ خاموش رہے جب امام کام کر رہا ہو تو اس کے اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھنے کا بیان

(832) وَعَنْ عمرو بن شُعَيب، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ : "لَا يُجْلَسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" .

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کسی شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ دو آدمیوں کے درمیان آ کر بیٹھ جائے البتہ اگر ان سے اجازت لے (تو ایسا کر سکتا ہے)

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے البتہ اگر ان سے اجازت لے تو ایسا کر سکتا ہے۔

محفل میں درمیان آ کر بیٹھنے پر وعید کا بیان

(833) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ : اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ : مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ .قَالَ التِّرْمِذِيُّ : "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے وہ جو محفل کے درمیان میں آ کر بیٹھے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' ایک شخص محفل کے درمیان آ کر بیٹھ گیا' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ملعون ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت

832-اخرجه احمد (2/7018) وابو داؤد (4845) والترمذی (2761)

833-اخرجه ابو داؤد (4826) والترمذی (2762) واحمد (9/23436)

Marfat.com

محمد ﷺ کی زبانی اس شخص پر لعنت کی ہے جو حلقے کے درمیان میں بیٹھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محفل میں وسعت اختیار کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(834) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الخدریِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ : "خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: سب سے بہتر مجلس وہ ہے جس میں گنجائش زیادہ ہو۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے جو بخاری کی شرائط کے مطابق ہے۔

فضول کلام والی محفل کے بعد دعا مانگنے کا بیان

(835) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ، فَكَثُرَ فِیْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ، اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں فضول گفتگو زیادہ ہوتی ہو اور پھر اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے

"تو پاک ہے اے اللہ حمد تیرے لئے ہے میں یہ گواہی دیتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔

تو اس شخص نے اس محفل میں جو بھی غلطی کی ہوگی وہ بخش دی جائے گی۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فضول محافل کے بعد ان کا کفارہ ادا کرنے کا بیان

(836) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِاٰخِرَةٍ

834- اخرجه احمد (4/1137) والبخاری (1136) وابو داؤد (4820) والحاکم (7704)

835- اخرجه احمد (3/10420) والترمذی (3444) وابن حبان (594) والحاکم (1/1969) وابن السنی (447) وابو داؤد (4858)

836- اخرجه ابو داؤد (4859) والدارمی (283/2) والحاکم (1/1971)

إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ : "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَّا كُنْتَ تَقُوْلُهُ فِيْمَا مَضٰى؟ قَالَ: "ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِّمَا يَكُوْنُ فِي الْمَجْلِسِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ 'الْمُسْتَدْرَكِ' مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ: "صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ" .

✧✧ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کسی محفل سے اٹھنے لگتے تھے تو یہ الفاظ ادا کیا کرتے تھے۔

"تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے میں گواہی دیتا ہوں' تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔

ایک شخص بولا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے آج وہ کلمہ پڑھا جو اس سے پہلے آپ نے نہیں پڑھا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اس محفل میں جو کچھ ہوا اس کا کفارہ ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' اس کو حاکم ابوعبداللہ نے مستدرک میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے اور فرمایا: ہے اس کی اسناد صحیح ہیں۔

ظالم کے تسلط سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

(837) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کسی محفل سے اٹھا کرتے تھے تو اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

"اے اللہ! اپنے خوف میں سے ہمیں بھی کچھ حصہ عطا کر جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور اپنی فرمانبرداری سے بھی حصہ عطا کر جو ہمیں جنت میں لے جائے اور یقین میں سے بھی حصہ عطا کر جو ہمارے لئے دنیاوی مصیبتوں کو آسان کردے اے اللہ! ہماری سماعتوں کو بصیرت کو اور ہماری قوت کو جب تک ہم زندہ رہیں طاقت ور رکھنا اور اسے ہماری طرف سے وارث بنا دینا اور ہمارا انتقام ان لوگوں تک رکھنا جنہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے اور جو شخص ہمارے خلاف دشمنی رکھے اس کے لئے ہمارے ساتھ مدد رکھنا اور ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ کرنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی خواہش نہ

837- اخرجه الترمذی (3513) والنسائی (404) والحاکم (1/1934)

Marfat.com

بنادینا اور ہمارا مبلغ علم نہ بنا دینا اور ہمارے اوپر اس شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے"۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

اللہ کے ذکر سے خالی محفل کی حالت کا بیان

(838) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ، وَّكَانَ لَهُمْ حَسْرَةٌ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی لوگ کسی محفل میں بیٹھیں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں جب وہ اٹھتے ہیں تو یوں اٹھتے ہیں جیسے مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہیں اور یہ محفل ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگی۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

محفل میں ذکر اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

(839) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ ؛ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ انہیں سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو لوگ کسی محفل میں بیٹھے ہوں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اپنے نبی پر درود نہ بھیجیں تو یہ ان کے لئے گناہ کا باعث ہوگی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے گا اور اگر چاہے تو بخش دے گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(840) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا، وَشَرَحْنَا "التِّرَةُ" فِيْهِ .

✧✧ انہی کے حوالے سے یہ روایت بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی جگہ پر بیٹھے اور اللہ کا ذکر نہ

838-ابو داؤد (4855) والحاکم (1808) واحمد (3/10827)

839-اخرجه الترمذی (3391) واحمد (3/9771)

840-ابو داؤد فی آداب النوم

کرے تو یہ اس کے لئے گناہ ہوگا اور جو شخص لیٹے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے گناہ ہوگا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اس سے کچھ پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے اور ہم نے وہاں اس میں استعمال ہونیوالے لفظ ''الترة'' کی وضاحت کردی ہے۔

بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

باب 130: خواب اور اس سے متعلق جو کچھ منقول ہے

خواب کے معنی و مفہوم کا بیان

"خواب" کے معنی ہیں وہ بات جو انسان نیند میں دیکھے " محققین " کہتے ہیں کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو محض خیال کہ دن بھر انسان کے دماغ اور ذہن پر جو باتیں چھائی رہتی ہیں، وہ خواب میں مشکل ہو کر نمودار ہو جاتی ہیں، دوسری طرح کا خواب وہ ہے جو شیطانی اثرات کا عکاس ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر ڈراؤنے خواب نظر آیا کرتے ہیں اور تیسری طرح کا خواب وہ ہے جو منجانب اللہ بشارت اور بہتری کو ظاہر کرتا ہے، خواب کی یہی تیسری قسم "رویاء صالحہ " کہلاتی ہے اور اس کی حقیقت علماء اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں علوم معرفت اور ادراکات واحسان کا نور پیدا کر دیتا ہے، جیسا کہ وہ جاگنے والے کے دل کو علوم و معرفت اور ادرکات واحساسات کی روشنی سے منور کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بلاشک وشبہ اس پر قادر ہے، کیونکہ نہ تو بیداری قلب انسانی میں نور بصیرت کے پیدا ہونے کا ذریعہ ہے اور نہ نینداس سے مانع۔

واضح رہے کہ سونے والا اپنے خواب میں جن باتوں کا ادراک واحساس کرتا ہے اور جن چیزوں کو اس کا نور بصیرت دیکھتا ہے وہ دراصل وقوع پذیر ہونے والی چیزوں کی علامت واشارہ ہوتا ہے اور یہی علامت واشارہ تعبیر کی بنیاد بنتا ہے۔ کبھی یہ علامت و اشارہ اتنا غیر واضح ہوتا ہے کہ اس کو عارفین و معبرین ہی سمجھ پاتے ہیں اور کبھی اتنا واضح ہوتا ہے کہ عام انسانی ذہن بھی اس کی مراد پا لیتا ہے۔ جیسا کہ بادل کو دیکھ کر بارش کے وجود کی طرف ذہن خود بخود چلا جاتا ہے۔

سونا اور خواب آنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴾ (الروم : 23) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کے وقت سونا ہے''۔

سچے خوابوں کی اہمیت کا بیان

(841) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: نبوت میں سے

841- اخرجه البخاری (6990)

Marfat.com

صرف خوشخبری دینے والی چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا خوشخبری دینے والی چیزوں سے مراد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: سچے خواب۔

شرح

مبشرات" (میم کے پیش اور باء کے زبر کے ساتھ) بشارت سے مشتق ہے جس کے معنی خوش خبری کے ہیں اعرابی میں لفظ" بشارت" کا استعمال عام طور پر خیر کے سیاق میں ہوتا ہے لیکن کبھی شر کے ساتھ بھی اس کو استعمال کر لیا جاتا ہے اسی طرح رویا کا اطلاق عام طور پر اچھے خواب پر ہوتا ہے اور برے خواب کو حلم کہتے ہیں لیکن یہ فرق و تخصیص شرعی نقطہ نظر سے ہے ویسے لغت کے اعتبار سے رؤیا مطلق خواب کو کہتے ہیں، چنانچہ یہاں حدیث میں بھی لفظ رؤیا مطلق خواب کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ رؤیاء سے اچھا خواب مراد ہے تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ "صالحہ" کا ذکر محض لفظ رؤیا کی وضاحت و تشریح کے لئے ہے یا یہ کہ "صالحہ" اصل میں صادقہ کے معنی میں ہے کہ رؤیا صالحہ سے مراد وہ اچھا خواب ہے جو سچا یعنی واقع کے مطابق ہو۔ پہلے معنی میں یعنی لفظ صالحہ کو رؤیا کی وضاحت و تشریح قرار دینا زیادہ صحیح اور مبشرات کے معنی کے موافق ہے کیونکہ اچھے خواب کا مطلب اچھی خبر ہے اور بشارت بھی کلیۃ یا عام طور پر دل و دماغ کو خوش کرنے والی ہی ہوتی ہے۔

اگرچہ طیبی کے قول کے مطابق بشارت میں صدق کا بھی اعتبار ہوتا ہے لیکن حدیث کا سیاق اس کا متقاضی ہے کہ دوسرے معنی صالحہ (بمعنی صادقہ) مراد لیا جائے کیونکہ حدیث میں خواب کو نبوت کا ایک جز کہا گیا ہے اور نبوت میں سچی خبر کا اعتبار ہے خواہ وہ خوش کرنے والی ہو یا ڈرانے والی ہو، اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ مبشرات کا استعمال از راہ تغلیب یا یہ کہ "مبشرات" اپنے مطلق معنی یعنی "مخبرات" پر محمول ہے۔

مؤمن کے خواب سچے ہوا کرتے ہیں

(842) وَعَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ : "اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا، اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا".

✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب زمانہ قریب آجائے گا تو مومن کے خواب جھوٹے نہیں ہوں گے اور مومن کا خواب نبوت کا 46 واں حصہ ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: سب سے زیادہ سچے خواب اس کے ہوں گے جو سب سے زیادہ سچا ہو گا۔

شرح

ظاہر یہ ہے کہ یہاں رویاء صالحہ سے مراد صادقہ ہے یعنی وہ اچھا خواب جو سچا بھی ہو اس موقع پر ایک اشکال واقع ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی جز و حصہ اس چیز سے جدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ جب نبوت باقی نہیں

842- اخرجه البخاری (7017) و مسلم (2663) و ابو داؤد (5019) و الترمذی (2270)

Marfat.com

رہی ہے تو نبوت کا جز وحصہ یعنی رویاء صالحہ کیوں کر باقی رہے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی یہ ہیں کہ رویاء صالحہ علم نبوت کے اجزاء اور حصوں میں سے ایک جز وحصہ ہے اور ظاہر ہے کہ علم نبوت باقی ہے اگر چہ نبوت باقی نہیں ہے گویا حدیث میں مذکورہ الفاظ کے ذریعہ رویاء صالحہ کی فضیلت ومنقبت بیان فرمائی گئی ہے کہ اچھا خواب حقیقت میں نبوت کا پر تو ہے اگر چہ اس کو دیکھنے والا غیر نبی ہو جیسا کہ ایک ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے نیک راہ در دش حلم گرانباری اور میانہ روی نبوت میں سے ہے چھیالیس کے عدد کی تخصیص کے بارے میں اگر چہ علماء نے مختلف باتیں لکھی ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ نہ صرف اس کا بلکہ دوسری متعدد چیزوں جیسے نماز کی رکعات اور تسبیحات وغیرہ کے بارے میں اعداد مشروع ومذکور ہیں ان کی علت وحقیقت کا علم شارع السلام علیہ کو ہی ہے ایک اور رایت میں چھیالیس کے بجائے چھبیس ایک روایت میں چھہتر اور ایک روایت میں چوبیس کا عدد مذکور ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کسی بھی روایت میں کسی خاص عدد سے تحدید مراد نہیں ہے محض تکثیر مراد ہے

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا بیان

(843) وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ رَآنِىْ فِى الْمَنَامِ فَسَيَرَانِىْ فِى الْيَقْظَةِ - اَوْ كَاَنَّمَا رَآنِىْ فِى الْيَقْظَةِ - لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطٰنُ بِىْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری کے عالم میں دیکھ لے گا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گویا اس نے مجھے بیداری کے عالم میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے گویا عالم بیداری میں میرا دیدار کیا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس شخص پر وہ احکام عائد ہوں جو واقعۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار وصحبت کی صورت میں ہوتے ہیں۔ یعنی نہ تو ایسے شخص کو صحابی کہا جائے گا اور نہ اس چیز پر عمل کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا جس کو اس نے اپنے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا، بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے فرمائی میرے زمانہ میں جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہجرت کی توفیق عطا فرمائے گا۔ تاکہ وہ مجھ سے آ کر ملے۔ یا یہ مراد ہے کہ آخرت میں میرا دیدار کرے گا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی اخبار کے ہے، مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس کو خبر دیدو کہ اس کا خواب حقیقی اور سچا ہے اضغاث احلام میں سے نہیں ہے کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ یعنی اس کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ کسی کے خواب میں آئے اور اس کے خیال میں یہ بات ڈالے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ جھوٹ لگائے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ شیطان حق تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جھوٹ دکھا سکتا ہے، یعنی دیکھنے والے کو اس خیال و

843- اخرجه البخاری (110) و مسلم (6266) و ابو داؤد (5023) و ابن حبان (6051) و احمد (3/7556)

Marfat.com

وسوسہ میں مبتلا کرسکتا ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی صورت ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہرگز نہیں بن سکتا۔اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جھوٹ لگا سکتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت وراستی کے مظہر ہیں۔ جب کہ شیطان لعین ضلالت وگمراہی کا مظہر ہے اور ہدایت وضلالت کے درمیان پانی اور آگ کی نسبت ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس کے برخلاف حق تعالیٰ کی ذات الٰہی صفات ہدایت واضلال اور صفات متضادہ کی جامع ہے علاوہ ازیں صفت الوہیت ایسی صفت ہے جس کا مخلوقات میں سے کسی کا دعوی کرنا صریح البطلان ہے اور محل اشتباہ نہیں ہے، جب کہ وصف نبوت اس درجہ کی صفت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص الوہیت کا دعوی کرے تو اس سے خرق عادات صادر ہوسکتا جب کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے تو اس سے معجزہ کا ظاہر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

اچھا خواب دیکھنے کے بعد اللہ کی حمد کرنے کا بیان

(844) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ : "اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ رُؤْیَا یُحِبُّهَا، فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا، وَلْیُحَدِّثْ بِهَا

وَفِیْ رِوَایَةٍ : فَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَكْرَهُ، فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطٰنِ، فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا یَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے پسند ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اسے اللہ کی حمد بیان کرنی چاہئے اور اس خواب کو بیان کر دینا چاہئے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: یہ خواب صرف اس کے سامنے بیان کرنا چاہئے جو شخص اسے پسند ہو اور جب اس کے برعکس خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔ اسے اس کے شر سے پناہ مانگی چاہئے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرنا چاہئے وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

(845) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ – وَفِیْ رِوَایَةٍ : الرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ – مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطٰنِ، فَمَنْ رَّاٰی شَیْئًا یَّكْرَهُهٗ فَلْیَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْیَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّیْطٰنِ ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

"النَّفْثُ" : نَفْخٌ لَّطِیْفٌ لَّا رِیْقَ مَعَهٗ .

844- اخرجه البخاری (6985) والترمذی (3464) والنسائی (899) ومسلم (4/2261)

845- اخرجه مالك (1874) واحمد (8/22646) والبخاری (3292) ومسلم (2261) وابن حبان (6059) والدارمی (124/2) والحمیدی (418) والبیهقی فی الادب (987)

Marfat.com

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سچے خواب، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بُرے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، جو کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دے اسے شیطان کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے تو یہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

"النفث" ایسی ہلکی پھونک جس کے ساتھ تھوک نہ ہو۔

برے خواب کے بعد پناہ طلب کرنے کا بیان

(846) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثَلَاثًا، وَّلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، اگر کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دینا چاہئے اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی تین مرتبہ پناہ مانگنی چاہئے اور جس پہلو کے بل وہ سو رہا تھا اسے تبدیل کر لینا چاہئے۔

شرح

یہاں تھتکارنے کے لئے لفظ بصق استعمال کیا گیا ہے جب کہ پچھلی حدیث میں لفظ تفل مذکور ہے، مفہوم ومطلب کے اعتبار سے تو دونوں لفظ بظاہر یکساں ہیں لیکن دونوں میں ایک ہلکا سا فرق یہ ہے کہ تفل کے معنی ہیں منہ سے تھوک نکالنا جب کہ بصق کا مفہوم ہے منہ کے اندر سے (تھوک) نکالنا اس طرح کہ کچھ حلق سے بھی نکلے منہ سے نکلے ہوئے تھوک کو بصاق کہتے ہیں اور بزاق بھی کہا جاتا ہے اس سے واضح ہوا کہ تھتکارنے کے سلسلے میں پہلا درجہ بصق ہے اس کے بعد تفل ہے تفل کے بعد نفث ہے جس کے معنی ہیں لبوں کے تھوک کے ساتھ پھونکنا اور اس کے بعد نفخ ہے جو محض پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔ مسلم کی ایک روایت ہے میں فلیبصق کے بجائے فلینفث کا لفظ منقول ہے نیز اس حدیث میں بائیں طرف تھتکارنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ پچھلی حدیث میں مطلق تھتکارنے کا حکم ہے اسی طرح اسی حدیث میں کروٹ تبدیل کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ خواب کے اثرات وکیفیات میں تغیر وتبدیلی کے لئے یہ چیزیں یعنی کروٹ پھیر لینا بہت تاثیر رکھتی ہے۔

جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت کا بیان

(847) وَعَنْ اَبِى الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِىَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ، اَوْ يُرِىَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، اَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلُ

846-اخرجه مسلم (2262) و ابو داؤد (5025) وابن حبان (3905)

847-اخرجه احمد (5/16008) والبخاری (3509) وابن حبان (32) والحاکم (4/8204)

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابو اسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بڑا جھوٹا الزام یہ ہے' کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے یا اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہیں دیکھی (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) یا اللہ کے رسول کے بارے میں وہ بات بیان کرے جو انہوں نے ارشاد نہیں فرمائی۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

شرح

یہ ہے کہ آنکھوں پر یہ جھوٹ باندھا جائے کہ انہوں نے دیکھا ہے حالانکہ حقیقت میں انہوں نے کچھ نہیں دیکھا، گویا مقصود جھوٹا خواب بنانے کی مذمت ظاہر کرنا ہے اور اس کو بڑا بہتان اس لئے فرمایا گیا ہے کہ خواب ایک طرح سے وحی کے قائم مقام ہے اور اس کا تعلق حق تعالیٰ سے ہے پس جھوٹا خواب بنانا گویا حق تعالیٰ بہتان باندھنا ہے۔ ایک حدیث میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ خواب دکھانے کے لئے فرشتے کو بھیجتا ہے۔

راوی حدیث واثلہ بن اسقع کے احوال کا بیان

واثلہ بن اسقع: ان کی کنیت ابو اسقع ہے۔ یہ کنانی لیثی ہیں۔ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جانے کے لئے تیار تھے۔ یہ آپ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد یہ دمشق اور حمص کی فتح میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ یہ مدینہ منورہ کے اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ چھیاسی ہجری میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا۔ ان سے ایک سو چھپن احادیث منقول ہیں۔

Marfat.com

(5) کِتَابُ السَّلَامِ

یہ کتاب سلام کے بیان میں ہے

لفظ سلام کے معنی ومفہوم کا بیان

سلام کے معنی ہیں نقائص وعیوب سے برأت ونجات پانا۔ سلام اللہ تعالیٰ کا ایک اسم پاک ہے جس کے معنی ہیں وہ ذات جو ہر عیب وآفت اور تغیر وفنا سے پاک اور محفوظ ہے۔ سلام اسلامی تہذیب ومعاشرت کا ایک خاص رکن ہے اس کے لئے جو الفاظ مقرر کئے گئے وہ السلام علیک ہے اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے حال سے واقف ہے لہٰذا غفلت اختیار نہ کر، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کا تجھ پر سایہ ہے یعنی اللہ کی حفاظت ونگہبانی میں ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اللہ معک۔ یعنی اللہ تیرے ساتھ ہے اکثر علماء کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھ پر سلامتی ہو یعنی تو مجھ سے سلامتی میں ہے اور مجھ کو بھی اپنے سے سلامتی میں رکھ۔ اس صورت میں سلام سلم سے مشتق ہوگا جس کے معنی مصالحت کے ہیں اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تو مجھ سے حفظ وامان میں رہ اور مجھ کو بھی حفظ وامان میں رکھ۔ منقول ہے کہ سلام کرنے کا طریقہ اسلام کے بالکل ابتدائی زمانہ میں مشروع ہوا تھا اور اس کا مقصد ایک ایسی علامت کو رائج کرنا تھا جس کے ذریعہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز کیا جاسکے تاکہ ایک مسلمان، دوسرے مسلمان سے تعرض نہ کرے گویا اس کلمہ کو اپنی زبان سے ادا کرنے والا اس بات کا اعلان کرتا تھا کہ میں مسلمان ہوں اور پھر یہ طریقہ مستقل طور پر مشروع قرار پایا۔

بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاِفْشَائِهٖ

باب 131: سلام کی فضیلت اور اسے عام کرنے کا حکم

گھر میں داخل ہونے کی اجازت وسلام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا ﴾ (النور: 27)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! ایسے گھروں میں جو تمہارے گھر نہ ہوں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو (اور اجازت لیتے ہوئے) انہیں سلام نہ کرو۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

Marfat.com

﴿ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ﴾ (النور : 61)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے اوپر سلام کرو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہوگی' جو برکت والی اور پاکیزہ ہوگی''۔

اسی آیت کے عموم سے معلوم ہوا کہ کسی دوسرے شخص کے گھر میں جانے سے پہلے استیذان کا حکم عام ہے مرد عورت محرم غیر محرم سب کو شامل ہے۔ عورت کسی عورت کے پاس جائے یا مرد مرد کے پاس، سب کو استیذان کرنا واجب ہے اسی طرح ایک شخص اگر اپنی ماں اور بہن یا دوسری محرم عورتوں کے پاس جائے تو بھی استیذان کرنا چاہئے۔ امام مالک نے موطاء میں مرسلاً عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی والدہ کے پاس جاتے وقت بھی استیذان کروں آپ نے فرمایا ہاں استیذان کرو۔

اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تو اپنی والدہ ہی کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لئے بغیر گھر میں نہ جاؤ اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ میں تو ہر وقت ان کی خدمت میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لئے بغیر گھر میں نہ جاؤ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اپنی والدہ کو ننگی دیکھو اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا اسی لئے استیذان کرنا چاہئے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ گھر میں کسی ضرورت سے ستر کھولے ہوئے ہوں۔ (تفسیر مظہری، سورہ نور، لاہور)

سلام کا جواب اچھے طریقے سے دینے کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ﴾ (النساء : 86)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جب تم سلام کرو تو جواب میں اس سے بہتر (سلام کا جواب) دو یا وہی دے دو''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ﴾

(الذاریات : 25-24).

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس ابراہیم کے پاس معزز مہمانوں کی خبر نہیں آئی جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے: سلام ہو' اس نے جواب دیا: (تمہیں بھی) سلام ہو''۔

سلام، سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض اور جواب میں افضل ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام پر کچھ بڑھائے مثلاً پہلا شخص السلام علیکم کہے تو دوسرا شخص وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر پہلے نے ورحمۃ اللہ بھی کہا تھا تو یہ وبرکاتہ اور بڑھائے پس اس سے زیادہ سلام و جواب میں اور کوئی اضافہ نہیں ہے کافر، گمراہ، فاسق اور استنجا کرتے مسلمانوں کو سلام نہ کریں۔ جو شخص خطبہ یا تلاوت قرآن یا حدیث یا مذاکرہ علم یا اذان یا تکبیر میں مشغول ہو اس حال میں ان کو سلام نہ کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے تو ان پر جواب دینا لازم نہیں اور جو شخص شطرنج، چوسر، تاش، گنجفہ وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیل رہا ہو یا گانے بجانے میں مشغول ہو یا پاخانہ یا غسل خانہ میں ہو یا بے عذر برہنہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو بی بی کو سلام کرے ہندوستان میں یہ

Marfat.com

بڑی غلط رسم ہے کہ زن وشوہر کے اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو سلام سے محروم کرتے ہیں باوجود یہ کہ سلام جس کو کیا جاتا ہے اس کے لئے سلامتی کی دعا ہے۔

ہر واقف و ناواقف کو سلام کرنے کا بیان

(848) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَجُلًا سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کسی شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا اسلام بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا کھلانا اور ہر واقف اور ناواقف شخص کو سلام کرنا۔

دو اوصاف کی تخصیص کا بیان

اور دو اوصاف کی تخصیص، سائل کے حال کے مناسبت سے ہے لہٰذا مختلف اوقات میں مختلف اعمال کو افضل فرمانا کہ کسی موقع پر کسی عمل کو افضل فرمایا اور کسی موقع پر کسی کو، سائل کے احوال کے اختلاف و تفاوت پر مبنی ہوتا تھا دریافت کرنے والا جس مزاج و احوال کا آدمی ہوتا تھا اور اس کا رجحان جس نیک خصلت کی ضد کی طرف ہوتا اس کے سامنے اسی نیک خصلت کو افضل قرار دیا جاتا تھا مثلاً کسی شخص نے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ اور آپ جانتے تھے کہ اس شخص کے مزاج میں بخل ہے تو اس سے فرماتے کہ کھانا کھلانا، سب سے بہتر ہے لہٰذا یہاں جس شخص نے سوال کیا تھا آپ نے اس کے احوال کے مناسبت سے اس سے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور ہر آشنا و ناآشنا کو سلام کرنا بہتر عمل ہے۔ لفظ تقری (تا کے پیش کے ساتھ) اقراء سے مشتق ہے اور اس کے معنی پڑھوانے کے ہیں یہ لفظ تاء کے زبر کے ساتھ منقول ہے جو قرات سے مشتق ہے اور جس کے معنی پڑھنے کے ہیں اگر موخر الذکر صورت میں مفہوم زیادہ بہتر طور پر واضح نہیں ہوتا لہٰذا اس کی توجیہ یہ کی جائے گی کہ سلام کرنے والا چونکہ مسلم علیہ (جس کو سلام کیا گیا ہے) کے جواب دینے کے باعث ہوتا ہے اس لئے گویا وہ اس کی زبان سے وہ کلمہ پڑھواتا ہے جس کا تعلق سلام اور اس کے جواب سے ہے۔ اس حدیث یہ بات واضح ہوئی کہ سلام کا تعلق شناسائی کے حقوق سے نہیں ہے بلکہ یہ ان حقوق میں سے ہے جو اسلام نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے تئیں عائد کئے ہیں اس طرح مریض کی عیادت اور اس جیسے دوسرے امور بھی اسلامی حقوق و واجبات سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ آگے آنے والی حدیث سے واضح ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے سلام کے ہونے کا بیان

(849) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ

848- اخرجه احمد (2/6592) والبخاری (12) ومسلم (39) وابو داؤد (5194) والنسائی (5015) وابن ماجه (3253) وابن حبان (505)

849- اخرجه احمد (3/8177) وعبدالرزاق (19435) والبخاری (3326) ومسلم (2841) وابن حبان (6162)

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ ؛ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ ۔ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوْا : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ : وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کر دیا تو فرمایا جاؤ ان کو سلام کرو۔ یہ حکم ان فرشتوں کے بارے میں تھا جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور تم وہ سننا جو وہ تمہیں جواب دیں گے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب دینے کا طریقہ ہوگا۔ آدم نے اسلام علیکم کہا تو ان فرشتوں نے کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ۔ ان فرشتوں نے رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ کر دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں سے سلام وجواب ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا، ان کی لمبائی ساٹھ گز کی تھی جب اللہ نے ان کو بنایا تو ان سے فرمایا جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو اور وہ جماعت فرشتوں کی تھی جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی پھر سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتی ہے وہ جو جواب دے گا وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہے۔ چنانچہ حضرت آدم اس حکم الٰہی کی تعمیل میں فرشتوں کی اس جماعت کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمہ اللہ (یعنی تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو) آنحضرت نے فرمایا کہ گویا آدم کے سلام کے جواب میں ورحمۃ اللہ کا لفظ فرشتوں نے زیادہ کیا پھر آپ نے فرمایا کہ پس جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔

وہ آدم کی صورت پر ہوگا بایں طور پر کہ اس کی لمبائی ساٹھ گز کی ہوگی یعنی جنت میں جانے والے حضرت آدم کے قد کی مذکورہ بلندی اور ان کے حسن وجمال کے ساتھ وہاں داخل ہوں گے۔ پھر حضرت آدم کے بعد لوگوں کی ساخت برابر کم ہوتی رہی یہاں تک کہ موجودہ مقدار کو پہنچی۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 562)

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔ اس ارشاد گرامی کے معنی میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی احادیث صفات میں سے ہے جس کے حقیقی مفہوم ومطلب تک رسائی ممکن نہیں ہے اس لئے اس بارے میں کوئی تاویل وتوجیہ کرنے کے بجائے سکوت ہی بہتر ہے جیسا کہ اس قسم کے ان اقوال وارشادات کے بارے میں سکوت اختیار کیا جاتا ہے جو متشابہات کہلاتے ہیں علماء سلف اسی قول کی طرف مائل ہیں جب کہ بعض دوسرے حضرات اس ارشاد گرامی کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں جن سے مشہور تاویل یہ ہے کہ فلاں معاملہ کی صورت مسئلہ یہ ہے یا صورت حال یوں ہے ظاہر ہے کہ جس طرح کسی مسئلہ یا حال کی کوئی ظاہر صورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ صورت کا لفظ استعمال کر کے حقیقت میں اس مسئلہ یا حال کی صفت و کیفیت مراد ہوتی ہے اس طرح یہاں اللہ کی صورت کا لفظ سے مراد اللہ کی صفت جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صفت پر بنایا اور ان کو صفات کے ساتھ موصوف کیا جو صفات کریمہ باری تعالیٰ کا پرتو ہے چنانچہ اللہ نے ان کو، حی، عالم، قادر، مرید، متکلم، سمیع اور بصیر بنایا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ صورۃ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف، شرف وعظمت کو ظاہر کرنے کے لئے

Marfat.com

ہے۔

جیسا کہ روح اللہ اور بیت اللہ میں روح اور بیت کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس لطیف وجمیل صورت پر پیدا کیا جو اسرار و لطائف پر مشتمل ہے اور جس کو اس نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ اپنے پاس سے عطا کیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ صورتہ کی ضمیر حضرت آدم کی طرف راجع ہے یعنی اللہ نے آدم کو انہی کی صورت پر بنایا مطلب یہ ہے کہ وہ ابتداء آفرینش سے ہی شکل پر تھے دوسرے انسانوں کی طرح ان کی تخلیق اس تدریجی طور پر نہیں ہوئی تھی کہ پہلے وہ نطفہ تھے پھر مضغہ ہوئے پھر جنین، پھر طفل، پھر صبی اور پھر پورے مرد ہوئے بلکہ وہ ابتداء ہی میں تمام اعضاء و جوارح، کامل شکل وصورت اور ساٹھ گز کے قد کے پورے انسان بنائے گئے تھے لہٰذا اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا سے مراد آدم کی تخلیق و پیدائش کی حقیقت کو واضح کرنا ہے اور چونکہ دیگر صفات کے برخلاف قد کی لمبائی ایک غیر معروف چیز تھی اس لئے اس کو خاص طور پر ذکر کیا اسی طرح چونکہ لمبائی پر چوڑائی بھی قیاس کی جاسکتی ہے اور اجمالی طور پر اس کا تصور ذہن میں آسکتا ہے لہٰذا چوڑائی کو ذکر نہیں کیا۔ ورحمۃ اللہ کا لفظ فرشتوں نے زیادہ کیا اس کے ذریعہ سلام کے جواب کے سلسلے میں ایک تہذیب وشائستگی اور ادب فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا چنانچہ افضل طریقہ یہی ہے کہ اگر کوئی شخص السلام علیک کہے تو اس کے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے اسی طرح اگر کوئی السلام علیک ورحمۃ اللہ کہے تو اس کے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے ایک روایت میں ورحمۃ اللہ کے بعد ومغفرۃ کا لفظ بھی منقول ہے حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں وعلیک السلام کے بجائے السلام علیک کہنا بھی درست ہے کیونکہ معنی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لیکن جمہور علماء کے نزدیک افضل یہی ہے کہ جواب میں وعلیک السلام یا وعلیکم السلام ہی کہا جائے رہی یہ بات کہ فرشتوں نے حضرت آدم کے سلام کے جواب میں وعلیک کے بجائے السلام علیک کیوں کہا تو ہوسکتا ہے کہ ملائکہ نے بھی یہ چاہا ہوگا کہ سلام کرنے میں وہ خود ابتداء کریں، جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ جب دو آدمی ملتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سلام میں ابتداء کرنا چاہتا ہے تو دونوں ہی ایک دوسرے سے السلام علیک یا السلام علیکم کہتے ہیں لیکن یہ بات واضح رہے کہ جواب کے درست و صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جواب سلام کے بعد واقع ہو نہ کہ دونوں ایک ساتھ واقع ہوں جیسا کہ فاستمع ما یحیونک سے واضح ہوتا ہے چنانچہ فاستمع میں حرف فا تعقیب کے لئے ہے جو مذکورہ وضاحت کی دلیل ہے عام طور پر لوگ اس مسئلہ سے بہت غافل ہیں اس لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اگر دو شخص ملیں اور دونوں ایک ہی ساتھ السلام علیکم کہیں تو دونوں میں سے ہر ایک پر جواب دینا واجب ہوگا۔ حدیث کا آخری جملہ، تقدیم وتاخیر، پر دلالت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم کا قد ساٹھ گز تھا ان کے بعد لوگوں کے قد بتدریج کوتاہ ہوتے گئے پھر جنت میں داخل ہوں گے تو سب کے قد دراز ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت آدم کا قد تھا۔

(850) وَعَنْ اَبِی عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمرنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

850- باب تعظیم حرمات المسلمین کے تحت تخریج آچکی

Marfat.com

وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ : بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَافْشَاءِ السَّلَامِ، وَابْرَارِ الْمُقْسِمِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ .

✧✧ حضرت ابوعمارۃ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی عیادت کرنا' جنازے کے ساتھ جانے کا' چھینکنے والے کو جواب دینا' کمزور کی مدد کرنا' مظلوم کی مدد کرنا' سلام پھیلانے کا اور قسم پوری کروانا (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کی ایک روایت کے ہیں۔

باہمی محبت وسلام دعا کا بیان

(851) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوا، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو کیا میں تمہاری ایسی چیز کی طرف رہنمائی کروں اگر تم وہ کرلو گے تو آپس میں محبت ہو جائیگی تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔

(852) وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت ابویوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا "اے لوگو اسلام کو پھیلاؤ' لوگوں کو کھانا کھلاؤ' رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھو اور اس وقت نماز ادا کرو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حسن صحیح ہے۔

کثرت کے ساتھ بازاروں میں سلام کرنے کا بیان

(853) وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ : اَنَّهُ كَانَ يَاْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَيَغْدُوْا مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ، قَالَ: فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَّلَا مِسْكِيْنٍ، وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا

851-باب فضل الحب فی اللہ والحث علیہ کے تحت تخریج گزر چکی

852-اخرجه احمد (9/23845) والترمذی (2493) وابن ماجه (1334) والحاکم (3/4283) والدارمی (1460)

853-اخرجه مالك (1793)

Marfat.com

سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ : فَجِئْتُ عبد الله بنَ عُمَرَ يَوْماً، فَاسْتَتْبَعَنِى إِلَى السُّوقِ، فَقُلْتُ لَهُ : مَا تَصْنَعُ بِالسُّوقِ، وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُومُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِى مَجَالِسِ السُّوقِ؟ وَأَقُولُ : اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثْ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَطْنٍ - وَكَانَ الطفَيْلُ ذَا بَطْنٍ - إِنَّمَا نَغْدُوا مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ، فَنُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيْنَاهُ .

رَوَاهُ مَالِكٌ فِى الْمُوطَّأ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

✧✧ حضرت طفیل بن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انہیں ساتھ لے کر بازار کی طرف چلے جاتے تھے جب ہم بازار کی طرف جاتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس بھی کباڑیے یا کسی چیز کو فروخت کرنیوالے یا کسی غریب کے پاس سے گزرتے یا جس شخص کے پاس سے بھی گزرتے اسے سلام کرتے تھے۔ طفیل کہتے ہیں ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو وہ مجھے ساتھ لے کر بازار کی طرف جانے لگے تو میں نے ان سے کہا بازار میں آپ کیا کرتے ہیں' آپ نہ کسی فروخت کرنیوالے کے پاس ٹھہرتے ہیں نہ کوئی سامان خریدتے ہیں نہ کوئی سودے بازی کرتے ہیں نہ بازار کی کسی محفل میں بیٹھتے ہیں' میں نے کہا آپ یہیں بیٹھیں ہم بات چیت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: او موٹے' راوی بیان کرتے ہیں' حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا جسم موٹا تھا' ہم اس لئے جاتے ہیں تاکہ ہم ہر اس شخص سے سلام کریں جس سے ہماری ملاقات ہوتی ہے۔

اس حدیث کو امام مالک نے ''موطاء'' میں صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

راوی حدیث طفیل بن ابی بن کعب کے احوال کا بیان

طفیل بن ابی بن کعب: یہ مدنی ہیں، تابعی ہیں، ان کی کنیت ابوالبطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ نکلا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے والد حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابن سعد' عجلی اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

باب 132: سلام کا طریقہ

سلام کرنے کے طریقے کا بیان

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُولَ الْمُبْتَدِءُ بِالسَّلَامِ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ . فَيَأْتِ بِضَمِيرِ الْجَمْعِ، وَإِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا، وَيَقُولُ الْمُجِيبُ : وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَأْتِى بِوَاوِ الْعَطْفِ فِى قَوْلِهِ : وَعَلَيْكُمْ

یہ بات مستحب ہے' سلام میں آغاز کرنے والا السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ' کہے' یعنی وہ جمع کا صیغہ استعمال کرے اگرچہ جس کو سلام کیا جارہا ہے وہ اکیلا شخص ہو جواب دینے والا شخص یہ کہے وعلیکم سلام ورحمت اللہ وبرکاتہ' یعنی وہ یہاں وعلیکم میں عطف کے لئے ''و'' استعمال کرے گا۔

سلام کے الفاظ میں اضافہ کے سبب نیکیوں میں کثرت کا بیان

(854) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "ثَلَاثُوْنَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا: پھر وہ بیٹھ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دس نیکیاں ملی ہیں پھر ایک اور صاحب آئے' انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی جواب دیا: وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بیس نیکیاں ملی ہیں پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا: اور جب وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

سلام کے جواب میں بڑھا کر سلام کرنے کا بیان

(855) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰكَذَا وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ" وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا، وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ.

✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یہ جبریل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (متفق علیہ)

صحیحین کی بعض روایات میں اسی طرح منقول ہے۔ وبرکاتہ اور بعض روایات میں یہ منقول نہیں ہے تاہم ثقہ راوی کا اضافہ مقبول ہوتا ہے۔

بار بار سلام کرنے کا بیان

(856) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تكلم بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا

854-اخرجه ابو داؤد (5196) والترمذی (2689) والبخاری (986) والترمذی (2706) والنسائی (10200) والحمیدی (1162) وابن حبان (403)

855-اخرجه البخاری (3217) ومسلم (2447) وابو داؤد (5232) والترمذی (2693) وابن ماجه (3696)

856-اخرجه البخاری (94) والترمذی (2723)

Marfat.com

حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سلم عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا اِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيْرًا

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کرتے تھے تو اسے تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی تھی اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تھے تو انہیں تین مرتبہ سلام کیا کرتے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس صورت پر محمول ہوگا جب حاضرین کی تعداد زیادہ ہو۔

بیدار لوگوں کو سلام کرنے کا بیان

(857) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِيْثِهِ الطويل، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ، فَيَجِیْءُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا، وَّيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

✧✧ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث میں یہ بات بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کے حصے کا دودھ رکھا کرتے تھے۔ آپ رات کے وقت تشریف لایا کرتے تھے اور آپ سلام کیا کرتے تھے۔ اس طرح کہ کسی سوئے ہوئے کو بیدار نہیں کیا کرتے تھے اور بیدار لوگوں کو آواز پہنچا دیا کرتے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اسی طرح سلام کیا جس طرح آپ کیا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

الفاظ اور اشارے سے سلام کرنے کا بیان

(858) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰی بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْاِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ۔

✧✧ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں سے گزرے وہاں کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے انہیں سلام کیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

857-اخرجه مسلم (2055) والترمذی (2719) والنسائی (325)

858-اخرجه ابو داؤد (5204) والترمذی (2697) وابن ماجه (3701) والبخاری (1074)

Marfat.com

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ اس صورت پر محمول ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اور اشارے دونوں سے سلام کیا۔

سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(859) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ". وَقَدْ ذُكِرَ بَعْدَهٗ.

✧✧ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو سلام میں پہل کرے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بہترین اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طریقے سے نقل کیا ہے اور یہ فرمایا ہے: یہ حدیث حسن ہے۔

(860) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ الْهُجَيْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ؛ فَاِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ.

✧✧ حضرت ابوجری ہجیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: علیک السلام یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: علیک السلام نہ کہو کیونکہ علیک السلام مردوں کو سلام کرنے کا طریقہ ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس سے پہلے یہ حدیث مفصل طور پر گزر چکی ہے۔

راوی حدیث جابر بن سلیم کے احوال کا بیان

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: یہ جابر بن سلیم ہجیمی ہیں ان کی نسبت ہجیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے ان کی کنیت ابوجری ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں البتہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔

بَابُ اٰدَابِ السَّلَامِ

باب **133**: سلام کے آداب کا بیان

سوار کو پیدل شخص کو سلام کرنے کا بیان

(861) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ

860- کتاب اللباس میں تخریج گزر چکی

861- اخرجہ احمد (3/10629) والبخاری (6231) ومسلم (2160) ابو داؤد (5198) والترمذی (2703) وابن حبان (497)

عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : "وَالصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيْرِ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: چھوٹا شخص بڑے کو سلام کرے۔

سلام میں پہل کرنے والے شخص کے قرب کا بیان

(862) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟، قَالَ: "اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالٰى" قَالَ التِّرْمِذِيُّ : "هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

✧✧ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو سلام میں پہل کرے"۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جید اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے' عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو شخص ملتے ہیں ان دونوں میں سے کسے سلام کرنا چاہئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

راوی حدیث صدی بن عجلان کے احوال کا بیان

صدی بن عجلان: یہ صدی بن وہب الباہلی ہیں۔ ان کی کنیت ابوامامہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل تھے۔ انہوں نے شام میں رہائش اختیار کی اور حمص کی سرزمین پر ۸۱ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۵۰ احادیث نقل کی ہیں۔

862- اخرجه ابو داؤد (5197) الترمذی (2703)

Marfat.com

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ تَکَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلٰی قُرْبٍ بِأَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ، أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

باب 134: سلام کی تکرار مستحب ہے اس شخص کے لئے جس سے دوبارہ ملاقات ہو خواہ جلدی ہو جائے یعنی وہ اندر جائے اور پھر باہر آ جائے یا وہ تھوڑی دیر پہلے اندر گیا ہو یا ان دونوں کے درمیان درخت یا کوئی اور چیز آڑ بن گئی ہو

نماز ادا کرنے کے بعد سلام کرنے کا بیان

(863) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ الْمُسِيءِ صَلَاتَهُ: أَنَّهُ جَآءَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: "ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں غلطی کرنیوالے کی حدیث میں یہ بات روایت کرتے ہیں۔ وہ آیا اس نے نماز ادا کی پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی وہ واپس گیا۔ اس نے نماز ادا کی پھر آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ یہاں تک کہ اس نے ایسا تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ)

درخت کے درمیان میں آ جانے کے بعد بھی سلام کرنے کا بیان

(864) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ، أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت یا پتھر آ جائے اور وہ پھر اسے ملے تو پھر اسے سلام کرے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

باب 135: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو اس کے لئے سلام کرنا مستحب ہے

863- اخرجه البخاری (757) و مسلم (397) وابو داؤد (856) والنسائی (883) وابن ماجه (1060) والترمذی (303) وابن حبان (1890) وابن خزيمة (590) والبيهقی (122/2)

864- اخرجه ابو داؤد (5200)

Marfat.com

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ﴾ (النور : 61) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا ہے جو برکت والی ہے اور پاکیزہ ہے"۔

گھر میں سلام کرنے کے سبب برکت کا بیان

(865) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَا بُنَيَّ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ، فَسَلِّمْ، يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ، وعلى اَهْلِ بَيْتِكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کرو یہ تمہارے لیے برکت کا باعث ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی برکت کا باعث ہوگا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب **136**: بچوں کو سلام کرنا

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

(866) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے' وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا اور یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

865-اخرجه الترمذی (2707)

866-اخرجه البخاری (6247) و مسلم (2168) والترمذی (2705) والنسائی (330) و ابو داؤد (5202) وابن ماجه (3700) وابن حبان (459) والدارمی (276/2)

Marfat.com

بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهٖ وَعَلٰى اَجْنَبِيَّةٍ وَاَجْنَبِيَّاتٍ لَّا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

باب 137: آدمی کا اپنی بیوی کو یا عورت کا اپنے محرم رشتے دار کو یا اجنبی عورت کو یا اجنبی عورتوں کو سلام کرنا جبکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو اسی طرح ان خواتین کا اسی شرط کے ہمراہ سلام کرنا

(867) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ فِيْنَا امْرَاَةٌ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ - تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهٗ فِي الْقِدْرِ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ، فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ، وَانْصَرَفْنَا، نُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَدِّمُهٗ اِلَيْنَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَوْلُهٗ : "تُكَرْكِرُ" اَيْ : تَطْحَنُ .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمارے درمیان ایک خاتون تھیں' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' ہمارے درمیان ایک بوڑھی عورت تھی جو چقندر کی شاخیں لے لیا کرتی تھی اور انہیں ہنڈیا میں ڈال دیتی تھی اور اس میں کچھ جو کے دانے پیس کر ڈال دیتی تھی۔ جب ہم جمعہ پڑھ کر واپس آتے تھے تو اسے سلام کیا کرتے تھے تو وہ کھانا ہمارے آگے رکھ دیا کرتی تھی۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

"تکر کر" یعنی وہ اسے پیس لیتی تھی۔

(868) وَعَنْ اُمِّ هَانِـىءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِيْ طَالِب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ . . . وَذَكَرَتِ الْحَدِيْثَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت سیدہ اُم ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اس وقت غسل کر رہے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس پردہ تان رکھا تھا۔ میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

(869) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"،

867- اخرجه البخاری (938) وابو داؤد (1086) والترمذی (525) وابن حبان (5307) وابن ابی شیبة (106/2) وابن ماجه (1099) والطبرانی (5787) والبیهقی (241/3)

868- احمد (10/26962) والبخاری (280) ومسلم (336) والنسائی (225) وابن ماجه (460)

869- اخرجه احمد (7621) ومسلم (2167) ابو داؤد (5205) والترمذی (1602) والبخاری (1103) وابن حبان (500) وعبد الرزاق (19457) والبیهقی (203/9)

وَهٰذَا لَفْظُ اَبِی دَاوٗدَ ـ وَلَفْظُ التِّرمِذِیُّ :

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰی بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ.

✧✧ سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ہمارے کچھ خواتین کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ حدیث کے یہ الفاظ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

ترمذی کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک دن مسجد میں سے گزرے وہاں کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ نے اپنے ہاتھ کے (اشارے کے) ذریعے انہیں سلام کیا۔

بَابُ تَحْرِيْمِ ابْتِدَائِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيْهِمْ مُّسْلِمُوْنَ وَكُفَّارٌ

باب 138: کافر کو پہلے سلام کرنا حرام ہے اور انہیں جواب کیسے دیا جائے گا جس محفل میں مسلمان اور کفار موجود ہوں انہیں سلام کرنا مستحب ہے

غیر مسلموں کو سلام کرنے میں ممانعت کا بیان

(870) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَبْدَاُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام میں پہل نہ کرو جب تمہارا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ راستے میں سامنا ہو تو انہیں زیادہ تنگ راستے پر جانے پر مجبور کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو۔ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تم ان کو السلام علیکم نہ کہو کیونکہ سلام میں پہل کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے جس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیرو ہوں اور مسلمان ہیں اس اعزاز کا استحقاق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا جو دین دشمن اور اللہ کے باغی ہیں اسی طرح ان باغیوں اور دشمنوں کے ساتھ سلام اور اس جیسی

870- اخرجه احمد (3/7621) و مسلم (2167) وابو داؤد (5205) والترمذی (1602) والبخاری (1103) وابن حبان (500) و عبدالرزاق (19457) والبیهقی (203/9)

Marfat.com

دوسری چیزوں کے ذریعہ الفت ومحبت کے مراسم کو قائم کرنا بھی جائز نہیں ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ آیت (لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ)۔ ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں۔ ہاں اگر وہ لوگ سلام میں خود پہل کریں اور السلام علیک یا السلام علیکم کہیں تو اس کے جواب میں صرف علیک یا علیکم کہہ دیا جائے۔

اور علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ غیر مسلم کے جواب میں ھداک اللہ کہا جائے نیز بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی ضرورت ومجبوری کی بناء پر یہود ونصاری کے ساتھ سلام میں پہل کرنی جائز ہے اور یہی حکم ان مسلمانوں کا بھی ہے جو بدعت اور فسق میں مبتلا ہوں۔ اسلامی سلطنت میں رہنے والے کسی مسلمان نے کسی اجنبی کو سلام کیا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہے تو اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ اپنے سلام کو واپس کرنے کا مطالبہ کرے یعنی یوں کہے کہ اسرجعت سلامی میں اپنے سلام کو واپس کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہود ونصاری جو دین کے دشمن ہیں اور اپنے مکر وفریب کی طاقتوں کے ذریعہ اللہ کے جھنڈے کو سرنگوں کرنا چاہتے ہیں اس سلوک کے مستحق ہیں کہ جب وہ راستہ میں ملیں تو ان پر اتنا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ یکسو ہو کر گزرنے پر مجبور ہو جائیں اور ان پر راستہ تنگ ہو جائے تاکہ اسلام کی عظمت وشوکت اور مسلمانوں کا دبدبہ ظاہر ہو۔ مشکوۃ کے بعض حواشی میں یہ مطلب لکھا ہے کہ ان کو یہ حکم دو کہ وہ ایک طرف ہو جائیں اور کنارے پر چلیں تاکہ راستے کا درمیانی حصہ مسلمانوں کی آمد ورفت کے لئے مخصوص رہے۔

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں صرف علیک کہنے کا بیان

(871) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم جواب میں "وعلیکم" کہو۔

شرح

پہلی روایت میں لفظ فقل اور وعلیک بصیغہ مفرد ہے اور اس روایت میں فقولوا اور وعلیکم بصیغہ جمع ہے اسی طرح اور روایتوں میں وعلیک اور وعلیکم واؤ کے ساتھ اور بغیر واؤ کے دونوں طرح منقول ہے مشکوۃ کے مؤلف نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس میں ان دونوں کو واؤ کے ساتھ نقل کیا ہے موطا کی روایت میں علیک بغیر واؤ کے اور دار قطنی کی روایت میں علیکم بغیر واؤ کے منقول ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ صحیح اور مختار قول یہ ہے کہ مذکورہ لوگوں کے سلام کے جواب میں یہ لفظ بغیر واؤ کے یعنی علیک یا علیکم

871- اخرجه البخاری (6258) و مسلم (2163) وابو داؤد (5207) والترمذی (3301) وابن حبان (503) والنسائی (386) والطیالسی (2069) واحمد (4/11948)

Marfat.com

ہی کہا جائے تاکہ اس چیز میں مشارکت لازم نہ آئے جوان کی زبان سے ادا ہوتی ہے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس لفظ کا مطلب یہ ہوگا کہ جس موت کو برا سمجھ کر گویا ہمیں اس کی بدعا دے رہے ہو اس میں ہم اور تم برابر ہیں کہ ہم سب ہی کو موت یعنی مرنا ہے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ حرف واؤ یہاں مشارکت کے نہیں ہے بلکہ استیناف کے لئے ہے اس صورت میں یہ لفظ مفہوم کے اعتبار سے اس جملہ کا قائم مقام ہوگا کہ وعلیکم ماتستحقونہ من الذم۔ اور تجھ پر وہ برائی پڑے جس کا تو مستحق ہے) تاہم یہ بات واضح رہے کہ یہ لفظ احادیث میں چونکہ دونوں طرح منقول ہے کہ بعض روایتوں میں واؤ کے ساتھ اور بعض روایتوں میں بغیر واؤ کے، اس لئے اس سلسلے میں درست بات یہ ہے کہ دونوں طرح کہنا جائز ہے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا جائے لیکن وعلیکم السلام نہ کہا جائے یعنی جواب دینے والا نہ تو علیکم السلام کہے اور نہ علیک السلام بلکہ صرف وعلیکم یا علیک کہے بلکہ وعلیکم بھی اس صورت میں کہے جب وہ ایک سے زائد ہوں اگر ایک ہی ہو تو علیکم نہ کہے۔ کیوں کہ اس طرح اس کی تعظیم وتوقیر لازم آئے گی۔

ملت مختلفہ کی اجتماعی مجلس میں سلام کہنے کا بیان

(872) وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی مَجْلِسٍ فِیْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ - عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ - وَالْیَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

✧✧ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک محفل کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین جو بتوں کے پجاری تھے اور یہودی موجود تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا۔ (متفق علیہ)

شرح

امام نووی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایسی جماعت کے پاس سے گزرے یا کسی ایسی مجلس میں پہنچے جس میں مسلمان بھی ہوں اور غیر مسلم بھی اور مسلمان خواہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں تو مسنون یہ ہے کہ مسلمانوں یا مسلمان کا قصد کر کے پوری جماعت کو سلام کرے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت میں چاہے تو السلام علیکم کہے اور نیت یہ رکھے کہ اس سلام کے اصل مخاطب مسلمان ہیں اور چاہے یوں کہے۔ آیت (السلام علی من اتبع الھدی)، نیز علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر کسی مشرک وغیر مسلم کو خط لکھا جائے تو مسنون یہ ہے کہ مکتوب الیہ کو السلام علیکم لکھنے کی بجائے وہی الفاظ لکھے جو آنحضرت نے ہرقل روم کے بادشاہ کو لکھے تھے۔ آیت (سلام علی من اتبع الھدی)۔

872- بخاری (4566) مسلم (1798) نسائی فی المغازی' ترمذی فی الاستیذان' (اطراف مزی)

Marfat.com

بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهُ أَوْ جَلِيسَهُ

باب 139: جب کوئی شخص محفل سے کھڑا ہو یا اپنے ساتھی یا ساتھیوں سے جدا ہونے لگے تو سلام کرنا مستحب ہے

مجلس سے رخصت ہوتے وقت سلام کرنے کا بیان

(873) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی محفل میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھنے لگے تو پھر سلام کرے کیونکہ پہلا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

جب کھڑا ہوگا مطلب یہ ہے کہ مجلس میں بیٹھنے کے بعد جب وہاں سے واپس ہونے کے لئے کھڑا ہو اور زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کرے خواہ مجلس میں بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو بہرحال حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رخصت ہوتے وقت بھی سلام کرنا سنت ہے جیسا کہ ملاقات کے وقت کا سلام سنت ہے اسی طرح ان دونوں ہی سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن بعض محققین نے لکھا ہے کہ رخصت ہوتے وقت کا سلام اور اس کا جواب مستحب ہے۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهِ

باب 140: اجازت طلب کرنا اور اس کے آداب کا بیان

گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ (النور: 27)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! ایسے گھروں میں جو تمہارے گھر نہ ہوں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو (اور اجازت لیتے ہوئے) انہیں سلام نہ کرو"۔

اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ گھر والوں سے اجازت

873- اخرجه احمد (3/7145) و ابو داؤد (5208) والترمذی (2715) والنسائی (10200) و ابن حبان (494)

Marfat.com

حاصل نہ کرلو اور ان کو سلام نہ کرلو۔ اس بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ دروازے پر کھڑے ہو کر اہل خانہ کو مخاطب کر کے یوں کہا جائے کہ السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَإِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ (النور : 59) .

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو وہ بھی اجازت مانگیں، جیسے اُن سے پہلے والے (یعنی بڑے) اجازت مانگتے ہیں''۔

تین بار اجازت کے بعد واپس ہونے کا بیان

(874) عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین مرتبہ اجازت مانگی جائیگی اگر تمہیں اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ۔ (متفق علیہ)

شرح

شرعی ادب بیان ہو رہا ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو، جب اجازت ملے، جاؤ پہلے سلام کرو، اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو۔ تین مرتبہ اجازت چاہو اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تین دفعہ اجازت مانگی، جب کوئی نہ بولا تو آپ واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت عمر نے لوگوں سے کہا! دیکھو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ آنا چاہتے ہیں، انہیں بلا لو، لوگ گئے، دیکھا تو وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ دوبارہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ واپس کیوں چلے گئے تھے؟ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دفعہ اجازت چاہنے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے تین بار اجازت چاہی جب جواب نہ آیا تو میں اس حدیث پر عمل کر کے واپس لوٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر کسی گواہ کو پیش کرو ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ آپ وہاں سے اٹھ کر انصار کے ایک مجمع میں پہنچے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا اور فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سنا ہو تو میرے ساتھ چل کر عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دے۔ انصار نے کہا یہ مسئلہ تو عام ہے بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ہم سب نے سنا ہے، ہم اپنے سب سے نوعمر لڑکے کو تیرے ساتھ کر دیتے ہیں، یہی گواہی دے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ

874- اخرجه مالك (1797) احمد (4/11029) والبخاری (6648) ومسلم (2153) وابو داؤد (5180) والترمذی (2699) وابن ماجه (3706) وابن حبان (5810) والطیالسی (2164) وعبدالرزاق (19423) والبیهقی (339/8)

Marfat.com

وسلم سے یہی سنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت افسوس کرنے لگے کہ بازاروں کے لین دین نے مجھے اس مسئلہ سے غافل رکھا۔

اجازت لیکر گھر میں داخل ہونے کا بیان

(875) وَعَنْ سهلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّمَا جُعِلَ الْاسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اجازت لینے کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تاکہ (گھر میں موجود افراد پر) نگاہ نہ پڑے۔ (متفق علیہ)

گھر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنے کا بیان

(876) وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بيتٍ، فَقَالَ: ءَ اَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ: "اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهٗ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُلُ؟" فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدخلَ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

✧✧ حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے ہمیں یہ بات بتائی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ اس وقت گھر میں موجود تھے۔ انہوں نے دریافت کیا' کیا میں اندر آ جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے کہا تم باہر اس کے پاس جاؤ اور اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاؤ اور اسے بتاؤ کہ تم کہو 'السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ اس شخص نے یہ بات سن لی' تو وہ بولا السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو وہ اندر آ گیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

سلام کے بغیر آنے والے کو اجازت نہ دینے کا بیان

(877) عَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِرْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَاَدْخُلُ؟"

875- بخاری' مسلم' ابو داؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' عبد الرزاق 19431' دارمی 197/2' ابن ابی شیبہ 756' بخاری اذب مفرد 1070' طبرانی 5663' بیہقی 338/8

876-اخرجہ ابو داؤد (5177) و اسنادہ صحیح

877-صحیح الاسناد اخرجہ احمد (5/15425) و ابو داؤد (5176) والترمذی (2719) والنسائی (4/6735)

Marfat.com

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں اندر آیا اور میں نے سلام نہیں کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ اور کہو السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام سے پہل نہ کرے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دو۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 611)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آنا چاہے لیکن وہ سلام کے ذریعہ اندر آنے کی اجازت طلب نہ کرے یا تمہارے پاس پہنچ کر تمہیں سلام نہ کرے تو اس کو اپنے پاس آنے یا اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت نہ دو بلکہ اس سے کہو کہ وہ دروازے پر واپس جا کر پہلے سلام کرے اور پھر اجازت پانے پر اندر آئے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيْلَ لِلْمُسْتَاذِنِ: مَنْ أَنْتَ؟ أَنْ يَّقُوْلَ: فُلَانٌ، فَيُسَمِّيْ نَفْسَهُ بِمَا يُعْرَفُ بِهِ مِنْ اِسْمٍ أَوْ كُنْيَةٍ وَّكَرَاهَةِ قَوْلِهِ: "أَنَا" وَنَحْوِهَا

باب 141: اس بات کی وضاحت: سنت یہ ہے' جب اجازت دینے والا شخص دریافت کرے کہ کون ہے؟ تو آدمی جواب دے کہ فلاں ہوں' یعنی اپنا نام بتائے جس کے ذریعے اس کی پہچان ہو یا جس کنیت کے ذریعے اس کی پہچان ہوتی ہو (وہ بیان کرے) اور "میں ہوں" کہنا مکروہ ہے

(878) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمَشْهُوْرِ فِي الْإِسْرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثُمَّ صَعِدَ بِيْ جِبْرِيْلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، ثُمَّ صَعِدَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ وَّالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَائِرِهِنَّ وَيُقَالُ فِيْ بَابِ كُلِّ سَمَاءٍ: مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: جِبْرِيْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی مشہور حدیث میں جو شب معراج کے بارے میں ہے' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر جبریل مجھے ساتھ لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اس کا دروازہ کھلوایا تو دریافت کیا گیا کون ہے۔ انہوں نے جواب

878- اخرجه احمد (6/17850) والبخاری (3207) ومسلم (164) والنسائی (774) وابن حبان (48) وابو عوانة (120/1) والبیهقی (377/2)

Marfat.com

دیا: جبریل! دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد (ﷺ)! پھر وہ مجھے ساتھ لے کر دوسرے آسمان پر چڑھے اور اس کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو دریافت کیا گیا کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جبریل دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ حضرت محمد (ﷺ) اسی طرح تیسرے، چوتھے اور تمام آسمانوں پر ہر آسمان کے دروازے پر یہی پوچھا گیا کہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا: جبریل (متفق علیہ)

(879) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ لَیْلَةً مِّنَ اللَّیَالِیْ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَحْدَهٗ، فَجَعَلْتُ اَمْشِیْ فِیْ ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِیْ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ: اَبُوْ ذَرٍّ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک رات میں باہر نکلا تو نبی اکرم ﷺ تنہا چل رہے تھے میں نے چاند کے سائے میں چلنا شروع کر دیا۔ آپ نے مڑ کر مجھے دیکھا اور فرمایا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: ابوذر (متفق علیہ)

(880) وَعَنْ اُمِّ هَانِیءٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذِهٖ؟" فَقُلْتُ: اَنَا اُمُّ هَانِیءٍ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ اس وقت غسل کر رہے تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ تانا ہوا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ام ہانی ہوں۔

(متفق علیہ)

دستک دینے والے کا اپنا نام بتانے کا بیان

(881) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ: اَنَا، فَقَالَ: "اَنَا، اَنَا!" کَاَنَّهٗ کَرِهَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے دریافت کیا کون ہے۔ میں نے عرض کی: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ہوں' میں ہوں' گویا آپ نے اس بات کو ناپسند کیا۔ (متفق علیہ)

879- بخاری فی الاستقراض والاستیذان' مسلم فی الزکاۃ' ترمذی فی الایمان' نسائی فی الیوم واللیلہ

880- احمد (10/26962) والبخاری (280) ومسلم (336) والنسائی (225) وابن ماجہ (460)

881- اخرجہ احمد (5/14446) والبخاری (6250) ومسلم (2155) وابو داؤد (5187) والترمذی (2711) والنسائی (6/10160) وابن ماجہ (3709) وابن حبان (5808) والبیہقی (340/8)

Marfat.com

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيتِهِ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

باب 142: چھینکنے والے کو جواب دینا جب اس نے اللہ کی حمد بیان کی ہو مستحب ہے اور جب اس نے حمد نہ بیان کی ہو تو اس وقت جواب دینا مکروہ ہے، چھینکنے کا جواب دینے کے آداب کا بیان اور جماہی وغیرہ کا حکم

چھینک والے کا اللہ کی حمد کرنے کا بیان

(882) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطٰنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے تو جب کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو ہر مسلمان پر لازم ہے جس نے اس حمد کو سنا ہو کہ وہ اسے جواب میں کہے۔ یرحمك الله (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) جہاں تک جماہی کا تعلق ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تو جب کسی شخص کو جماہی آئے جہاں تک ہو سکے وہ اسے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ جب کوئی شخص جماہی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

چھینکتے وقت منہ کو ڈھانپ کر چھینک لینے کا بیان

(883) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

✧✧ انہی سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ کہے اور اس کا بھائی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس کا ساتھی "یرحمك الله" کہے جب وہ اسے "یرحمك الله" کہے تو پہلے شخص کو یہ کہنا چاہئے۔ "يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور تمہارے

882-اخرجه احمد (3/7602) والبخاری (3289) وابو داؤد (5028) والنسائی (214) وابن حبان (598) والطیالسی (2315) والبخاری (928) والحاکم (4/7683)

883-اخرجه البخاری (6224)

معاملات درست کرے)۔

شرح

چھینکتے وقت چہرے کو ڈھانک لینا اور بلند آواز سے نہ چھینکنا، یہ دونوں چیزیں تہذیب و شائستگی کی علامت بھی ہیں اور آداب شریعت کا تقاضہ بھی کیونکہ ایک تو چھینک کے ذریعہ عام طور پر دماغ کا فضلہ وبلغم وغیرہ ناک یا منہ سے نکل پڑتا ہے دوسرے چھینکتے وقت چہرہ کی ہیبت بگر جاتی ہے اس لئے چہرے کو ڈھانک لینا چاہیے اسی طرح زیادہ زوردار آواز کے ساتھ چھینکنے کی صورت میں بسا اوقات لوگ چونک اٹھتے ہیں اور ویسے بھی زیادہ بلند آواز اور بے ساختہ آواز کے ساتھ چھینکنا طبیعت کی سلامتی اور وقار کے خلاف سمجھا جاتا ہے لہٰذا ہلکی آواز کے ساتھ چھینکنا حسن ادب سمجھا گیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ چھینکنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنی چھینک کو پست رکھے اور الحمدللہ بلند آواز میں کہے تاکہ لوگ سن کر جواب دیں۔

(884) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو تم اسے جواب دو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہ کرے تو تم اسے جواب نہ دو۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(885) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ، فَقَالَ الَّذِیْ لَمْ یُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهٗ، وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ؟ فَقَالَ: "هٰذَا حَمِدَ اللّٰہِ، وَاِنَّکَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰہَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے چھینکا۔ آپ نے ان میں سے ایک کو جواب دیا: اور دوسرے کو جواب نہیں دیا جس کو آپ نے جواب نہیں دیا تھا اس نے عرض کی: فلاں شخص نے چھینکا تو آپ نے اسے جواب دے دیا۔ جب میں نے چھینکا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی اور تم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں کی تھی۔

چھینکتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینے کا بیان

(886) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ

884-اخرجه احمد (7/19716) و مسلم (2992)

885-اخرجه احمد (4/11962) والبخاری (2621) و مسلم (2991) و ابو داؤد (5039) وابن حبان (600) والطیالسی (2052) وابن ماجه (3713) و عبدالرزاق (19678) والدارمی (283/2) والحمیدی (1208)

886-اخرجه ابو داؤد (5029) والترمذی (2745) واسناده حسن

Marfat.com

وَضَعَ يَدَهُ اَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيْهِ، وَخَفَضَ اَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ . شَكَّ الرَّاوِىْ .
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تھے تو آپ اپنا ہاتھ یا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے تھے اور آواز کو پست کر دیتے تھے۔

راوی کو شک ہے' اس میں لفظ "خَفَضَ" اور "غَضَّ" میں سے کون سا استعمال ہوا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا بیان

(887) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْجُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ : يَرْحَمُكُمُ اللّٰهِ، فَيَقُوْلُ : "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ"
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینک مارا کرتے تھے۔ انہیں یہ آرزو ہوتی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ کہیں: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے' لیکن آپ یہ کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملات کو ٹھیک کر دے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو چاہیے کہ وہ یوں کہے الحمدللہ علی کل حال۔ یعنی ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے اور وہ شخص جو اس کا جواب دے اس کو یوں چاہیے یرحمک اللہ اور پھر اس کے جواب میں چھینکنے والے کو یوں کہنا چاہیے، **یھدیکم اللہ ویصلح بالکم**، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے اور تمہارے دل یا تمہارے احوال کو درست فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 678)

جمائی کے وقت منہ کر بند رکھنے کی کوشش کا بیان

(888) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِيْهِ ؛ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو جماہی آئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔

887- اخرجه احمد (6/19603) وابو داؤد (5038) والترمذی (2739) والنسائی (233)

888- مسلم (2995)' احمد (4/11889)' ابو داؤد مگر اس میں الفاظ کا ذرا سا فرق ہے' ابن ماجه

Marfat.com

شرح

منہ میں شیطان گھسنے سے مراد یا تو حقیقتاً گھسنا ہے یا مراد یہ ہے کہ جو شخص جمائی کے وقت اپنے منہ کو بند نہیں رکھتا شیطان اس پر اثر انداز ہونے اور اس کو وساوس واوہام میں مبتلا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفْقَةً وَّمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَّكَرَاهِيَةِ الْاِنْحِنَاءِ

باب 143: ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور خندہ پیشانی کا مستحب ہونا

کسی شخص کا کسی نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا' اپنی اولاد پر شفقت کا اظہار کرتے ہوئے اسے بوسہ دینا' سفر سے آنے والے شخص کے گلے ملنا مستحب ہے اور جھکنا مکروہ ہے۔

مصافحہ کرنے کا بیان

(889) عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

✧✧ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں مصافحے کا رواج تھا انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(890) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَآءَكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ" وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اہل یمن آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔

(راوی کہتے ہیں) یہ وہ پہلے لوگ تھے جو مصافحہ کی رسم لے کر آئے تھے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

شرح

باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے نیز دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہیے محض ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا غیر مسنون ہے۔ صلوۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اپنا ہاتھ بھی دے یعنی مصافحہ کے لئے ہاتھ دینا سنت ہے لیکن مصافحہ کا یہ طریقہ ملحوظ رہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھے محض انگلیوں کے سروں کو پکڑنے پر اکتفا نہ کرے کیوں کہ محض انگلیوں کے سروں کو پکڑنا مصافحہ کا ایسا طریقہ ہے جس کو بدعت کہا گیا ہے۔

889-اخرجه البخاری (2663) 890-اخرجه ابو داؤد (5213)

Marfat.com

معانقہ یعنی ایک دوسرے کو سینے سے لگانا مشروع ہے خاص طور سے اس وقت جب کہ کوئی شخص سفر سے آیا ہو جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کی حدیث منقول ہے کہ لیکن اس کی اجازت اسی صورت میں ہے جب کہ اس کی وجہ سے کسی برائی میں مبتلا ہو جانے یا کسی شک وشبہ کے پیدا ہو جانے کا خوف نہ ہو۔

بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ معانقہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ جسم پر کپڑے نہ ہوں بدن پر قمیص وجبہ وغیرہ ہونے کی صورت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ بالا اتفاق جائز ہے۔ تقبیل یعنی ہاتھ یا پیشانی وغیرہ چومنا بھی جائز ہے بلکہ بزرگان دین اور متبعین سنت علماء کے ہاتھ پر بوسہ دینے کو بعض حضرات نے مستحب کہا ہے لیکن مصافحہ کے بعد خود اپنا ہاتھ چومنا کچھ اصل نہیں رکھتا بلکہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے اور مکروہ ہے۔ امرائے سلطنت اور علماء مشائخ کے سامنے زمین بوسی کرنا حرام ہے زمین بوسی کرنے والا اس زمین بوسی پر راضی ہونے والا دونوں ہی گناہگار ہوتے ہیں۔

فقیہ ابوجعفر کہتے ہیں کہ سلطان وحاکم کے سامنے زمین بوسی اور سجدہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کی زمین بوسی وسجدہ عبادت کی نیت نہ ہونے کی صورت میں بھی کافر ہو جاتا ہے واضح رہے کہ اکثر علماء کے نزدیک زمین بوسی کرنا، زمین پر ماتھا ٹیکنے یا رخسارہ رکھنے سے ہلکا فعل ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی عالم یا سلطان وحاکم کے ہاتھ کو چومنا ان کے علم وانصاف کی بناء پر اور دین کے اعزاز واکرام کے جذبہ سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر ان کے ہاتھ چومنے کا تعلق کسی دنیاوی غرض ومنفعت سے ہو تو سخت مکروہ ہوگا اگر کوئی شخص کسی عالم یا کسی بزرگ سے اس کا پیر چومنے کی درخواست کرے تو اس کو ہرگز نہیں ماننا چاہیے بچوں کو بوسہ سے پیار کرنے کی اجازت ہے اگرچہ غیر کا بچہ ہو بلکہ وہاں طفل پر بوسہ دینا مسنون ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جو بوسہ شرعی طور پر جائز ہے اس کی پانچ صورتیں ہیں ایک تو مودت ومحبت کا بوسہ جیسے والدین کا اپنے بچہ کے رخسار کو چومنا، دوسرے احترام واکرام اور رحمت کا بوسہ، جیسے اولاد کا اپنے والدین کے سر پر بوسہ دینا، تیسرے جنسی جذبات کے تحت بوسہ دینا جیسے شوہر کا بیوی کے چہرہ پر بوسہ لینا، چوتھے تحیۃ سلام کا بوسہ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ چومنا اور پانچویں وہ بوسہ جو بہن اپنے بھائی کی پیشانی کا لیتی ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ اور چہرہ کا بوسہ دینا مکروہ ہے بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے بچے کا بوسہ لینا واجب ہے۔ امام نووی نے یہ لکھا ہے کہ شوہر بیوی کے علاوہ کسی اور جنسی جذبات کے تحت بوسہ لینا بالا تفاق حرام ہے خواہ وہ باپ ہو یا کوئی اور دوسرا۔

دو مسلمانوں کا باہمی مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

(891) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب بھی دو مسلمان ملتے ہیں اور وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

891-اخرجه احمد (6/18572) و ابو داؤد (5212) والترمذی (2727) وابن ماجه (3703)

Marfat.com

شرح

حکیم ترمذی اور ابوالشیخ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ان میں ایک اپنے دوسرے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے وہ مسلمان اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے جو کشادہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ اپنے دوسرے ساتھی سے ملتا ہے اور پھر جب دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سو رحمتیں نازل کرتا ہے نوے رحمتیں تو اس پر جس نے پہل کی اور دس رحمتیں اس پر جس سے مصافحہ کیا ہے۔

تعظیم کے طور پر جھک کر مصافحہ کرنے کا بیان

(892) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ، اَوْ صَدِيْقَهٗ، اَيَنْحَنِيْ لَهٗ؟ قَالَ: "لَا". قَالَ: اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ؟ قَالَ: "لَا" قَالَ: فَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ؟ قَالَ: "نَعَمْ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ایک شخص اپنے بھائی سے ملتا ہے یا دوست سے ملتا ہے تو کیا وہ اس کے سامنے جھکے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس نے دریافت کیا: کیا وہ اسے گلے لگا کر اسے بوسہ دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس نے دریافت کیا کیا وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس سے مصافحہ کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے وقت جھکنا، جیسا کہ کچھ لوگوں کا معمول ہے اور بعض جگہوں پر اس کا رواج ہے، خلاف سنت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس بنا پر ناپسند فرمایا کہ یہ چیز رکوع کے حکم میں ہے اور رکوع اللہ کی عبادت ہے۔ یحییٰ نے محی السنۃ سے نقل کیا ہے کہ سلام کے وقت پیٹھ جھکانا مکروہ ہے کیوں کہ اس کی ممانعت میں صحیح حدیث منقول ہے اور اگرچہ بعض اہل علم وصلاح نے اس کو اختیار کیا ہے لیکن ان کا فعل ہرگز قابل اعتبار واعتماد نہیں ہے۔ مطالب المومنین میں حضرت شیخ ابومنصور ماتریدی سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے سامنے زمین بوسی کرے یا اس کے آگے پیٹھ جھکائے تو اس کی وجہ سے کافر نہیں ہوگا البتہ گناہگار ہوگا کیونکہ کسی کے آگے زمین بوسی کرنا یا جھکنا تعظیم کی خاطر ہوتا ہے نہ کہ عبادت کی نیت سے (اگر کوئی شخص عبادت کی نیت سے اس طرح کا فعل کرے گا تو وہ یقیناً کافر ہو جائے گا)۔ بعض مشائخ نے اس فعل جھکنے کی ممانعت کو بڑی شدت اور سختی کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ کاد الانحناء ان یکون کفرا یعنی جھکنا کفر کے نزدیک پہنچا دیتا ہے۔ جو حضرات معانقہ وتقبیل یعنی گلے لگانا اور ہاتھ وغیرہ چومنے کو مکروہ کہتے ہیں جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد سے منقول ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں تاہم جو حضرات ان چیزوں کی کراہت کے قائل نہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ معانقہ وتقبیل مکروہ ہے جو تملق یعنی

892- اخرجه احمد (6/18114) والترمذي (2742) والنسائي (4089) وابن ماجه (3705)

Marfat.com

بیجا خوشامد اور تعظیم کے طور پر ہو یا جس معانقہ وتقبیل سے کسی برائی میں مبتلا ہو جانے یا شک وشبہ کے پیدا ہو جانے کو خوف ہو ورنہ اس صورت میں گلے لگنا اور ہاتھ وغیرہ چومنا جائز ہے جب کسی کو رخصت کیا جائے یا کوئی سفر سے آئے یا کسی سے بہت دنوں کے بعد ملاقات نصیب ہوئی ہو اور یا بوجہ اللہ کسی کی محبت کا غلبہ اس کا متقاضی ہو۔

نبی کریم ﷺ کے قدمین شریفین کو بوسہ دینے کا بیان

(893) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ . . . فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهِ: فَقَبَّلَا يَدَهُ وَرِجْلَهُ، وَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ .

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ .

✧✧ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا میرے ساتھ ان نبی کے پاس چلو وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں نے آپ سے نو نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا، اس کے بعد پوری حدیث ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا ہم یہ گواہی دیتے ہیں' آپ نبی ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی صحیح اسانید کے ہمراہ روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کو بوسہ دینے کا بیان

حضرت اسید بن حضیر جو انصار میں سے تھے کے بارے میں راوی کہتے ہیں کہ ایک دن اس وقت جب کہ اسید لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں جو خوش طبعی وظرافت تھی اس کے تحت لوگوں کو ہنسا رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ مذاق ان کے پہلو میں ایک لکڑی سے ٹھوکا دیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے اس ٹھوکا دینے کا بدلہ دیجیے آپ نے فرمایا کہ لو مجھ سے بدلہ لو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے جسم پر کپڑا ہے اور میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنا کرتہ اٹھا دیا اسید آپ کے پہلو سے لپٹ گئے اور پہلو پر بوسہ دینا شروع کر دیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں صرف یہی چاہتا تھا یعنی بدن مبارک پر بوسہ دینا۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 622)

حضرت اسید سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص تھے جن کے مزاج میں خوش طبعی وظرافت تھی چنانچہ ایک موقع پر جب لوگوں سے باتیں کر رہے اور ان کو ہنسا رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں لکڑی سے ٹھوکا دیا، اس سے یہ واضح ہوا کہ خوش طبعی وظرافت سے ہنسانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لینے کا مطالبہ کرنے والے کوئی دوسرے صاحب تھے، خود حضرت اسید نہیں تھے حضرت اسید تو ان کے واقع کو نقل کرنے والے ہیں۔

چنانچہ طیبی نے جامع الاصول ہی کی روایت کے پیش نظر متن حدیث کی روایت میں توجیہ وتاویل کر کے اس بات کو ظاہر کرنے کی

893- اخرجه احمد (2/5902) ابو داؤد (6247) والترمذی (1722) وابن ماجه (3704) والبیهقی (101/7)

کوشش کی ہے کہ صاحب واقعہ خود اسید نہیں ہیں بلکہ وہ محض اس واقعہ کے روای ہیں اور نہوں نے کوشش اس بنا پر کی ہے کہ حضرت اسید ایک جلیل القدر صحابی تھے ان کا تعلق اونچے درجہ کے صحابہ کے زمرہ سے تھا لہٰذا ان کی جلالت شان سے یہ مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق خود ان کی ذات سے ہو۔ واللہ اعلم۔ آنحضرت نے ان کے پہلو میں ایک لکڑی سے ٹھوکا دیا ان الفاظ کا محمول یہ ہے کہ وہ صاحب (خواہ اسید ہوں یا کوئی دوسرے صحابی) مزاح وظرافت کی پھلجھڑیاں چھوڑ رہے تھے اور اپنی باتوں سے لوگوں کو ہنسا رہے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس موقع پر خوش طبعی فرمائی اور بطور مزاح ان کے پہلو میں لکڑی سے ٹھوکا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوش طبعی وظرافت کی باتیں کرنا اور ان باتوں کو سننا مباح ہے بشرطیکہ ان کی وجہ سے کسی غیر شرعی اور ممنوع بات کا صدور نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دینے کا بیان

(894) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةً، قَالَ فِيهَا: فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک واقعے کے بارے میں فرماتے ہیں: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوئے تو ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مبارک قدموں کا بوسہ لینے کا بیان

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے چنانچہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 625)

معانقہ وبوسہ دینے کا بیان

(895) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے، نبی اکرم ﷺ اس وقت میرے ہاں موجود تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، نبی اکرم ﷺ اٹھ کر ان کی طرف گئے آپ اپنے کپڑے کو کھینچتے ہوئے گئے۔ آپ نے انہیں گلے لگایا اور ان کو بوسہ دیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

894- اخرجه احمد (2/5902) والترمذی (1722) وابن ماجه (3704) والبيهقی (101/7)

895- اخرجه الترمذی (2741) اسناده ضعیف ہیں

Marfat.com

شرح

یہ حدیث اور اسی طرح حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ معانقہ وتقبیل یعنی گلے لگانا اور پیشانی چومنا جائز ہے اور فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ سفر سے آنے والے کے ساتھ معانقہ وتقبیل بلا کراہت جائز ہے۔

خندہ پیشانی سے ملنے کا بیان

(896) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

✧✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہو۔

شرح

اگر کوئی شخص کسی سے خوش خلقی اور خوش روئی کے ساتھ ملتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے لہٰذا کسی مسلمان کا دل خوش کرنا چونکہ اچھا اور پسندیدہ ہے اس لئے یہ بھی نیک کام ہے اور اگرچہ خوش روئی کے ساتھ کسی سے ملنا کوئی عظیم الشان کام نہیں ہے مگر اسے بھی کم تر درجے کی نیکی نہ سمجھنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو (تحفہ بھیجنے یا صدقہ دینے کو) حقیر نہ جانے اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث،392)

مطلب یہ ہے کہ اپنی پڑوسن کے پاس وہ چیز جو تمہارے پاس موجود ہے بطور تحفہ وصدقہ بھیجنے کو حقیر نہ جانو، گویا تمہارے پاس جو بھی چیز موجود ہو اور جو کچھ بھی ہو سکے خواہ وہ کتنی کم تر کیوں نہ ہو اپنی پڑوسن کو بھیجتی رہا کرو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی میں ان عورتوں کو خطاب کیا گیا ہے جن کے پاس تحفہ بھیجا جائے لہٰذا اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کے تحفے کو حقیر نہ جانے بلکہ اسے برضاء رغبت قبول کرے۔ اگرچہ وہ کتنا ہی کم تر کیوں نہ ہو۔ بکری کا کھر ظاہر ہے کہ نہ تو تحفہ میں لینے دینے کے قابل ہوتا ہے اور نہ اس کو بطور صدقہ کسی کو دیا جا سکتا ہے لہٰذا کہا جائے گا یہ یہاں اسے مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ تحفے میں بھیجی جانے والی یا آنے والی چیز کتنی ہی حقیر اور کمتر کیوں نہ ہو۔ یہاں بطور خاص عورتوں کو اس لئے خطاب کیا گیا ہے کہ ان کے مزاج میں غصہ اور کم تر وحقیر چیزوں کو واپس کر دینے کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔

جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا

(897) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ

896-باب فی بیان کثرۃ طرق الخیر میں تخریج گزر چکی

رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ : اِنَّ لِیْ عَشْرَۃً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْھُمْ اَحَدًا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ !" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابس نے کہا میرے دس بچے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

بچوں پر رحم کرنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور جب اس نے صحابہ کو دیکھا کہ وہ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہیں تو کہنے لگا کہ کیا تم لوگ بچوں کو چومتے ہو؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا کہ کیا میں اس بات پر قادر ہو سکتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے دل میں سے جس رحم وشفقت کو نکال دیا ہے اس کو روک دوں۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث، 879)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ نے تمہارے دل کو رحمت وشفقت اور پیار محبت سے خالی کر دیا ہے تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ تمہارے دل میں رحم وشفقت اور محبت کا جذبہ پیدا کروں، یہ معنی اس صورت میں ہیں جب کہ لفظ ان الف کے ساتھ جیسا کہ اکثر راویوں نے نقل کیا ہے کہ اور اگر الف کے زیر کے ساتھ یعنی اِنْ ہو تو یہ معنی ہوں گے کہ میں کیا کر سکتا ہوں اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم کا جذبہ نکال دیا ہے تاہم دونوں صورتوں میں روایت کا مفہوم ایک ہی تفاوت فرق محض اعراب کی بنیاد پر ہے حدیث کا مقصد بے رحمی وبے مروتی اور سخت دلی کے خلاف نفرت کا اظہار کرنا اور اس قسم کے لوگوں کو سختی کے ساتھ متنبہ کرنا ہے نیز اس ارشاد گرامی میں اس طرح بھی اشارہ ہے کہ دلوں میں رحم وشفقت کے جذبات کا ہونا اللہ کا ایک بہترین عطیہ ہے اور اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور اگر وہ کسی شخص کے دل سے رحم وشفقت اور محبت ومروت کے جذبات کو نکال دے تو یہ پھر کسی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اس شخص کے دل کو ان جذبات کی دولت عطا کر دے۔

مصنف ومترجم وشارحین کے اچھا کلام لکھنے کا بیان

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر خاموشی اختیار کئے رہتے تھے۔ اس روایت کو بغوی نے شرح السنۃ میں نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث، 409)

مطلب یہ کہ کم گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف تھا، اگر کوئی ضروری بات کرنی ہوتی تو بولتے ورنہ خاموش رہا کرتے تھے بخاری ومسلم اور دوسرے محدثین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ **من کان یومن باللہ والیوم الاخرۃ فلیقل خیرہ ولیسکت** ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ یا تو اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ **لیتی کنت اخرس الاعن ذکر اللہ** کاش میں گونگا ہوتا، بس ذکر اللہ کی حد تک گویائی حاصل ہوتی۔

897-اخرجہ البخاری (5997) ومسلم (2318) وابو داؤد (5218) والترمذی (1918)

Marfat.com

اُستاذُالعلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

شبیر برادرز ® ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

Email: shabbirbrother786@gmail.com

Marfat.com